2

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

16

سلسلة خدمة الحديث النبوی

احادیث مبارکہ کا عظیم ترین مجموعہ

شرح السنة

تالیف:

أبو محمد الحسين بن مسعود البغوي

٤٣٣-٥١٦ھ

ترجمہ: ابوثمامہ محمد عبداللہ سلیم رحمہ اللہ تحقیق و تخریج: ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ

نظر ثانی: عبداللہ یوسف ذہبی حفظہ اللہ تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز۔ لاہور

فہرست مضامین

(6)......أَبْوَابُ النَّوَافِلِ

نوافل کے ابواب

(10)......بَابُ الْعِيدَيْنِ

نماز عیدین کا بیان

(11)......صَلَاةُ الْخُسُوفِ وَالْكُسُوفِ

(12)......صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ

(13)......كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ

نماز خسوف وکسوف کے متعلق احکام ومسائل

نماز استسقاء کا بیان

فضائلِ قرآن کی کتاب

(15)......كِتَابُ الْجَنَائِزِ | جنازے کے مسائل

(6)......أَبْوَابُ النَّوَافِلِ
نوافل کے ابواب

(1)...... بابُ السُّنَنِ الرَّوَاتِبِ
سننِ مؤکدہ کا بیان

(٨٦٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، نَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ ، نَا مُؤَمَّلٌ ، نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ ، أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاةِ الْفَجْرِ۔))

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعت (سنتیں) پڑھتا ہے، اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر کر دیا جاتا ہے۔ ظہر سے پہلے چار رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں۔''

شرح عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ ، بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَذَكَرَتْ مِثْلَ حَدِيثِ أُمِّ حَبِيبَةَ۔)) ...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص پابندی سے بارہ رکعت سنتیں پڑھتا ہے اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر کر دیا جاتا ہے۔'' بقیہ حدیث ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرح ہے۔

(صحیح، ترمذی: ٤١٤، نسائی: ٣/ ٢٦٠، ابن ماجه: ١١٤٠)

(٨٦٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ ، نَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ

---

(٨٦٦) أخرجه مسلم: ٧٢٨

(٨٦٧) أخرجه البخاري: ١١٧٢ ، ١١٧٣ ، ١١٨١ ، و مسلم: ٧٢٩

بْـنِ مُحَمَّدِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِـهِ، وَرَكْـعَتَيْـنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ۔قَالَ: وَحَـدَّثَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حِينَ يَطْلُعُ الْـفَـجْرُ، وَيُنَادِي الْمُنَادِي، قَالَ أَيُّوبُ: أُرَاهُ خَفِيفَتَيْنِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں گھر میں، عشاء کے بعد دو رکعتیں گھر میں پڑھی ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر طلوع ہونے کے بعد جب مؤذن اذان کہتا دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ جناب ایوب کہتے ہیں: میرا خیال ہے حدیث میں خَفِيْفَتَيْنِ (یعنی ہلکی) کے الفاظ بھی ہیں۔

(٨٦٨)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَـنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّـمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْـعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْـعَتَيْـنِ فِـي بَيْتِـهِ، وَبَـعْـدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ رَكْـعَتَيْنِ، وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ جمعہ کے بعد آپ گھر آ کر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(٨٦٩)۔ أَخْبَـرَنَـا الْإِمَـامُ أَبُـو عَـلِـيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الْإِسْفَرَايِينِيُّ، أَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، نَا أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، نَا هُشَيْمٌ، أَنَا خَالِدٌ......

عَـنْ عَبْـدِ الـلَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلت عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جناب عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ

(٨٦٨) أخرجه البخاري: ٩٣٧، ١١٦٥، ومسلم: ٧٢٩، ٨٨٢

(٨٦٩) أخرجه مسلم: ٧٣٠

مِـنَ التَّطَوُّعِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَـعًا فِي بَيْتِي، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُـمَّ يَـرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَـلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِهِمُ الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَدْخُلُ فِي بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُـصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ، وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلا طَوِيلا قَائِمًا، وَلَيْلا طَوِيلا جَـالِسًـا، فَـإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُـوَ قَـائِـمٌ، وَإِذَا قَـرَأَ وَهُـوَ قَـاعِدٌ، رَكَعَ وَسَـجَـدَ وَهُـوَ قَاعِدٌ، وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَـلَّـى رَكْـعَتَيْنِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلاةَ الْفَجْرِ۔

ﷺ کی نفلی نماز کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں میرے گھر میں پڑھتے، پھر جا کر لوگوں کو نماز ظہر پڑھاتے، گھر واپس آ کر دو رکعتیں پڑھتے اور لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا کر میرے حجرے میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں ادا فرماتے، اسی طرح لوگوں کو نماز عشاء پڑھا کر میرے گھر آتے اور دو رکعتیں پڑھتے، اور آپ رات کی نماز (تہجد) وتروں سمیت نو رکعتیں پڑھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ رات کا ایک طویل حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور رات کا ایک طویل حصہ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب نبی ﷺ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھ کر کرتے۔ اور جب فجر طلوع ہوتی تو دو رکعتیں پڑھتے، پھر لوگوں کو نماز فجر پڑھانے کے لئے تشریف لے جاتے۔

(٨٧٠)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو مُـحَـمَّـدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ......

عَـنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَـالَـتْ: كَـانَ يُـصَـلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَـعْـدَهَـا رَكْـعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ ثِنْتَيْنِ، وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَقَبْلَ الْفَجْرِ ثِنْتَيْنِ۔

جناب عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز (نفلی) کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

---

(٨٧٠) صحيح ......أخرجه الترمذى: ٤٣٦

(۸۷۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُسَدَّدٌ، نَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

(۸۷۲)۔ قَالَ الشَّيْخُ الإِمَامُ: وَقَدْ صَحَّ عَنْ عَلِيٍّ، كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔

شیخ امام نے کہا: صحیح سند سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (جامع ترمذی میں اس حدیث کی سند موجود ہے۔)

شرح: اکثر اہل علم صحابہ کرام و تابعین وائمہ کا پسند فرمودہ موقف یہی ہے کہ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھی جائیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں۔

نماز جمعہ کے بعد نوافل کی ادائیگی کے بارے میں روایات مختلف ہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ پڑھنے کے بعد گھر آکر دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔

مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے اور چار رکعتیں پڑھنا بھی بیان کیا جاتا ہے۔

(۸۷۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے وہ چار رکعت نماز پڑھے۔''

شرح: اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے اور وہ مباح اختلاف ہے، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما دو رکعتیں پڑھنے کی طرف گئے ہیں۔ امام اسحاق نے کہا: اگر مسجد میں ادا کرے تو چار رکعتیں پڑھے، گھر میں پڑھے تو دو

---

(۸۷۱) أخرجه البخاری: ۱۱۸۲، ومسلم: ۷۳۰

(۸۷۲) صحيح...... أخرجه الترمذی: ٤٢٤

(۸۷۳) أخرجه مسلم: ۸۸۱

رکعتیں، اس طرح دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق ہوجاتی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ پہلے پہل جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کا حکم دیتے تھے بعد ازاں چار کا حکم دینے لگے۔

جناب ابن جریج عطاء بن ابی رباح سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے جہاں نماز جمعہ کے فرض ادا کئے وہاں تھوڑا سا ہٹ کر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر مزید کچھ فاصلے پر چار رکعتیں ادا کیں۔

جناب عطاء سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بابت بیان کرتے ہیں کہ وہ جب مکہ مکرمہ میں فروکش ہوتے تو نماز جمعہ ادا کرنے والے مقام سے آگے بڑھ کر دو رکعتیں ادا کرتے، پھر مزید اگلی صف پہ چار رکعتیں ادا کرتے اور جب مدینہ منورہ میں ہوتے (وہاں آپ کی رہائش تھی) تو جمعہ پڑھنے کے بعد گھر جا کر دو رکعتیں پڑھتے اور مسجد میں کچھ نہ پڑھتے۔ کسی نے استفسار کیا تو کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ (صحیح ابوداود: ۱۱۳۰) بعض اہل علم نے اس معمول کو پسند کیا ہے۔

(2)......بَابُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَفَضْلِهِمَا

فجر کی سنتیں اور ان کی فضیلت

(٨٧٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بنِ سِمْعَانَ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا أَبُو أَيُّوبَ الدِّمَشْقِيُّ، نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ أَمَامَ الصُّبْحِ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل نماز کی فجر کی دو رکعتوں سے زیادہ پابندی نہیں کرتے تھے۔

(٨٧٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، نَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز فجر کی دو سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔''

---

(٨٧٤) أخرجه البخاري: ١١٦٩، و مسلم: ٧٢٤

(٨٧٥) أخرجه مسلم: ٧٢٥

(3)......بَابُ تَخْفِيفِ رَكْعَتِي الْفَجْرِ وَ مَايُقْرَأُ فِيهِمَا

فجر کی سنتیں ہلکی پڑھنی چاہئیں اور یہ کہ ان میں کیا پڑھا جائے

(۸۷٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ، نَا زُهَيْرٌ ، نَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَمْرَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلاةِ الصُّبْحِ ، حَتَّى إِنِّي لأَقُولُ: هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نماز فجر سے پہلے دو سنتیں اس قدر خفیف پڑھتے کہ میں کہتی کہ آپ نے ان میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں۔

(۸۷۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، نَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ ، وَأَبُو عَمَّارٍ ، قَالا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ، نَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا ، فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: بِـ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے ایک ماہ تک رسول اللہ ﷺ (کی نماز) کو سنا تو آپ فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

شرح **فـــائـده:** سری نماز میں معمولی بلند آواز میں تلاوت کرنا یا چند الفاظ بلند آواز سے پڑھ دینا جائز ہے۔(ع،س)

(۸۷۸)۔ وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، نَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ ، نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَعْدَانَ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، أَنَّهُ قَالَ: مَا أُحْصِي

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں شمار نہیں

(۸۷٦) أخرجه البخاري: ۱۱۷۱ ، و مسلم: ۷۲٤

(۸۷۷) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٤١٧ ، والنسائي: ۹۹۲ ، وابن ماجه: ۱۱٤۹

(۸۷۸) حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ٤٣١ ، وابن ماجه: ۱۱٦٦

مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بِـ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾

کر سکتا کہ میں نے کتنی بار رسول اللہ ﷺ کو مغرب کے بعد کی دو رکعتوں اور فجر سے پہلے کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

شرح: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو سنتوں میں سورۂ بقرہ کی آیت (۱۳۶) ﴿قُولُوا آمَنَّا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ اور وہ آیت جو سورۂ آل عمران میں ہے: ﴿تَعَالَوا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ﴾ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (صحيح مسلم: ٧٢٧)

فائدہ: یہ دو آیات مندرجہ ذیل ہیں، قارئین یاد کر لیں:

﴿قُولُوٓا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَآ أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ۔﴾ (سورۂ بقرہ:۱۳۶)

﴿قُلْ يَآ أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُوْلُوْا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔﴾

(سورۂ آل عمران:۶۴)

اکثر اوقات سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص ہی پڑھتے تھے کبھی کبھار ان سے ہٹ کر بھی تلاوت فرما لیتے۔ (ع،س)

(4)......بَابُ الضَّجْعَةِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا

(٨٧٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا أَبُو الْيَمَانِ ، أَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ......

أَنَّ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالأُولَى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ ، قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ ، بَعْدَ أَنْ يَسْتَبِينَ الْفَجْرُ ،

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مؤذن صبح کی اذان دے کر چپ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے اور فرض سے پہلے دو رکعت (سنت فجر) ہلکی پھلکی ادا کرتے۔ صبح روشن ہو جانے کے بعد پھر داہنی کروٹ پر لیٹے رہتے۔

(٨٧٩) أخرجه البخاري: ٦٢٦، و مسلم: ٧٣٦

ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلإِقَامَةِ۔ یہاں تک کہ مؤذن تکبیر کہنے کی اطلاع دینے کے لئے آپ ﷺ کے پاس آتا۔

شرح: حدیث میں مذکور لفظ اُولیٰ سے مراد اذان ہے اور یہ لفظ تکبیر کے مقابلے میں ہے جسے اُخریٰ کہا جاتا ہے۔یعنی نماز کی پہلی اور دوسری اطلاع۔ (ع،س)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر روشن اور واضح ہو جانے کے بعد صرف صبح کی دو ہلکی پھلکی سنتیں ہی ادا کرتے تھے۔(صحیح بخاری: ۶۱۸، صحیح مسلم: ۷۲۳)

عام اہل علم کا یہی موقف ہے، انھوں نے طلوع فجر کے بعد صبح کی دو رکعت سنتوں کے علاوہ نوافل پڑھنے کو مکروہ جانا ہے۔

فائدہ: یعنی اذان فجر کے بعد نوافل ختم کر دینے چاہئیں اور صرف صبح کی سنتیں ادا کی جائیں۔بعض علماء نے سبھی نمازوں کے جواز کی بات کی ہے جیسے تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد وغیرہ۔ واللہ اعلم۔ (ع،س)

(۸۸۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ يَسَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا صَلاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ إِلا سَجْدَتَيْنِ۔)) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(طلوع) فجر کے بعد کوئی نماز نہیں ما سوائے دو سنتوں کے۔''

شرح **فائدہ**: سنن ابوداود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ يَسَارٍ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَآنِي ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا أُصَلِّي، بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَقَالَ: يَا يَسَارُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ، فَقَالَ: ((لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ، لَا تُصَلُّوا بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ۔)) ......مولائے ابن عمر یسار کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے طلوع فجر کے بعد (نفلی) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور کہا: یسار! رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حاضر لوگ غائب لوگوں تک پیغام پہنچا دیں،تم طلوعِ فجر کے بعد صرف (نمازِ فجر کی) دو سنتیں ادا کیا کرو۔''

---

(۸۸۰) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۱۲۷۸، والترمذی: ۴۱۹

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طلوع فجر کے بعد فجر کی دو سنتوں کے علاوہ مزید نفلی نماز پڑھنا مکروہ ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ طلوع فجر کے بعد نفلی نماز ادا کرنا مکروہ ہے، ما سوائے فجر کی دو سنتوں کے۔(م،م)

شیخ رحمہ اللہ نے کہا: فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب عمل ہے، (جیسا کہ آنے والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے)۔

(٨٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، نَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ، نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، نَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھ لے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹے۔“

تشریح: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی دو سنتیں پڑھ لیتے، میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے وگرنہ لیٹ جاتے۔ (صحیح بخاری: ١١٦٨)

بعض اہل علم نے طلوع فجر کے بعد گفتگو اور بات چیت کرنے کو ناپسند جانا ہے تا آنکہ نماز صبح پڑھ لی جائے البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر، درود و وظائف یا مقصد کی ایسی بات جس کے بغیر گزارہ نہیں وہ کی جا سکتی ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (ایک مرتبہ) میں نماز صبح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا آپ جس سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گزرتے اسے آواز دیتے یا پاؤں سے خبردار کرتے۔ (ضعیف، ابوداود: ١٢٦٤)

جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنتیں پڑھ لیتے تو یوں کرتے، انھوں نے رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر سو کر بتلایا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے ہی بیان کرتی ہیں۔

(5)......بَابُ مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَ بَعْدَهَا أَرْبَعًا

نماز ظہر سے پہلے اور بعد میں چار رکعتیں ادا کرنا

(٨٨٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

(٨٨١) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٤٢٠، وابوداود: ١٢٦١

(٨٨٢) صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٢٦٩، والترمذي: ٤٢٨، وابن ماجه: ١١٦٠، والنسائي: ٢/ ٢٦٤

عَبْدِ اللَّهِ الشُّعَيْثِيُّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَحْمَدَ الأَنْصَارِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ النَّسَوِيُّ ، نَا بَكْرُ بْنُ بَكَّارٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الشُّعَيْثِيُّ ، حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ ، وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا ، حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ.))

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد چار رکعتیں باقاعدگی سے ادا کرتا رہا اللہ تعالیٰ نے اسے آتش جہنم پر حرام کر دیا۔''

(٨٨٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، نَا أَبُو مُسْهِرٍ ، نَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ ، نَا الْعَلاءُ بْنُ الْحَارِثِ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ، لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ جَزِعَ ، فَقِيلَ لَهُ: مَا يُجْزِعُكَ ، أَلَمْ تَكُنْ عَلَى سَمْتٍ مِنَ الإِسْلامِ حَسَنٍ؟ قَالَ: وَمَالِي لا أَجْزَعُ ، وَلَسْتُ أَدْرِي عَلَى مَا أَقْدَمُ عَلَيْهِ ،

جناب قاسم بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عنبسہ بن ابی سفیان کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو گھبرانے لگے، ان سے پوچھا گیا: آپ کیوں گھبراتے ہیں؟ کیا آپ اسلام کے نمایاں راستے اور باوقار طریقے پر نہ تھے؟ انھوں

(٨٨٣) انظر الحديث السابق

مَعَ أَنَّ أَرْجَى عَمَلِي عِنْدِي حَدِيثٌ حَدَّثَتْنِي بِهِ أُمُّ حَبِيبَةَ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ))، فَوَاللَّهِ! مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ يَوْمِ سَمِعْتُهُنَّ إِلَى يَوْمِي هَذَا۔

نے کہا: میں کیوں اندیشہ ہائے دور دراز میں نہ کھو جاؤں؟ مجھے کچھ معلوم نہیں میں کس چیز پر پیش کیا جاؤں گا؟ البتہ میرے نزدیک پرامید عمل وہ حدیث ہے جو میں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنی، انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام فرما دیتا ہے'' اللہ کی قسم! میں نے جب سے اس حدیث کو سنا آج تک ان رکعات کو نہیں چھوڑا۔

شرح: قاسم بن عبد الرحمٰن، ان کی کنیت ابوعبد الرحمٰن تھی۔ یہ عبد الرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے غلام تھے۔ یہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد، شام کے علاقے کے رہنے والے اور حدیث میں ثقہ تھے۔

(٨٨٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، نَا أَبُو عِيسَى ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي الْوَضَّاحِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ: ((إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ۔))

سیدنا عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعتیں زوال شمس کے بعد اور نماز ظہر سے پہلے پڑھا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا: ''بلا شبہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اس گھڑی میرا کوئی نیک عمل اوپر چڑھ جائے۔''

شرح: عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ، تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ۔)) ......سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ظہر سے پہلے چار رکعتیں ہیں جن میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہیں ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔'' (حسن، ابوداود: ١٢٧٠، ابن ماجہ: ١١٥٧)

(٨٨٤) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٤٧٨

(٨٨٥)۔ وَرُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے جب ظہر کی پہلی چار سنتیں چھوٹ جاتیں تو آپ انھیں ظہر کے بعد ادا کر لیتے۔

فائدہ: ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: إِذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ، صَلَّاهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ۔ ...... جب ظہر سے پہلے والی چار سنتیں آپ ﷺ سے رہ جاتیں تو آپ ظہر کے بعد کی دو سنتوں کے بعد ان کو ادا کرتے تھے۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ (م،م)

(6)......بَابُ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَ بَيَانِ صَلَاةِ النَّهَارِ

عصر سے پہلے چار رکعتیں اور دن کی نماز کا بیان

(٨٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّهَارِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تُطِيقُونَ ذَلِكَ، فَقُلْنَا: مَنْ أَطَاقَ ذَلِكَ مِنَّا، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَإِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلَّى أَرْبَعًا، وَصَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَقَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ، وَالنَّبِيِّينَ، وَالْمُرْسَلِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

جناب عاصم بن ضمرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی دن کی نفلی نماز دریافت کی، انھوں نے فرمایا: تم وہ نہیں پڑھ سکتے۔ ہم نے کہا: جو ہم میں سے طاقت رکھے گا، عمل کرے گا (آپ بیان تو فرمائیں) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سورج ادھر یعنی مشرق کی طرف اتنا بلند ہو جاتا جتنا عصر کے وقت ادھر (یعنی مغرب کی طرف بلند ہوتا ہے) تو آپ دو رکعتیں ادا کرتے۔ اور جب سورج اس طرف (یعنی مشرق کی طرف) اتنا بلند ہو جاتا جتنا ظہر کے وقت اُس طرف (یعنی مغرب کی طرف ہوتا ہے) تو آپ چار رکعتیں پڑھتے، پھر ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اور عصر سے پہلے چار رکعتیں

(٨٨٥) حسن ......أخرجه الترمذی: ٤٢٦، وابن ماجه: ١١٥٨

(٨٨٦) حسن ......أخرجه الترمذی: ٥٩٨، والنسائی: ٢/ ١١٩، وابن ماجه: ١١٦١

وَالْمُسْلِمِينَ۔ پڑھتے اور دو دو رکعتوں کے درمیان مغرب فرشتوں، نبیوں اور ان کی پیروی کرنے والے مسلمانوں اور مومنوں کے لئے سلامتی کی دعا کا فاصلہ کرتے۔

شرح امام اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں: آپ ﷺ کی دن کی نفلی نماز کے متعلق مروی احادیث میں سے سب سے عمدہ حدیث یہی ہے۔ امام اسحاق نے یہ پسند کیا ہے کہ عصر سے پہلے کی چار رکعتیں اکٹھی پڑھی جائیں اور سلام پھیر کر فاصلہ نہ کیا جائے۔

علماء نے دن کی نفلی نماز کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ رات کی نماز کی طرح دو دو رکعتیں کر کے پڑھا جائے، یہ قول سیدنا عمار، سیدنا ابو ذر، سیدنا انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، نیز جابر بن زید، عکرمہ، زہری، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو جناب علی بن عبداللہ بارقی ازدی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہے۔''

(صحیح، ابوداود: ۱۲۹۵، ترمذی: ۵۹۷، ابن ماجہ: ۱۳۲۲)

امام یحییٰ بن سعید انصاری کہتے ہیں: میں نے اپنے علاقے کے جتنے فقہاء کو پایا ہے وہ دن کو بھی دو دو رکعت (نفل) نماز پڑھتے تھے۔ جبکہ کچھ علماء کا خیال ہے کہ رات کی نفل نماز تو دو دو رکعت کر کے پڑھنا چاہیے لیکن دن کے نوافل چار چار رکعت پڑھنا افضل ہے۔ ظہر سے پہلے کی سنتوں اور عصر سے پہلے کی سنتوں کے بارے میں ان کا یہی موقف ہے کہ دو رکعت کے بعد تشہد بیٹھا جائے مگر سلام ایک مرتبہ ہی پھیرا جائے۔ جناب سفیان ثوری، ابن مبارک، اسحاق، اور اہل الرائے اس کے قائل ہیں۔ ثقہ راوی مثلاً نافع، طاؤس اور عبداللہ بن دینار جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں تو دن کے الفاظ نہیں بیان کرتے بلکہ روایت کے الفاظ صرف اتنے ہی بیان کرتے ہیں (صلاۃ اللیل مثنیٰ مثنی) ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم) جناب نافع سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں: آپ رات کو دو دو رکعت پڑھتے تھے اور دن کو چار چار رکعت پڑھتے تھے۔

ابونعیم کہتے ہیں: میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے پوچھا: میں دن کے وقت چھ رکعات اکٹھی پڑھ لوں اور درمیان میں سلام نہ پھیروں تو کیسا ہے؟ انھوں نے کہا: کوئی حرج نہیں۔

(۸۸۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: نَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ مِهْرَانَ، سَمِعَ جَدَّهُ......

(۸۸۷) حسن ......أخرجه ابوداود: ۱۲۷۱، والترمذي: ۴۳۰

عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((رَحِـمَ الـلَّـهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے''

(7)......بَابُ الصَّلاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

نمازِ مغرب سے پہلے (نفل) نماز

(٨٨٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، نَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ، نَا الْحَسَنُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنْبَرِيُّ، نَا عَفَّانُ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ، نَا الْحُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ......

عَـنْ عَبْـدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّـى الـلَّـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((صَلُّوا قَبْلَ الْـمَـغْـرِبِ رَكْـعَتَيْـنِ، صَـلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ، صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ، لِمَنْ شَاءَ)) خَشْيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔

سیدنا عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرو، نماز مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرو، نماز مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرو۔ (تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا) جس کا جی چاہے۔'' اس ڈر سے کہ کہیں لوگ اس کو لازمی اور ضروری نہ سمجھ لیں۔''

اس حدیث میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کا حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے یہاں تک کہ اباحت کی دلیل مل جائے۔اسی طرح نہی کا معاملہ ہے۔

(٨٨٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحُمَيْدِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَرَّاقُ، أَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ......

عَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْـمُؤَذِّنُ لِـصَـلَاةِ الْـمَـغْـرِبِ، ابْتَدَرُوا السَّـوَارِيَ، فَـرَكَـعُـوا رَكْـعَتَيْنِ، حَتَّـى إِنَّ الـرَّجُـلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهَا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں ہوتے تو مؤذن جب نماز مغرب کی اذان دیتا تو لوگ ستونوں کی طرف لپکتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اجنبی شخص جب مسجد میں آتا تو سمجھتا شاید نماز ہو چکی ہے۔ ایسا نوافل پڑھنے والوں کی کثرت سے محسوس ہوتا۔

(٨٨٨) أخرجه البخاري: ١١٨٣

(٨٨٩) أخرجه البخاري: ٦٢٥، و مسلم: ٨٣٧

شرح: حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے کچھ پڑھنے کے قائل اور کچھ نہ پڑھنے کے قائل ہیں۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں (نمازِ مغرب سے پہلے یہ نماز) پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا: تو پھر آج کل کیا رکاوٹ ہے؟ انھوں نے کہا: مصروفیت کی وجہ سے۔

(صحیح بخاری: ١١٨٤)

فائدہ: نہ پڑھنے کے قائل وجوب کی نفی کرتے ہیں وگرنہ صحیح احادیث اس مسئلہ کے متعلق بڑی کثرت سے پائی جاتی ہیں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (ع،س)

(8)......بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

مغرب اور عشاء کے درمیان نماز

(٨٩٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا أَبُو كُرَيْبٍ، نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، نَا عُمَرُ بْنُ أَبِي خَثْعَمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ، عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی نامناسب بات منہ سے نہ نکالی، اس کے لئے یہ نماز بارہ برس کی عبادت کے برابر ہو جائیگی۔''

(٨٩١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، أَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا خَالِدُ بْنُ صُبَيْحٍ، نَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ الأَنْصَارِيِّ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: مَنْ رَكَعَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، كَانَ كَالْمُعَقِّبِ غَزْوَةً بَعْدَ غَزْوَةٍ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے مغرب کے بعد چار رکعتیں ادا کیں تو اس کا ثواب اتنا ہے جیسے کسی نے دو مرتبہ غزوہ میں شرکت کی ہو۔

شرح: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: فرشتے ان کو پروں میں لے لیتے ہیں جو مغرب اور عشاء کے مابین نماز

(٨٩٠) ضعيف جدًا......أخرجه الترمذى: ٤٣٥، وابن ماجه: ١١٦٧، ١٣٧٤

(٨٩١) ضعيف...... أخرجه عبد الرزاق فى مصنفه: ٤٧٢٨

پڑھتے رہتے ہیں اور یہ ''اوابین'' کی نماز ہے۔

جناب اسود کہتے ہیں: اس وقت (مغرب تا عشاء) میں جب بھی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھیں نوافل پڑھتے ہوئے پایا۔ میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا: جی ہاں! یہ غفلت کا وقت ہے۔(رواہ الهيمثمي فی مجمع الزوائد وعزاه للطبرانی فی الکبیر وقال: فیہ لیث بن ابی سلیم فیہ کلام)

ثابت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ مغرب سے عشاء تک نماز پڑھتے رہتے تھے اور کہتے: یہ نماز ناشئة اللیل ہے ''رات کو اٹھنا''۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں اللہ اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر کرے گا۔'' (موضوع، ابن ماجہ: ۱۳۷۳)

فائدہ: صلاۃ الاوابین کے حوالے سے درج بالا دونوں روایات ضعیف ہے، البتہ اس نماز کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درج ذیل حدیث ثابت ہے:

قاسم شیبانی کہتے ہیں: أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَى، فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: ((صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ۔)) ......سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کے وقت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور کہا: خبردار! یہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ نماز اس وقت کی بجائے (لیٹ کر کے) ادا کرنا افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اوابین کی نماز اس وقت ہے جب شدتِ گرمی کی وجہ اونٹ کے پاؤں جلنے لگیں۔'' (صحیح مسلم: ۷۴۸)

معلوم ہوا کہ چاشت کے وقت کے بعد جب زمین اتنی گرم ہو جائے کہ اونٹنی کے بچے کے پاؤں جلنے لگیں، اس وقت سے لے کر زوال تک ادا کی جانے والی نماز کو صلاۃ الاوابین کہتے ہیں۔ (م،م)

(9)......بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھنا

(۸۹۲)۔ أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، نَا يَحْيَى بْنُ عَيَّاشٍ، فِي دَارِ الْقُطْنِ، نَا أَبُو زَيْدٍ الْهَرَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو حُرَّةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزُ فِيهِمَا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز عشاء پڑھ لیتے تو ہلکی پھلکی دو رکعتیں ادا فرماتے۔

(۸۹۲) أخرجه ابوعوانة فی المسند: ۲/ ۳۰۴، وروی مسلم: ۷۶۷ بلفظ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ، افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

(10)......بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ

رات کی نماز (تہجد)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿يَآ أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلاً۔ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا۔ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا۔ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا۔ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَّأَقْوَمُ قِيلًا ۔﴾ ......''اے کپڑے میں لپٹنے والے! رات کے وقت نماز میں کھڑے ہو جاؤ مگر کم، آدھی رات یا اس سے بھی کم کرلے، یا اس پر بڑھا دے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (صاف) پڑھا کر، یقیناً ہم تجھ پر بہت بھاری بات عنقریب نازل کریں گے، بے شک رات کا اٹھنا دل جمعی کے لیے انتہائی مناسب ہے اور بات کو بہت درست کر دینے والا ہے۔'' (سورۂ مزمل: ۱تا۶)

لفظِ وطأ کو دوطرح پڑھا گیا ہے، واؤ کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ۔ مشہور قراءت فتحہ کے ساتھ ہے اس صورت میں اس کا مفہوم ہوگا ''زیادہ ملنے کا سبب ہے، یا نفس انسانی کے لیے گراں ہے کیونکہ فضا میں خاموشی اور سکوت چھا جاتا ہے۔ آوازوں کا شور اور دنیا کے ہنگامے کم پڑ جاتے ہیں، اس لیے یہ وقت آرام کے لیے بڑا موزوں ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے بندے اپنے نفس کے مطالبات کو دھکیل کر، آرام وسکون کو تج کے، اپنے اوپر سختی کرتے ہوئے اپنے مولیٰ کے حضور آ کھڑے ہوتے ہیں۔ حدیث میں بھی یہ الفاظ بایں معنی وارد ہوئے ہیں۔ دیکھیے: ((أُشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ۔)) ''اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی گرفت سخت کر دے۔'' کسرہ پڑھنے کی صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ رات کی تنہائیوں میں کان اور آنکھیں معانی قرآن کے فہم میں دل کے ساتھ موافقت کرتے ہیں جو ایک نمازی تہجد میں پڑھتا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: نماز عشاء کے بعد جو نوافل بھی ادا کیے جائیں وہ ﴿نَاشِئَةً مِّنَ اللَّيْلِ﴾ ''رات کا اٹھنا'' کے زمرے میں آتے ہیں۔ رات کو جو معاملہ درپیش ہو اور جو امر ظاہر ہو اسے (نشأ) کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور رات کی ہر سرگرمی کو ناشیء کہتے ہیں۔ اس لفظ کی جمع ناشئة ہے۔

لغت کے امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: ناشئة الليل کا معنی قيام الليل ہے، یہ لفظ مصدر ہے جو (فاعلة) کے وزن پر آیا ہے، جس طرح لغت عرب میں لفظ (العافية) بمعنی عَفو مستعمل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا﴾ .... ''یقیناً تجھے دن میں شغل رہتا ہے۔'' (سورۂ مزمل: ۷) یعنی دن کے وقت دنیاوی مصروفیتوں کا ہجوم رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ﴾ .... ''رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز پڑھیے۔'' (سورۂ اسراء: ۷۹)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ .... ''وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔'' (سورۂ ذاریات: ۱۷)

(۸۹۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرنَا أَبُو إِسْحَاق الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، كَيْفَ كَانَتْ صَلاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَ: فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلا يَنَامُ قَلْبِي۔))

جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں (رات کو) کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ آپ نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، خواہ ماہ رمضان ہوتا یا کوئی اور، پہلے آپ چار رکعتیں پڑھتے، ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا، پھر آپ چار رکعتیں اور پڑھتے ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا کہنا، پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے ہی سو جاتے ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔''

(۸۹٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرنَا أَبُو إِسْحَاق الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سے ایک وتر ہوتا، جب نماز تہجد سے فارغ ہو جاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ موذن آپ کو (جماعت کی) اطلاع دینے آتا، تو پھر آپ خفیف سی دو رکعتیں (صبح کی سنتیں) ادا فرماتے۔

(۸۹۵)۔ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: فَإِذَا طَلَعَ

جناب معمر بن راشد امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں

---

(۸۹۳) أخرجه البخاري: ۱۱٤۷، و مسلم: ۷۳۸

(۸۹٤) أخرجه البخاري: ٦۲٦، و مسلم: ۷۳٦

(۸۹۵) انظر الحديث السابق

الْـفَـجْـرُ، صَـلَّـى رَكْـعَتَيْـنِ خَـفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْـطَـجَـعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، حَتَّى يَجِيءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ۔

کہ آپ ﷺ فجر طلوع ہو جانے کے بعد دو ہلکی ہلکی رکعتیں ادا فرماتے پھر دائیں کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آ کر آپ کو (جماعت کا وقت ہو جانے کی) اطلاع کرتا۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدھا لیٹ کر خراٹے آنے کے بعد اُٹھ کر نماز پڑھنا یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اس لیے کہ آپ کی آنکھ سوتی تھی دل نہیں سوتا، دل کے جاگنے سے آپ بے وضو ہونے سے آگاہ رہتے اور جسم پر پوری طرح کنٹرول رہتا۔ آپ کے دل کو نیند طاری ہونے سے اس لیے محفوظ رکھا گیا ہے کہ وہ وحی کو یاد رکھ سکے اور اگر حالت منام میں وحی کا نزول ہو تو اللہ کا پیغام سنا جائے اور محفوظ رکھا جا سکے۔ جناب عبید بن عمیر کہتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں، پھر انہوں نے اپنی تائید میں قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنِّيٓ أَرَىٰ فِي ٱلْمَنَامِ أَنِّيٓ أَذْبَحُكَ﴾ .... ''میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔'' (سورۂ صافات: ۱۰۲)

(۸۹۶)۔ أَخْبَـرَنَـا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عَـوَانَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، وعمرو بن الحارث، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَـالَـتْ: كَـانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَـفْـرُغَ مِـنْ صَلاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِـوَاحِدَةٍ، وَيَسْـجُـدُ سَـجْـدَتَيْنِ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا سَـكَـتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلاةِ الْفَجْرِ، وَتَبَيَّنَ لَهُ الْـفَـجْـرُ، قَـامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْـطَـجَـعَ عَـلَـى شِـقِّـهِ الأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلإِقَامَةِ، فَيَخْرُجُ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز عشا پڑھ کر نماز فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور (آخر میں) ایک وتر پڑھتے لیکن سجدے اس قدر لمبے ہوا کرتے کہ تم میں سے کوئی نبی ﷺ کے سر اٹھانے سے قبل پچاس آیتیں پڑھ سکتا تھا، اور جب مؤذن فجر کی اذان دے کر خاموش ہو جاتا اور فجر خوب واضح ہو جاتی تو اٹھ کر دو ہلکی ہلکی رکعتیں پڑھتے، اس کے بعد دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، آخر مؤذن آپ کو تکبیر (نماز) کے لیے بلانے آتا تو آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

(۸۹۶) أخرجه البخاري: ۱۱۲۳، و مسلم: ۹۰۰

(٨٩٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ، وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ وتر اور فجر کی دو رکعتیں اسی میں ہوتیں۔

(٨٩٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ......

عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: سَبْعٌ، وَتِسْعٌ، وَإِحْدَى عَشْرَةَ، سِوَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

جناب مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: آپ سات، نو اور گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے، فجر کی سنتوں کے علاوہ۔

فائدہ: رات کی نماز سے مراد غیر رمضان میں نماز تہجد اور رمضان میں تراویح ہے۔ (ع،س)

(٨٩٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ، قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا،

جناب کریب (ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا: میں نے ایک رات ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گزاری جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ نے بیان کیا: میں بستر کے چوڑائی کے رخ پہ لیٹ گیا

---

(٨٩٧) أخرجه البخاري: ١١٤٠، و مسلم: ٧٣٨

(٨٩٨) أخرجه البخاري: ١١٣٩، ومسلم: ٧٣٨

(٨٩٩) أخرجه البخاري: ١٨٣، ١١٩٨، و مسلم: ٧٦٣

فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ، اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدَيْهِ ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ، فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقُمْتُ ، فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ، ثُمَّ ذَهَبْتُ ، فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي ، فَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ أَوْتَرَ ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ ، فَقَامَ ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی زوجہ محترمہ اس کے طول میں لیٹے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے حتی کہ آدھی رات ہوئی یا اس سے تھوری دیر پہلے یا بعد، تو آپ ﷺ بیدار ہو کر بیٹھ گئے اور چہرے پر سے نیند کے اثرات کو اپنے دونوں ہاتھوں سے دور کرنے لگے۔ پھر سورۂ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں پڑھیں۔ اس کے بعد ایک پانی کی مشک کے پاس گئے جو لٹک رہی تھی، اس سے آپ نے اچھی طرح وضو کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز شروع کی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں بھی اٹھا اور جیسے آپ نے کیا تھا میں نے بھی کیا اور پھر جا کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے دائیں کان کو پکڑ کر اپنے ہاتھ سے مروڑنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد ایک وتر پڑھا اور لیٹ گئے، جب مؤذن آیا تو آپ دوبارہ اٹھے اور دو خفیف سی رکعتیں پڑھ کر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

تشریح: ((الشن)) پرانے اور بوسیدہ مشکیزے کو کہتے ہیں۔ پرانے اور کہنہ مشکیزے میں پانی زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: پھر میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا ہاتھ اپنی کمر کے پیچھے سے پکڑا اور پیچھے سے مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کر لیا۔

جناب ابو بشر سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اور وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے میری مینڈھیوں سے پکڑ کر دائیں جانب کر دیا۔

((فاخذ بأذني يفتلها۔)) ''آپ نے میرے کان کو پکڑ کر مروڑا۔'' ممکن ہے یہ کان کا مروڑنا دائیں جانب کرنے کے لیے ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے ایسا ادب سکھانے کے لیے کیا ہو کیونکہ ایسا کرنے سے شاگرد کو غلطی کا محل یاد رہتا ہے اور دوبارہ غلطی کرنے سے خبردار ہو جاتا ہے، یاد رہے! گوش مالی سے طالب علم چوکنا اور ہوشیار ہو جاتا

ہے یہ چیز اس کے فہم اور یاداشت میں اضافے کا باعث ہوتی ہے۔ جناب ربیع بیان کرتے ہیں کہ میرے استاذ امام شافعی رحمہ اللہ نے میرے کانوں کی لو کو پکڑ کر مروڑا۔ جناب ربیع نے کہا: جب میں نے حدیث میں دیکھا آپ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کان کو مروڑا تو میں جان گیا کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے اس فعل کی اصل شریعت میں موجود ہے۔

(٩٠٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ كُهَيْلٍ ......

عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى حَاجَتَهُ، غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، فَأَتَى الْقِرْبَةَ، فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءً بَيْنَ وُضُوئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ، وَقَدْ أَبْلَغَ، فَصَلَّى، فَقُمْتُ، فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يُرَى أَنِّي كُنْتُ أَبْقِيهِ، فَتَوَضَّأْتُ، فَقَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِأُذُنِي، فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ اضْطَجَعَ، فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ، فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَكَانَ فِي دُعَائِهِ: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا۔))

جناب کریب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے ایک رات ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گزاری، نبی ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور قضائے حاجت کے لیے گئے، پھر آکر چہرہ اور دونوں ہاتھ دھو کر دوبارہ سو گئے، پھر جاگے اور پانی کی مشک کے پاس گئے اور اس کا تسمہ کھولا، پھر درمیانہ وضو کیا، نہ مبالغے کے ساتھ اور نہ معمولی اور ہلکے قسم کا، تین تین مرتبہ سے کم دھویا، البتہ پانی ہر جگہ پہنچا دیا، پھر آپ نے نماز پڑھی، میں بھی کھڑا ہوا اور آپ کے پیچھے ہی رہا کیونکہ میں پسند نہیں کرتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ سمجھیں کہ میں آپ کا انتظار کر رہا تھا، میں نے بھی وضو کر لیا، اللہ کے نبی ﷺ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر دائیں طرف کر دیا۔ میں نے آپ کی اقتداء میں تیرہ رکعت نماز مکمل کی۔ اس کے بعد آپ سو گئے اور خراٹے لینے لگے، آپ جب سوتے تھے تو آپ کی سانس میں آواز پیدا ہونے لگتی تھی۔ اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کی اطلاع دی، چنانچہ آپ نے نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔

(٩٠٠) أخرجه البخاري: ٦٣١٦، و مسلم: ٧٦٣

آپ اپنی دعا میں یہ کہتے تھے: ''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر، میرے کان میں نور پیدا کر، میرے دائیں طرف نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما۔'' کریب (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ میرے پاس سات لفظ محفوظ ہیں۔ پھر میں نے عباس رضی اللہ عنہ کے ایک صاحب زادے سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے ان کے متعلق بیان کیا کہ ''میرے پٹھے، میرا گوشت، میرا خون، میرے بال، میرا چمڑا، ان سب میں نور بھر دے۔'' اور دو چیزوں کا اور بھی ذکر کیا۔

تشریح: ((فاطلق شناقها۔)) ''آپ نے اس کا منہ کھولا۔'' شناق اس دھاگے اور ڈوری کو کہتے ہیں جس سے مشکیزے کے منہ کو باندھا جاتا ہے۔ ابوعبیدہ لغوی نے کہا: شناق القربة سے مراد وہ دھاگا اور تسمہ ہے جس کے ساتھ مشکیزے کو کھونٹی پر لٹکایا جاتا ہے۔ عرب لوگ مشکیزے کو لٹکانے کے بعد کہتے ہیں: اشنقتها۔

ابوعبیدہ نے کہا: اشنقت الناقة۔ کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب اونٹنی سوار اپنی سواری کی مہار کھینچ اور تان لیتا ہے، اس کو ٹھہرانے کے لیے جیسے گھوڑے کو لگام کھینچ کر ٹھہرایا جاتا ہے۔

((ابقيه۔)) ''میں انتظار کرتا رہا۔''

(۹۰۱)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآهُ اسْتَيْقَظَ، فَتَسَوَّكَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَهُوَ، يَقُولُ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ﴾ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ، ثُمَّ قَامَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَأَطَالَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سویا، میں نے دیکھا آپ بیدار ہوئے، مسواک کی پھر وضو فرمایا، آپ یہ پڑھ رہے تھے: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ .... ''یقیناً آسمان وزمین کے پیدا کرنے میں'' (سورۂ آل عمران: ۱۱۰) آخر تک۔

(۹۰۱) انظر الحديث السابق

فِيهِمَا الْقِيَامَ، وَالرُّكُوعَ، وَالسُّجُودَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ، كُلُّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَقْرَأُ هٰؤُلاءِ الآيَاتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلاثِ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ، فَخَرَجَ إِلَى الصَّلاةِ وَهُوَ، يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَفِي لِسَانِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي مِنْ خَلْفِي نُورًا، وَمِنْ أَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا، اللّٰهُمَّ أَعْطِنِي نُورًا۔))

پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں، ان میں خوب لمبا قیام کیا، رکوع اور سجدے بھی طویل کیے، پھر جا کر سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے، پھر آپ نے تین مرتبہ باری باری ایسا کیا اور چھ رکعتیں پڑھیں، ہر بار آپ مسواک کرتے، پھر وضو کرتے اور یہی آیات تلاوت فرماتے، آپ نے آخر میں تین رکعت وتر ادا کیے، اتنے میں مؤذن نے آ کر اطلاع دی اور آپ باہر نماز فجر کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ یہ پڑھتے تھے: ''اے اللہ! میری نظر میں نور پیدا کر، میرے کان میں نور پیدا کر، میری زبان میں نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر، میرے آگے نور پیدا کر، میرے اوپر نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، اے اللہ! مجھے نور عطا فرما۔''

(۹۰۲)۔ وَرُوِيَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ حَزَرْتُ قِيَامَهُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِقَدْرِ: ﴿يَأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے کھڑے ہوئے، آپ نے تیرہ رکعتیں ادا فرمائیں، ان میں نماز فجر کی دو سنتیں ہیں، میں نے ہر رکعت میں آپ کے قیام کا اندازہ لگایا جو سورۂ مزمل پڑھنے کے بقدر تھا۔

(۹۰۳)۔ وَعَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، عَنْ صَلاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ إِنَّهُ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَتَرَكَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُبِضَ حِينَ

اسود بن یزید کہتے ہیں: میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ پہلے تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، پھر گیارہ رکعتیں پڑھنے لگے، دو رکعتیں چھوڑ دیں، پھر آپ فوت ہوئے تو آپ رات کو نو رکعتیں پڑھتے تھے، آپ رات کی

(۹۰۲) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱۳۶۵

(۹۰۳) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ۱۳۶۳

قُبِـضَ وَهُـوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ، آخِرُ صَلاتِهِ مِنَ اللَّيْلِ الْوِتْرُ۔

نماز کے آخر میں وتر پڑھتے تھے۔

(11)...... بَابُ مَنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

رات کو قیام کرنے والا شخص ابتداء میں دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھے

(٩٠٤)۔ أَخْبَـرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْـمَـدَ الْـخُـزَاعِـيُّ، أَخْبَـرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَـنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ، قَـالَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحْ صَلاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی رات کے قیام کے لیے کھڑا ہو تو تہجد کا آغاز دو ہلکی پھلکی رکعتوں سے کرے۔''

(٩٠٥)۔ أَخْبَـرَنَـا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عَـوَانَةَ، حَـدَّثَـنَا مُوسَى بْنُ سَهْلٍ، حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِلتَّهَجُّدِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہوتے تو شروع میں دو خفیف سی رکعتیں پڑھتے۔

(٩٠٦)۔وَرُوِيَ عَـنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَـالَـتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت نماز کے لیے اٹھتے تو تہجد کا آغاز دو ہلکی سی رکعتوں کے ساتھ کرتے۔

(12)......بَابُ تَطْوِيلِ قِيَامِ اللَّيْلِ

نماز تہجد میں طویل قیام کرنا

(٩٠٧)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـحَسَـنِ الشِّيـرَازِيُّ، أَخْبَـرَنَـا زَاهِـرُ بْـنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ

(٩٠٤) أخرجه مسلم: ٧٦٨

(٩٠٥) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوعوانة فى مسنده: ٢/ ٣٠٣

(٩٠٦) أخرجه مسلم: ٧٦٧ 　 (٩٠٧) أخرجه مسلم: ٧٦٥

الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: لأَرْمُقَنَّ صَلاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ، فَقَامَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ، فَذَلِكَ ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دل میں کہا: آج رات میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد دیکھوں گا، چنانچہ میں آپ کی چوکھٹ یا خیمے کے نچلے حصے پر سر رکھ کر لیٹ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے، آپ نے پہلے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعات پڑھیں جو بہت ہی طویل تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم طویل تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو پہلے والی رکعتوں سے کم طویل تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے بھی کم طویل تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھا، یہ کل تیرہ رکعتیں ہوئیں۔

(۹۰۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الأَنْصَارِيِّ، يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْسٍ......

عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَامَ فِي صَلاتِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلاةِ، قَالَ: ((اللّٰهُ أَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ)) ثُمَّ قَرَأَ الْبَقَرَةَ ثُمَّ رَكَعَ، فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ۔)) ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَكَانَ قِيَامُهُ بَعْدَ الرُّكُوعِ نَحْوًا مِنْ رُكُوعِهِ، يَقُولُ: ((لِرَبِّيَ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب آپ رات میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، جب آپ نے نماز شروع کی تو کہا: اللّٰهُ أَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ...... ''اللہ سب سے بڑا ہے، کل ملکیت والا، غلبے والا، بڑائی اور عظمت والا۔'' پھر آپ نے سورۂ بقرہ کی قراءت کی، پھر آپ نے رکوع کیا، آپ کا رکوع بھی قیام کی مانند تھا، آپ رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے: ((سُبْحَانَ

(۹۰۸) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۸۷٤، والنسائی: ۲/ ۱۹۹

الْحَمْدُ)) ثُمَّ سَجَدَ، فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ بَعْدَ الرُّكُوعِ، يَقُولُ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى))، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَكَانَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ، يَقُولُ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي))، حَتَّى صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَرَأَ فِيهِنَّ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ وَالأَنْعَامَ۔

رَبِّيَ الْعَظِيمِ۔)) پھر رکوع سے سر اٹھایا، آپ کا یہ قیام بھی رکوع کی طرح لمبا تھا، آپ یہاں پڑھتے تھے: ((لِرَبِّيَ الْحَمْدُ)) ...... ''میرے رب کی حمد ہے۔'' پھر سجدہ کیا، آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کی مانند تھا، جو قیام رکوع کے بعد تھا، آپ سجدے میں کہتے تھے: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)) ...... ''پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند وبالا ہے۔'' پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھے، اتنی دیر جتنی کہ سجدوں میں لگائی اور اس دوران بھی کہتے تھے: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي))...... ''اے میرے ربّ! مجھے بخش دے، اے میرے ربّ! مجھے بخش دے۔'' چنانچہ آپ نے چار رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورۂ بقرہ، آلِ عمران، نساء، مائدہ اور انعام کی تلاوت کی۔

(۹۰۹)۔ وَرَوَاهُ صِلَةُ بْنُ زُفَرٍ......

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَافْتَتَحَ الْبَقْرَةَ، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ، فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلا، إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ، سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَذَكَرَ التَّطْوِيلَ نَحْوَهُ۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی، آپ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی، پھر نساء کی اور آلِ عمران کی، آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے، جب کسی تسبیح والی آیت پر پہنچتے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان فرماتے اور جب کسی رحمت کی آیت پر پہنچتے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سوال کرتے اور جب کسی عذاب کی آیت پر پہنچتے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ مانگتے، پھر آپ نے لمبا رکوع کیا، قیام کی مانند۔

(۹۱۰)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ

(۹۰۹) أخرجه مطولا مسلم: ۷۷۲

(۹۱۰) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۳٤۱٦، وابن ماجه: ۳۸۷۹، والنسائي: ۱٦۱۸

الْحَسَنِ الإِسْفَرَايِينِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ......

قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الأَسْلَمِيُّ ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآتِيهِ بِوَضُوئِهِ ، وَبِحَاجَتِهِ ، فَكَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ ، فَيَقُولُ: ((سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔)) ثَلاثًا ، الْهَوِيَّ۔

سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رات بسر کرتا اور آپ کی خدمت بجا لاتا، آپ کو وضو کا پانی مہیا کرتا، آپ رات میں بیدار ہوتے تو فرماتے: ((سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔))...... ''پاک ہے میرا رب اپنی تعریف کے ساتھ، پاک ہے میرا رب اپنی تعریف کے ساتھ، پاک ہے جہانوں کا پروردگار۔'' تین بار کہتے۔ جب رات کا کچھ پہر گزر جاتا۔

(۹۱۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ عَاصِمَ بْنَ حُمَيْدٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ ، يَقُولُ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً ، فَاسْتَاكَ ، ثُمَّ تَوَضَّأَ ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي ، فَقُمْتُ مَعَهُ فَبَدَأَ ، فَاسْتَفْتَحَ الْبَقَرَةَ ، فَلا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلا وَقَفَ فَسَأَلَ ، وَلا يَمُرُّ بِآيَةِ عَذَابٍ ، إِلا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ ، ثُمَّ رَكَعَ ، فَمَكَثَ رَاكِعًا قَدْرَ قِيَامِهِ ، وَيَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: ((سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام کیا، آپ نے مسواک کی، پھر وضو کیا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے، میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہوا، آپ نے قیام شروع کیا تو سورۂ بقرہ کی تلاوت فرمائی، آپ جس کسی آیتِ رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور دعا کرتے، جس کسی آیتِ عذاب سے گزرتے اور تعوذ کرتے، پھر آپ نے رکوع کیا اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا،

(۹۱۱) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۸۷۳، والنسائي: ۱۱۳۲

وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ))، ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ رُكُوعِهِ، يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: ((سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ))، ثُمَّ قَرَأَ: آلَ عِمْرَانَ ثُمَّ سُورَةً سُورَةً، يَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ۔

آپ اپنے رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے: ((سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ)) ...... ''پاک ہے وہ ذات جو غلبہ وقوت والی ہے، ملکیت، بڑائی اور عظمت والی ہے۔'' پھر آپ نے سجدہ کیا، اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا اور آپ اپنے سجدے میں بھی وہی دعا پڑھتے رہے، پھر کھڑے ہوئے اور سورۂ آل عمران کی قراءت فرمائی، پھر ایک سورت پڑھی، بعد از اں ایک اور سورت پڑھی۔

شرح ((الملكوت)) ''بادشاہت''۔ یہ لفظ فعلوت کے وزن پر ہے۔ ذهبوت اور حموت کے الفاظ عربی میں مستعمل ہیں اور یہ لفظ الملك میں تاء بڑھانے سے بنا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: ﴿فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ .... ''سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر شے کی بادشاہت ہے۔'' (سورۂ یٰس: ۸۳)

(۹۱۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ، لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ، فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ، سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ، قَالَ عَلْقَمَةُ: عِشْرُونَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ، آخِرُهُنَّ مِنَ الْحَوَامِيمِ حم الدُّخَانِ وعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ۔

جناب ابو وائل (شقیق بن مسلم) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے رات ایک رکعت میں ''مفصلات'' سورتیں پڑھیں۔ انہوں نے کہا: اس طرح (جلدی جلدی) پڑھیں جیسے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ میں ان ایک جیسی (ہم معنی) سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔ آپ نے مفصل کی بیس سورتوں کا ذکر کیا، ہر رکعت کے لیے دو دو سورتیں، جناب علقمہ نے کہا: بیس ابتدائی سورتیں مفصّلات کی سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ

(۹۱۲) أخرجه البخاري: ۷۷۵، ۵۰۴۳، و مسلم: ۷۲۲

کے مصحف کی ترتیب کے مطابق، ان کے آخر میں حوامیم سورتوں میں سے (حم الدخان) آتی ہے اور ﴿عَمَّ يَتَسَاءَ لُوْنَ﴾ ہے۔

(٩١٣)۔ وَرُوِیَ عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالأَسْوَدُ...... عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، بِهٰذَا، وَقَالَ: لٰكِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ النَّظَائِرَ السُّورَتَيْنِ فِی رَكْعَةٍ: الرَّحْمٰنُ ووَالنَّجْمِ فِی رَكْعَةٍ، واقْتَرَبَتْ والْحَاقَّةُ فِی رَكْعَةٍ، وَالطُّورَ وَالذَّارِيَاتِ فِی رَكْعَةٍ، وإِذَا وَقَعَتْ وَ نون فِی رَكْعَةٍ، وَ سَأَلَ سَائِلٌ وَالنَّازِعَاتِ فِی رَكْعَةٍ، وَ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ وَ عَبَسَ فِی رَكْعَةٍ، وَ الْمُدَّثِّرُ و الْمُزَّمِّلُ فِی رَكْعَةٍ، وَ هَلْ أَتٰى، وَ لا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فِی رَكْعَةٍ، وَ عَمَّ يَتَسَاء لُونَ وَ الْمُرْسَلاتِ فِی رَكْعَةٍ، وَ الدُّخَانَ، وَ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ فِی رَكْعَةٍ۔

جناب علقمہ اور اسود، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں اور سیدنا عبداللہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جیسی (ہم معنی) دو سورتیں ایک رکعت میں تلاوت فرماتے تھے، مثلاً الرحمن اور النجم ایک رکعت میں، اقتربت اور الحاقة ایک رکعت میں الطور اور الزارعات ایک رکعت میں اذا وقعت اور نون ایک رکعت میں سأل سائل اور النازعات ایک رکعت میں ویل للمطففین اور عبس ایک رکعت میں المدثر اور المزمل ایک رکعت میں هل اتی اور اقسم بیوم القیامة ایک رکعت میں عم یتساء لون اور المرسلات ایک رکعت میں الدخان اور اذا الشمس کورت ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: آدمی کے جملے قرأت المفصل اللیلة ''میں نے مفصلات سورتیں ایک رکعت میں پڑھیں۔'' کا مطلب ہے کہ میں نے چھوٹی چھوٹی سورتیں ایک رکعت میں پڑھ ڈالیں۔ ان کو مفصل اس لیے کہا جاتا ہے کہ بسم اللہ کے آنے سے بار بار فاصلہ ہو جاتا ہے۔ مفصل سورتوں کی خاص ترتیب مراد نہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مفصل سے مراد پورا قرآن ایک رات میں پڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قرآن مجید کو اس لقب سے ملقب کیا ہے ﴿كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ﴾ .... ''یہ کتاب ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیات محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئیں ہیں۔'' (سورۂ ھود: ١) اس لحاظ سے پورا قرآن مجید کھلا، جدا جدا اور صاف صاف یعنی مفصل ہے۔

(٩١٣) صحيح دون سرد السور ......أخرجه ابوداود: ١٣٩٦، وقال ابوداود: هذا تاليف ابن مسعود

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تبصرہ (ھـذّا کھـذّ الشـعـر)...... ''تو نے اشعار کی طرح تیز تیز پڑھا ہے۔'' سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے پورا قرآن ہی ایک شب میں پڑھ ڈالا تھا۔ ویسے احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کی تفصیل موجود ہے جس میں مذکور ہے کہ آپ نے مفصل سورتوں کو ترتیل کے ساتھ پڑھا ہے۔ بعض راتوں کو تمام مفصلات سورتوں کی قراءت فرماتے، بلکہ اکثر اوقات اس سے بھی زیادہ تلاوت فرماتے۔ مگر یہ ساری تلاوت ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ ہوتی۔ "ھـذّ الشـعـر" یہ ہے کہ ایک ہی رات میں سارا قرآن مجید پڑھ دیا جائے اور ادائیگی حروف، صحتِ مخارج اور مفہوم ومعنی کی پروانہ کی جائے جسے عرف میں تشبیہ کہتے ہیں۔

((ھـذّا کھـذّ الشعر۔)) ''اشعار کی طرح تیز تیز پڑھنا'' لفظ "ھذّ" کا معنی عُجلت اور تیزی سے پڑھنا ہے۔ یعنی تلاوت قرآن میں اشعار گوئی کی طرح عجلت سے کام لیا جائے جبکہ سنت طریقہ ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ورتل القرآن ترتیلا﴾ .... ''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھا کر۔'' (سورۂ مزمل: ۴)

سورتوں کو (نـظائر) ''ایک جیسی'' اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کی آیات کی تعداد تقریبا ایک جیسی ہے۔ (معنی، مفہوم اور مطلب میں بھی گہری یگانگت پائی جاتی ہے۔ ع،س)

(٩١٤)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو مُـحَـمَّـدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ...... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِآيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ لَيْلَةً۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات قرآن مجید کی ایک آیت پڑھتے ہوئے قیام فرمایا۔

تشریح: جسرہ بنت دجاجہ بیان کرتی ہیں: میں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح تک ایک ہی آیت بار بار پڑھتے ہوئے قیام فرمایا، آیت یہ ہے: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ .... ''اگر تو ان کو سزا دے تو بے شک وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو بے شک تو ہی غالب ہے، بڑی حکمت والا ہے۔'' (درج ذیل حدیث ملاحظہ ہو)

(٩١٥)۔ أَخْبَـرَنَـا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

(٩١٤) صحيح الاسناد ......أخرجه الترمذي: ٤٤٨

(٩١٥) هذا حديث حسن ......أخرجه ابن ماجه: ١٣٥٠، والنسائي: ١٠١٠

مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ التُّرَابِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بِسْطَامٍ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ قُدَامَةَ الْعَامِرِيِّ، عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دَجَاجَةَ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّدَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتَّى أَصْبَحَ ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے صبح تک ایک ہی آیت بار بار پڑھتے ہوئے قیام فرمایا، آیت یہ ہے: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ .... ''اگر تو ان کو سزا دے تو بے شک وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو بے شک تو ہی غالب ہے، بڑی حکمت والا ہے۔''

شرح: جناب حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ اوراد (وظائف) کو ناپسند کرتے تھے۔ ان بزرگوں کے عہد میں کچھ عابدین نے قرآن کی منزلیں مقرر کر رکھی تھیں اور ہر منزل میں مختلف سورتیں پڑھتے تھے جو مشہور ترتیب قرآنی سے ہٹ کر تھیں اور انہیں اپنی خاص اصطلاح میں (ورد) کہتے تھے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: ایسے ورد سنت سے ثابت نہ تھے اور حدیث میں آیا ہے: ''قلیل عمل جو سنت رسول کے مطابق ہو بہتر ہے بدعت پر مبنی کثیر عمل سے۔'' (سنن دارمی: ۱/ ۷۲)

(13)......بَابُ كَيْفَ الْقِرَاءَةُ بِاللَّيْلِ

تہجد میں تلاوت کیسے کی جائے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ .... ''نہ تو اپنی نماز میں بہت بلند آواز سے پڑھ اور نہ بالکل پوشیدہ۔'' (سورۂ اسراء: ۱۱۰)

(المخافة) ''پوشیدہ اور دھیمی آواز سے پڑھنا'' اور ایک معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس قدر پست آواز سے نہ پڑھا جائے کہ پیچھے کھڑے افراد کو کچھ سنائی نہ دے۔

(خفوت) کے معنی پست آواز کے ہیں۔ امام مجاہد رحمہ اللہ نے فرمان باری: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ﴾ کے بارے میں کہا کہ یہ دعا کے بارے میں نازل ہوا۔

(۹۱۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ

(۹۱۶) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ۴۴۹، وابوداود: ۲۲۶، ۱۴۳۷، وابن ماجه: ۱۳۵۴

كُـلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ح وَأَخْبرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُـو الْـعَبَّـاسِ الْـمَـحْبُـوبِـيُّ، حَـدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قِتْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ......

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْـنِ أَبِى قَيْسٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَيْفَ كَـانَـتْ قِرَائَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ؟ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَائَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ فَقَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا أَسَـرَّ بِالْقِرَائَةِ، وَرُبَّمَا جَهَرَ، فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى جَعَلَ فِى الأَمْرِ سَعَةً۔

جناب عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں تلاوت کیسے کرتے تھے؟ (خاموشی سے یا جہر کرتے تھے)۔ انہوں نے کہا: دونوں طرح سے کرتے، کبھی جہر سے تلاوت کرتے تھے، کبھی خاموشی سے۔ میں نے کہا: شکر ہے اللہ کا جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔

شرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَـانَـتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَـرْفَـعُ طَـوْرًا، وَيَخْفِضُ طَوْرًا۔ ......رات کی نماز میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے تلاوت کرتے تھے اور کبھی خاموشی سے۔ (حسن، ابوداود: ۱۳۲۸)

(۹۱۷)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو مُـحَـمَّـدٍ الْجوزَجَانِيُّ، أَخْبرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُـلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَخْبرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِى الزِّنَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِى عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ، قَـالَ: كَانَتْ قِرَائَةُ رَسُولِ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّمَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِى الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِى الْبَيْتِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت بسا اوقات حجرے میں موجود شخص سنتا جبکہ آپ گھر میں تلاوت فرما رہے ہوتے۔

(۹۱۸)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو مُـحَـمَّـدٍ الْجوزَجَانِيُّ، أَخْبرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُـلَيْـبٍ، حَـدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ أَبِى الْعَلاءِ الْعَبْدِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ......

عَـنْ أُمِّ هَـانِـيءٍ قَـالَـتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَائَةَ

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابو طالب سے روایت ہے کہ مجھے

(۹۱۷) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱۳۲۷

(۹۱۸) حسن صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ۱۳۴۹، والنسائى: ۲/ ۱۷۸

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَأَنَا عَلَى عَرْشِي۔

رات کو نبی ﷺ کی تلاوت کی آواز سنائی دیتی تھی جب کہ میں اپنے گھر کی چھت پر ہوتی تھی۔

شرح: ((العرش او العريش۔)) چھت یا چھپر کو کہتے ہیں، یہاں گھر کی چھت مراد ہے۔ نبی ﷺ سے کہا گیا تھا: ((الا نبنی لك عريشا؟)) ''کیا ہم آپ کے لیے چھپر نہ بنا دیں؟'' مکہ کے گھروں کو عریش کہا جاتا تھا اس لیے کہ وہ سادہ سے ہوتے تھے کہ صرف لکڑیاں گاڑ کر سایہ بنالیا جاتا۔

(۹۱۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ......

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لأَبِي بَكْرٍ: ((مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تَقْرَأُ، وَأَنْتَ تَخْفِضُ مِنْ صَوْتِكَ)) فَقَالَ: إِنِّي أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ، فَقَالَ: ((ارْفَعْ قَلِيلا))، وَقَالَ لِعُمَرَ: ((مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تَقْرَأُ، وَأَنْتَ تَرْفَعُ صَوْتَكَ))، قَالَ: إِنِّي أُوقِظُ الْوَسْنَانَ، وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ، قَالَ: ((اِخْفِضْ قَلِيلا۔))

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میں تمہارے پاس سے گزرا تھا تم تلاوت کر رہے تھے، تمہاری آواز پست تھی'' تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جس سے سرگوشی کر رہا تھا اس کو سنا رہا تھا، آپ نے فرمایا: ''آواز کو تھوڑا سا بلند کیجئے۔'' اور آپ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میں تمہارے پاس سے گزرا تھا جب تم تلاوت کر رہے تھے اور تمہاری آواز بلند تھی۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سوئے ہوئے کو بیدار کرتا تھا اور شیطان کو بھگاتا تھا، آپ نے فرمایا: ''آواز کو کچھ دھیما کیجئے۔''

(14)......بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ
قیام اللیل کی ترغیب کا بیان

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ﴾ .... ''رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کریں یہ زیادتی آپ کے لیے ہے۔'' (سورۂ بنی اسرائیل: ۷۹)

((تہجد)) کا معنی جاگنا اور بیدار ہونا ہے۔ یعنی اپنے آپ سے نیند دور کرنا۔ ھجود کا معنی نیند ہے۔

(۹۲۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ

(۹۱۹) حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱۳۲۹، والترمذی: ٤٤٧

(۹۲۰) أخرجه البخاري: ۱۱٤۲، و مسلم: ۷۷٦

الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ……

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ ، يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ ، عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ ، فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ پھونک دیتا ہے کہ سو جا ابھی رات بہت باقی ہے، پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق و چوبند اور خوش مزاج رہتا ہے، ورنہ مست اور بدباطن رہتا ہے۔''

تشریح: ((قافية الرأس)) سے مراد سر کی پچھلی جانب ہے، شعر کے آخری حصے کو قافیہ کہتے ہیں۔

(۹۲۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، حَدَّثَنِي أَخِي ، عَنْ سُلَيْمَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ……

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا ، يَقُولُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ ، يُرِيدُ أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّينَ؟ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ.))

ہند بنت حارث فراسیہ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں کہتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات گھبرا کر جاگے تو فرمایا: ! آج رات کیسے خزانے نازل ہوئے؟ اور آج رات کیا کیا بلائیں اور فتنے اترے؟ ان حجرے والیوں (ازواج مطہرات) کو کوئی جگانے والا ہے کہ اٹھ کر نماز پڑھیں؟ دنیا میں بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں آخرت میں ننگی ہوں گی۔''

(۹۲۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ ،

---

(۹۲۱) أخرجه البخاری: ۱۱۵ ، ۷۰۶۹، و مسلم:

(۹۲۲) هذا حديث حسن ……أخرجه الحاكم فی المستدرك: ۱۱۵۶

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْحَنَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَخْلَدِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ النَّسَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ، فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَقُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ عَنِ الإِثْمِ.))

سیدنا ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی نماز کو لازم پکڑو، بلاشبہ یہ نماز پہلی امتوں کے نیک لوگوں کا شیوہ ہے اور تمہیں اپنے رب کے نزدیک کرنے کا ذریعہ ہے اور گناہوں کو مٹانے کا سبب ہے اور گناہوں سے روکنے والی ہے۔''

(٩٢٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''افضل روزے ماہِ رمضان (کے روزوں کے بعد) اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور افضل نماز، فرض نمازوں کے بعد رات کی نماز (تہجد) ہے۔''

(٩٢٤)۔ نا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: مَرَّ بِنَا خَالِدُ بْنُ اللَّجْلَاجِ، فَدَعَاهُ مَكْحُولٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا إِبْرَاهِيمَ! حَدِّثْنَا حَدِيثَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشٍ......

فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيَّ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((رَأَيْتُ

سیدنا عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو

(٩٢٣) أخرجه مسلم: ١١٦٣

(٩٢٤) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذی عن ابن عباس: ٣٢٣٣، ورواه احمد و الترمذی عن معاذ بن جبل

رَبِّی تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، فَقَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلأُ الأَعْلَى يَا مُحَمَّدُ؟ قُلْتُ: أَنْتَ أَعْلَمُ، أَيْ رَبِّ، مَرَّتَيْنِ، قَالَ: فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، قَالَ: ثُمَّ تَلا هَذِهِ الآيَةَ: ﴿وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ﴾ ثُمَّ قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلأُ الأَعْلَى يَا مُحَمَّدُ؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَاتِ، قَالَ: وَمَا هُنَّ؟ قُلْتُ: الْمَشْيُ عَلَى الأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ خَلْفَ الصَّلَوَاتِ، وَإِبْلاغُ الْوُضُوءِ أَمَاكِنَهُ فِي الْمَكَارِهِ، قَالَ: مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَعِشْ بِخَيْرٍ وَيَمُتْ بِخَيْرٍ، وَيَخْرُجْ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَمِنَ الدَّرَاجَاتِ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَبَذْلُ السَّلامِ، وَأَنْ يَقُومَ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، قَالَ: قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الطَّيِّبَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَتَتُوبَ عَلَيَّ، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ.)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَعَلَّمُوهُنَّ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُنَّ لَحَقٌّ.))عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنِّي نَعَسْتُ، فَرَأَيْتُ رَبِّي.))

اچھی صورت میں دیکھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! کس چیز میں بحث وتمحیص کر رہے ہیں بلند گروہ کے فرشتے؟ میں نے کہا: اے میرے رب! تو بخوبی جانتا ہے، دو مرتبہ کہا، اللہ کے رسول نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتیوں کے درمیان محسوس کی، پس معلوم کر لیا میں نے، جو آسمانوں اور زمین میں ہے'' راوی کہتا ہے: پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ﴾ .... ''اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیم علیہ السلام کو آسمان اور زمین کی مخلوقات دیکھائیں تا کہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔'' پھر کہا: اے محمد! کس چیز میں ملأ اعلی کے فرشتے جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے کہا: کفارات میں، کہا: وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: باجماعت نماز پڑھنے کے لیے پیدل چل کر جانا، مسجد میں نماز ادا کر کے بیٹھے رہنا اور تکلیفوں اور مشکلات کے باوجود مکمل وضو کرنا، فرمایا: جس نے یہ کام کیا وہ زندہ رہا خیریت سے، اور وہ فوت ہوا خیریت سے، اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو، جیسے وہ بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے جو ابھی ماں نے جنم دیا ہو، درجات کی بلندی کے لیے یہ امور ہیں، کھانا کھلانا، سلام کو عام کرنا، رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں، پھر فرمایا: اے محمد! تو کہہ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الطَّيِّبَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَتَتُوبَ عَلَيَّ، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ

مَــفْتُــو نٍـ)) ''اے اللہ! میں تجھ سے نیک کام کرنے کا سوال کرتا ہوں، اور برے کام چھوڑنے کا اور مساکین سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ تو مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر، میری توبہ قبول کر اور جب تو کسی قوم کو آزمانے کا ارادہ کر لے تو مجھے موت دے بغیر آزمائش میں مبتلا کیے۔'' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ان باتوں کو سیکھو، (یعنی عمل میں لاؤ) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ یہ باتیں حق اور سچ ہیں۔'' یہ روایت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں سو گیا، تو میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا۔''

(٩٢٥)۔ وَأَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَـمْـعَـانَ، حَـدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَلامٍ الأَسْوَدِ......

عَـنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ صَلاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ: ((إِنَّ رَبِّـي أَتَـانِـي اللَّيْلَةَ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، فَقَالَ لِـي: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلأُ الأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: لا أَعْلَمُ يَا رَبِّ، فَوَضَعَ كَـفَّـهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ فِي صَـدْرِي، قَـالَ: فَتَـجَـلَّى لِي مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، قَــالَ: قُــلْــتُ: نَـعَـمْ يَــا رَبِّ يَخْتَصِمُونَ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ، قَالَ:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام بیان کرتے ہیں کہ نماز فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''بالیقین میرا پروردگار آج رات میرے پاس اچھی صورت میں آیا۔'' سو مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! کیا آپ جانتے ہیں کہ بلند گروہ کے فرشتے کس چیز میں جھگڑا (مناقشہ) کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: اے میرے رب! میں نہیں جانتا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا، حتی کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی'' آپ نے فرمایا: ''آسمان وزمین کے درمیان کی ہر چیز میرے لیے

(٩٢٥) انظر الحديث السابق

وَمَا هُنَّ؟ قُلْتُ: فَأَمَّا الدَّرَجَاتُ، فَإِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَبَذْلُ السَّلَامِ، وَقِيَامُ اللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، وَأَمَّا الْكَفَّارَاتُ، فَمَشْيٌ عَلَى الأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْكَرَاهِيَاتِ، وَجُلُوسٌ فِي الْمَسَاجِدِ خَلْفَ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! قُلْ تُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَ، قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ، فَتَوَفَّنِي إِلَيْكَ، وَأَنَا غَيْرُ مَفْتُونٍ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَحُبًّا يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ۔))

روشن ہوگئی‘‘ آپ نے بتلایا، میں نے کہا: جی ہاں، اے میرے پروردگار! (فرشتے کفاروں اور درجات کے بارے بحث وتکرار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: درجات تو یہ ہیں: کھانا کھلانا، سلام کو پھیلانا، راتوں کو قیام کرنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں، باقی رہے کفارات (گناہوں کو مٹانے والے امور) وہ باجماعت نماز کے حصول کے لیے پیدل چل کر جانا، تکلیفوں (سردی، گرمی، بیماری) میں مکمل اور پورا وضو کرنا، نمازوں کے بعد مسجد میں بیٹھنا (دوسری نماز کے انتظار میں)، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! تو کہہ، تیری بات سنی جائے گی، مانگ تجھے نوازا جائے گا‘‘ آپ نے فرمایا: ’’میں نے کہا: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ، فَتَوَفَّنِي إِلَيْكَ، وَأَنَا غَيْرُ مَفْتُونٍ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَحُبًّا يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ۔)) ...... ’’اے اللہ! میں تجھ سے امور خیر بجالانے کی توفیق مانگتا ہوں، گناہ چھوڑ دینے اور مسکینوں سے محبت کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور یہ کہ تو مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما اور جب کسی قوم کو تباہ کرنے کا تیرا ارادہ ہو تو مجھے بغیر آزمائش میں مبتلا کیے اپنے پاس بلا لے، اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تیری ذات سے محبت رکھتا ہو اور مجھے ایسی محبت وعقیدت عطا فرما جو تیری محبت والفت تک پہنچا دے۔‘‘

شرح: ابو یحییٰ تابعی ہیں ان کا نام سُلیم بن عامر الخبائری ہے انہیں سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث حاصل ہے۔ راوی ابو یزید شامی کا نام معلوم نہیں، ابوسلام کا نام ممطور حبشی ہے یہ بجیلہ قبیلہ کی ایک شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔

(٩٢٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورِ بْنُ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، حَدَّثَنَا النَضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ هُوَ ابْنُ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى……

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ، وَقِيلَ: قَدْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِئْتُ فِيمَنْ جَاءَ، قَالَ: فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، فَكَانَ أَوَّلَ مَا قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الأَرْحَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔))

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، لوگوں نے خوشی سے ایک دوسرے کو کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں، لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کی زیارت کے لیے گیا، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو توجہ سے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جو کلام فرمایا وہ یہ تھا: ''لوگو! سلام عام کرو، کھانا کھلایا کرو، رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھا کرو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

شرح: ((انجفل الناس۔)) ''لوگوں نے جلدی کی اور تیزی سے گئے۔''

(٩٢٧)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ ابْنِ مُعَانِقٍ أَوْ أَبِي مُعَانِقٍ……

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت میں بالا خانے ہیں جن کا بیرونی حصہ اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندرونی حصہ

(٩٢٦) هذا حديث صحيح ……أخرجه الترمذى: ٢٤٨٥، وابن ماجه: ١٣٣٤

(٩٢٧) صحيح ……أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٢٩٦٨

ظَاهِرِهَا أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ أَلَانَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَتَابَعَ الصِّيَامَ، وَصَلَّى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔))

باہر سے نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تیار کیا ہے (اپنے ان بندوں کے لیے) جو نرم گفتگو کرتے ہیں، کھانا کھلاتے ہیں، مسلسل روزے رکھتے ہیں اور رات کو نماز پڑھتے ہیں جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔''

شرح: حدیث کی سند میں موجود راوی ابن ہانق کا نام عبداللہ بن معانق اشعری ہے۔

فائدہ: نرم اور شائستہ گفتگو کرنی چاہیے، تند و تیز اور اکھڑ انداز قطعا مناسب نہیں، افسوس کہ ربانی تہذیب اور آسمانی وحی سے محروم قومیں تو نرم دم گفتگو کرنے کی عادی ہیں اور ان کی شائستگی کے چہار سو چرچے ہیں مگر معلم اخلاق ﷺ کی امت اس سے تہی دست اور محروم ہے۔ مسلسل روزے رمضان کے علاوہ رکھنا منع ہے، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ سال بھر مختلف مناسبتوں سے اور گاہے گاہے مثلا یوم عرفہ، یوم عاشورا، ایام بیض، سوموار، جمعرات وغیرہ کا روزہ رکھنا ان کی عادت ہے اور اس عمل خیر سے ان کا تعلق بہر حال رہتا ہے۔ (ع،س)

(٩٢٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقِيلَ: مَا زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ صبح تک پڑا سوتا رہا اور فرض نماز کے لیے نہیں اٹھا، اس پر آپ نے فرمایا: ''شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہے۔''

(٩٢٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا الْخَضِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا مُجَالِدٌ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، يَرْفَعُ الْحَدِيثَ: ((ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَيْهِمُ الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي، وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اس حدیث کو مرفوع بیان کرتے ہیں (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا): ''اللہ تعالیٰ تین افراد کو دیکھ کر ہنستا ہے، جو شخص رات کے

(٩٢٨) أخرجه البخاري: ١١٤٤، و مسلم: ٧٧٤

(٩٢٩) ضعيف ......أخرجه ابن ماجه: ٢٠٠

الصَّلاةِ، وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ۔))

اوقات میں نماز پڑھتا ہے، نمازی جب نماز کے لیے صف بناتے ہیں، اور فوج کے دستے جب دشمن کے سامنے صف بناتے ہیں۔''

(۹۳۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَجُلَيْنِ رَجُلٍ ثَارَ عَنْ وِطَائِهِ وَلِحَافِهِ مِنْ بَيْنِ حِبِّهِ وَأَهْلِهِ إِلَى صَلاتِهِ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لِمَلائِكَتِهِ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي ثَارَ عَنْ فِرَاشِهِ وَوِطَائِهِ مِنْ بَيْنِ حِبِّهِ وَأَهْلِهِ إِلَى صَلاتِهِ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقًا مِمَّا عِنْدِي، وَرَجُلٌ غَزَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَانْهَزَمَ مَعَ أَصْحَابِهِ، فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فِي الانْهِزَامِ، وَمَا لَهُ فِي الرُّجُوعِ، فَرَجَعَ حَتَّى هُرِيقَ دَمُهُ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لِمَلائِكَتِهِ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي رَجَعَ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقًا مِمَّا عِنْدِي حَتَّى هُرِيقَ دَمُهُ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارا پروردگار دو قسم کے آدمیوں سے تعجب کرتا ہے، وہ آدمی جو اپنے نرم بستر اور لحاف سے نماز کے لیے اٹھتا ہے جبکہ وہ اپنی پیاری بیوی کے ساتھ محو استراحت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: میرے بندے کو دیکھو یہ اپنے بچھونے اور لحاف سے نماز کے لیے اٹھا جبکہ یہ اپنی محبوب گھر والی کے ساتھ محوخواب تھا، میرے پاس جو نعمتیں ہیں ان کے شوق میں اور میرے عذاب کے خوف سے (بیدار ہوا)۔ دوسرا وہ شخص جو اللہ کے راستے میں لڑائی کرتا ہے اور اپنے ساتھیوں سمیت ہزیمت اٹھاتا ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ شکست کھا کر بھاگنے میں کیا گناہ ہے، اور پلٹ کر حملہ کرنے میں کیا اجروثواب ہے، سو وہ پلٹ کر حملہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا خون بہہ جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتے ہیں: میرے اس بندے کو دیکھو، یہ میدان جنگ میں میرے انعامات کی رغبت اور سزا کے خوب سے پلٹ کر آیا یہاں تک کہ اس کا خون بہہ گیا۔''

(۹۳۰) اسناده حسن ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ۳۹٤۹

(15)......بَابُ الْإِجْتِهَادِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ

رات کی نماز پڑھنے میں پوری محنت کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ. وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ ..... ''وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور وقت سحر استغفار کیا کرتے تھے۔'' (سورۂ ذاریات: ۱۷، ۱۸)

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: ان کی نماز وقت سحر تک جاری رہتی ہے پھر سحری کے وقت میں اپنے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے استغفار وتوبہ میں لگ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا﴾ ..... ''ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں۔'' (سورۂ سجدہ: ۱۶)۔ یعنی اس کی رحمت اور فضل وکرم کی امید بھی رکھتے ہیں اور اس کے عتاب وغضب اور مواخذہ وعذاب سے ڈرتے بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا﴾ ..... ''وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں بجلی کی چمک ڈرانے اور امید دلانے کے لیے دکھاتا ہے۔'' (سورۂ رعد: ۱۲)

جس سے رہ گیر مسافر ڈرتے ہیں اور گھروں میں مقیم (کسان وکاشت کار) اس کی برکت اور منفعت کی امید رکھتے ہیں۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ بارش ہونے سے جس کا نقصان متوقع ہے وہ لرزاں وترساں رہتا ہے اور جس کے بارش سے فوائد وابستہ ہیں وہ خوشی کے شادیانے بجاتے ہوئے پر امید رہتا ہے۔

(۹۳۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ: أَتَتَكَلَّفُ هَذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: ((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔))

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے کہ آپ کے قدم سوجھ جاتے، آپ سے عرض کیا گیا: آپ اس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں جبکہ آپ کے پہلے اور بعد والے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں، آپ نے فرمایا: ''کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

(۹۳۱) أخرجه البخاري: ٤٨٣٦، و مسلم: ٢٨١٩

(16)...... بَابُ الْأَخْذِ بِالْقَصْدِ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الْأُمُوْرِ

رات کے قیام اور دوسرے امور میں اعتدال اور میانہ روی کا اہتمام کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ﴾ .... ''اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ۔'' (سورۃ نساء: ۱۷۱) یعنی کسی چیز کو اس کی حد مقرر سے نہ بڑھاؤ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم سختی روا نہ رکھو، اس طرح تم لوگوں کو نفرت دلا دو گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَى اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ۔)) ...... ''اللہ کو سب سے زیادہ وہ دین پسند ہے جو سیدھا اور سچا ہو۔'' (اور یقیناً وہ دین اسلام ہے۔) (صحيح، صحيحه: ۸۸۱)

(۹۳۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا كُنَّا نَشَاءُ أَنْ نَرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلا رَأَيْنَاهُ، وَمَا نَشَاءُ أَنْ نَرَاهُ نَائِمًا إِلا رَأَيْنَاهُ، وَقَالَ: كَانَ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَقُولَ: لا يُفْطِرُ مِنْهُ شَيْئًا، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لا يَصُومُ مِنْهُ شَيْئًا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب چاہتے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں تو ہم آپ کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے۔ اور ہم جب چاہتے کہ آپ کو سوتا دیکھیں تو آپ کو سوتا دیکھ لیتے۔ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کسی ماہ روزہ رکھنا شروع کرتے تو خیال ہوتا کہ اب آپ اس ماہ کوئی روزہ بھی ترک نہیں کریں گے اور جب کسی ماہ روزہ نہ رکھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ اب آپ اس مہینہ کوئی روزہ نہیں رکھیں گے۔

(۹۳۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدِي امْرَأَةٌ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے جبکہ میرے ہاں ایک عورت بیٹھی تھی۔

(۹۳۲) أخرجه البخاري: ۱۱٤۱، و مسلم: ۱۱۵۸

(۹۳۳) انظر الحديث الآتي

قَالَ: ((مَنْ هَذِهِ؟)) قُلْتُ: فُلانَةُ لا تَنَامُ اللَّيْلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَيْكُمْ مِنَ الأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ، فَوَاللّٰهِ! لا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتَّى تَمَلُّوا))، وَكَانَ أَحَبَّ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ۔

آپ نے پوچھا: ''یہ خاتون کون ہے؟'' میں نے کہا: فلاں عورت جو رات بھر نہیں سوتی (عبادت میں مشغول رہتی ہے)۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں صرف اتنا ہی عمل کرنا چاہیے جتنے کی تم میں طاقت ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تو (ثواب دینے میں) تھکتا نہیں تم ہی عمل کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔'' آپ کو یہ بہت پسند تھا کہ نیک عمل کرنے والا اس پر ہمیشگی کرے۔

(٩٣٤)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها......

قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ، حَسَنَةُ الْهَيْئَةِ، فَقَالَ: ((مَنْ هَذِهِ؟)) قُلْتُ: هَذِهِ فُلانَةُ بِنْتُ فُلان، وَهِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لا تَنَامُ اللَّيْلَ، فَقَالَ: ((مَهْ، خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا، وَأَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى اللّٰهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَإِنْ قَلَّ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے جبکہ میرے ہاں ایک خوبصورت (عمدہ لباس والی) عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے کہا: یہ فلاں خاتون ہیں جو فلاں کی بیٹی ہیں اور یہ وہی ہیں جو رات بھر نہیں سوتیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس تمہیں صرف اتنا عمل ہی کرنا چاہیے جتنا تمہارے بس اور طاقت میں ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو (اجر وثواب دینے سے) تھکتا نہیں تم ہی عمل کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل بہت محبوب ہے جس پر کرنے والا مداومت اختیار کرتا ہے خواہ وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔''

شرح: ((لا یمل اللہ حتی تملوا)) کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ثواب دیتے ہوئے اکتاہٹ اور ملال محسوس نہیں کرے گا مگر تم عمل کرنے سے تھک جاؤ گے۔ مولیٰ کریم کی ذات بے ہمتا کے لیے لفظ ملال بولنا بھی سوءِ ادب ہے اور کسی طور جائز نہیں ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ مولیٰ کریم کا فضل عمیم اور لطف کریم تو ختم ہونے والا نہیں

(٩٣٤) أخرجه البخاري: ٤٣، ١١٥١، و مسلم: ٧٨٥

تم ہی سوال کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔یعنی تمہارے الفاظ،حروف اور نطق و بیان تو جواب دے سکتے ہیں لیکن اس کے بے پایاں احسانات اور عنایتوں کے سمندر میں کوئی کمی نہیں۔تیسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب، اجر اور صلے کا سلسلہ تو رکنے والا نہیں بلکہ تم ہی عمل ترک کر دو گے۔ یہاں ''ملال'' کے معنی عمل صالح کو چھوڑ دینے کے ہیں۔اس لیے کہ اکتاہٹ کا لازمی نتیجہ عمل سے روگردانی ہے، جو شخص کسی کام سے اکتا تا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں لفظ ملال بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔

(۹۳۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلامِ بْنُ مُطَهَّرٍ ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ، عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلا غَلَبَهُ ، فَسَدِّدُوا ، وَقَارِبُوا ، وَأَبْشِرُوا ، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا، اس لیے اپنے عمل میں درستگی اور پختگی اختیار کرو اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ کہ دین ہی میں دارین کی سعادت اور فوز وفلاح ہے، اور صبح شام اور کسی قدر رات میں عبادت سے مدد حاصل کرو۔''

تشریح: ((سَدِّدو۔)) ''درست اور صحیح'' (موافق شریعت) بات کا قصد کرو۔فرمان باری ہے: ﴿وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ .... ''اور سیدھی سیدھی سچی بات کیا کرو۔'' یعنی ایسی بات جس میں کجی اور انحراف ہو نہ دھوکا اور فریب ہو۔

((قاربوا۔)) ''عجلت سے کام نہ لو۔'' دوسرا معنی یہ ہے ''افراط وتفریط'' اور ''غلو وتقصیر'' سے بچتے ہوئے میانہ روی اختیار کرو۔

حدیث مبارکہ میں عبادات وقربات کے باب میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم ہے۔ انسان کو اپنے اوپر عبادت وریاضت کا اس قدر بارِ گراں نہیں ڈالنا چاہیے کہ تھک ہار جائے اور یہ چیزیں اس کے لیے لاغری، کمزوری اور بیماری کا سبب بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس بات کا پابند نہیں کیا کہ وہ دن رات کے تمام اوقات میں عبادت میں

(۹۳۵) أخرجه البخاري: ۵٦۷۳ ، ٦٤٦۳ ، ۷۲۳۵

ڈٹے رہیں اور کسی لمحہ آرام نہ کریں بلکہ عبادت کا ایک نظام الاوقات دیا گیا ہے۔ اس طرح کہ کچھ اوقات عبادت کے لیے مخصوص کر دیئے ہیں اور کچھ دوسرے اوقات دیگر مصروفیات اور مشاغل کی انجام دہی کے لیے ہیں۔ آدمی کو ان اوقات اور فضیلت کے دیگر اوقات (تہجد، اشراق، اوابین) میں اپنا رشتہ رب کی عبادت اور اذکار و وظائف سے جوڑنا چاہیے اور اپنے لیے سعادت اور نیکی بخشی کو سمیٹنا چاہیے۔

محمد بن المنکدر رسے ایک مرسل روایت اس طرح مذکور ہے (وہ اس کو مرفوعاً بھی بیان کرتے ہیں): بے شک یہ دین مضبوط ہے اس میں نرمی سے داخل ہویے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نفرت مت دلایئے۔ یقیناً اپنی سواری کو بلا قصد تھکانے والا آدمی نہ تو مسافت طے کر پاتا ہے اور نہ اپنی سواری کے پلے کچھ چھوڑتا ہے۔'' یہی الفاظ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بھی مروی ہیں اور اس میں یہ الفاظ مزید مذکور ہیں: ''اس آدمی کی طرح کارخیر سر انجام دیجیے جسے اس بات کا یقین ہو کہ میں نے بوڑھا اور ضعیف ہو کر فوت ہونا ہے (یعنی اعمال خیر میں دوام اور ایک خاص ترتیب ہو۔ بے ڈھنگی، کثرت و بہتات نہ ہو۔) اور اس شخص کی مانند ڈر رکھے جسے کل مرنے کا قوی اندیشہ لاحق ہو۔

((فاوغل فیہ برفق۔)) ''نرمی اور سکون سے داخل ہویے۔'' لفظ (وغول) کا معنی کسی چیز میں داخل ہونا ہے۔ عربی زبان میں طفیلی شخص (جو کھانے کے مقامات میں بن بلائے جاتا ہے) کو واغل کہتے ہیں۔ باب تفعیل کے مصدر (ایغال) کا معنی تیز دوڑنا اور کسی کام میں گہرائی اختیار کرنے کے ہیں۔

((المنبت۔)) ''وہ شخص جو منزل مقصود پر پہنچنے سے رہ جائے اور اس کی سواری تھک کر چور ہو جائے۔'' اس لفظ کے ساتھ اس عبادت گزار اور متعبد شخص کو تشبیہ دی گئی ہے جو عبادت و ریاضت میں اپنے آپ کو کھپا دیتا ہے۔ چند سال تو حد درجہ عبادت اور اللہ اللہ میں گزرتے ہیں مگر بعد ازیں محتاجی اور صحت کی ابتری مقدر بن کر رہ جاتی ہے۔

جناب مطرّف اپنے لختِ جگر عبداللہ سے مخاطب ہیں: علم کا حصول علم سے افضل ہے، نیکی دو گناہوں (افراط وتفریط) کی زد میں ہے۔ بہترین معاملہ میانہ روی والا ہے اور بری چال تیزی والی چال ہے (ایسی تیزی جس میں گرنے اور نقصان کا ڈر ہوتا ہے)

((والحسنة بین السیئتین۔)) ''نیکی دو گناہوں کے درمیان میں ہے۔'' اس سے مراد اعمال میں غلو کرنا ہے یہ ایک برائی ہے اور دوسری طرف تقصیر سے بچنا ہے کیونکہ تقصیر بھی ایک گناہ ہے جبکہ نیکی درمیانہ روی کا نام ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا﴾ .... ''اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی۔'' (سورۂ فرقان: ٦٧)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾ .... ''اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے۔'' (سورۂ اسراء: ٢٩)۔

((الحقحقة)) سواری کو اس قدر تیز بھگانا کہ وہ تھک کر اپنا سوار اٹھانے سے عاجز آ جائے۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: یقیناً اللہ کا دین کمی اور بیشی کے مابین ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالی پسند فرماتا ہے کہ اس کی دی ہوئی رخصتیں استعمال کی جائیں جیسے اللہ تعالی کو یہ پسند ہے کہ اس کے احکامات (مستقل اوامر ونواہی) پر عمل پیرا ہوا جائے۔

(٩٣٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، جميعا عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ بُرَيْدَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا مَاشٍ فِي الطَّرِيقِ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ خَلْفِي، فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِي، ثُمَّ انْطَلَقْتُ، فَإِذَا نَحْنُ بِرَجُلٍ يُصَلِّي يُكْثِرُ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، قَالَ: فَقَالَ لِي: ((يَا بُرَيْدَةُ أَتُرَاهُ يُرَائِي؟)) ثُمَّ أَرْسَلَ يَدَهُ مِنْ يَدِي، وَجَمَعَ يَدَيْهِ جَمِيعًا، وَجَعَلَ، يَقُولُ: ((عَلَيْكُمْ هَدْيًا قَاصِدًا إِنَّهُ مَنْ يُشَادَّ هَذَا الدِّينَ يَغْلِبْهُ۔))

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں راستے میں چلا جا رہا تھا، ناگہاں ایسا محسوس ہوا کہ کوئی آدمی میرے پیچھے ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے میرا ہاتھ تھام لیا، پھر میں چل دیا۔ ہم ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو بہت زیادہ رکوع وسجود کر رہا تھا، سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے بریدہ! دیکھو یہ ریاکاری کر رہا ہے۔'' پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کر کے فرمایا: ''درمیانہ انداز اختیار کرو، جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آ جائے گا۔''

(17)...... بَابُ الْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ
اعمال پر ہمیشگی کرنا

(٩٣٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ،

(٩٣٦) اسناده صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٢٩٦٣

(٩٣٧) أخرجه البخاري: ١٩٨٧، ومسلم: ٧٨٣

عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ......

حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَحَبَّ الأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ))، قَالَ: فَكَانَتْ عَائِشَةُ إِذَا عَمِلَتْ عَمَلا دَاوَمَتْ عَلَيْهِ۔

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب عمل وہ ہے جس کو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔“ راوی حدیث نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب کوئی عبادت کرتیں تو اس پر ہمیشگی اختیار کرتیں۔

(٩٣٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الأَيَّامِ؟ قَالَتْ: لا، كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً، وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيعُ؟

جناب علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا کیا حال تھا، آیا کسی دن کو عبادت کے لیے خاص فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، ان کی عبادت ہلکی بارش کی طرح ہمیشہ تھی اور تم میں سے کون آپ کی سی عبادت کر سکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔

شرح: ((كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً)) ”آپ کا عمل مسلسل ہوتا۔“ ((ديمة)) اس بارش کو کہتے ہیں جو سکون کے ساتھ مسلسل برستی رہے۔ اس کے ساتھ عمل کو تشبیہ دی گئی ہے میانہ روی اور مداومت کے پیش نظر۔

(٩٣٩)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الأَزْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَبُو حَفْصٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا تَكُنْ مِثْلَ فُلانٍ كَانَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اے عبداللہ!) تو فلاں شخص کی طرح نہ

(٩٣٨) انظر الحديث السابق

(٩٣٩) أخرجه البخاري: ١١٥٢، و مسلم: ١١٥٩

يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ۔)) ہو جا جو تہجد پڑھتا تھا پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔''

(18)...... بَابُ تَرْكِ الْعَمَلِ عِنْدَ غَلَبَةِ النَّوْمِ وَالْفُتُوْرِ

غلبہ نینداور شدید تھکاوٹ کے وقت عبادت ترک کر دینا چاہیے

(٩٤٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغَلِّسِ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ يَنْعَسُ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نیند آئے تو اسے سو جانا چاہیے یہاں تک کہ نیند دور ہو جائے، یقیناً تم میں سے کوئی نیند کی حالت میں اونگھتا ہوا جب نماز پڑھے گا تو نہیں معلوم استغفار کی جگہ پہ اپنے آپ کو گالی دے لے۔'' (یعنی اپنے لیے بددعا کر لے)۔

(٩٤١)۔ أنا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَأَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الْإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا السُّلَمِيُّ، وَالدَّبَرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی قیام اللیل کے لیے کھڑا ہو اور قرآن مجید اس کی زبان پر بوجھل ہو جائے، اسے زبان سے نکلنے والے الفاظ کا احساس نہ رہے تو اسے چاہیے کہ وہ لیٹ جائے۔''

تشریح: ((استعجم القرآن عليه)) ''قرآن پڑھنا اس کے لیے مشکل ہو جائے اور نیند کے غلبے کی بنا پر اسے اپنی زبان پر کنٹرول نہ رہے۔''

(٩٤٠) أخرجه البخاري: ٢١٢، و مسلم: ٧٨٦ (٩٤١) أخرجه مسلم: ٧٨٧

(٩٤٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: ((مَا هَذَا الْحَبْلُ؟)) قَالُوا: هَذَا حَبْلُ زَيْنَبَ، فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا، حُلُّوهُ، فَلْيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ کی نظر ایک رسی پر پڑی جو دو ستونوں کے درمیان تنی ہوئی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''یہ رسی کیسی ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے باندھی ہے۔ جب وہ نماز میں تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک رہتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں اسے کھول دو، تم میں سے ہر شخص کو چاہیے جب تک ہشاش بشاش ہو تو نماز پڑھے، تھک جائے تو بیٹھ جائے۔'' مسلم شریف کی سند میں ''آپ مسجد میں تشریف لے گئے'' کے الفاظ ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک دل کسی وقت کام کے لیے آمادہ اور راغب ہوتے ہیں اور کسی وقت ان میں سستی اور نفرت پائی جاتی ہے لہٰذا جب نیکیوں پر حریص اور پوری طرح آمادہ ہو تو خوب فائدہ اٹھاؤ اور جب کاہلی، سستی اور بے دلی کی کیفیت ہو تو اس کے حال پر چھوڑ دیجیے، صرف فرائض کی بجا آوری کو کافی سمجھا جائے۔

(19)...... بَابُ قِيَامِ وَسْطِ اللَّيْلِ

نصف شب کو قیام کرنا

(٩٤٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ،

(٩٤٢) أخرجه البخاري: ١١٥٠، و مسلم: ٧٨٤

(٩٤٣) أخرجه البخاري: ١١٣١، و مسلم: ١١٥٩

عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ……

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَأَحَبَّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا، وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ.))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ روزے سیدنا داود علیہ السلام کے روزے ہیں اور نمازوں میں بھی داود علیہ السلام کی نماز ہے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ نہ رکھتے، آپ آدھی رات تک سوتے، اس کے بعد ایک تہائی رات نماز پڑھنے میں گزارتے، پھر رات کے چھٹے حصے میں سو جاتے۔''

شرح: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ میں نے آپ کو سحر کے وقت ہمیشہ لیٹے ہوئے پایا۔

(صحيح بخاری: ۱۱۳۳، صحيح مسلم: ۷۴۲)

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ تہجد سے فارغ ہو کر آپ قبل از سحر کچھ دیر آرام فرمایا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہی بیان فرما رہی ہیں۔ (ع،س)

(۹٤٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا عَوْفٌ، عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي مَخْلَدٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ……

حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا ذَرٍّ: أَيُّ صَلَاةِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَإِمَّا قَالَ: ((نِصْفُ اللَّيْلِ، أَوْ جَوْفُ اللَّيْلِ، وَقَلِيلٌ فَاعِلُهُ.))

جناب ابو مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون سے حصے میں نماز پڑھنا افضل ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے بھی اسی مسئلہ کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا جیسا کہ آپ نے مجھ سے پوچھا ہے، آپ نے ''نصف اللیل'' (نصف شب) کہا، یا ''جوف اللیل'' (رات کے درمیان میں) کا لفظ بولا اور یہ عبادت کرنے والے بہت قلیل لوگ ہیں۔

(۹٤٤) صحيح لغيره …… أخرجه أحمد في مسنده: ۲۱۵۵۵

(20)...... بَابُ إِحْيَاءِ آخِرِ اللَّيْلِ وَفَضْلِهِ

رات کے آخر میں جاگنے کی فضیلت

(٩٤٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ابْنُ بِنْتِ ابْنِ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ......

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: أَتَيْتُ الأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ، وَكَانَ لِي أَخًا وَصَدِيقًا، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَمْرٍو! حَدِّثْنِي كَمَا حَدَّثَتْكَ بِهِ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، عَنْ صَلاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَيُحْيِي آخِرَهُ، فَرُبَّمَا كَانَتْ لَهُ الْحَاجَةُ إِلَى أَهْلِهِ، ثُمَّ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ مَاءً، حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الأَوَّلِ، قَالَتْ: وَثَبَ، وَمَا قَالَتْ: قَامَ، فَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، وَمَا قَالَتْ: اغْتَسَلَ، وَأَنَا أَعْلَمُ مَا تُرِيدُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ لِلصَّلاةِ۔

جناب ابو اسحاق عمرو بن عبید کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے پاس آیا۔ وہ میرے بھائی اور دوست ہیں۔ میں نے ان سے کہا: اے ابو عمرو! مجھے اللہ کے نبی ﷺ کی نماز کے متعلق بتاؤ، جیسا آپ کو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے، انہوں نے بتایا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ شروع رات میں سو رہتے اور آخر رات میں بیدار ہو جاتے اور تہجد پڑھتے، بسا اوقات آپ اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بیوی کے ہاں چلے جاتے اور پھر نہائے بغیر سو رہتے۔ تو جب مؤذن اذان دیتا تو جلدی سے اٹھ بیٹھتے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے لفظ (وثب) ''جلدی سے اٹھتے'' بولا ہے۔ لفظ (قام) ''آرام سکون سے اٹھتے'' نہیں بولا) اور اپنے جسم پر پانی بہاتے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اغتسل) ''غسل کرتے'' کے الفاظ نہیں بولے۔ اسود کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مدعا کو بخوبی سمجھتا ہوں۔ اگر آپ جنبی نہ ہوتے تو وضو کر کے نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ مروی ہے کہ جناب مسروق نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی ﷺ تہجد کے لیے رات کو کب بیدار ہوتے تھے؟ ام المؤمنین نے جواب دیا: زور زور سے چیخنے والے کی آواز سنتے تو اٹھ کر نماز پڑھنے لگتے۔

(٩٤٥) أخرجه البخاري: ١١٤٦، و مسلم: ٧٣٩

شرح: ((صــارخ)) سے مراد مرغا ہے۔نسلی مرغا (اصیل) عام طور پر نصف شب اور اس کے کچھ بعد آواز کرنا شروع کر دیتے ہیں۔یعنی آپ ﷺ جب مرغوں کی آوازیں سنتے تو تہجد کی تیاری کرنے لگتے۔

(٩٤٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْمَخْلَدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ، أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَنَا الْمَلِكُ، مَنِ الَّذِي يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنِ الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنِ الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر رات جب تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آسمان دنیا پر اترتا ہے اور فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں؟ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش چاہے میں اسے بخش دوں؟''

شرح: مسلم کی روایت میں: ((حِينَ يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ۔)) اور ((فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُضِيْءَ الْفَجْرُ۔)) کے الفاظ ہے۔بعض طرق میں ((حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ۔)) کے الفاظ ہیں۔

(٩٤٧)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَغَرِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللهَ إِلا حَفَّتْهُمُ الْمَلائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ)) وَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُمْهِلُ حَتَّى إِذَا كَانَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس جگہ جمع ہو کر کچھ لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، (اللہ کی) رحمت ان پر سایہ فگن ہوتی ہے، ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود (فرشتوں) میں ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔'' اور مزید فرمایا: ''اللہ تعالیٰ

(٩٤٦) أخرجه البخاري: ١١٤٥، ومسلم: ٧٥٨

(٩٤٧) أخرجه مسلم: ٧٥٨، وانظر الحديث السابق

ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ نَزَلَ إِلَى هَذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ، فَنَادَى ، فَقَالَ: هَلْ مِنْ مُذْنِبٍ يَتُوبُ؟ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ؟ هَلْ مِنْ دَاعٍ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ؟))

مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو آسمانِ دنیا پر اترتا ہے اور آواز لگاتا ہے: کوئی گنہگار ہے جو توبہ کرنا چاہتا ہو؟ کوئی مغفرت کا طلبگار ہے؟ کون ہے جو دعا کرے؟ کون ہے جو مغفرت مانگے؟ کون ہے جو کچھ مانگے؟''

(٩٤٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الأَغَرِّ ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ ، يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارا رب جو کہ برکت والا اور رفعتوں والا ہے ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے جب آخری تہائی رات باقی ہوتی ہے اور فرماتا ہے: کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں قبول کروں؟ کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اسے عنایت کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت مانگے تو میں اسے بخش دوں؟''

شرح ایک اور سند سے بھی اسی طرح مروی ہے اور ابن مرجانہ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ اللہ کے نبی علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں جس میں یہ الفاظ ہیں: ''پھر اللہ تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے فرماتا ہے: کون ہے جو اس (ذات) کو قرض دے جو مفلس اور ظلم کرنے والا نہیں۔'' (صحيح مسلم : ٧٥٨)

(٩٤٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَسْوَدِ ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مِنَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٩٤٨) أخرجه البخاري: ١١٤٥ ، و مسلم: ٧٥٨

(٩٤٩) أخرجه مسلم: ٧٥٧

اللَّيْلِ سَاعَةٌ لا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَهِيَ كُلَّ لَيْلَةٍ۔))

فرمایا: ''رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگے اللہ تعالیٰ اسے مرحمت فرما دیتا ہے، اور وہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے۔''

شرح: امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا: اے بیٹے! اس مرغ سے بڑھ کر عاجز اور غافل نہ ہو جانا کہ وقت سحر اٹھ کر آواز لگائے (اپنے مالک کی تسبیحات بیان کرے) اور تو بستر پر پڑا سوتا رہے۔

(21)...... بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

رات کو بیدار ہونے والا آدمی کیا پڑھے؟

(۹۵۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ، وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِي لا إِلٰهَ إِلا أَنْتَ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آدھی رات کے وقت نماز کے لیے اٹھتے تو فرماتے: ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ، وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِي لا إِلٰهَ إِلا أَنْتَ۔))...... ''اے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے، تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اور تیرے ہی لیے تعریف

(۹۵۰) أخرجه البخاري: ۱۱۲۰، ٦٣١٧، و مسلم: ۷٦۹

ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے، تیرے ہی لیے حمد ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور ان کا رب ہے جو ان میں ہیں، تو ہی حق ہے اور تیری بات حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، آگ حق ہے، قیامت حق ہے، اے اللہ! میں تیرے ہی لیے تابع ہو گیا اور تجھی پر ایمان لایا اور تجھی پر میں نے بھروسا کیا اور تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا اور تیری ہی مدد کے ساتھ (دشمن سے) جھگڑا کیا اور تیری طرف فیصلہ لے کر آیا، پس مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور پیچھے کیا اور جو میں نے چھپا کر کیا اور جو میں نے علانیہ کیا، تو ہی میرا سچا معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔''

شرح: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور سند سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ((وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ)) ...... ''تمام انبیاء حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں۔'' اور دعا کے آخر میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں: ((اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔)) ...... ''تو ہی آگے کرنے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، نہیں کوئی معبود برحق مگر تو ہی، تیرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔''

جناب طاؤس سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا نماز تہجد میں ''اللہ اکبر'' کہنے کے بعد پڑھتے تھے۔

((انت قَيَّامُ السماوات)) "قیام، قيُّوم، قَوَّام، قَيِّم" ان تمام الفاظ کا معنی ایک ہی ہے کہ ''کسی چیز کو قائم رکھنے والا''۔ بعض کے نزدیک "قَيُّوم" میں دوام اور ہمیشگی کا معنی پایا جاتا ہے، یعنی آسمان و زمین کو ہمیشہ سے سنبھالنے اور قائم رکھنے والا۔

((لك خاصمت۔)) ''میں تیری ہی مدد کے ساتھ دشمن سے جھگڑا کرتا ہوں۔'' مراد کہ تیری دی ہوئی توفیق سے میں کافروں سے جہاد کرتا ہوں اور تیری سمجھائی ہوئی دلیلوں کے ساتھ ان کے دلائل کا توڑ کرتا ہوں اور ان کے براہین کی کمزوری ثابت کرتا ہوں۔

(۹۵۱)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ،

(۹۵۱) حسن صحيح ...... أخرجه ابوداود: ۷٦٦، والنسائی: ۳/ ۲۰۸، وابن ماجه: ۱۳٥٦

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، أَخْبَرَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَرَازِيُّ......

عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَفْتَتِحُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ عَشْرًا، وَسَبَّحَ عَشْرًا، وَهَلَّلَ عَشْرًا، وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا، وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي، وَعَافِنِي۔)) وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

جناب سیدنا عاصم بن حمید کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام اللیل کس چیز سے شروع فرمایا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کہتے: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) دس مرتبہ، ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) دس بار، پھر ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) دس بار، پھر ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)) دس بار اور پھر یہ دعا پڑھتے: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي))...... ''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھے ہدایت دے، مجھے رزق عنایت فرما اور مجھے آرام وراحت سے بہرہ ور فرما۔'' اور آپ قیامت کے روز کھڑے ہونے کی تنگی سے پناہ مانگتے تھے۔

شرح: خالد بن معدان عن ربيعة جرشي عن عائشة رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

(٩٥٢)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ......

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها بِمَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ

جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز کس چیز سے شروع فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ فرماتے: ((اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ

(٩٥٢) أخرجه مسلم: ٧٧٠

فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِأَمْرِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔))

الْحَقِّ بِأَمْرِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔)) ...... ''اے اللہ! جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! سب ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے! تیرے بندوں کے مابین جو اختلاف ہوتا ہے تو ہی اس کا فیصلہ کرتا ہے، تو اپنی خاص توفیق سے مختلف فیہ معاملات میں حق کی طرف میری رہنمائی فرما، بے شک تو ہی جسے چاہے اسے سیدھی راہ کی راہنمائی فرماتا ہے۔''

(۹۵۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ، حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ......

حَدَّثَنِي عُبَادَةُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، أَوْ دَعَا اسْتُجِيبَ، فَإِنْ تَوَضَّأَ قُبِلَتْ صَلاتُهُ۔))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص رات کو بیدار ہو کر یہ دعا پڑھے: ((لا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي۔)) ...... ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لیے ہے، تمام تعریفیں بھی اسی کے لیے ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اللہ کی ذات پاک ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی کو گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی ہمت۔ پھر یہ پڑھے:

(۹۵۳) أخرجه البخاري: ۱۱۵٤

اے اللہ! میری مغفرت فرما۔ (یا یہ کہا کہ) کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر اگر اس نے وضو کیا (اور نماز پڑھی) تو نماز بھی قبول ہوتی ہے۔''

شرح: ((تعارّ)) ''رات کو بیدار ہونا۔'' لفظ''تعار'' کا لغوی معنی ہے: ''رات کے وقت بستر پر کروٹ بدلنا'' کہا گیا کہ یہ تب ہوتا ہے کہ کروٹ بدلنے کے ساتھ ساتھ منہ سے کچھ بولا بھی جائے جسے بڑبڑانا کہتے ہیں۔ یہ لفظ (عِرار الظلیم) سے ماخوذ ہے''مظلوم شخص کا آہستہ آہستہ بولنا۔''

(ظالم کے ظلم سے مجبور مقہور شخص بلند آواز سے کچھ کہنے کی جب سکت نہیں رکھتا تو وہ زیر لب کچھ نہ کچھ کہتا رہتا ہے اسی طرح اللہ کا بندہ جس کا دھیان ہر دم اپنے مولیٰ کی طرف لگا رہتا ہے وہ رات کو آنکھ کھلنے اور پہلو بدلنے کے وقت بھی اس کی یاد سے غافل نہیں رہتا گویا اس کے تحت الشعور میں اپنے مالک کی بندگی رچی بسی ہوتی ہے وہ ''جو دم غافل سو دم ظالم'' کا مصداق ہوتا ہے۔ (ع،س)

(22)......بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْوِتْرُ بِوَاحِدٍ

رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر ایک رکعت

(٩٥٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے قیام اللیل کے متعلق معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب کسی کو صبح ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لے، وہ اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔''

شرح: اکثر اہل علم نے اسی بات کو پسند کیا ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنا چاہیے اور وتر کی ایک رکعت پڑھی جائے۔

(٩٥٥)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ،

(٩٥٤) أخرجه البخاري: ٩٩٠، و مسلم: ٧٤٩

(٩٥٥) أخرجه البخاري: ١١٣٧، و مسلم: ٧٤٩

أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَـنْ سَـالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَلاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ، فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ۔))

جناب سالم رحمہ اللہ اپنے والد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور جب تمہیں صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔''

(٩٥٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ......

عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: ((صَلاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ، فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ، وَاجْعَلْ آخِرَ صَلاتِكَ وِتْرًا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جائے اور جب تمہیں صبح ہونے کا خدشہ ہو تو ایک وتر پڑھ لو اور وتر کو اپنی رات کی آخری نماز بناؤ۔''

(٩٥٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ......

عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صَلاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، إِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ، فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ۔))

جناب نافع سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب تمہیں صبح ہونے کا خدشہ ہو تو ایک وتر پڑھ لو۔''

(٩٥٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ......

حَـدَّثَـنَـا أَنَـسُ بْنُ سِيرِينَ، قَالَ: قُلْتُ لابْنِ عُـمَـرَ: أَرَأَيْـتَ الـرَّكْـعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاةِ الْغَدَاةِ أُطِيـلُ فِيهِـمَـا الْـقِـرَائَةَ، قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

جناب انس بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: نماز صبح سے پہلے کی دو رکعتوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا میں ان میں لمبی قراءت

(٩٥٦) أخرجه البخاري: ٤٧٣، ٩٩٨، ومسلم: ٧٤٩

(٩٥٧) انظر الحديث السابق

(٩٥٨) أخرجه البخاري: ٩٩٥، و مسلم: ٧٤٩

يُصَلِّی مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، وَيُصَلِّی الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاةِ الْغَدَاةِ، وَكَأَنَّ الأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ۔ قَالَ حَمَّادٌ: أَیْ سُرْعَةً۔

کر سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ تو رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھا کرتے تھے پھر ایک رکعت پڑھ کر ان کو طاق بنا لیتے تھے اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں اس طرح ادا کرتے گویا اذان (اقامت) کی آواز آپ کے کان میں پڑ رہی ہے۔ حماد کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ آپ جلدی پڑھ لیتے تھے۔

(۹۵۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِی شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِیُّ، حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِی التَّيَّاحِ سَمِعْتُ أَبَا مَخْلَدٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں (آپ نے فرمایا): ''وتر رات کے آخری حصے میں ایک رکعت ہے۔''

(23)......بَابُ الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ وَبِخَمْسٍ وَسَبْعٍ أَوْ أَكْثَرَ

وتر تین، پانچ، سات یا اس سے زیادہ رکعات پڑھنا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ نے تین رکعت وتر پڑھے۔

(۹۶۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَتْ صَلاةُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ لا يَجْلِسُ فِی شَیْءٍ مِنْهُنَّ إِلا فِی آخِرِهِنَّ، فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو قیام اللیل تیرہ رکعت پڑھتے تھے، پانچ ان میں سے وتر ہوتیں، پانچ رکعت ایک ساتھ پڑھتے ہوئے صرف آخری رکعت میں بیٹھتے پھر جب مؤذن اذان فجر کہتا تو اٹھ کر دو خفیف سی رکعتیں (فجر کی سنتیں) ادا فرماتے۔

---

(۹۵۹) أخرجه مسلم: ۷۵۲

(۹۶۰) أخرجه مسلم: ۷۳۷

(٩٦١)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَجَاء حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً خَمْسٌ يُوتِرُ بِهِنَّ لا يَجْلِسُ إِلا فِي آخِرِهِنَّ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔ ان میں سے پانچ رکعت وتر ہوتیں صرف آخری رکعت میں تشہد بیٹھتے تھے۔

شرح: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔ ان میں دو صبح کی سنتیں ہوتیں، آپ چھ رکعتیں دو دو کر کے پڑھتے اور پانچ رکعت (اکٹھی) وتر پڑھتے اور صرف آخری رکعت میں تشہد بیٹھتے۔ (صحیح، ابوداود: ١٣٥٩)

(٩٦٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلاثَ عَشْرَةَ فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ تیرہ رکعت قیام اللیل (وتر) پڑھتے پھر جب بڑی عمر والے اور کمزور ہو گئے تو سات رکعت پڑھنے لگے۔

شرح: اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ مندرجہ صدر حدیث میں جو مذکور ہے کہ آپ تیرہ رکعت وتر پڑھتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ رات میں تہجد کی نماز تیرہ رکعت وتر سمیت پڑھتے، یہاں قیام اللیل کو وتر سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ((يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ! أَوْتِرُوا۔))...... ''اے اہل قرآن! وتر پڑھا کرو۔''

(صحیح، ابوداود: ١٤١٦، ترمذی: ٤٥٣)

یہاں وتر سے آپ کی مراد رات کی نماز پڑھنا ہے، یعنی: اے حافظو! قیام اللیل کا اہتمام کرو۔

---

(٩٦١) انظر الحديث السابق

(٩٦٢) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٤٥٧، والنسائي: ١٧٠٨

(٩٦٣)۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ......

أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: انْطَلَقْنَا إِلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها، قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي، عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ، وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لا يَجْلِسُ فِيهَا إِلا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ، وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلا يُسَلِّمُ، فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ، ثُمَّ يَقْعُدُ، فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ، وَهُوَ قَاعِدٌ، فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ، فَلَمَّا أَسَنَّ وَأَخَذَ اللَّحْمَ، أَوْتَرَ بِسَبْعٍ، وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ فِي الأَوَّلِ، فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ، وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ، أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَلا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ، وَلا صَلَّى

جناب زرارہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن ہشام بن عامر رحمہ اللہ نے کہا: ہم ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے کہا: اے ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر (نماز تہجد) کے متعلق بتایئے۔تو انہوں نے کہا: ہم آپ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کو جب چاہتا اٹھا دیتا، پھر آپ مسواک اور وضو کرتے اور نو رکعت پڑھتے، صرف آٹھویں رکعت میں بیٹھتے، پس اللہ کا ذکر کرتے اور اس کی حمد بیان کرتے اور دعا کرتے (تشہد پڑھتے) پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہ پھیرتے اور نویں رکعت پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا کرتے پھر اس طرح سلام پھیرتے کہ ہم کو سنا دیتے، پھر سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے، غرض یہ گیارہ رکعات ہوئیں، اے میرے بیٹے! پھر جب آپ عمر رسیدہ ہو گئے اور بدن میں گوشت آ گیا تو سات رکعت وتر پڑھنے لگے اور دو رکعت ویسی ہی پڑھتے جیسے پہلے ذکر ہو چکا، الغرض یہ سب نو رکعتیں ہوئیں اے میرے بیٹے! (سات وتر وتہجد اور دو بعد از وتر) اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی کرنے کو پسند فرماتے، اور جب آپ پر نیند یا درد

(٩٦٣) أخرجه مسلم: ٧٤٦

لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ ، وَلا صَامَ شَهْرًا كَامِلا غَيْرَ رَمَضَانَ۔

وغیرہ کا غلبہ ہوتا اور آپ رات کو قیام نہ کر سکتے تو دن کے وقت بارہ رکعت ادا کرتے اور میں نہیں جانتی کہ نبی ﷺ نے کبھی مکمل قرآن ایک رات میں پڑھا ہو اور نہ یہ جانتی ہوں کہ آپ پوری رات صبح تک نماز پڑھتے رہے ہوں اور نہ یہ کہ سارا مہینہ آپ نے روزے رکھے ہوں سوائے رمضان المبارک کے۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ وتر کی قضا آپ سے جو منقول ہے وہ بارہ رکعات پڑھنا ہے کیونکہ آپ طلوعِ آفتاب کے بعد بارہ رکعت ادا فرماتے اور اکیلا وتر نہ پڑھتے۔ دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ ایک رات میں قرآن ختم کرنا بدعت ہے۔ آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ کے اہل بدعت کرتے ہیں اور اسے شبینہ ''ایک رات میں قرآن پڑھنا'' کہتے ہیں۔ (ع،س)

شرح امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: نبی ﷺ سے نماز وتر کی تعداد تیرہ، گیارہ، نو، سات، پانچ، تین اور ایک رکعت پڑھنا مروی ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وتر ہر مسلمان پر حق ہے، جسے پانچ رکعت وتر پڑھنا پسند ہو وہ ایسا کرے، جسے تین وتر پڑھنا پسند ہو وہ اس طرح کر لے، اور جسے ایک وتر پڑھنا پسند ہو تو وہ ایسا کر لے۔'' (صحیح، ابوداود: ١٤٢٢، وابن ماجه: ١١٩٠)

اہل علم نے اس مسئلہ میں خاصا اختلاف کیا ہے۔ امام ثوری رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ وتر پانچ، تین اور ایک رکعت پڑھے جا سکتے ہیں اور پسندیدہ بات یہ ہے کہ تین رکعت وتر پڑھے جائیں۔ امام ابن المبارک رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا بھی یہی موقف ہے۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک گروہ کا یہ موقف ہے۔ ان میں سے ایک سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جو تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے بعد والے علماء میں سے جم غفیر کا یہ موقف ہے کہ وتر ایک رکعت پڑھا جائے۔ اس کے قائل سیدنا عثمان، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت، ابو موسیٰ اشعری، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، معاویہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، نیز جناب سعید بن مسیّب، عطاء، امام مالک، اوزاعی، امام شافعی، امام احمد، اسحاق رحمہم اللہ سب اسی کے قائل ہیں۔ یاد رہے کہ اکثر علمائے کرام کے نزدیک یہ انداز پسندیدہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے پھر ایک رکعت وتر پڑھی جائے، کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول یہی تھا کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے اگر کوئی ضرورت درپیش ہوتی تو اس کے متعلق کچھ کہتے، پھر ایک رکعت پڑھتے۔ (مؤطا امام مالك: ٢٧٦)

اگر کوئی شخص وتر ایک رکعت ہی پڑھ لے تو امام شافعی اور امام احمد واسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے البتہ امام مالک رحمہ اللہ نے اس طرز عمل کو ناپسند کیا ہے۔امام ابن شہاب زہری نے کہا: سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نماز عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس معمول پر ہمارے ہاں (اہل مدینہ) عمل نہیں کرتے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کا کہنا ہے: اگر وتر پڑھنے والا آدمی دو رکعت الگ اور ایک رکعت الگ پڑھے تو بہت عمدہ ہے اور اگر تین رکعت اکٹھی ادا کرے تو بھی درست ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: تین وتر پڑھتے وقت ضرور فاصلہ کیا جائے۔ اگر پڑھنے والا شخص بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا ہے تو اسے سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو بات مجھے پسند ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر اوقات کا معمول مبارک ہے۔آپ گیارہ رکعت قیام اللیل فرماتے تو آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وتر تین ہی پڑھے جائیں اور مغرب کی نماز کی طرح پڑھے جائیں یعنی دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ۔

امام رحمہ اللہ نے کہا: امام شافعی رحمہ اللہ کے بعض تلامذہ کا خیال ہے کہ اگر نمازی تین رکعت وتر ادا کرتا ہے تو ایک تشہد کے ساتھ پڑھے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے موقوفاً پانچ رکعت وتر پڑھنے کی ترتیب ایک سلام اور ایک تشہد کے ساتھ مروی ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ترتیب مرفوعا بھی مذکور ہے۔ (اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُوْتِرُ بِخَمْسٍ وَلَا یَجْلِسُ اِلَّا فِیْ آخِرِھِنَّ۔ ...... بے شک نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ رکعت نمازِ وتر ادا کرتے اور نہ بیٹھتے تھے، مگر آخر میں۔) (صحیح، نسائی : ۳/ ۲٤٠)

اور اگر نمازی پانچ رکعت وتر پڑھنا پسند کرتا ہے تو اسے اختیار ہے خواہ ایک تشہد سے پانچ پڑھ لے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے خواہ دو تشہد کے ساتھ، اس طرح کہ چوتھی رکعت میں تشہد بیٹھے اور سلام نہ پھیرے، پھر پانچویں رکعت میں تشہد بیٹھ کر سلام پھیرے۔ ایسا وہ سات اور نو وتر پر قیاس کرتے ہوئے کرے گا، جیسا کہ جناب سعید بن ہشام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اور نو رکعت وتر دو تشہد اور ایک سلام سے ادا فرمائے۔

اسی طرح اگر نمازی سات یا نو وتر پڑھتا ہے تو دو تشہد کرنا جائز ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے اور ایک تشہد کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے، پانچ رکعت وتر پر قیاس کرتے ہوئے۔ یہی صورت گیارہ رکعت اور تیرہ رکعت میں بھی سمجھ لینی چاہیے۔ واللہ اعلم

امام رحمہ اللہ نے کہا: صحیح سند سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ وتر پڑھنے کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ادا فرمایا کرتے تھے۔ جناب سعد بن ہشام کی حدیث میں ایسا مذکور ہے۔

(٩٦٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْقَفَّالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ أَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْدَانَ الصَّيْرَفِيُّ الْمَعْرُوفُ بِالدُّوخِمِسِينِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَهْلٍ الْوَشَّاءُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: سُئِلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ صَلاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، وَإِذَا سَلَّمَ كَبَّرَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَالِسًا، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ أَذَانِ الْفَجْرِ وَالإِقَامَةِ۔

جناب ابوسلمہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: آپ تیرہ رکعت ادا فرماتے، آٹھ رکعت ادا کرنے کے بعد ایک رکعت وتر پڑھتے اور جب سلام پھیرتے تو دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے، پھر دو رکعت صبح کی اذان اور تکبیر کے درمیان پڑھتے۔

(24)......بَابُ يَجْعَلُ آخِرَ صَلَاتِهِ بِاللَّيْلِ وِتْرًا

نماز وتر رات کی نماز کے آخر میں پڑھی جائے

(٩٦٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ الْمُلَقَّبُ بِالصَّالِحِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((اجْعَلُوا آخِرَ صَلاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وتر رات کی نمازوں کے بعد پڑھا کرو۔''

(25)......بَابُ مُبَادَرَةِ الصُّبْحِ بِالْوِتْرِ

صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھنا

(٩٦٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ

---

(٩٦٤) أخرجه البخاري: ١١٥٩، و مسلم: ٧٣٨

(٩٦٥) أخرجه البخاري: ٩٩٨، و مسلم: ٧٥١

(٩٦٦) أخرجه مسلم: ٧٥٠

مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ، عَنْ نَافِعٍ ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: ((بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو۔''

(۹۶۷)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، حَدَّثَنَا الصَّغَانِيُّ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبح ہونے سے قبل وتر پڑھ لو۔''

تشریح: ((بـادروا))...... ''جلدی کرو'' سبقت لے جاؤ، عرب چاندنی رات کو لیلۃ البدر کہتے ہیں اس لیے کہ اس رات چاند سورج غروب ہونے کے بعد جلدی ظاہر ہو جاتا ہے۔۔

امام رحمہ اللہ نے کہا: کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ صبح ہو جانے کے بعد وتر کی قضا نہیں ہے۔ جناب عطاء، مالک، احمد، اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ کا یہ موقف ہے۔ جبکہ دوسرے کچھ علماء کا کہنا ہے کہ صبح کے بعد بھی جب چاہے وتر پڑھ لیے جائیں کہ ان کی قضا درست ہے۔ یہ امام سفیان ثوری، اوزاعی، امام شافعی رحمہم اللہ (ظاہر قول) اور اہل رائے کا موقف ہے۔ جناب عبداللہ بن زید بن اسلم اپنے والد زید بن اسلم سے بیان کرتے ہیں، وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص وتر کے وقت سو جائے صبح ہو تو وہ وتر پڑھ لے۔'' (حسن، ترمذی: ٤٦٦)

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ اپنے استاد علی بن عبداللہ مدینی سے بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں۔ اور انہوں نے کہا: عبداللہ بن زید بن اسلم ثقہ ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے وتر اس وقت پڑھے جب لوگ نماز صبح پڑھ کر گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ انہوں نے وتر پڑھنے کے بعد صبح کی نماز ادا کی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس بات کی کچھ پروا نہیں کہ نماز فجر کی اقامت کہی جاری ہو اور میں وتر پڑھ رہا ہوں۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ایک روز نماز صبح کی ادائیگی کے لیے نکلے اور مؤذن کو تکبیر کہنے سے روک دیا تا کہ وتر پڑھیں، پھر لوگوں کو صبح کی نماز کی امامت کرائی۔

---

(۹۶۷) انظر الحدیث السابق

جناب عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور جناب قاسم بن محمد دونوں بزرگ فجر کے بعد وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ: وتر کی قضا اذان فجر اور تکبیر کے بعد با جماعت فجر کے بعد ان بزرگوں کا ذاتی عمل ہے۔ ان میں سے بعض آثار ثابت ہیں اور بعض ثابت نہیں ہیں۔ بہر حال ذخیرۂ حدیث میں وتر کی اہمیت کا اثبات ضرور موجود ہے۔ اگر وتر سوتے ہوئے رہ جائیں یا بھول جانے کی وجہ سے رہ جائیں تو یاد آنے اور جاگنے کے بعد انہیں ادا کر لیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی قضا بھی ضروری ہے۔ سنن ابی داود کی روایت ((مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہٖ اَوْ نَسِیَہٗ فَلْیُصَلِّہٖ اِذَا ذَکَرَہٗ۔)) ”جو شخص اپنے وتر سے سو جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے تو پڑھ لے۔“ (صحیح، ابوداود: ۱۴۳۱) کی رُو سے وتر کو فجر کی نماز سے پہلے یا نماز فجر کے بعد پڑھ لیا جائے کیونکہ مکروہ اوقات میں فوت شدہ نماز کی قضا جائز ہے۔ ایک دوسری رائے اس سلسلہ میں یہ ہے کہ وتر اپنے وقت میں نہ پڑھے جا سکیں تو پھر انہیں پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس موقف کی تائید میں بھی بعض روایات آتی ہیں لیکن بعض علماء کے نزدیک یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو عمداً وتر چھوڑ دیں۔ دیکھیے حاشیہ ترمذی، احمد محمد شاکر جلد: ۲، صفحہ: ۳۳۳) اور بعض روایات میں نبی ﷺ کا یہ عمل بیان ہوا ہے کہ اگر کبھی نیند یا بیماری کی وجہ سے آپ کا قیام اللیل رہ جاتا تو آپ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعت پڑھتے۔ دیکھئے صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب ۱۸، حدیث: ۷۴۶۔ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کا وتر رہ جائے تو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا جفت کی شکل میں دے۔ یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت، تین کی جگہ چار رکعت پڑھے۔ لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو تہجد کا عادی ہو۔ عام شخص کے لیے وتر کی قضا وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔ (ع،س)

(26)......بَابُ الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ

سونے سے پہلے وتر پڑھنا

(٩٦٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ، حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی، ہر ماہ تین دن کے روزے (ایام بیض کے) چاشت کی نماز اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔

(٩٦٨) أخرجه البخاري: ١٩٨١، ١١٧٧، و مسلم: ٧٢١

شرح صحیح سند کے ساتھ یہ باتیں سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے بیان کی ہیں۔

(27)......بَابُ مَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُوْمَ آخِرَ اللَّيْلِ يُؤَخِّرُ الْوِتْرَ

جسے آخر شب اٹھنے کا یقین ہو تو وہ وتر آخر میں پڑھے

(٩٦٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ خَشِيَ مِنْكُمْ أَنْ لا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، ثُمَّ لِيَرْقُدْ، وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ فِي أَنْ يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہیں جاگ سکے گا وہ رات کی ابتداء میں وتر پڑھ کر سو جائے اور جسے یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں جاگ پڑے گا، اسے چاہیے کہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصے میں تلاوت (سننے) کے لیے (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں۔“

شرح مسند ابوعوانہ میں یہ حدیث مذکورہ بالا سند سے آئی ہے لیکن اس میں ((فَاِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُوْرَةٌ)) ”رات کے آخری حصے میں تلاوت سننے کے لیے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

(28)......بَابٌ جَمِيْعُ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَقْتٌ لِلْوِتْرِ

رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے جا سکتے ہیں

(٩٧٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ......

عَنْ مَسْرُوقٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنْ وِتْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ، أَوَّلَهُ، وَأَوْسَطَهُ،

جناب مسروق سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ رات کے ہر حصے

(٩٦٩) أخرجه مسلم: ٧٥٥

(٩٧٠) أخرجه البخاري: ٩٩٦، ومسلم: ٧٤٥

وَآخِرَهُ، فَانْتَهَى وِتْرُهُ حِينَ مَاتَ فِي السَّحَرِ.

میں وتر پڑھتے تھے، رات کے شروع میں، درمیان میں اور آخر میں بھی اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ان دنوں آپ کے وتر عام طور پر سحر کے وقت میں ختم ہوتے تھے۔

شرح: ابو حصین کا نام ''عثمان بن عاصم اسدی'' ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ رات کے ہر حصے میں نماز عشاء تا صبح صادق وتر پڑھے جا سکتے ہیں۔ بعض علماء نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ جس شخص کو سو جانے کے بعد نہ اٹھنے کا اندیشہ ہو تو وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اور اگر کوئی شخص نماز تہجد کا عادی ہو اور اس کی یہ عادت پختہ ہو تو اسے چاہیے کہ وتر رات کے آخر میں پڑھے۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟'' انہوں نے کہا: میں رات کے اول حصے میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ''تم وتر کب پڑھتے ہو؟'' انہوں نے کہا: میں رات کے آخری حصے میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''اس نے احتیاط کو اختیار کیا ہے۔'' اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''اس نے عزم وقوت کو اختیار کیا ہے۔''

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر انسان نے عشاء کے وقت وتر پڑھ لیے ہوں اور پھر جب تہجد کے لیے اٹھے تو اس صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے بعد کے علماء میں سے کچھ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ وتر توڑا جائے، وہ اس طرح کہ پہلے ایک رکعت پڑھے تاکہ پہلے پڑھی ہوئی وتر نماز جفت ہو جائے بعد ازاں اپنی نماز پڑھتا رہے اور پھر آخر میں ایک رکعت پڑھ لے تاکہ اس ارشاد نبوی پر عمل ہو جائے جس کو سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ((لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ۔)) ''ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔''

(اسنادہ صحیح، ابوداود: ١٤٣٩، ترمذی: ٤٧٠، نسائی: ٣/ ٢٢٩)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی موقف ہے۔

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ وتر توڑنے کے قائل ہیں یہ ان حضرات کا ذاتی اجتہاد ہے مگر راجح یہی ہے کہ وتر کو نہ توڑا جائے کیونکہ اس بارے میں مروی روایت ضعیف ہے۔ یاد رہے! پڑھے ہوئے وتر کو توڑ کر جفت بنانا نبی ﷺ سے ثابت نہیں اس لیے جو شخص تہجد کا عادی نہ ہو اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ وتر عشاء کے ساتھ پڑھ لے۔ پھر اگر اسے تہجد کے وقت اٹھنے کا موقع مل جائے تو دو دو رکعت کر کے نماز تہجد پڑھے اور آخر میں اسے وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ پہلے ادا کر چکا ہے۔ (ع،س)

جناب نافع کہتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا کہ آسمان ابر آلود ہوگیا، انہیں صبح ہو جانے کا گمان ہوا تو وتر پڑھ ڈالے، پھر بادل چھٹ گیا تو ابھی رات باقی تھی، اس پر انہوں نے ایک رکعت پڑھ کر نماز کو جفت بنالیا اور دو دو رکعت کر کے نماز تہجد پڑھنے لگے، پھر آخر میں ایک رکعت وتر ادا کیے۔

جناب مسروق نے کہا: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وتر توڑنے کے مسئلہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: یہ ایسا معاملہ ہے جسے میں کسی سے روایت نہیں کرتا (گویا یہ ان کا ذاتی اجتہاد ہے) امام اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

اکثر علمائے کرام اس بات کے قائل ہیں کہ وتر توڑا جائے نہ دوبارہ پڑھا جائے اس لیے کہ کئی اسناد سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بھی نماز پڑھی ہے۔

فائدہ: ایک روایت صحیح مسلم: ۷۳۸ میں ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ آٹھ رکعتیں ادا کرنے کے بعد وتر ادا کرتے اور پھر بیٹھ کر مزید دو رکعتیں ادا فرماتے، ان میں جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے اور رکوع کرتے، پھر فجر کی اذان اور نماز کے درمیان دو رکعت سنتیں ادا کرتے۔ (م،م)

جناب قیس بن طلق بیان کرتے ہیں: سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں ہمیں ملنے کے لیے تشریف لائے، رات بھر ہمیں قیام کرواتے رہے اور وتر بھی پڑھا دیئے، پھر اسی رات اپنی مسجد چلے گئے اور اپنے ساتھیوں اور مقتدیوں کو نوافل پڑھائے۔ جب وتر پڑھنے کا وقت آیا تو ایک آدمی کو آگے کر کے کہا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیے، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ((لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ۔)) ''ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔''

(اسنادہ صحیح، ابوداود: ۱۴۳۹، نسائی: ۳/ ۲۲۹)

جناب ابو جمرہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عائذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا (یہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں) کیا وتر توڑے جائیں؟ انہوں نے کہا: جب آپ اول رات وتر پڑھ لیں تو آخر رات وتر نہ پڑھیں۔ (یعنی توڑنے کی ضرورت نہیں)۔ جناب سفیان ثوری، امام مالک، ابن مبارک اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے اور یہی درست اور اصح ہے۔

(29)...... بَابُ إِيْقَاظِ الْأَهْلِ لِلْوِتْرِ
وتر کے لیے گھر والوں کو بیدار کرنا

(۹۷۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا

(۹۷۱) أخرجه البخاري: ۹۹۷، و مسلم: ۷۴۴

مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنِي أَبِي......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي، فَأَوْتَرْتُ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھتے رہتے اور میں آپ کے بستر پر چوڑائی کے بل لیٹی رہتی۔ جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھے بھی جگا دیتے اور میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

شرح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس آدمی پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اور رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس بندی پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی اور اپنے شوہر کو جگاتی ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔'' (حسن صحیح، ابوداود: ۱۳۰۸، ابن ماجہ: ۱۳۳۶، نسائی: ۳/ ۲۰۵)

(30)......بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الْوِتْرِ

نماز وتر میں کیا پڑھا جائے؟

(۹۷۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، وَزُبَيْدٍ سمعا ذرا، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَإِذَا سَلَّمَ يَقُولُ: ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ۔)) وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ فِي الثَّالِثَةِ۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر میں: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور جب سلام پھیرتے تو پڑھتے: ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ۔))...... ''پاک ہے بادشاہ بہت پاکیزگی والا، پاک ہے بادشاہ بہت پاکیزگی والا، پاک ہے بادشاہ بہت پاکیزگی والا۔'' تیسری مرتبہ اپنی آواز کو بلند فرماتے۔

(۹۷۲) صحيح ......أخرجه النسائي: ۱٦۹۹، وابوداود: ۱٤۳۰، وابن ماجه: ۱۱۷۱

شرح امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: ''ابن ابزی'' سے مراد سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی ہیں وہ اپنے والد محترم عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حدیث (سعید بن عبدالرحمن بن ابزی عن ابیه عن اُبی بن کعب عن ا لنبی ﷺ) کی سند سے مروی ہے۔

صحابہ کرام اور بعد کے علماء میں سے اکثر کا یہ موقف ہے کہ وتر میں: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کو پڑھا جائے، ہر رکعت میں ایک سورۃ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔

(۹۷۳)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ يُوتِرُ بَعْدَهُمَا بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَفِي الْوِتْرِ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان دو رکعتوں میں جن کے بعد وتر پڑھا کرتے تھے: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ تلاوت فرماتے اور وتروں میں: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(۹۷٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثنا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ خُصَيْفٍ......

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي

جناب عبدالعزیز بن جُریج کہتے ہیں: میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ وتر میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ وتروں کی پہلی

(۹۷۳) قال الذهبي في التلخيص: رواته ثقات عنه، وهو على شرط البخاري ومسلم ......أخرجه الحاكم في المستدرك: ۱۱٤۳

(۹۷٤) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٤٦۳، وابوداود: ۱٤۲٤، وابن ماجه: ۱۱۷۳

الأُولَى بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ الْمُعَوِّذَتَيْنِ۔

رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، دوسری رکعت میں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین پڑھا کرتے تھے۔

شرح تابعی عبدالعزیز، ابن جریج کے والد گرامی ہیں اور عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ ابن جُریج کا اصل نام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جُریج ہے۔ جناب حارث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وتر پڑھتے اور اس میں نو سورتیں تلاوت کرتے، وہ اس طرح کہ ہر رکعت میں تین سورتین پڑھتے، آخری سورت جو آپ تلاوت فرماتے وہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ہوتی۔

(31)......بَابُ فَضْلِ الْوِتْرِ

وتر کی فضیلت

(٩٧٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُرَّةَ الزَّوْفِيِّ......

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمَدَّكُمْ بِصَلاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔))

سیدنا خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک اضافی نماز سے تمہاری مدد فرمائی ہے اور یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ نماز وتر ہے اور اس کا وقت عشاء سے طلوع فجر کے درمیان مقرر فرمایا ہے۔''

شرح امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ بن راشد زوفی کا سماع عبداللہ بن ابی مرہ سے معروف نہیں ہے اور ان سے مروی صرف ایک حدیث ہے جو وتر کے باب میں ہے۔

(٩٧٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا أَبُو كُرَيْبٍ، نَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ......

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلاتِكُمُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وتر فرضوں کی طرح حتمی اور

(٩٧٥) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ١٤١٨، والترمذي: ٤٥٢، وابن ماجه: ١١٦٨

(٩٧٦) صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٤١٩، والترمذي: ٤٥٣

الْمَكْتُوبَةِ ، وَلَكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ ، فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ۔))

لازمی نہیں ہے بلکہ سنت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہے، آپ کا فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے، اے قرآن والو! وتر (تہجد) پڑھا کرو۔'' (ضعیف، ابوداود: ۱۴۱۹)

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر فرض نہیں ہے، جمہور کے نزدیک وتر سنت مؤکدہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: وتر واجب ہے۔ ان کی دلیل سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''وتر حق ہے، جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔'' آپ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ادا فرمائے۔

اکثر علماء کے نزدیک ''ہم میں سے نہیں'' کا مطلب ہے کہ ہماری سنت اور طریقے پر نہیں اور یہ الفاظ آپ نے شوق اور رغبت دلانے کے لیے استعمال فرمائے۔ اس سے وجوب کا اظہار نہیں ہوتا اور نہ یہ رسالت مآب ﷺ کا مطلوب ہی ہے۔ اس بات کی دلیل سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں نبی ﷺ نے ایک دیہاتی شخص سے فرمایا تھا: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ۔)) ''دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔'' اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھے۔'' (صحیح بخاری: ۴۶، صحیح مسلم: ۱۱) وتر فرض نہ ہونے کی مزید دلیل مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ ہے۔

(۹۷۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ......

عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعَى الْمَخْدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُدْعَى أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُولُ: إِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ ، قَالَ الْمَخْدَجِيُّ فَرُحْتُ إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عُبَادَةُ: كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا

ابن محیریز سے مروی ہے کہ بنو کنانہ کے ایک مخدجی نامی شخص نے شام میں ایک شخص کو سنا جسے ابومحمد کہا جاتا تھا، وہ کہتا تھا کہ وتر واجب ہے۔ مخدجی نے کہا: میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ میں انہیں اس وقت ملا جب وہ مسجد کی طرف جا رہے تھے اور انہیں ابومحمد کی بات بتائی، تو سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابومحمد نے غلط کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے، آپ نے فرمایا تھا: ''پانچ نمازیں ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں، جس نے انہیں ادا

(۹۷۷) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۱۴۲۰ ، والنسائی: ٤٦١ ، وابن ماجه: ۱۴۰۱

اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.))

کیا اور ان کا حق ہلکا سمجھتے ہوئے ان میں سے کچھ ضائع نہ کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ کے ذمہ یہ عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس نے ان کو ادا نہ کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عہد نہیں، چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو جنت میں داخل کردے۔''

(۹۷۸)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصُّنَابِحِيِّ قَالَ زَعَمَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالَى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ

جناب عبداللہ صنابحی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ابو محمد انصاری صحابی کا خیال ہے کہ وتر واجب ہے۔ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے سنا تو کہا: ابومحمد! نے غلط کہا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں، جو ان کا وضو عمدہ بنائے اور انہیں ان کے اوقات پر ادا کرے، ان کے رکوع اور خشوع کامل طور پر ادا کرے، تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا، جو یہ نہ کرے تو اس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، اگر چاہے تو معاف کردے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔''

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: فرض نمازوں کے بعد سنت سے ثابت نمازوں میں سب سے افضل اور حد درجہ تاکید والی نمازیں پانچ ہیں جو باجماعت ادا کی جائیں۔ (۱) عید الفطر۔ (۲) عید الاضحیٰ۔ (۳) نماز کسوف۔ (۴) نماز خسوف (سورج گرہن)۔ (۵) نماز استسقاء۔ ان پانچ مسنون نمازوں میں سے زیادہ اہمیت کی حامل اور تاکید والی عیدین کی نماز ہے۔ پھر چاند اور سورج گرہن کی نماز، پھر نماز استسقاء ہے۔ ان نمازوں کے بعد نفلی نمازوں میں سے جس نماز کی سب سے زیادہ تاکید آتی ہے وہ نماز وتر ہے اور پھر فجر کی دو سنتیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: باقی جمیع نوافل کی بہ نسبت نماز وتر اور فجر کی سنتوں کا چھوڑ دینا زیادہ برا ہے۔ پھر تمام نوافل تاکید و اہمیت میں برابر ہیں۔

(۹۷۸) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۴۲۵، وابن ماجه: ۱۴۰۱، والنسائی: ۴۶۱

(32)......بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَاعِدًا

رات کی نماز بیٹھ کر پڑھنا

(٩٧٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنها لَمْ تَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلاةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى أَسَنَّ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا، حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، قَامَ، فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً، ثُمَّ رَكَعَ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بیٹھ کر تہجد پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، البتہ جب آپ ضعیف ہو گئے تو قرآن کی تلاوت نماز میں بیٹھ کر کرتے تھے اور جب رکوع کرنا ہوتا تو کھڑے ہو جاتے اور تقریباً تیس یا چالیس آیتیں پڑھ کر رکوع کرتے۔

(٩٨٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ......

عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ، فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا، وَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ، فَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بیٹھ کر نفل پڑھتے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ جب آپ کی وفات سے ایک سال باقی رہ گیا تو آپ بیٹھ کر نفل پڑھنے لگے، اور کوئی سورت پڑھتے تو اس قدر ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ لمبی سے لمبی ہو جاتی۔

(٩٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ......

---

(٩٧٩) أخرجه البخاري: ١١١٨، ١١١٩، و مسلم: ٧٣١

(٩٨٠) أخرجه مسلم: ٧٣٣

(٩٨١) أخرجه مسلم: ٧٣٢

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمُتْ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فوت ہونے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

(33)......بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب

(۹۸۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بُوَيْهِ الزَّرَّادُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ الْعَسْقَلانِيُّ أَبُو أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ......

أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلاةِ الْقَاعِدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ، وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا، فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا، فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ۔))

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے سے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "جو آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو یہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر نماز پڑھے اسے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ملے گا، اور جو لیٹ کر پڑھے تو اسے بیٹھ کر پڑھنے والے کے مقابلہ میں آدھا ثواب ملے گا۔"

(۹۸۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صَلاةِ الْمَرِيضِ، فَقَالَ: ((صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ۔))

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیمار آدمی کی نماز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "نماز کھڑے ہو کر پڑھو، اگر ہمت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر۔"

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اس باب کی پہلی حدیث نفل نماز کے متعلق ہے کیونکہ طاقت ہوتے ہوئے بغیر کسی عذر کے فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ اگر قیام کی قدرت اور طاقت رکھنے والا شخص بیٹھ کر نفل پڑھے تو

(۹۸۲) أخرجه البخاري: ۱۱۱۵، ۱۱۱۶

(۹۸۳) أخرجه البخاري: ۱۱۱۷

اسے آدھا ثواب ملتا ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: اگر کوئی بیمار یا ضعیف جو کھڑا نہیں ہوسکتا بیٹھ کر نماز پڑھ لے تو پورا اجر پائے گا۔ کیا ہمت اور طاقت کے باوجود نفل نماز لیٹ کر پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کے متعلق کچھ علماء کا خیال ہے کہ ایسا ہرگز جائز نہیں۔ جبکہ کچھ علماء نے جواز کی بات کی ہے۔ لیکن اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز کے مقابلے میں آدھا ثواب ملے گا۔ یہ امام حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے اور یہی درست ہے۔ نیز احادیث اس پر شاہد ہیں اور یہی موقف اقرب الی السنہ ہے۔

اس باب کی دوسری حدیث لاچار، مریض، بیمار اور لاغر شخص کے متعلق ہے۔ ایسا شخص اگر کھڑا نہیں ہوسکتا تو نماز بیٹھ کر پڑھ لے، اور اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھ لے، ان شاء اللہ پورا اجر پائے گا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ پہلی حدیث فرض نماز ہی کے متعلق ہے اور اس سے ایسا مریض اور ضعیف شخص مراد ہے جو ہمت کر کے اور مشقت برداشت کر کے کھڑا تو ہوسکتا ہے مگر گرنے اور مرض میں اضافے کا خدشہ ہے تو ایسا مریض بیٹھ کر نماز پڑھ لے لیکن اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی نسبت آدھا ثواب ملے گا۔ اگر مشقت جھیل کر کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے تو کامل اجر وثواب پائے گا۔ اسی طرح لیٹ کر نماز پڑھنے والے شخص کا معاملہ ہے۔ اگر وہ بیٹھ سکتا ہو خواہ مشکل ہی ہو، پھر لیٹ کر نماز پڑھتا ہے تو اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھا ثواب ملے گا، اور اگر وہ بیٹھ کر پڑھتا ہے تو پورا ثواب پائے گا۔ ممکن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی انداز میں سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو جواب دیا ہو اور انہیں مشقت کے باوجود کھڑے ہو کر عبادت کرنے کی طرف متوجہ کیا ہو، کیونکہ انہیں ناسور تھا اور ناسور کا مرض کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے مانع نہیں ہے۔ آپ نے رخصت کی طرف بھی اشارہ فرما دیا، اگر مرض شدید ہو تو شریعت کی اس رخصت سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

(٩٨٤)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالٍ يَعْنِي ابْنَ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: حُدِّثْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ)) فَأَتَيْتُهُ، فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ: ((مَا لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز آدھی ہوتی ہے۔'' چنانچہ میں آپ کے پاس آیا تو آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا، میں نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا تو آپ نے دریافت فرمایا: ''عبداللہ بن عمرو! کیا بات

(٩٨٤) أخرجه مسلم: ٧٣٥

عَمْرٍو!)) قُلْتُ: حُدِّثْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَّكَ قُلْتَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ)) وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا؟ قَالَ: ((أَجَلْ، وَلٰكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ۔))

ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔'' اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ہاں لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔''

شرح امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں بیٹھنے کی کیفیت کے متعلق علمائے کرام اور آئمہ عظام کے مابین اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ایک گروہ کا موقف ہے کہ چوکڑی مار کر بیٹھنا (چار زانوں بیٹھنا) چاہیے۔ صحابہ میں سے سیدنا ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہما سے ایسا مروی ہے۔ مجاہد، نخعی اور حماد رحمہم اللہ کا موقف بھی یہی ہے۔

جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ایسے ہی بیٹھتے تھے۔ اس طرح بیٹھنے کو سیدنا ابن مسعود اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ناپسند جانا ہے اور جناب حکم نے بھی پسند نہیں کیا۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ افتراش کی صورت میں بیٹھا جائے۔

اس مسئلہ کی بابت امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال مختلف ہیں۔ جناب عروہ بن زبیر اور جناب سعید بن مسیّب رحمہم اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ گوٹھ مار کر نفل نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اگر مریض لیٹ کر نماز پڑھنا چاہتا ہے تو ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہ چت لیٹے گا، اس طرح کہ اس کے دونوں پاؤں قبلہ کی جانب ہوں گے، اہل الرائے کا بھی یہی موقف ہے۔ علمائے کرام کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ مریض دائیں کروٹ، قبلہ رخ لیٹ کر نماز پڑھے گا، امام شافعی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ قرآن وسنت کے نصوص کا ظاہری تقاضا بھی یہی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾ .... ''جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں۔'' (سورۂ آل عمران: ۱۹۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ۔)) ''اگر آدمی بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لے۔''

جناب عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں: اگر مریض اس قدر لاچار ہو کہ قبلے کی سمت منہ نہ کر سکتا ہو تو جس طرف چہرہ ہے اسی رخ پر نماز پڑھ لے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب مریض سجدہ کرنے کی ہمت اور سکت نہ رکھتا ہو تو سر کے اشارے سے سجدہ کر لے، کسی چیز کو (مصلے یا مٹی وغیرہ) ماتھے سے لگانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

جناب حسن بصری رحمہ اللہ اپنی والدہ محترمہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو چمڑے سے بنے ہوئے تکیے پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا کیونکہ انہیں آشوب چشم تھا۔

(34)......بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِه قَضَاهُ بِالنَّهَارِ
جو شخص اپنے معمول کے وظیفے سے سو جائے تو دن کو اس کی قضا دے

(٩٨٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، وَعُبَيْدَ اللّٰهِ، أخبراه عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِءِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أخبراه، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلاةِ الْفَجْرِ وَصَلاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ۔))

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنا ورد وظیفہ نہ پڑھ سکا ہو اور سو گیا ہو اور پھر اسے فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لیے ایسے ہی لکھا جاتا ہے گویا اس نے اس کو رات میں پڑھا ہو۔''

تشریح: جامع ترمذی کے الفاظ ہیں: ((او عن شیء منه۔)) صحیح مسلم میں اس حدیث کی سند (عبدالله بن وهب عن يونس عن ابن شهاب) ہے۔

((حزب)) نوافل، تلاوت، قرآن اور ذکر و اذکار کا وہ معمول جس کو کوئی شخص اپنے اوپر لازم کر لے اور غمی، خوشی اور تنگی و ترشی میں بھی اس کی بجا آوری کی پوری کوشش کرے۔ لغت میں کنوئیں یا تالاب سے پانی بھرنے کی باری کو ''حزب'' کہتے ہیں۔

(٩٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ......

(٩٨٥) أخرجه مسلم: ٧٤٧ (٩٨٦) أخرجه مسلم: ٧٤٦

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ مِنَ اللَّيْلِ، مَنَعَهُ مِنْ ذَلِكَ النَّوْمُ، أَوْ غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب رات کو نماز (تہجد) نہ پڑھ سکتے تو دن کے وقت بارہ رکعتیں ادا فرماتے۔

(۹۸۷)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَالصَّغَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا نَامَ مِنَ اللَّيْلِ، أَوْ مَرِضَ صَلَّى بِالنَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، قَالَتْ: وَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ لَيْلَةً حَتَّى يُصْبِحَ، وَلَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا إِلَّا رَمَضَانَ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب رات کو سو جاتے یا بیمار ہو جاتے تو دن کو بارہ رکعت پڑھ لیتے اور میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی آپ نے ساری رات قیام کیا ہو اور کبھی ایک ماہ کے مسلسل روزے رکھے ہوں سوائے رمضان المبارک کے۔

(35)...... بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَفَضْلِهِ

ماہ رمضان کا قیام اور اس کی فضیلت

(۹۸۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی رمضان المبارک میں راتوں کو ایمان کی حالت میں اور ثواب کے حصول کے لیے قیام کرے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔''

شرح: ابن شہاب زہری رحمہ اللہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیام

(۹۸۷) انظر الحديث السابق

(۹۸۸) أخرجه البخاري: ۳۷، ۲۰۰۹، و مسلم: ۷۵۹

رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے مگر فرائض کی طرح حکم صادر نہ فرماتے، آپ فرماتے: ''جس نے رمضان کی راتوں میں ایمان اور ثواب کی نیت سے تراویح پڑھی اس کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔'' ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا: پھر نبی ﷺ کی وفات ہوگئی اور لوگوں کا یہی حال رہا (کہ الگ الگ اور اکیلے نماز تراویح پڑھتے رہے) اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اور عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دورِ خلافت میں بھی ایسا ہی رہا۔

(۹۸۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ، فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ، قَالَ: ((قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ، إِلا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ.))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی یہ نماز آپ کے ساتھ پڑھی، دوسری رات بھی آپ نے یہ نماز پڑھی تو نمازیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی، تیسری یا چوتھی رات تو کافی اجتماع ہو گیا، لیکن رسول اللہ ﷺ اس رات نماز پڑھانے کے لیے تشریف نہ لائے، صبح کے وقت آپ نے فرمایا: ''تم لوگ جتنی بڑی تعداد میں جمع ہو گئے تھے میں نے اسے دیکھا (شوق ذوق بھی ملاحظہ کیا) لیکن میں اس خیال سے نہیں آیا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے۔''

تشریح: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ ماہِ رمضان کا واقعہ تھا۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ اعتراض آئے کہ رات کا قیام کیسے فرض ہوسکتا تھا جبکہ فرائض کی تکمیل ہو چکی تھی اور معراج والی روایت میں یہ مذکور ہے کہ نمازیں پڑھنے کو تو پانچ ہیں مگر ثواب کے اعتبار سے پچاس ہی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رات کا قیام نبی کریم ﷺ پر واجب تھا اور آپ کے شرعی افعال وامور کی اقتداء امت کے ذمے واجب اور لازم ہے تو اس بات کا قوی اندیشہ تھا کہ اگر آپ صحابہ کے ساتھ مل کر قیام اللیل (تراویح) پر مواظبت اور دوام اختیار کرتے تو امت پر اس کی ادائیگی کو لازم قرار دے دیا جاتا۔ تو اس صورت میں فرائض کی تعداد میں اضافہ نبی ﷺ کی اقتداء اور پیروی کے طور پر ہوتا، نئے فرض کے طور پر نہ ہوتا۔ یہ اس طرح کی بات ہے جس طرح کوئی آدمی اپنے اوپر کسی نفلی عبادت کا بجالانا ضروری قرار دے لے۔ حالانکہ شریعت نے اسے لازم قرار نہیں دیا، ایسی صورت میں سستی اور غفلت

(۹۸۹) أخرجه البخاري: ۱۱۲۹، و مسلم: ۷۶۱

کرنے پر اس شخص پر ملامت ہوگی۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جیسے کوئی شخص اپنے اوپر بطور نذر نفلی نماز پڑھنا واجب کر لیتا ہے (تو ایسی نماز اس شخص پر بطور اصل فرض نہیں ہے بلکہ بطور نذر فرض ہے)۔ اس کی دوسری مثال یوں سمجھیے کہ نصاریٰ کے ایک گروہ نے اپنے اوپر رہبانیت کو ضروری قرار دے لیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اس چیز کو فرض نہیں کیا تھا، پھر اس معاملے کو نبھا نہیں سکے اور ملامت کے سزاوار ٹھہرے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا: ﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ .... ''سوانہوں نے اس کی پوری رعایت نہ کی۔'' (سورۂ حدید: ۲۷)۔ اللہ کے نبی ﷺ نے امت پر ترس کھایا اور قیام اللیل باجماعت ترک کر دیا۔

(۹۹۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ، فَيُصَلِّي بِصَلاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرَانِي لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلاءِ عَلَى قَارِيءٍ وَاحِدٍ كَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ، فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَقَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاةِ قَارِئِهِمْ، فَقَالَ عُمَرُ: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ۔ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ۔

جناب عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان المبارک کی ایک رات کو مسجد میں گیا، سب لوگ متفرق اور منتشر تھے، کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کچھ لوگ کسی کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔ اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہوگا، چنانچہ آپ نے یہی ٹھان کر سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام بنا دیا۔ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے کہا: پھر ایک رات جو میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ نیا طریقہ بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ کی مراد رات کا آخری حصہ تھا کی فضیلت کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔

تشریح: ((اوزاع)) ''ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے لوگ'' اور ''ٹولیوں کی صورت میں منقسم افراد۔'' اس لفظ کا واحد اس سے نہیں آتا، عرب لوگ کہتے ہیں: وزعت الشیء بینھم۔ ''میں نے ان کے درمیان چیز بانٹ دی ہے۔''

---

(۹۹۰) أخرجه البخاري: ۲۰۱۰

((نعمت البدعۃ ھذہ۔)) ''یہ نیا طریقہ بہتر اور خوب ہے۔'' نماز تراویح کے باجماعت اہتمام کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بدعت کے لفظ سے اس لیے تعبیر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایسا اہتمام نہ تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (نِعم) کا توصیفی لفظ استعمال کیا ہے تاکہ اس معاملے کی فضیلت واضح ہو جائے اور اس مدح سرائی کی وجہ سے لوگ اس میں رغبت اور شوق ظاہر کریں۔ اور یہ کہ بدعت سے مراد کوئی احداث فی الدین نہ سمجھ لے اس لیے بھی لفظ نِعْمَ کا استعمال برمحل ہے۔ کہا جاتا ہے کلمہ (نِعْمَ) میں جمیع محاسن، اوصاف اور خوبیاں پائی جاتی ہیں جبکہ کلمہ بئس ہر قسم کے مثالب، عیوب اور برائیوں کا جامع ہے۔

فائدہ: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تراویح کے اس اہتمام کو بدعت کہنا لغوی اعتبار سے ہے۔ آپ خود ہدایت یافتہ خلفائے راشدین میں سے ہیں جن کے طریقہ کو لازم پکڑنے کا زبان نبوت سے حکم صادر ہو چکا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ)) ...... ''تم میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔'' (صحیح، ابوداود: ۴۶۰۷، ترمذی: ۲۶۷۶، ابن ماجہ: ۴۲)

پھر اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک بڑی تعداد بقید حیات تھی، کسی نے اس طریقہ کار پر تنقید نہیں کی۔ گویا اس معاملے پر حضرات صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ پھر اس معاملے کی اصل شریعت میں موجود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود تین دن اس کا اہتمام کیا لیکن فرض ہو جانے کے خدشے سے جماعت کا اہتمام ترک فرما دیا۔ اس سے رمضان شریف میں نماز تراویح باجماعت کی مشروعیت ثابت ہوئی۔ آپ نے یہ نفل نماز گیارہ رکعات پڑھائی تھی جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ نے رمضان اور غیر رمضان میں اس نماز کو گیارہ رکعات سے زیادہ ادا نہیں فرمایا، اور صحیح ابن حبان میں بسند صحیح مزید وضاحت موجود ہے کہ آپ نے آٹھ رکعتیں پڑھائیں پھر تین وتر پڑھائے۔ بہر حال ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو رمضان میں تراویح باجماعت گیارہ رکعت پڑھائی تھی اور تراویح و تہجد میں یہی عدد مسنون ہے واللہ اعلم۔ (ع،س)

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: رمضان المبارک میں تراویح کا باجماعت اہتمام بدعت نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔)) ''لازم پکڑو میرے طریقے کو اور رشد و ہدایت والے خلفاء کے طریقے کو۔''

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ماہ رمضان کے قیام (تراویح) کی تعداد کتنی ہے۔ محمد بن یوسف سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا اُبی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھائیں، امام ہمیں قیام اللیل کرواتے ہوئے سیکڑوں آیات کی تلاوت کر جاتے یہاں تک کہ ہم لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے اور ہم قیام

اس وقت ختم کرتے جب فجر نمایاں ہو جاتی۔ (صحيح، مؤطا امام مالك: ٢٥٣)

امام مالک رحمہ اللہ جناب یزید بن رومان سے بیان کرتے ہیں: لوگ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں رمضان کا قیام تئیس رکعت کرتے تھے۔ (ضعيف، مؤطا امام مالك: ٢٥٤)

بعض کا خیال ہے کہ اکتالیس رکعت وتر سمیت پڑھی جائیں، یہ اہل مدینہ کا قول ہے اور ان کے ہاں اسی پر عمل ہے۔ امام اسحاق نے بھی اسی بات کو پسند کیا ہے۔ (ترمذى معلقا بعد الحديث: ٨٠٦)

اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ بیس رکعت پڑھی جائیں۔ ایسا سیدنا عمر، سیدنا علی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے، نیز سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی رحمہم اللہ اور اہل رائے کا یہی موقف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے ہوئے پایا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں کوئی فیصلہ کن رائے نہیں دی۔

امام ابن مبارک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ رمضان المبارک میں امام کی اقتداء میں تراویح پڑھی جائیں جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے حافظ قرآن اور قاری قرآن کے لیے الگ قیام کرنے کو پسند کیا ہے۔

(٩٩١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا الْخَضِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ......

حَدَّثَنَا أَبُو ذَرٍّ، قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَهْرِ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقُمْ فِي شَيْءٍ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى كَانَتْ لَيْلَةٌ سَابِعَةٌ بَقِيَتْ، فَقَامَ بِنَا إِلَى نَحْوٍ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا لَيْلَةً سَادِسَةً بَقِيَتْ، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةٌ خَامِسَةٌ بَقِيَتْ، قَامَ بِنَا إِلَى

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رمضان کے روزے رکھے۔ آپ نے ان ایام میں قیام نہ فرمایا حتی کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو ساتویں رات ہمیں تقریباً تہائی رات تک قیام کرایا، پھر چھٹی رات آپ نے ہمیں قیام نہ کرایا، پھر جب پانچویں رات آئی تو آپ نے ہمیں نماز (تراویح)

(٩٩١) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٣٧٥، والترمذي: ٨٠٦، والنسائي: ٣/ ٨٣، وابن ماجه: ١٣٢٧

نَحْوٍ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ۔)) ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا لَيْلَةً رَابِعَةً بَقِيَتْ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةٌ ثَالِثَةٌ بَقِيَتْ قَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُورُ، قَالَ: فَكَانَ يُوقِظُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ أَهْلَهُ وَبَنَاتَهُ وَنِسَائَهُ۔

پڑھائی حتی کہ تقریباً آدھی رات گزر گئی، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمیں اس رات کا باقی حصہ بھی عطا فرماتے، (پوری رات قیام فرماتے) تو آپ نے فرمایا: ''جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک قیام کرتا ہے (اس کا) وہ (قیام) پوری رات کے قیام کے برابر ہوتا ہے۔'' پھر چوتھی رات باقی رہ گئی تو آپ نے ہمیں قیام کروایا، پھر جب تیسری رات آئی تو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی حتی کہ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ہماری فلاح چھوٹ جائے گی۔ میں (جبیر بن نفیر) نے کہا: فلاح کا کیا مطلب ہے؟ کہا: سحری کا کھانا، ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے اس رات اپنی خواتین، بیٹیوں اور اہل خانہ کو اکٹھا کیا۔

شرح امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: ''فلاح'' کا لغوی معنی ''باقی رہنا ہے'' سحری کے کھانے کو فلاح اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ روزہ گزارنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور روزہ باقی رکھنے کا سبب بنتی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن ابوبکر سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد گرامی کو فرماتے ہوئے سنا: ہم رمضان میں قیام سے فارغ ہوتے تو خادم سے جلدی کھانا لانے کے لیے کہتے اس ڈر سے کہ کہیں فجر نہ پھوٹ پڑے۔

(36)......بَابٌ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ

نصف شعبان کی رات کا بیان

(۹۹۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَخَرَجْتُ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ، فَقَالَ: ((أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو گھر میں نہ پایا، میں آپ کی تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ آپ بقیع میں ہیں۔ (جب مجھے

(۹۹۲) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ۷۳۹، وابن ماجه: ۱۳۸۹، وروى مسلم القصة ولم يذكر النزول في ليلة النصف من شعبان: ۹۷٤

يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ۔))

دیکھا تو) فرمایا: ''کیا تجھے یہ ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں نے سوچا شاید آپ اپنی کسی اور زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نصف شعبان کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو معاف فرما دیتا ہے۔''

فائدہ: ذہن نشین رہے کہ صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنْ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: ((مَا لَكِ يَا عَائِشُ!؟ حَشْيَا رَابِيَةً۔)) قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْءَ قَالَ: ((لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ: ((فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟)) قُلْتُ نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ: ((أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ۔)) قَالَتْ قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ۔))

...... کیا میں تمھیں اپنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات بیان نہ کروں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں، انھوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری باری کی رات میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کروٹ لی اور اپنی چادر اوڑھ لی، جوتے اتارے

اور ان کو اپنے پاؤں کے پاس رکھ دیا، اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھایا اور لیٹ گئے اور آپ اتنی ہی دیر ٹھہرے کہ آپ نے گمان کرلیا کہ میں سو چکی ہوں۔ آپ ﷺ نے آہستہ سے اپنی چادر لی اور آہستہ سے جوتا پہنا اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکلے، پھر اس کو آہستہ سے بند کردیا۔ میں نے اپنی چادر اپنے سر پر اوڑھی اور اپنا ازار پہنا اور آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلی یہاں تک کہ آپ بقیع میں پہنچے اور کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہونے کو طویل کیا پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار اٹھایا، پھر آپ واپس لوٹے اور میں بھی لوٹی۔ آپ تیز چلے تو میں بھی تیز چلنے لگی، آپ دوڑے تو میں بھی دوڑی، آپ پہنچے تو میں بھی پہنچی۔ میں آپ ﷺ سے سبقت لے گئی اور داخل ہوتے ہی لیٹ گئی آپ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: اے عائشہ! تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تمہارا سانس پھول رہا ہے۔ میں نے کہا: کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بتا دو ورنہ مجھے باریک بین خبردار یعنی اللہ تعالیٰ خبر دے دے گا۔ تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! پھر پورے قصہ کی خبر میں نے آپ کو دے دی۔ فرمایا: میں اپنے آگے آگے جو سیاہ سی چیز دیکھ رہا تھا وہ تو تھی۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر مارا جس کی مجھے تکلیف ہوئی پھر فرمایا: تو نے خیال کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق داب لے گا؟ فرماتی ہیں: جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں اللہ تو اس کو خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل میرے پاس آئے جب تو نے دیکھا تو مجھے پکارا اور تجھ سے چھپایا تو میں نے بھی تم سے چھپانے ہی کو پسند کیا اور وہ تمہارے پاس اس لئے نہیں آئے کہ تو نے اپنے کپڑے اتار دیئے تھے اور میں نے گمان کیا کہ تو سو چکی ہے اور میں نے تجھے بیدار کرنا پسند نہ کیا۔ میں نے یہ خوف کیا کہ تم گھبرا جاؤ گی۔ جبرائیل نے کہا: آپ ﷺ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ بقیع تشریف لے جائیں اور ان کے لئے مغفرت مانگیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کیسے کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح کہا کرو: ’’السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ۔‘‘ (سلام ہو ایماندار گھر والوں پر اور مسلمانوں پر، اللہ ہم سے آگے جانے والوں پر رحمت فرمائے اور پیچھے جانے والوں پر۔ ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔) (م،م)

(۹۹۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَخْرٍ الأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَيْفٍ الْكَاتِبُ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَهُ عَنِ الْمُصْعَبِ بْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ،

(۹۹۳) هذا حديث حسن ......أخرجه ابن ماجه: ۱۳۹۰

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا الأَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ......

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ عَمِّهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَنْزِلُ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِكُلِّ نَفْسٍ إِلا إِنْسَانًا فِي قَلْبِهِ شَحْنَاءُ، أَوْ مُشْرِكًا بِاللّٰهِ۔))

جناب قاسم بن محمد اپنے والد سے یا چچا سے یا دادا سے بیان کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کی تعریف بزرگی والی ہے، نصف شعبان کی رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، پھر ہر انسان کی مغفرت فرما دیتا ہے سوائے اس شخص کے جس کے دل میں مسلمان بھائی سے دشمنی ہو اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے کے سوا۔''

تشریح: ((شحناء)) ''دشمنی، عداوت'' ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد بدعتی شخص اور مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ جانے والا ہے۔

فائدہ: شعبان کی پندرھویں رات (جسے لوگ شب براءت کہتے ہیں) کے فضائل میں جتنی روایات ہیں، تقریباً وہ سب کی سب اکثر علماء کے نزدیک ضعیف ہیں، اس لیے ان علماء کے نزدیک اس رات کی کوئی خاص فضیلت نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اکثر روایات ضعیف ہیں، لیکن صرف ابن ماجہ کی درج بالا روایت ۱۳۹۰/ ان کے نزدیک حسن ہے۔ اس لیے ان کے موقف کی رو سے اس حدیث میں اس رات کی فضیلت کا بیان ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرنا مناسب ہے۔ آتش بازی اور مخصوص کھانے تیار کرنا یا اس قسم کی دوسری رسمیں سب خودساختہ ہیں، ان سے پرہیز ضروری ہے۔ یاد رہے کہ افضل اوقات کے فضائل سے صرف اہل توحید کو حصہ ملتا ہے، شرک اکبر کا مرتکب ان سے محروم رہتا ہے۔ البتہ مسلمان بھائی سے ناحق دشمنی اللہ کی رحمت سے محرومی کا باعث ہے جس کا ذکر دیگر صحیح روایات میں موجود ہے۔ (ع،س)

(37)......بَابُ فَضْلِ التَّطَوُّعِ فِي الْبُيُوتِ

گھر میں نفل نماز پڑھنے کی فضیلت

(٩٩٤)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ الأَزْهَرِيُّ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا خَالُ وَالِدِي أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ، وَالصَّغَانِيُّ، قَالا: حَدَّثَنَا مَكِّيٌّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ

(٩٩٤) أخرجه البخاري: ٧٣١، ٦١١٣، و مسلم: ٧٨١

اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُ قَالَ: احْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُجْرَتَهُ، فَكَانَ يَخْرُجُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيُصَلِّي فِيهَا، فَرَآهُ رِجَالٌ فَصَلُّوا مَعَهُ بِصَلَاتِهِ، وَكَانُوا يَأْتُونَهُ كُلَّ لَيْلَةٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَتَنَحْنَحُوا وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ، وَحَصَبُوا بَابَهُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضَبًا، فَقَالَ لَهُمْ: ((أَيُّهَا النَّاسُ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنْ سَيُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، عَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ، إِلا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ۔))

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں حجرہ بنالیا، آپ رات کو گھر سے تشریف لاتے اور اس حجرے میں نماز پڑھتے، کچھ لوگوں نے آپ کو دیکھ لیا، انہوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کر دی اور وہ ہر رات آپ کے پاس آتے، حتی کہ ایک رات آپ تشریف نہ لائے تو پھر وہ کھانسنے لگے (تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ ہو) کچھ نے اپنی آوازیں بلند کیں اور کچھ نے آپ کے دروازے پر کنکریاں بھی ماریں۔ بالآخر آپ تشریف لائے تو غصے میں تھے اور فرمایا: ''لوگو! تمہارا برابر یہی حال رہا حتی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ تم پر فرض نہ کر دی جائے، سنو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، بلاشبہ فرض کے علاوہ مرد کی بہترین نماز وہی ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے۔''

شرح: جناب قاسم بن محمد کہتے ہیں: نفل نماز جو چھپ چھپا کر اور پوشیدہ پڑھی جائے وہ علانیہ اور ظاہر پڑھی ہوئی نفل نماز سے افضل ہوتی ہے۔ جس طرح فرض نماز جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے منفرد کی نماز سے افضل ہے۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو مسجد میں حالت سجود میں روتے ہوئے دیکھا، جو اپنے اللہ سے الحاح او زاری کے ساتھ دعا کر رہا تھا تو کہا: تیرا یہ عمل بہت خوب ہے، کاش کہ یہ مسجد کے بجائے گھر ہوتا۔

(۹۹۵)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِي هَذَا، إِلا الْمَكْتُوبَةَ۔))

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں انسان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے سوائے فرض نماز کے۔''

(۹۹۵) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱۰۴۴، والترمذي: ۴۵۰، والنسائي: ۱۵۹۹

(۹۹۶)۔ وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلالٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَلاتُكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِكُمْ فِي مَسْجِدِي هَذَا، إِلا الْمَكْتُوبَةَ۔))

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا، میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ افضل ہے، سوائے فرض نماز کے۔''

(۹۹۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَفْضَلُ صَلاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ، إِلا الْمَكْتُوبَةَ۔))

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری افضل نماز وہ ہے جسے تم اپنے گھروں میں ادا کرو سوائے فرض نماز کے۔''

(۹۹۸)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنَ صَلاتِكُمْ وَلا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔''

شرح امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ قبرستان میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ گویا قبرستان نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے۔ یہ مطلب بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تم اپنے گھروں کو صرف نیند ہی کا مرکز نہ

---

(۹۹۶) انظر الحديث السابق

(۹۹۷) انظر الحديث السابق

(۹۹۸) أخرجه البخاري: ۴۳۲، ۱۱۸۷، ومسلم: ۷۷۷

بنا چھوڑو، اس کی تفصیل یوں سمجھیے کہ اگر تم گھروں میں نفلی نمازیں اور سنتیں نہیں پڑھو گے تو گھر قبرستان بن جائیں گے، کیونکہ نیند موت کی بہن ہے۔ (اس میں اہم تر حکمت یہ ہے کہ اس عمل کے ماتحت گھر میں اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور فرشتے نازل ہوتے ہیں، انسان ریا کاری سے محفوظ رہتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ گھر والوں کو ترغیب اور بچوں کی تربیت ہوتی ہے۔ (ع،س)

بعض علماء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ گھر کے صحن میں مردوں کو دفنانا جائز نہیں۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ استدلال کچھ اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ نبی کریم ﷺ کو اپنے گھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن کیا گیا۔

(نبی کریم ﷺ کو خاص دلیل کی روشنی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفنایا گیا کہ انبیائے کرام جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن کیے جاتے ہیں، عام مردوں کو ان کے گھروں کی بجائے قبرستان میں ہی دفنانا چاہیے، بہرحال اس حدیث سے یہ مفہوم کشید کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ (م،م)

(٩٩٩)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبَرْقِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلاتَهُ فِي الْمَسْجِدِ ، فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيبًا مِنْ صَلاتِهِ ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلاتِهِ خَيْرًا۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی فرض نماز مسجد میں پڑھ لے تو اپنی نماز میں سے کچھ حصہ اپنے گھر کے لیے رکھ لے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں اس کی نماز کی وجہ سے خیر و برکت ڈالتا ہے۔''

شرح سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب ادا فرمائی، پھر برابر نفل ادا کرتے رہے تا آنکہ نماز عشاء ادا فرمائی۔ (ترمذی معلقا: بعد الحدیث ٦٠٤)

فائدہ: مردوں کے لیے نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے تاہم مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔ مگر عورتوں کے لیے فرضی نماز بھی گھر میں افضل ہے۔ (ع،س)

---

(٩٩٩) أخرجه مسلم: ٧٧٨

(38)......بَابُ صَلَاةِ الضُّحٰى

چاشت کی نماز پڑھنا

(١٠٠٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ: مَا حَدَّثَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى، غَيْرَ أُمِّ هَانِيءٍ، فَإِنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَاغْتَسَلَ وَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، فَلَمْ أَرَ صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ۔

جناب عمرو بن مُرہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا وہ کہتے تھے: ہم سے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا کسی صحابی نے یہ بیان نہیں کیا، انہوں نے نبی ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، وہ کہتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن آپ ان کے گھر تشریف لائے اور آپ نے غسل کیا، پھر آپ نے آٹھ رکعت چاشت کی نماز پڑھی، میں نے ایسی ہلکی پھلکی نماز کبھی نہیں دیکھی، البتہ آپ ﷺ رکوع اور سجدہ پوری طرح ادا کرتے تھے۔

(١٠٠١)۔ نا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَعْقِلٍ الْمِيدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ......

عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي بَيْتِهِ سُبْحَةَ الضُّحَى، فَقَامُوا وَرَائَهُ فَصَلَّوْا۔

سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں نماز ضحیٰ پڑھی تو انہوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز ضحیٰ ادا کی۔

(١٠٠٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

(١٠٠٠) أخرجه البخاري: ١١٧٦، و مسلم: ٣٣٦

(١٠٠١) اسناده صحيح على شرط الشيخين ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٣٧٧٣

(١٠٠٢) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذى: ٤٧٧

رَبِيعَةَ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى، حَتَّى نَقُولَ: لا يَدَعُهَا، وَيَدَعُهَا، حَتَّى نَقُولَ: لا يُصَلِّيهَا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ ضحیٰ پڑھنے لگتے حتی کہ ہم کہتے: اب نہیں چھوڑیں گے اور جب چھوڑ دیتے اتنی دیر چھوڑے رکھتے تو ہم کہتے: اب کبھی نہیں پڑھیں گے۔

(۱۰۰۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى؟ فَقَالَتْ: لا، إِلا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ۔

جناب عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، مگر جب سفر سے آتے۔

(۱۰۰۴)۔ نا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ، وَإِنِّي لأُسَبِّحُهَا، وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، مگر میں خود پڑھتی ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کو اس ڈر سے کرنا ترک کر دیتے تھے کہ اگر لوگ کرنے لگیں گے تو کہیں فرض نہ ہو جائے حالانکہ وہ کام آپ کو پسند ہوتا۔

شرح: ((سبحة الضحى)) اس سے مراد چاشت کی نماز ہے۔((انى لاسبحها)) کا معنی ہے ''اور میں خود پڑھتی ہوں۔''

فائدہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف اپنی رؤیت کی نفی کی ہے ورنہ بہت سی روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نماز

(۱۰۰۳) أخرجه مسلم: ۷۱۷

(۱۰۰۴) أخرجه البخاري: ۱۱۲۸، ۱۱۷۷، و مسلم: ۷۱۸

پڑھنا مذکور ہے۔ ام المؤمنین کے خود پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس نماز کے فضائل سنے ہوں گے۔ پس معلوم ہوا کہ اس نماز کی ادائیگی میں بہت اجر وثواب ہے۔ (ع،س)

بعض بزرگوں نے نماز ضحیٰ پڑھنے کو ناپسند جانا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو کہا: یہ ایسی نماز پڑھ رہے ہیں جسے اللہ کے رسول اور آپ کے اکثر صحابہ نے نہیں پڑھا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب نمازِ ضحیٰ کے متعلق استفسار کیا جاتا تو کہتے: نہ میں پڑھنے کا حکم دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے تک مجھے معلوم نہیں کہ کوئی اس نماز کو پڑھتا تھا، ویسے لوگوں کے جاری کردہ معمولات میں سے مجھے نماز ضحیٰ کا پڑھنا اچھا لگتا ہے۔

فائدہ: نماز ضحیٰ طلوع آفتاب کے بعد ادا کی جاتی ہے، نیز اس کو نماز اشراق اور صلاۃ الاوّابین بھی کہتے ہیں۔ متعدد صحیح احادیث صلاۃ الضحیٰ یعنی چاشت کی مشروعیت کا واضح ثبوت ہیں۔ بعض اکابر سے جو آثار مروی ہیں جن میں اس نماز کے نہ پڑھنے کا تذکرہ ہے تو ان کا مطلب یہ ہے کہ اس نفل نماز پر حد درجہ التزام کرنا اور کبھی ناغہ نہ کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے ماثور نہیں ہے۔ یہ پابندی اور التزام بعد کے لوگوں کا عمل ہے۔ ان آثار سے چاشت کی نماز کے مشروع ہونے کی نفی مقصود نہیں ہے اور یہ نفی کیسے ہوسکتی ہے جبکہ بخاری ومسلم کی احادیث میں آپ کا نماز ضحیٰ پڑھنا مذکور ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

(۱) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے خلیل نبی ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی: ہر ماہ تین دنوں کے روزے رکھنا، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنا اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا۔ (بخاری: ۱۹۸۱)

(۲) نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا رب فرماتا ہے: اے ابن آدم! دن کی ابتداء میں چار رکعتیں پڑھو، میں تمہیں دن کی انتہاء میں کافی ہو جاؤں گا۔“ (صحیح، ترمذی: ۱۱٤۲)

(۳) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کے تمام جوڑوں پر صبح صدقہ کرنا لازم ہوتا ہے، پس ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تحلیل صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، اوران تمام صدقوں سے نماز چاشت کی دو رکعتیں کفایت کر جاتی ہیں۔“ (مسلم: ۷۲۰)

یہ تمام احادیث صلاۃ الضحیٰ ”چاشت“ کی مشروعیت کا واضح ثبوت ہیں۔ (ع،س)

(39)......بَابُ عَدَدِ صَلَاةِ الضُّحٰی

نماز چاشت کی رکعتوں کی تعداد

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے خلیل (نبی ﷺ) نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی، ہر ماہ تین دنوں کے روزے رکھنا، سونے سے پہلے وتر پڑھنا اور چاشت کی دو رکعتیں پڑھنا۔“ (بخاری: ۱۹۸۱)

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے آٹھ رکعتیں نمازِ ضحیٰ کی روایت کی گئی ہیں۔ (دیکھیں: حدیث نمبر: ۱۰۰۰)

(۱۰۰۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ......

قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاذَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُصَلِّي الضُّحَى؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ۔

جناب معاذہ عدویہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ کی نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، چار رکعت پڑھتے تھے اور اس سے زیادہ بھی پڑھ لیتے تھے جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا۔

(۱۰۰۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى، أَخْبَرَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ فُلَانِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَمِّهِ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر کرے گا۔''

شرح: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ وہ آٹھ رکعت نماز چاشت پڑھا کرتی تھیں، نیز وہ کہا کرتی تھیں: اگر میرا نامۂ اعمال میرے سامنے کھولا جا رہا ہو تب بھی میں اس نماز کا پڑھنا ترک نہیں کروں گی۔

(مؤطا امام مالك: ۳٦۱)

جناب حکم ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، وہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتا ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نمازِ ضحیٰ آٹھ رکعت بیٹھ کر پڑھا کرتی تھیں، ان سے کہا گیا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو چار رکعت پڑھتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا تو جوان عورت ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ہے۔'' (دیکھیں حدیث نمبر: ۹۸۲ والا باب)

(۱۰۰۵) أخرجه مسلم: ۷۱۹

(۱۰۰٦) هذا حديث ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٤۷۳، وابن ماجه: ۱۳۸۰

(40)......بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الضُّحٰى
نمازِ ضحیٰ کی فضیلت

(١٠٠٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ السَّدُوسِيُّ، أَخْبَرَنَا الْمَهْدِيُّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ، أَخْبَرَنَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ، عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ الدُّؤَلِيِّ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَتَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَتَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَتَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِءُ أَحَدَكُمْ مِنَ ذَلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى۔))

جناب ابو اسود دؤلی سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کے تمام جوڑوں پر صبح صدقہ کرنا لازم ہوتا ہے، پس ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تہلیل صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے، ان تمام صدقوں سے نماز چاشت کی دو رکعتیں کفایت کر جاتی ہیں۔''

شرح: ((سلامیٰ)) سے مراد ہر وہ ہڈی اور جوڑ ہے جس پر نقل وحرکت کا دارو مدار ہو۔ اس لفظ کا لغوی معنیٰ ''اونٹ کی کھر کی ہڈی'' ہے اس کی جمع ''سُلامیات'' آتی ہے۔

(١٠٠٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا النَّهَّاسُ بْنُ قَهْمٍ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَى رَكْعَتَيِ الضُّحَى، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نمازِ ضحیٰ کی دو رکعتوں پر ہمیشگی کرتا ہے، اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''

(١٠٠٧) أخرجه مسلم: ٧٢٠

(١٠٠٨) هذا حديث ضعيف ......أخرجه الترمذی: ٤٧٦، وابن ماجه: ١٣٨٢

(١٠٠٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ......

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَبِي ذَرٍّ، عن رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، أَنَّهُ قَالَ: ((ابْنَ آدَمَ ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ۔))

سیدنا ابودرداء اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما اللہ کے رسول ﷺ سے اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! تو میرے لیے شروع دن میں چار رکعات پڑھ لے میں آخر دن تک تیری کفایت کروں گا۔''

(41)......بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الضُّحٰی

نمازِ ضحیٰ (چاشت) کا وقت

(١٠١٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ طَاهِرُ بْنُ الْحُسَيْنِ الرَّوَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَوْفٍ الشَّيْبَانِيِّ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ قُبَاءَ، وَهُمْ يُصَلُّونَ الضُّحَى، فَقَالَ: ((صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ إِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ مِنَ الضُّحَى۔))

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قباء والوں کی طرف نکلے تو وہ نمازِ ضحیٰ پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''اوابین کی نماز کا وہ وقت ہے جب شدت گرمی کی وجہ سے اونٹ کے پاؤں جلنے لگیں۔''

شرح: ((رمضت الفصال۔)) جب اونٹ کے بچے کے پاؤں جلنے لگیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب دوپہر خوب تپ جائے۔ ہوتا یوں ہے کہ جب ریت خوب گرم ہو جاتی ہے تو اونٹ کے بچے کھڑے نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے پاؤں جلتے ہیں، پھر وہ بیٹھ جاتے ہیں۔ عرب لوگ ''رمضت قدمه من الرمضاء'' کا جملہ بولتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے ''اس کے پاؤں ریت کی گرمائش سے جل گئے۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے نمازِ ضحیٰ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: جب سورج زمین کو خوب گرم کر دے۔

(١٠٠٩) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ٤٧٥

(١٠١٠) أخرجه مسلم: ٧٤٨

فائدہ: یادرہے کہ نماز چاشت کا وقت طلوع آفتاب سے لے کر دوپہر زوال سے پہلے تک ہے۔ سورج طلوع ہوتے ہی جو نماز پڑھی جائے وہ ''اشراق'' اور جو سورج کے قدرے بلند ہونے پر پڑھی جائے ''ضحیٰ'' کہلاتی ہے اور جو سورج کے تیز ہو جانے نیز ریت کے گرم ہو جانے پر پڑھی جائے وہ ''اوابین'' کہلاتی ہے۔ حقیقت میں یہ ایک ہی نماز ہے، اس کی کم از کم دو جبکہ زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات ہیں۔ (ع،س)

(42)......بَابُ فَضْلِ مَنْ تَطَهَّرَ فَصَلّٰى عَقِبَيْهِ

وضو کرنے کے بعد نماز (تحیۃ الوضوء) پڑھنے کی فضیلت

(۱۰۱۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي نَصْرِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ الْكُوفَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ التُّجِيبِيُّ الْمِصْرِيُّ بِهَا الْمَعْرُوفُ بِابْنِ النَّحَّاسِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ وَثَلَاثِ مِائَةٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ الصَّائِغُ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ: ((حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ عِنْدَكَ مَنْفَعَةً فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي قَدْ سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَةَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ))، فَقَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِي الْإِسْلَامِ أَرْجَى عِنْدِي مَنْفَعَةً مِنْ أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا تَامًّا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ لِرَبِّي مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کے وقت پوچھا: ''اے بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک اور نفع مند کام بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا کیونکہ میں نے رات کو جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔'' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اپنے رب کے لیے نفل پڑھتا رہتا جتنا میرے مقدر میں لکھا ہوتا کہ میں پڑھوں۔

شرح: ((الخشفة)) ایسی آواز جس میں شدت نہ ہو یعنی آہٹ اور سرسراہٹ۔

(۱۰۱۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، حَدَّثَنِي أَبِي......

(۱۰۱۱) أخرجه البخاري: ۱۱۴۹، و مسلم: ۲۴۵۸

(۱۰۱۲) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ۳۶۸۹

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنِي أَبِي بُرَيْدَةُ، قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا بِلَالًا، فَقَالَ: ((يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، إِنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي))، فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلا تَوَضَّأْتُ، وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَأَرْكَعُهُمَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِهِمَا.))

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: صبح کے وقت اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ نے فرمایا: ''اے بلال! کیا سبب ہے کہ تم جنت میں میرے آگے ہوتے ہو؟ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز کو سنا، میں گزشتہ شب جنت میں داخل ہوا تو میں نے تمہارے جوتوں کی آواز سنی۔'' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے جب بھی اذان دی ہے تو دو رکعت نماز پڑھی ہے اور جب میں بے وضو ہوتا ہوں تو وضو کرتا ہوں اور اللہ کے لیے دو رکعت ادا کرتا ہوں، اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''انہی دو رکعتوں کے سبب سے تو جنت میں میرے آگے ہوتا ہے۔''

شرح: ((خشخشتك))۔ جوتوں کو آواز جو چلتے وقت آتی ہے۔

فائدہ: آپ ﷺ کا فرمان کہ: ''میں آج رات جنت میں داخل ہوا۔'' یہ آپ کا خواب ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے۔ نیز اس حدیث مبارکہ میں وضو اور اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے کہ یہ ایسا عمل ہے جو دخول جنت کا باعث ہے۔ یاد رہے! سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے چلنا ایسا ہے جیسے چوبدار اور نقیب بادشاہوں کے آگے چلتے ہیں، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے افضل ہیں۔ (ع،س)

(۱۰۱۳)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے (یعنی سنت

(۱۰۱۳) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ۹۰۵

وُضُوئَهُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لا يَسْهُو فِيهِمَا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

کے مطابق) پھر دو رکعتیں پڑھے اور ان میں غفلت کا شکار نہ ہو تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(١٠١٤)۔ وَأَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلانِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ، فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، يُقْبِلُ بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ عَلَيْهِمَا، إِلا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔))

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے اور وہ اپنے دل اور چہرے سے ان ہی پر متوجہ رہے، تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔''

(43)......بَابُ الصَّلَاةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ

نماز توبہ کا بیان

(١٠١٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الأَسَدِيِّ......

عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ: إِنِّي كُنْتُ رَجُلا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا يَنْفَعُنِي اللّٰهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذَا حَدَّثَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:

جناب اسماء بن حکم فزاری کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں ایسا شخص تھا کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے جو چاہتا فائدہ عنایت فرماتا، اور جب کوئی اور صحابی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا تھا اور جب وہ قسم اٹھاتا تو میں اس کی تصدیق کرتا تھا۔ بلاشبہ مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور انہوں نے سچ کہا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ

(١٠١٤) أخرجه مسلم: ٢٣٤ من حديث طويل

(١٠١٥) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٥٢١، والترمذي: ٤٠٦، وابن ماجه: ١٣٩٥

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ، فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ، ثُمَّ يَقُومُ وَيُصَلِّي ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، إِلا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ۔))

فرمارہے تھے: ''کوئی بندہ ایسا نہیں جو کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھے اور اللہ سے استغفار کرے، مگر اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔''

شرح عفان بن مسلم راوی نے کہا: محدث شعبہ نے یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں: ''وضو کرے اور دو رکعتیں ادا کرے، پھر اللہ سے استغفار کرے اس گناہ سے (جس کی معافی مطلوب ہے) تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔'' کہا: پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ .... ''جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا پائے گا۔'' (سورۂ نساء: ۱۱۰)

(44)......بَابُ صَلَاةِ الإِسْتِخَارَةِ

نماز استخارہ کا بیان

(١٠١٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ فِي الأُمُورِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ، يَقُولُ: ((إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلا أَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلا أَعْلَمُ ، وَأَنْتَ عَلامُ الْغُيُوبِ ، اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي ، وَمَعِيشَتِي ، وَعَاقِبَةِ أَمْرِي)) أَوْ قَالَ: ((فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ ،

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مختلف معاملات میں استخارے کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے کہ قرآن کی کوئی سورت۔ آپ ہمیں فرماتے کہ ''جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ فرضوں کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے اور یوں دعا کرے ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلا أَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلا أَعْلَمُ ، وَأَنْتَ عَلامُ الْغُيُوبِ ، اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي ، وَمَعِيشَتِي ، وَعَاقِبَةِ أَمْرِي ، أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ

(١٠١٦) أخرجه البخاري: ١١٦٢

فَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي، وَعَاقِبَةِ أَمْرِي)) أَوْ قَالَ: ((فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ))، قَالَ: ((وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ.))

أَمْرِي وَآجِلِهِ، فَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي......)) اے اللہ! میں تیرے علم کے واسطے سے خیر اور بھلائی چاہتا ہوں۔ اور تیری قدرت کے واسطے سے قدرت طلب کرتا ہوں، اور تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، اور تو تمام عیبوں اور پوشیدہ امور سے پوری طرح باخبر ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ معاملہ میرے دین، دنیا اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے'' یا آپ نے فرمایا: ''اِس جہان میں اور اُس جہان میں'' تو اسے میرے لیے آسان کر دے اور مجھے اس میں برکت دے اور اگر یہ معاملہ تیرے علم کے مطابق میرے لیے برا ہے، دین، دنیا یا انجام کے لحاظ سے'' یا آپ نے فرمایا: ''میرے معاملے میں یہ جلد یا بدیر برا ہے'' تو مجھے اس سے پھیر دے اور اس کو مجھ سے پھیر دے اور میرے لیے خیر مقدر فرما دے جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔'' فرمایا: ''اور اپنے کام کا نام لے۔''

تشریح: امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ بعینہ اس سند سے حدیث لائے ہیں۔ اس میں دو جگہ پر ((ومعاشی)) کے الفاظ ہیں۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى۔ ...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو آپ نماز پڑھتے۔ (حسن، ابوداود: ۱۳۱۹)

(۱۰۱۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، حَدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْحَسَنِيُّ إِمْلاءً، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَتُّوَيْهِ، حَدَّثَنَا حَمُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْوَزِيرِ، حَدَّثَنَا زَنْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، أَنَّ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے

(۱۰۱۷) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ۳۵۱٦

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَرَادَ أَمْرًا، قَالَ: ((اللَّهُمَّ خِرْ لِي وَاخْتَرْ لِي۔))

بیان کرتی ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ فرماتے تو یوں دعا فرماتے: ((اللَّهُمَّ خِرْ لِي وَاخْتَرْ لِي۔)) ......''اے اللہ! تو مجھے نفع پہنچا اور خود میرے لیے انتخاب کر۔''

شرح امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو ہم صرف اور صرف زنفل راوی کے واسطے سے ہی پہچانتے ہیں اور یہ محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔ زنفل عرفات میں رہائش پذیر تھے، مکی ہیں۔ اس حدیث کو بیان کرنے میں اکیلے ہیں اور ان کی کوئی متابعت بھی نہیں کرتا۔

(45)...... بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ

نماز تسبیح

(١٠١٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، حَدَّثَنِي أَبِي......

عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُهْدِي لَكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أُزَوِّدُكَ، أَلَا أَهَبُ لَكَ، أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَحْبُوكَ؟ صَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ لَيْلٍ شِئْتَ أَوْ نَهَارٍ، فَإِذَا كَبَّرْتَ فَاقْرَأْ مَا شِئْتَ، وَإِذَا فَرَغْتَ مِنْ قِرَاءَتِكَ، فَقُلْ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ارْكَعْ، فَإِذَا رَكَعْتَ، قُلْتَ وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ، فَقُلْ

جناب عکرمہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عباس! اے اللہ کے رسول کے چچا جان! کیا میں آپ کو ایک ہدیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو زادِ راہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو کوئی چیز ہبہ نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی چیز نہ دوں؟ کیا میں آپ کو تحفہ نہ دوں؟ (اے چچا) آپ چار رکعت پڑھیں دن اور رات میں جب چاہیں، اس طرح کہ جب آپ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں تو جو چاہے پڑھیں، پھر جب (پہلی رکعت میں) قراءت کرلیں پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھیں (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ) پھر رکوع کریں اور حالت رکوع میں دس بار یہی تسبیح پڑھیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور دس بار یہی تسبیح پڑھیں، سجدہ

(١٠١٨) صحیح ......أخرجه ابوداود: ١٢٩٧، وابن ماجه: ١٣٨٧، والترمذي: ٤٨٢

عَشْرَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ تَخِرَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا وَأَنْتَ سَاجِدٌ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ، فَقُلْهَا عَشْرًا، ثُمَّ اسْجُدِ الثَّانِيَةَ، فَقُلْهَا عَشْرًا وَأَنْتَ سَاجِدٌ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ، ثُمَّ قُمْ فَاقْرَأْ كَمَا قَرَأْتَ، ثُمَّ قُلْهَا خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً بَعْدَ أَنْ تَقْرَأَ، ثُمَّ قُلْهَا عَشْرًا عَشْرًا كَمَا قُلْتَ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى ثُمَّ الْبَاقِيَتَيْنِ، فَإِنَّهُ يُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ صَغِيرُهُ وَكَبِيرُهُ، وَحَدِيثُهُ وَقَدِيمُهُ، وَعَمْدُهُ وَجَهْلُهُ، وَسِرُّهُ وَعَلانِيَتُهُ كُلُّهَا، إِنِ اسْتَطَعْتَ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً، وَإِلا فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً وَإِلا فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، وَإِلا فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِلا فَفِي كُلِّ عُمُرِكَ مِنَ الدُّنْيَا مَرَّةً وَاحِدَةً۔))

کرنے سے پہلے، پھر سجدہ کریں اور سجدے میں دس بار یہ پڑھیں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو یہی تسبیح دس بار پڑھیں، پھر دوسرا سجدہ کریں تو اس میں بھی دس بار پڑھیں، پھر سر اٹھائیں تو دس بار پڑھیں، دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے سے پہلے پہلے۔ پھر آپ دوسری رکعت کا قیام کریں اور اس میں یہ تسبیحات پڑھیں جیسے پہلی رکعت میں پڑھی تھیں اور قراءت سے فارغ ہو کر پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں، اس کے بعد (ہر رکن میں) دس دس بار پڑھیں، جیسے آپ نے پہلی رکعت میں پڑھیں، مزید دو رکعت میں بھی ایسے ہی پڑھیں، یقیناً بخشے جائیں گے آپ کے چھوٹے، بڑے، نئے، پرانے، جان کر کیے ہوئے اور ناواقفی سے کیے ہوئے، چھپ کر کیے ہوئے اور ظاہر کیے ہوئے، سارے کے سارے گناہ، اگر ہمت ہو تو ہر روز پڑھا کریں، اگر ہر روز نہ پڑھ سکیں تو ہر ہفتے میں ایک بار، اگر ہفتے میں نہ پڑھ سکیں تو مہینے میں ایک بار پڑھیں، اگر یہ نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار پڑھیں، اگر سال میں بھی نہ پڑھ سکیں تو اپنی زندگی میں ایک بار پڑھیں۔"

شرح امام ابوداود سجستانی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں نماز تسبیح والی حدیث ذکر کی ہے۔ اس کی سند اور منقول تسبیح کے کلمات مندرجہ ذیل ہیں:

عن الرحمن بن بشر بن الحكم النيسابوری، عن موسى بن عبدالعزيز، عن الحكم بن ابان، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن النبی ﷺ وقال: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔))

فائدہ: سنن ابوداود کی روایت میں قیام کے دوران سورۃ الفاتحہ اور ایک اور سورت پڑھنے کا ذکر بھی ہے۔ (ع،س)

امام ابن المبارک رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ بہت سارے اہل علم نماز تسبیح کے قائل و فاعل ہیں اور انہوں نے اس نماز کی فضیلت کا تذکرہ کیا ہے۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے نماز تسبیح کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے اس کی ادائیگی کا طریقہ بیان کیا، مگر انہوں نے یوں بیان کیا کہ پندرہ تسبیحات قراءت سے قبل اور دس بار سورۃ الفاتحہ اور کوئی سورت پڑھنے کے بعد (یعنی قیام میں پچیس بار) اور انہوں نے دو سجدوں کے بعد کھڑا ہونے سے پہلے (دس بار جلسہ استراحت میں) پڑھنے کا ذکر نہیں کیا اور کہا: اگر کوئی شخص رات کو پڑھتا ہے تو مجھے یہ پسند ہے کہ وہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر دن کے وقت پڑھتا ہے تو اس کی مرضی ہے خواہ دو پڑھ کر سلام پھیر دے یا چار رکعت ایک ساتھ پڑھ لے، اور انہوں نے کہا: رکوع میں پہلے (سبحان ربی العظیم) پڑھے اور بعد میں دوسری تسبیحات پڑھے، اسی طرح سجدے میں پہلے (سبحان ربی الاعلی) پڑھے اور بعد ازاں دوسری تسبیحات۔ ان سے پوچھا گیا کہ اس نماز کے دوران میں اگر کوئی شخص بھول جاتا ہے تو کیا وہ سجدہ سہو میں بھی دس دس بار تسبیحات پڑھے گا؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، تسبیحات کی تعداد تین سو ہے۔

(46)......بَابُ فَضْلِ التَّطَوُّعِ
نفل نماز کی فضیلت

(۱۰۱۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُظَفَّرِيُّ السَّرْخَسِيُّ بِهَا، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْفَقِيهُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ التَّاجِرُ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ: إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَ مِصْرِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الرَّجُلُ صَلاتُهُ الْمَكْتُوبَةُ، فَإِنْ صَلُحَتْ صَلاتُهُ، وَإِلا زِيدَ فِيهَا مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ تُقَابَلُ سَائِرُ الأَعْمَالِ الْمَفْرُوضَةِ كَذَلِكَ۔))

جناب انس بن حکیم کہتے ہیں: مجھے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تو اپنے شہر والوں کے پاس جائے تو انہیں بتانا کہ میں (ابو ہریرہ) نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے روز لوگوں کے اعمال میں سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہوگا وہ ان کی نماز ہوگی، چنانچہ وہ اگر کامل ہوئی (تو پوری کی پوری لکھ دی جائے گی) وگرنہ نوافل سے اس کو پورا کیا جائے گا، پھر اسی انداز سے دیگر فرض اعمال پورے کیے جائیں گے۔''

شرح **فائدہ**: یعنی فرض روزوں کی کمی نفل روزوں سے اور فرض زکوٰۃ کی کمی اور نقص صدقات نافلہ سے، اس لیے ضروری ہے کہ فرائض کی تقصیر سے بچتے ہوئے نوافل کا بھی خوب اہتمام کیا جائے کیونکہ ان ہی سے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ (ع،س)

(۱۰۱۹) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٨٦٤، والترمذی: ٤١٣، والنسائی: ١/ ٢٣٢، وابن ماجه: ١٤٢٥

(7)......أَبْوَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ
نماز سفر کے احکام و مسائل

(1)......بَابُ قَصْرِ الصَّلَاةِ
نماز قصر کا بیان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ .... ''جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔'' (سورۂ نساء: ۱۰۱)

(۱۰۲۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، سمعا أنس بن مالك، قال: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ۔

جناب محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں نماز ظہر چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔

شرح **فائدہ:** رسول اللہ ﷺ حج کے ارادے سے مکہ معظّمہ جا رہے تھے۔ ظہر کے وقت آپ مدینہ میں تھے۔ اس کے بعد سفر شروع فرمایا پھر آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو عصر کا وقت ہو چکا تھا اور وہاں آپ نے عصر چار رکعت کی بجائے صرف دو رکعت پڑھیں۔ ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل پر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر جب اپنے مقام سے نکل جائے تو قصر شروع کر دے۔ (ع،س)

(۱۰۲۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى،

(۱۰۲۰) أخرجه البخاري: ۱۰۸۹، و مسلم: ۶۹۰
(۱۰۲۱) أخرجه البخاري: ۱۰۸۲، و مسلم: ۶۹٤

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، أَخْبَرَنِى نَافِعٌ……

عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُـمَـرَ ، وَمَـعَ عُثْـمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ منی میں دو رکعتیں پڑھیں۔ (چار رکعت والی نماز قصر کے طور پر دو پڑھیں) اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے دورِ خلافت کے آغاز میں دو ہی رکعت پڑھیں اور پھر وہ پوری پڑھنے لگے تھے۔

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: پوری امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ حالت سفر میں قصر کرنا جائز ہے۔ البتہ حالت سفر میں مکمل نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اکثر علمائے امت کا موقف ہے کہ سفر کے دوران میں قصر پڑھنا واجب ہے۔ سیدنا علی، سیدنا ابن عمر، سیدنا جابر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین اسی بات کے قائل ہیں، نیز عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری، قتادہ، حماد بن ابی سلیمان، امام مالک رحمہم اللہ اور اہل الرائے کا موقف بھی یہی ہے۔ حماد رحمہ اللہ نے کہا: دوران سفر میں چار رکعت نماز پڑھنے والا شخص نماز دوبارہ پڑھے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: اگر نماز کا وقت موجود ہے تو دوبارہ پڑھے گا۔ اہل الرائے کا کہنا ہے: اگر دو رکعتوں کے بعد تشہد نہیں بیٹھا تو اس کی نماز ہی فاسد ہے اور اگر تشہد بیٹھ کر چار رکعت مکمل کی ہیں تو اس کی نماز ہوگئی اور بعد والی دو رکعتیں نفل ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سفر میں مکمل نماز پڑھنا جائز ہے۔ ایسا سیدنا عثمان اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی مقام منیٰ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پوری نماز پڑھی حالانکہ وہ خود مسافر تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ بھی مسافر کے لیے قصر اور اتمام دونوں کو جائز سمجھتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ مسافر کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ قصر کرے یا پوری پڑھے لیکن قصر کرنا افضل ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ وہ سفر میں روزہ رکھ لیا کرتی تھیں اور چار رکعت بھی پڑھ لیا کرتی تھیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ کہا: میں اس مسئلہ میں خاموش رہنے کو پسند کرتا ہوں۔ جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں اس لیے پڑھی تھیں کہ انہوں نے مکہ کو وطن بنا لیا تھا۔ (یہاں انہوں نے شادی کر لی تھی)۔

امام بغوی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جب طائف میں اپنی جائیداد لے لی اور اقامت کا ارادہ کر لیا تو چار رکعتیں پڑھیں۔ امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بدوی لوگوں کی وجہ سے پوری نماز پڑھی تھی کیونکہ وہ اس سال بہت کثیر تعداد میں آئے تھے۔ اس لیے انہوں نے لوگوں کو چار رکعتیں پڑھائیں تاکہ بدویوں کو معلوم رہے کہ نماز کی چار رکعات ہیں۔

فائدہ: اس قسم کے سب آثار ضعیف ہیں۔ اس لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے منیٰ میں نماز پڑھنے کی وجہ صرف مسافر کے لیے قصر کی بجائے پوری نماز پڑھنے کا جواز ہے اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں۔ (ع س)

جناب عروہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ابتداء میں نماز سفر و حضر میں دو رکعت فرض ہوئی تھی، بعدازاں سفر کی نماز تو اپنی اسی حالت پر رہ گئی البتہ حضر کی نماز چار رکعت پوری کر دی گئی۔ امام زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے عروہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود کیوں پوری نماز پڑھتی تھیں؟ انہوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جو تعبیر کی تھی وہی انہوں نے کی۔ (صحیح بخاری: ۱۰۹۰، صحیح مسلم: ٦٨٥)

فائدہ: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے منی میں پوری نماز پڑھنے کے بعد کہا: میں نے یہ اس لیے کیا کہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد جمع ہے (بالخصوص وہ جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں) کہیں ایسا نہ ہو وہ نماز کو دو رکعت ہی سمجھ لیں۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی حج کے موقع پر نماز پوری پڑھی اور قصر نہیں کی حالانکہ آپ مسافر تھیں مگر آپ سفر میں قصر اور اتمام دونوں باتوں کو جائز سمجھتی تھیں، بلکہ سفر میں پوری نماز پڑھنا بہتر سمجھتی تھیں اور قصر کو رخصت سمجھتی تھیں۔ (ع س)

(۱۰۲۲)۔ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالی نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حضر میں چار رکعات فرض کی ہیں اور سفر میں دو رکعتیں اور خوف و جنگ میں ایک رکعت۔

تشریح: علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ سخت خوف کی حالت میں ایک رکعت نماز ہے جسے اشارے سے پڑھا جائے گا۔ اس بات کے قائل عطاء، طاؤس، حسن، مجاہد، قتادہ، حکم اور حماد رحمہم اللہ ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: سفر میں پڑھی جانے والی دو رکعتیں قصر نہیں ہیں، قصر نماز تو ایک رکعت ہے جو لڑائی کے موقع پر ادا کی جاتی ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: گھمسان کی لڑائی کے وقت ایک رکعت اشاروں سے پڑھ لینا کافی ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایک سجدہ ہی کر لیا جائے۔ اگر اس کا بھی موقع میسر نہ آئے تو صرف "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ دینا کافی ہے کیونکہ یہ اللہ کا ذکر ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: سخت خوف و ہراس کے وقت ہر شخص اشاروں سے نماز پڑھ لے، اگر دو رکعتیں پڑھنے کا موقع نہ ملے تو ایک رکعت ادا کی جائے، اگر اس کا موقع بھی نہ بن پڑے تو صرف "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنا نماز خوف سے کفایت نہیں کرے گا بلکہ حصول امن تک نماز پڑھنے کو موقوف کر دیا جائے گا، جناب مکحول کا بھی یہی موقف ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعد کے اکثر اہل علم کا یہ موقف ہے کہ خوف کی شدت نماز خوف کی رکعات کی تعداد کو کم نہیں کرتی۔

(۱۰۲۲) أخرجه مسلم: ٦٨٧

فائدہ: نماز خوف کم از کم ایک رکعت ہے تو ایک رکعت ضرور پڑھنا پڑے گی، صرف سجدہ کرنا یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا کافی نہ ہوگا۔ نبی ﷺ سے بھی جو طریقے منقول ہیں ان میں نماز ضرور پڑھی گئی ہے کم از کم ایک رکعت، کسی موقع پر بھی آپ نے صرف سجدہ کرنے یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے پر اکتفاء نہیں کیا۔ حالانکہ جنگوں میں مشکل سے مشکل مرحلے آپ کو درپیش رہے۔ یہ نماز رسول اللہ ﷺ نے مختلف طریقوں سے ادا کی، یہ سب طریقے کفایت کرنے والے ہیں۔ حسب مصلحت وضرورت ان میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ یاد رہے! جب خوف سخت ہو جائے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو جائے تو پیدل، سوار ہر حالت میں نماز پڑھ لی جائے خواہ انسان قبلہ رخ نہ ہو اور خواہ اشارے کے ساتھ پڑھ لے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا﴾ .... ''اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل یا سوار ہو کر، جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھ لو۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۳۹)

نیز حدیث مبارکہ ہے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز خوف کا طریقہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: (فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا)...... ''اگر خوف اس سے زیادہ سخت ہو تو پیدل اپنے قدموں پر کھڑے کھڑے یا سوار (اسی حالت میں) قبلہ رخ ہو کر، یا قبلہ کے علاوہ کسی اور سمت میں جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھ لو۔''

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نافع نے کہا: میں گمان کرتا ہوں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کی ہے۔ (صحيح بخاری: ٤٥٣٥)

باقی رہا بوقت خوف اشاروں سے نماز پڑھنا تو کوئی ایک صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ سواری پر نوافل ادا کرنا جائز ہے تو ظاہر بات ہے کہ پیدل یا سواری کی حالت میں انسان یقیناً اشاروں ہی سے نماز پڑھے گا، واللہ اعلم۔ (ع،س)

(١٠٢٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْخَلَّالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كُلَّ ذٰلِكَ قَدْ فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَرَ الصَّلَاةَ، وَأَتَمَّ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر کے دوران میں دونوں طریقے اپنائے ہیں، نماز قصر کر کے پڑھنا اور اتمام (پوری پڑھنا)۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اگر امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم ہو تو مسافر امام قصر کرے گا اور مقیم افراد پوری نماز ادا کریں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب آپ مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھاتے اور پھر

(١٠٢٣) ضعيف ......أخرجه الامام الشافعي في المسند: ٨٩، والبيهقي: ٥٤٢١

کہتے: اے مکہ والو! اپنی نماز مکمل کر لو ہم لوگ تو مسافر ہیں۔ (مؤطا امام مالك: ٣٤٩)

اگر امام مسافر چار رکعات پڑھ لے تو اس کی نماز درست ہوگی ان علماء کے نزدیک جو سفر میں پوری نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں اور جو علماء مسافر امام کے لیے پوری نماز پڑھنے کے قائل نہیں بلکہ اس کی نماز کو باطل سمجھتے ہیں وہ تمام لوگوں پر نماز لوٹانا واجب قرار دیتے ہیں۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک مسافر امام مقیم افراد کو مکمل نماز چار رکعات پڑھا دے تو کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرا خیال ہے مقیم لوگ نماز دوبارہ پڑھ لیں۔ کہا گیا: مسافر کیا کرے؟ انہوں نے کہا: وہ دوبارہ نہ پڑھے۔ جناب حماد رحمہ اللہ نے کہا: مسافر نماز دوبارہ پڑھے مگر زیادہ نہ پڑھے۔ (یعنی صرف دو رکعتیں بطور قصر پڑھ لے)

نیز انہوں نے کہا: اگر مسافر مقیم امام کی متابعت میں نماز پڑھتا ہے تو دونوں پوری نماز پڑھیں گے۔ (مقیم نے تو پوری نماز پڑھنا ہی ہے مسافر بھی امام کی اقتداء میں ہونے کی وجہ سے پوری پڑھے گا۔ (ع،س)

فائدہ: امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول عجیب ہے کہ مقیم افراد کو نماز لوٹانے کا مشورہ دیتے ہیں مسافر کو نہیں، حالانکہ ان کے ذمے تو ویسے بھی پوری نماز پڑھنا ہے۔ (ع،س)

(2)......بَابُ جَوَازِ الْقَصْرِ فِيْ حَالِ الْأَمْنِ

حالت امن میں نماز قصر کا جواز

(١٠٢٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّالِحِيِّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أنا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ، وَعَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَاهْ......

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ؟ قَالَ عُمَرُ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((صَدَقَةٌ

جناب یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ عزوجل نے تو یہ فرمایا ہے: ''تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر تمہیں ڈر محسوس ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے۔'' اب تو لوگ امن میں ہو گئے ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مجھے بھی تعجب ہوا تھا جو تمہیں ہوا ہے۔ پس میں نے یہ بات

(١٠٢٤) أخرجه مسلم: ٦٨٦

تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ۔))

رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا تھا: ''یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے سو اللہ کا صدقہ قبول کرو۔''

شرح امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو مکمل نماز پڑھنے کو اصل قرار دیتے ہیں، کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ جناب یعلیٰ بن امیہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دونوں بزرگوں نے خوف نہ ہونے کی صورت میں سفر میں قصر نماز پڑھنے پر تعجب کا اظہار کیا ہے، اگر مسافر پر اصلاً دو رکعتیں ہی فرض ہوتیں تو انہیں تعجب نہ ہوتا۔

((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ۔)) ''یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے۔'' نبی ﷺ کا یہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حالت سفر میں نماز قصر کرنا رخصت اور اباحت پر محمول ہے عزیمت یا اصل حکم نہیں ہے۔

بعض اہل علم نے کہا ہے: مسافر کا نماز قصر پڑھنا یہ قصر نہیں بلکہ اصلی حکم ہے کیونکہ قصر نماز تو وہ ہے جو خوف اور جنگ کے موقع پر ایک رکعت پڑھی جائے، ایسا سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور انہوں نے گویا خوف کی شرط کو باقی سمجھا ہے۔ اس بات کا احتمال تھا اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا وضاحت موجود نہ ہوتی۔

فائدہ: دشمن سے مقابلے کے وقت نماز خوف میں بھی قصر درست ہے اور اگر دونوں لشکر گتھم گتھا ہو کر لڑائی شروع کر چکے ہوں تو پھر ہر ممکن صورت میں نماز درست ہے ایک رکعت بھی منقول ہے۔ اس حالت میں سفر کی نسبت احکام مزید نرم ہو جاتے ہیں اور نماز کا طریقہ بھی بدل جاتا ہے، نماز قصر اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے اسے قبول کرنا چاہیے، نیز اس میں اشارہ ہے کہ سفر میں قصر افضل ہے، آیت مبارکہ میں نماز قصر کو خوف کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے لیکن حدیث سے وضاحت ہوگئی کہ یہ شرط اس وقت کے حالات کے اعتبار سے تھی، اب خوف کے علاوہ بھی سفر میں قصر کرنا جائز ہے۔ (ع،س)

(۱۰۲۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَلالِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ آمِنًا لا يَخَافُ إِلا اللّٰهَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کیا، امن کی حالت میں، اللہ کے علاوہ کسی چیز کا ڈر نہیں تھا، آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(۱۰۲۵) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ٥٤٧

(١٠٢٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا آدَمُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ......

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنَهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ۔

سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی تھی، ہم اتنی کثیر تعداد میں اور بہت زیادہ امن میں کبھی نہ تھے۔

شرح: سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم کے مابین قصر کی مسافت کہ کتنے فاصلے پر قصر کی جائے، میں اختلاف ہے۔ جناب یزید ہنائی کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کتنے فاصلے پر قصر کرنا جائز ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ رضی اللہ عنہ تین میل یا تین فرسخ کے لیے نکلتے تو دو رکعت نماز ادا فرماتے، یہ شک امام شعبہ کو ہوا ہے۔(صحیح مسلم: ٦٩١)

جناب جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں: میں شرحبیل بن سمط سے ہمراہ ایک گاؤں گیا جو سترہ یا اٹھارہ میل کی مسافت پہ تھا، تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں، میں نے ان سے استفسار کیا تو انہوں نے کہا: میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ذو الحلیفہ کے مقام پر دو رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تھا، انہوں نے کہا تھا: میں ویسے کر رہا ہوں جیسے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا تھا۔ (صحیح مسلم: ٦٩٢) (یاد رہے کہ مدینہ اور ذوالحلیفہ کا درمیانی فاصلہ چھ میل ہے)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کچھ لوگ قلیل سفر میں قصر کے جواز کے قائل ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ نخیلہ (کوفہ کے قریب ایک گاؤں) تشریف لے گئے تو وہاں ظہر کی نماز قصر کی اور پھر اسی روز واپس آ گئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ پانچ فرسخ مسافت پہ قصر کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک روایت کے لحاظ سے کہتے ہیں: میں دن کا کچھ حصہ سفر کروں تو قصر کر لیتا ہوں۔ عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے جابر بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مکہ سے جاؤں تو عرفات میں قصر نماز پڑھتا ہوں۔ ان چند ایک بزرگوں کے سوا باقی اکثر فقہائے کرام تھوڑے سفر میں نماز قصر کرنے کو جائز نہیں سمجھتے، پھر سفر کی حد بندی میں ان کے مابین سخت اختلاف ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: عام فقہاء کی رائے یہ ہے کہ مکمل ایک دن کی پیدل مسافت پر قصر کرنا جائز ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمارا موقف بھی یہی ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جناب سالم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بابت بیان کرتے ہیں کہ وہ پورے ایک دن کی مسافت پر نماز قصر کیا کرتے تھے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری سید المحدثین رحمہ اللہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دن اور رات چوبیس گھنٹوں

(١٠٢٦) أخرجه البخاري: ١٦٥٦ ، و مسلم: ٦٩٦

کے سفر کو سفر کہا ہے۔ جناب امام کی مراد یہ حدیث مبارکہ ہے: ’’کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی محرم رشتہ دار کے ایک دن اور رات کا سفر کرے۔‘‘

(صحیح بخاری: ۱۰۸۸، صحیح مسلم: ۱۳۳۹)

سیدنا ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما چار برید کی مسافت پر نماز قصر پڑھا کرتے تھے اور روزہ افطار کر دیا کرتے تھے اور یہ فاصلہ سولہ فرسخ بنتا ہے (یعنی ۴۸ر میل) یہ دونوں بزرگ اس سے کم فاصلے پر قصر اور افطار کے قائل نہ تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ریم شہر گئے اور نماز قصر کی۔

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: یہ شہر تقریباً ۴ر برد کے فاصلے پر ہے۔ جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، میں مکہ سے عرفات جاؤں تو قصر کروں؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، میں نے کہا: منیٰ جاؤں تو قصر نماز پڑھ سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: نہیں، اگر آپ جدہ، عسفان، طائف جائیں تو قصر کریں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جو واضح روایت ہے وہ جناب نافع کے واسطے سے منقول ہے۔ اس میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔ نیز امام مالک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ کا موقف بھی اس کے قریب قریب ہے۔ ان دونوں بزرگوں کا کہنا ہے کہ دو دن کی مسافت پر قصر کیا جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا اشارہ بھی اسی طرف ہے۔ ایک مقام پر انہوں نے کہا: دو راتوں کی مسافت پر قصر کرنا چاہیے، اور ایک دوسری جگہ انہوں نے کہا: چھیالیس ہاشمی میلوں پر قصر کرنا چاہیے۔ جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل الرائے کا خیال ہے کہ تین دنوں کی مسافت سے کم فاصلے پر نماز قصر نہیں کرنا چاہیے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جو شخص کسی نماز کے وقت حالت سفر میں ہو، پھر نماز ادا کرنے سے پہلے اپنی اقامت گاہ پہنچ جائے تو ایسا شخص پوری نماز پڑھے گا، اس کے برعکس جو آدمی نماز کے وقت میں تو مقیم تھا اور پھر نماز پڑھنے سے پہلے اس کا سفر شروع ہو گیا جبکہ اس نماز کا وقت تا حال باقی ہے تو ایسا آدمی نماز کو قصر کرے گا۔ جس شخص کی نماز حالت سفر میں چھوٹ جائے تو حضر میں قضا دیتے وقت پوری نماز پڑھے گا۔ اسی طرح جس شخص کی کوئی نماز حالت حضر میں رہ گئی ہو تو سفر میں قضا دیتے وقت وہ نماز مکمل پڑھے گا، یہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے مطابق سفر میں چھوٹی ہوئی نماز مقیم ہونے کے بعد آدھی پڑھی جائے گی، البتہ حالت حضر میں چھوٹی ہوئی نماز حالت سفر میں بھی پوری پڑھی جائے گی کیونکہ وہ فرض ہی پوری ہوئی تھی اور وہ اس وقت مقیم تھا اس لیے فرض ہونے کے اعتبار سے پوری پڑھے گا اور امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی ایک قول کے مطابق اسی طرح منقول ہے۔ یاد رہے کہ عام فقہاء کے نزدیک قصر نماز کے لیے جو مسافت ہے، روزہ افطار کرنے کے لیے بھی اسی مسافت کا اعتبار ہے۔

فائدہ: نماز قصر کرنا کتنی مسافت پر جائز ہے؟ اس سلسلہ میں آپ نے مختلف آئمہ کے اقوال ملاحظہ کیے جو بے حد الجھے ہوئے ہیں۔

المختصر! اس کے بارے میں وہ حدیث جس کو علماء نے حد مسافت کی تعیین میں سب سے عمدہ کہا ہے وہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر اختیار کرتے تو دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

(صحیح مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، حديث : ٦٩١)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: یہ سب سے زیادہ صحیح اور صریح حدیث ہے جو مدت سفر کے بیان میں وارد ہوئی ہے۔ مذکورہ حدیث میں راوی کو شک ہے کہ تین میل یا فرسخ کا لفظ ہے اس لیے تین فرسخ کو راجح قرار دیا گیا ہے اور یہی احوط بھی ہے اس اعتبار سے ۹/ میل تقریبا ۲۲/۲۳/ کلومیٹر مسافت حد ہوگی، یعنی اپنے شہر کی حد سے نکل کر ۲۲/ کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت پر نماز کو قصر کیا جائے، یاد رہے! اگر طویل سفر کے لیے نکلا جا رہا ہے تو پھر اپنے شہر کی حدود سے، بستی کے آخری گھروں سے، یا بڑا شہر ہونے کی صورت میں اپنے محلّہ، بلاک یا زون سے نکلتے ہی نماز کو قصر پڑھا جا سکتا ہے، جیسا کہ صحابہ کرام سے بھی منقول ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر حج کے لیے مدینہ سے مکہ عازم سفر ہوئے تو آپ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر قصر نماز ادا کی جو کہ مدینہ سے صرف چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ (ع،س)

(3)......بَابُ إِذَا مَكَثَ الْمُسَافِرُ فِيْ مَنْزِلٍ إِلٰى كَمْ يَقْصُرُ

مسافر ایک جگہ قیام کرے تو کب تک قصر کرتا رہے

(١٠٢٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، رَكْعَتَيْنِ، حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، قُلْنَا: أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟ قَالَ: أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا۔

جناب یحییٰ بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کے ارادے سے نکلے تو آپ برابر دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آئے۔ ہم نے پوچھا: آپ نے مکہ میں کچھ روز قیام بھی کیا تھا؟ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا: دس دن تک ہم وہاں ٹھہرے تھے۔

(١٠٢٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ الْخُذَاشَاهِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبَذِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

(١٠٢٧) أخرجه البخاري: ١٠٨١، و مسلم: ٦٩٣

(١٠٢٨) أخرجه البخاري: ١٠٨٠، ٤٢٩٩

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرًا، فَأَقَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَنَحْنُ نُصَلِّي فِيمَا بَيْنَنَا، وَبَيْنَ مَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ، رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر کیا تو انیس دن ٹھہرے اور نماز دو رکعت پڑھتے رہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم مدینہ سے مکہ کے مابین انیس دن تک دو رکعتیں پڑھتے اور اگر کہیں ہم نے اس مدت سے زیادہ ٹھہرنا ہوتا تو چار رکعات ادا کرتے۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فتح مکہ والے سال آپ نے مکہ میں کتنے روز قیام فرمایا، اس کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات مختلف ہیں۔ ان سے مروی ہے کہ آپ انیس دن ٹھہرے اور قصر کرتے رہے۔ (صحیح، ابوداود: ۱۲۳۰)، لیکن یہ بھی روایت ہے کہ آپ مکہ میں سترہ دن رکے رہے۔ (ضعیف منکر، ابوداود: ۱۲۳۰، ۱۲۳۲)
اور یہ بھی مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پندرہ دن قیام فرمایا۔ (ضعیف منکر، ابوداود: ۱۲۳۱)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوے کیے ہیں اور فتح مکہ میں بھی آپ کے ساتھ رہا، آپ مکہ میں اٹھارہ راتیں ٹھہرے، ان دنوں آپ دو دو رکعات ہی پڑھتے رہے اور فرماتے: ''اہل شہر! تم چار رکعتیں پڑھو، ہم لوگ مسافر ہیں۔'' (ضعیف، ابوداود: ۱۲۲۹)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم کے درمیان مدت اقامت کے بارے میں اختلاف ہے جس میں قصر نہیں بلکہ مکمل نماز پڑھنی ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ اگر کہیں چار دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو وہ آدمی مکمل نماز پڑھے گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ سعید بن مسیّب، امام مالک، شافعی اور ابو ثور رحمہم اللہ کا بھی یہی کہنا ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ حجۃ الوداع والے سال مکہ میں ہفتہ والے دن داخل ہوئے اور جمعرات کے دن منیٰ کی طرف کوچ فرمایا، اس دوران آپ نماز قصر پڑھتے رہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: جس دن آپ مکہ تشریف لائے (۴/ذوالحجہ کو) اس کو شمار نہ کیا جائے اور نہ روانگی والے دن کو (آٹھ ذوالحجہ) کیونکہ ان دو دنوں میں آپ مسلسل ایک جگہ اقامت گزیں نہیں رہے بلکہ چلتے رہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: جو آدمی ذوالحجہ کا چاند طلوع ہوتے ہی مکہ آ جائے اور احرام باندھ کر تلبیہ پکارنے لگے تو ایسا شخص پوری نماز پڑھے گا تا آنکہ مکہ سے منیٰ کی طرف رخت سفر باندھے تو قصر کرے گا۔ اس لیے پوری نماز پڑھے گا کہ اس نے (یکم تا آٹھ ذوالحجہ) چار راتوں سے زائد رہنے کی نیت کی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے مدت قصر کا تعین ایام کے اعتبار سے نہیں کیا بلکہ نمازوں کی تعداد کے اعتبار سے کیا ہے۔ انہوں نے کہا: اگر کہیں مسافر شخص اتنا قیام کرے کہ اکیس نمازیں پڑھنا پڑیں تو قصر کرے گا، اس سے زیادہ ٹھہرنے کا پروگرام

ہو تو مکمل نماز پڑھے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ چار ذوالحجہ کی صبح کو مکہ میں تشریف لائے۔ یوں چار، پانچ، چھ اور سات تاریخ تک مقیم رہے حتی کہ آٹھ تاریخ کی صبح کو نماز فجر پڑھا کر مِنٰی کی طرف روانہ ہو گئے اور صبح کی نماز آپ نے مقام ابطح میں ادا کی تھی، اس طرح مکہ مکرمہ میں آپ کی اکیس نمازیں بنتی ہیں۔

ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ نے کہا: مدت قصر کی جو تحدید امام احمد رحمہ اللہ نے کی ہے وہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کی حد بندی کے قریب قریب ہے۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے نمازوں کے اعتبار سے تعین کو زیادہ احتیاط والا سمجھا ہے یہ ساری بحث اس آدمی کے متعلق ہے جو پہلے روز ہی سے ایک جگہ ٹھہرنے کا پروگرام رکھتا ہو۔ اگر کسی کا ایک جگہ اس قدر ٹھہرنے کا ارادہ نہیں بلکہ گومگو کی کیفیت ہے اور قیام چار روز سے طوالت اختیار کرتا جارہا ہے تو ایسی صورت میں امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: پوری نماز پڑھی جائے۔ اور یہ کہ جنگ اور خوف و ہراس کی کیفیت ہو تو قصر نماز پڑھی جائے۔ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ہوازن قبیلہ سے جنگی خطرات اور خدشات کے پیش نظر سترہ یا اٹھارہ دن تک نماز قصر کی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اٹھارہ روز قیام والی بات قابل بھروسہ ہے کیونکہ اس عدد کا ذکر سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور وہ ہر قسم کے اختلاف سے مبرا ہے جبکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اضطراب کا پلندہ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے دوسرا قول یہ منقول ہے کہ گومگو کی کیفیت میں مبتلا شخص قصر نماز ہی پڑھے گا (خواہ جنگ اور خوف و ہراس نہ ہو) اکثر اہل علم کا بھی یہی قول ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو اس وقت تک مسافر والی نماز ہی پڑھوں گا جب تک کہیں ٹھہر جانے کا مستقل فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ جناب مزنی نے بھی اسی بات کو پسند کیا ہے۔ ٹھہرنے کے فیصلہ میں منفرد شخص خواہ جنگی حالت سے دوچار ہو یا نہ۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے اس بات کا اجماع کا دعوی کیا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ تبوک کے مقام پر بیس دن ٹھہرے اور قصر ہی کرتے رہے۔ (صحیح، ابوداود: ۱۲۳۵) (کیونکہ آپ وہاں حالت تردّد میں تھے)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آذربائیجان کے علاقہ میں (برف کی وجہ سے راستے مسدود ہو جانے کی بنا پر) چھ ماہ دو رکعت نماز ادا کرتے رہے اور کہتے تھے: آج سفر کرتا ہوں، کل سفر کرتا ہوں۔ (مصنف عبد الرزاق: ۴۳۳۹)

جناب نافع کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ میں دس راتیں ٹھہرے رہے نماز قصر ہی پڑھتے تھے۔ البتہ امام کے ساتھ پوری پڑھتے تھے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل رائے نے کہا: جب مسافر کا پندرہ روز کہیں ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو مکمل نماز پڑھے گا (اور دس سے کم کا ہو تو قصر کرے گا) پھر انہوں نے کہا: سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے مروی دو روایتوں میں سے ایک (پندرہ دن والی

کا) سہارا لیا ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: اگر کہیں بارہ روز قیام کا ارادہ ہو تو مکمل نماز پڑھے گا۔ ایسا قول سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ حسن بن صالح نے کہا: جب دس دن قیام کا پروگرام ہو تو پوری نماز پڑھی جائے، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی بنا پر۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا: جس نے دس روز قیام کرنا ہو وہ پوری نماز پڑھے۔ جناب ربیعہ نے ایک شاذ بات کی ہے کہ جس نے کہیں ایک دن اور رات ٹھہرنا ہو تو وہ مکمل نماز پڑھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس طرف گئے ہیں کہ مسافر جب اپنے گھر بار (جانوروں) میں پلٹ آئے تو پوری نماز پڑھے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی ایک قول یہی مروی ہے کہ مسافر جب اس شہر کی حدود میں داخل ہو جائے جس میں اس کے بال بچے رہائش پذیر ہیں خواہ وہ گزر ہی رہا ہو تو سفری نماز کی رخصت اس کے حق میں ختم ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: اگر ملاح اپنے بچوں سمیت حالت سفر میں ہے تو وہ نماز قصر نہیں کرے گا (اس لیے کہ ملاح سمندر اور دریاؤں میں ہی رہتے ہیں پھر اس کے بیوی بچے بھی ہمراہ ہیں تو گویا پورا کنبہ موجود ہے)

فائدہ: قصر کرنا اس وقت جائز ہے جب امام کی نیت تین دن کی ہوگی اگر شروع دن ہی سے چار یا دس سے زیادہ دن کی نیت ہوگی تو مسافر متصور نہیں ہوگا۔ اس صورت میں نماز پوری پڑھنی چاہیے تاہم دوران سفر قصر کر سکتا ہے۔ نیت تین دن یا اس سے کم ٹھہرنے کی ہو لیکن پھر کسی وجہ سے ایک یا دو دن مزید ٹھہرنا پڑ جائے تو تردد کی صورت میں نماز قصر ادا کی جا سکتی ہے چاہے اسے وہاں مہینہ گزر جائے۔

یاد رہے کہ نبی ﷺ نے حالت تردد میں دنوں کی کوئی تعیین نہیں فرمائی۔ خود نبی ﷺ جتنی دیر تک حالت تردد میں رہے قصر ہی کرتے رہے، جیسا کہ فتح مکہ اور تبوک وغیرہ کے موقع پر ہوا۔ واللہ اعلم (ع،س)

(4)......بَابُ صَلَاةِ الْمُقِيمِ خَلْفَ الْمُسَافِرِ

مسافر امام کی اقتداء میں مقیم حضرات کی نماز

(١٠٢٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى لَهُمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب مکہ تشریف لاتے تو دو رکعت نماز پڑھا کر کہتے: اے اہل مکہ! نماز مکمل کر لو، بے شک ہم تو مسافر لوگ ہیں۔

(١٠٢٩) صحيح ...... أخرجه مالك في المؤطأ: ٣٤٩

شرح امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم کے ہاں اسی بات پر عمل ہے کہ مقیم کی اقتداء میں مسافر اور مسافر کی متابعت میں نماز پڑھنا جائز ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ جب مقیم شخص مسافر امام کی اقتداء میں نماز پڑھے گا تو اس پر مکمل نماز پڑھنا لازم ہوگا، امام کے سلام کے بعد یہ اپنی باقی نماز پوری کرے گا اور امام کی متابعت وموافقت میں دو رکعت پر سلام نہیں پھیرے گا، اور جب مسافر شخص مقیم امام کی اقتداء میں نماز پڑھے تو امام کی موافقت میں پوری نماز پڑھنا اس پر لازم ہے۔

جناب نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منی میں امام کے پیچھے چار رکعات پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعتیں ادا کرتے۔

(۱۰۳۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ......

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، وَقَالَ: يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوا صَلاتَكُمْ، فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ، ثُمَّ صَلَّى عُمَرُ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب مکہ تشریف لاتے تو دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر سلام پھیرنے کے بعد کہتے: اے اہل مکہ! نماز مکمل کرلو، بے شک ہم تو مسافر لوگ ہیں۔

شرح امام مالک رحمہ اللہ نے باشندگان مکہ کے متعلق کہا: یہ لوگ حج کرتے وقت منٰی میں دو رکعتیں پڑھیں گے تا آنکہ مکہ لوٹ جائیں اور منٰی میں رہائش پذیر شخص منٰی میں مکمل نماز پڑھے گا، اسی طرح میدان عرفات میں مستقل سکونت پذیر شخص عرفات میں پوری نماز پڑھے گا۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اکثر اہل علم کا موقف یہ ہے کہ مکہ کے باسی افراد مقام منٰی اور میدان عرفات میں قصر نماز نہیں پڑھیں گے۔

(5)......بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ
جو سفر میں نوافل نہیں پڑھتا (اس کی دلیل)

(۱۰۳۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

(۱۰۳۰) سنده صحيح ...... أخرجه مالك فى المؤطأ: ۳۴۹

(۱۰۳۱) صحيح ......أخرجه الترمذى: ۵۴۴

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، فَكَانُوا يُصَلُّونَ الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، لَا يُصَلُّونَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتْمَمْتُهَا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کی رفاقت میں سفر کیے ہیں، یہ حضرات نماز ظہر وعصر دو دو رکعتیں پڑھتے تھے اور ان سے پہلے اور بعد میں کچھ نہیں پڑھتے تھے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے دوران سفر فرض نمازوں سے پہلے اور بعد میں کچھ پڑھنا ہوتا تو میں انہیں ہی مکمل ادا کر لیتا۔

(۱۰۳۲)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا الدَّارِمِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَفْصٍ......

عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ، فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى خَشَبَةِ رَحْلِهِ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا، فَرَأَى قَوْمًا وَرَائَهُ قِيَامًا، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتْمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ أَخِي، صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالَى، فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَحِبْتُ عُمَرَ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔﴾

جناب عیسیٰ بن حفص اپنے والد حفص بن عاصم سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں کہا: ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، انہوں نے ہمیں دو رکعت نماز ظہر پڑھائی، پھر اٹھ کر گئے اور اپنے پالان کی لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے تو کچھ لوگوں کو اپنے بعد کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا تو پوچھا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: سنتیں پڑھ رہے ہیں، تو انہوں نے کہا: مجھے سنتیں پڑھنا ہوتیں تو میں نماز ہی پوری پڑھتا، پھر کہا: اے میرے بھتیجے! میں سفر میں اللہ کے رسول ﷺ کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی، آپ نے دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، پھر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں سفر کرتا رہا یہاں تک کہ وہ بھی وفات پا گئے، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا، تو انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں،

(۱۰۳۲) أخرجه مسلم: ٦٨٩

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی وفات دی، اور میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے بھی دو سے زیادہ نہ پڑھیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ...... ''تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔'' (سورۂ احزاب: ۲۱)

(۱۰۳۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ عِيسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي......

أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ ، يَقُولُ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ ، وَأَبَا بَكْرٍ ، وَعُمَرَ ، وَعُثْمَانَ كَذٰلِكَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں رہا۔ آپ دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، میں نے سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ سفر کیے ہیں ان کا طرزِ عمل بھی یہی تھا۔

شرح: جناب عطیہ عوفی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ سفر میں نوافل پڑھا کرتے تھے۔ (ضعیف، ترمذی: ۵۵۱، ۵۵۲)

(ذہن نشین رہے کہ جامع ترمذی کی روایات کے الفاظ درج ذیل ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔ ......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ظہر کی دو رکعتیں اور اس کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً ثَلَاثَ

(۱۰۳۳) أخرجه البخاري: ۱۱۰۲، و مسلم: ۶۸۹

رَكَعَاتٍ لَا تَنْقُصُ فِي الْحَضَرِ وَلَا فِي السَّفَرِ هِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔ ......سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر اور حضر میں نمازیں پڑھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضر میں ظہر کی چار رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اور سفر میں ظہر کی دو اور اس کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھتے تھے، پھر عصر کی دو رکعتیں پڑھتے اور ان کے بعد کچھ نہ پڑھتے، جبکہ مغرب کی نماز سفر و حضر میں تین رکعت ہی ہے، اس میں کوئی کمی نہیں اور یہ دن کے وتر ہیں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

جامع ترمذی کی یہ دونوں روایات ضعیف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں عام نفلی نماز ادا کرتے تھے، البتہ فجر کی دو سنتیں سفر میں ادا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (م،م)

(١٠٣٤)۔ وَرُوِيَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا، فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اٹھارہ سفر کیے ہیں، میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے ظہر سے قبل آفتاب ڈھلنے کے وقت (بعد از زوال) دو رکعتیں پڑھنا کبھی ترک کیا ہو۔

(١٠٣٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطِيَّةَ، وَنَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّيْتُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا، وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً، ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، لَا تَنْقُصُ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ، وَهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی، یا کہا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر وحضر میں نمازیں پڑھی ہیں، سفر میں آپ کے ساتھ ظہر کی چار رکعات اور اس کے بعد دو رکعتیں ادا کی ہیں جبکہ سفر میں ظہر کی دو رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد کچھ نہیں پڑھا، نماز مغرب حضر و سفر میں برابر ہے، تین رکعات سے کم نہ زیادہ اور یہ دن کا وتر ہے، اس کے بعد دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

(١٠٣٤) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ١٢٢٢، والترمذی: ٥٥٠

(١٠٣٥) ضعيف ......أخرجه الترمذی: ٥٥٢

شرح: امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث حسن ہے، نیز میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابن ابی لیلیٰ نے اس سے پسندیدہ تر روایت بیان نہیں کی۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سواری اور پڑاؤ کے مقام پر نفل ادا کرنے کا معاملہ بہت مشہور ہے۔ اکثر اہل علم نے حالت سفر میں نوافل پڑھنے کو پسند کیا ہے۔

جناب قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمہم اللہ وغیرہ سفر میں نفل نماز پڑھا کرتے تھے۔ علمائے کرام کے ایک گروہ نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ سفر میں نوافل ادا نہ کیے جائیں بلکہ اللہ کی دی ہوئی رخصت کو قبول کیا جائے۔

فائدہ: سفر میں فرائض سے پہلے یا بعد میں سنن راتبہ بحیثیت سنن مؤکدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت نہیں ہیں، ماسوائے فجر کی سنتوں اور وتر کے علاوہ ازیں اگر کوئی عام نفل کی حیثیت سے پڑھنا چاہے تو ممنوع نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر اپنی سواری پر بھی نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اس مسئلہ کا تعلق انسان کے اپنے ذوق سے ہے۔ (ع،س)

(6)......بَابُ التَّطَوُّعِ وَالْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ أَيْنَ تَوَجَّهَتْ

سفر کرتے ہوئے سواری پر نفل اور وتر پڑھنا، خواہ سواری کا رخ جس طرف بھی ہو

(١٠٣٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ، يُومِءُ إِيمَاءً صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلا الْفَرَائِضَ، وَيُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری ہی پر رات کی نماز اشاروں سے پڑھ لیتے تھے، خواہ سواری کا رخ جس طرف ہو جاتا، مگر فرائض اس طرح نہیں پڑھتے تھے، اور وتر اپنی اونٹنی پر پڑھ لیتے تھے۔

(١٠٣٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشَّيْرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ......

(١٠٣٦) أخرجه البخاري: ١٠٠٠، ومسلم: ٧٠٠

(١٠٣٧) أخرجه مسلم: ٧٠٠

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ، وَهُوَ مُوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو گدھے پر سوار نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ کا چہرہ خیبر کی طرف تھا۔

(۱۰۳۸)۔ نا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَا: نا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ، فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالسُّجُودُ أَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوعِ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا، میں واپس آیا اور دیکھا کہ آپ اپنے اونٹنی پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا رخ مشرق کی طرف تھا اور آپ سجدے کے لیے رکوع سے زیادہ جھکتے تھے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم صحابہ کرام اور بعد کے ادوار کے علمائے کرام اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ دوران سفر میں سواری پر نفل پڑھنا جائز ہے جبکہ سواری اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو البتہ فرائض کی ادائیگی زمین پر اتر کر کی جائے گی۔ سواری پر وتر پڑھنے کے مسئلہ میں علمائے کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، علماء وفضلاء کی اکثریت جواز کی قائل ہے، مثلاً سیدنا علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نیز عطاء بن ابی رباح، مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ کا یہ موقف ہے۔

اہل رائے سواری پر وتر پڑھنے کے قائل نہیں، جناب نخعی رحمہ اللہ نے کہا: صحابہ کرام فرائض اور وتر زمین پر ادا کیا کرتے تھے۔ سفر تھوڑا ہو یا زیادہ اکثر علماء کے نزدیک سواری پر نوافل ادا کرنا جائز ہے۔ امام اوزاعی، امام شافعی رحمہ اللہ اور اہل الرائے یہی موقف رکھتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: نوافل کی ادائیگی صرف اتنے سفر میں درست ہے جو حد قصر کو پہنچتا ہو۔ اگر ممکن ہو تو جب کوئی شخص سواری پر نفل ادا کرنا چاہتا ہو تو اسے قبلہ رخ ہو کے نیت باندھنی چاہیے، بعد ازیں وہ قراءت اور رکوع و سجود بجالائے خواہ اس کی سواری کا رخ جس طرف بھی ہو، سواری پر نماز پڑھنے والا آدمی رکوع اور سجدہ اشاروں سے کرے گا، رکوع کی نسبت سجدہ زیادہ جھکا ہوا ہونا چاہیے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور نفل پڑھنا چاہتے تو اپنی اونٹنی کو قبلہ رخ کرتے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر لیتے، پھر نماز پڑھتے رہتے خواہ سواری کا رخ کسی بھی طرف ہوتا رہتا۔

(حسن، ابوداود: ۱۲۲۵)

(۱۰۳۸) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ۳۵۱، وابوداود: ۱۲۲۷

امام اوزاعی رحمہ اللہ پیدل چلنے والے شخص کے لیے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں خواہ مسافر ہو یا مقیم، اسی طرح جانور پر سوار آدمی جو شہر سے کسی غرض اور ضرورت کے لیے نکلا ہے نماز پڑھ سکتا ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کشتی میں سفر کرنے والا شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے مگر یہ کہ اس کا سر چکرانے لگے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا اس کے لیے ممکن نہ رہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: کشتی میں سفر کرنے والے شخص کو اختیار حاصل ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھے خواہ بیٹھ کر۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مستدرک'' میں صحیحین کی شرط پر ایک روایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ذکر کی ہے۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کشتی میں مَیں کس طرح نماز ادا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''کھڑے ہو کر نماز ادا کرو الّا یہ کہ تمہیں ڈوب جانے کا خدشہ ہو۔''

(مستدرك حاكم: ١٠١٩، قال الذهبي: هو على شرط مسلم)

(7)......بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ

سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا

(١٠٣٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (منزل مقصود تک) جلدی پہنچنا ہوتا تو مغرب اور عشاء کو اکٹھا کر لیتے۔

(١٠٤٠)۔ أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ يَوْمًا يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ، فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی منزل پر جلدی پہنچنا ہوتا تو ظہر کی نماز عصر کے اول وقت تک لیٹ کر کے دونوں کو اکٹھا پڑھتے، اسی طرح مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے اور شفق کے غروب ہونے کے وقت

(١٠٣٩) أخرجه البخاري: ١٠٩١، ومسلم: ٧٠٣

(١٠٤٠) أخرجه البخاري: ١١١١، و مسلم: ٧٠٤

وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ۔

مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھتے۔

(١٠٤١)۔ نـا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ......

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، قَالَ: فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا، ثُمَّ خَرَجَ، فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتَّى يُضْحِيَ النَّهَارُ، فَمَنْ جَائَهَا فَلا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتَّى آتِيَ))، قَالَ: فَجِئْنَاهَا، وَقَدْ سَبَقَ إِلَيْهَا رَجُلانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَائِهَا؟)) فَقَالا: نَعَمْ، فَسَبَّهُمَا، وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ غَرَفُوا مِنَ الْعَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ قَلِيلا قَلِيلا حَتَّى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ، ثُمَّ غَسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا، فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ كَثِيرٍ، فَاسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

جناب ابوطفیل عامر بن واثلہ کہتے ہیں: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ جنگ تبوک والے سال رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے، رسول اللہ ﷺ دوران سفر ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرتے تھے، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک روز آپ نے نماز ظہر کو مؤخر کیا، پھر تشریف لائے تو ظہر وعصر کو ایک ساتھ ادا فرمایا، پھر خیمے میں داخل ہو گئے، پھر آئے اور مغرب وعشاء کو اکٹھا ادا کیا، پھر ارشاد فرمایا: ”تم کل ان شاء اللہ مقام تبوک کے چشمے پر ہو گے اور تم وہاں دن چڑھے پہنچو گے، جو بھی پہلے پہنچے وہ میرے آنے سے قبل چشمے کے پانی کو مت چھوئے۔“ راوی نے کہا: ہم جب وہاں پہنچے تو دو شخص پہلے پہنچ چکے تھے اور چشمے سے جوتی کے تسمے کی طرح معمولی سا پانی رس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے دریافت فرمایا: ”کیا تم نے پانی کو چھوا ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ تو آپ نے ڈانٹا اور جو اللہ کو منظور تھا کہا، پھر لوگوں نے چشمے کے پانی سے چلو بھر بھر کے ایک برتن میں کچھ پانی جمع کیا، پھر اس پانی سے آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک اور اپنے ہاتھ دھوئے اور پانی کو واپس چشمے میں ڈال دیا، اس طرح کرنے سے بہت زیادہ پانی جاری ہو گیا اور لوگوں نے پانی خوب سیر ہو کر پیا، بعد ازاں آپ نے فرمایا: ”بہت ممکن ہے اے معاذ! اللہ آپ کو عمر دراز

(١٠٤١) أخرجه مسلم: ٧٠٦

((يُوشِكُ يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرَى مَا هَا هُنَا قَدْ مُلِءَ جِنَانًا۔)) عطا فرمائے اور آپ اس علاقے کو باغات سے سرسبز و شاداب پائیں۔''

شرح ((تبضّ)) ''قطرہ قطرہ پانی نکلنا، پانی کا کسی چیز سے رسنا۔''(ضبّ) کا معنی بھی یہی ہے اور یہ لفظ بضّ سے مقلوب ہے، معنی دونوں کا ایک ہے۔

(١٠٤٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي يَحْيَى، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ كُرَيْبٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَلا أُخْبِرُكُمْ عَنْ صَلاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ؟ كَانَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهِ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الزَّوَالِ، وَإِذَا سَافَرَ قَبْلَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ، أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا، وَبَيْنَ الْعَصْرِ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ، قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِثْلَ ذَلِكَ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سفری نماز کے متعلق نہ بتاؤں؟ جب آپ زوال آفتاب کے وقت اپنی منزل میں ہوتے تو کوچ کے بعد ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو اکٹھا ادا فرما لیتے اور جب زوال آفتاب سے پہلے سفر کا ارادہ فرماتے تو ظہر کو مؤخر کر دیتے حتی کہ عصر کے وقت میں ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو جمع فرماتے، راوی نے کہا: میرا خیال ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مغرب اور عشاء کے بارے میں بھی ایسے ہی کہا۔

فائدہ: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا زَاغَتْ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جمع بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَإِنْ يرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلُ ذَلِكَ إِنْ غَابَتْ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَإِنْ يَرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَهُمَا۔ ......سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں تھے، اگر روانگی سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر وعصر ایک ساتھ پڑھ لیتے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے سے پہلے

(١٠٤٢) ضعيف ......أخرجه الامام الشافعي في المسند: ١٩٨، شرح کے آغاز میں مذکورہ حدیث دیکھیں۔

روانہ ہو جاتے تو ظہر میں دیر کرتے، یہاں تک کہ عصر کے لئے اترتے (تب ظہر بھی پڑھتے) اور مغرب میں بھی ایسا ہی کرتے۔ اگر روانگی سے پہلے سورج ڈوب جاتا تو مغرب وعشاء کو ایک ساتھ پڑھتے اور اگر سورج غروب ہونے سے پہلے روانگی ہوتی تو مغرب میں دیر کرتے جب عشاء کی نماز کے لیے اترتے تو اس وقت مغرب بھی پڑھ لیتے۔

(صحیح، ابوداود: ۱۲۰۸، ترمذی: ۵۵۳) (م،م)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم کے درمیان اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ سفر کے دوران میں نماز ظہر اور نماز عصر نیز نماز مغرب اور نماز عشاء میں جمع تقدیم وتاخیر جائز ہے یا نہیں؟

اہل علم کی کثیر تعداد جواز کا رجحان رکھتی ہے مثلا ابن عباس رضی اللہ عنہ عطاء بن ابی رباح، سالم بن عبداللہ، طاؤس، مجاہد، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ۔

جبکہ ایک گروہ کا خیال ہے کہ جمع تقدیم وتاخیر دونوں درست نہیں ہیں۔ جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یونہی مروی ہے اور وہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے اس موقف کو بیان کرتے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ اور مکحول رحمہ اللہ نے بھی اسے ناپسند جانا ہے اور اہل الرائے کے نزدیک بھی یہ جائز نہیں ہے۔

انہوں نے کہا: دو نمازوں کو جمع کرنا مقصود ہو تو یوں کیا جائے کہ نماز ظہر کو اس کے آخری وقت تک مؤخر کیا جائے اور نماز عصر کو وقت شروع ہوتے ہی پڑھ لیا جائے (مغرب اور عشاء کو بھی اسی طرح ادا کیا جائے) وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دو نمازوں کو اسی طرح جمع کیا کرتے تھے۔ باقی رہا حجاج کرام کا نماز ظہر اور نماز عصر کو عرفہ میں اکٹھا پڑھنا اور نماز مغرب اور نماز عشاء کو مزدلفہ میں جمع کرنا تو یہ اتفاقی بات ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ: تقدیم وتاخیر کا معنی یہ ہے کہ دوسری نماز کو مقدم کر کے پہلی نماز کے وقت میں یا پہلی کو مؤخر کر کے دوسری کے وقت میں ادا کیا جائے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دوران سفر میں ثابت ہے۔ جمع صوری جسے جمع معنوی کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک نماز کو آخری وقت میں اور دوسری کو ابتدائی وقت میں پڑھا جائے، اس طرح نمازیں جمع بھی ہو جائیں گی اور ہر ایک اپنے اپنے وقت میں ہی ادا ہوگی۔ (ع،س)

(8)......بَابُ الْجَمْعِ بِعُذْرِ الْمَطَرِ
بوجہ بارش نمازیں جمع کرنا

(۱۰۴۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۰۴۳) أخرجه البخاري: ۵۴۳، و مسلم: ۷۰۵

اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا ، فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلا سَفَرٍ۔ قَالَ مَالِكٌ: أُرَى ذَلِكَ كَانَ فِي مَطَرٍ .

نے بغیر خوف اور سفر کے نماز ظہر اور نماز عصر کو اکٹھا ادا فرمایا اور مغرب وعشاء کو جمع کیا۔امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ ایسا آپ نے بوجہ بارش کیا تھا۔

شرح: لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ حضر میں بارش کے دوران میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ایک گروہ نے جائز قرار دیا ہے اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نیز عروہ، سعید بن مسیّب، عمر بن العزیز، ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمہم اللہ اور مدینہ کے اکثر فقہائے کرام کا عمل اسی بات پر ہے۔امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا قول بھی یہی ہے البتہ امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ شرط عائد کی ہے کہ جمع کرنے کی صورت میں پہلی نماز پڑھ کر دوسری نماز شروع کرتے وقت بارش برس رہی ہو، ابوثور نے بھی یہی کہا ہے، ان دونوں بزرگوں کے علاوہ کسی نے بارش کی موجودگی کی شرط نہیں لگائی، البتہ یہ شرط ضرور لگائی ہے کہ جمع بین الصلاتین ایسی مسجد میں کیا جائے جس میں نماز پنج گانہ ادا ہوتی ہوں (گھر کی مسجد میں نہیں)۔ جبکہ امام مالک رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ کیچڑ اور اندھیرے کی صورت میں نمازیں جمع کی جاسکتی ہیں۔ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ اور اہل الرائے نے بوجہ بارش نمازیں جمع کرنے کی اجازت نہیں دی۔

(١٠٤٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا بِالْمَدِينَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلا سَفَرٍ۔قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: فَقُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: لِمَ فَعَلَهُ؟ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَمَا سَأَلْتَنِي ، فَقَالَ: لِئَلا يَحْرَجَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِهِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کو مدینہ منورہ میں بغیر خوف اور بارش کے ملا کر پڑھا۔ابوزبیر نے کہا: میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا تھا جیسا تم نے مجھ سے پوچھا ہے تو انہوں نے کہا: تاکہ آپ کی امت میں سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر عذر کے نمازیں اکٹھی کی جا سکتی ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ علت بیان کی ہے کہ امت پر دشواری ختم ہو۔ محدثین میں سے بہت کم اس

(١٠٤٤) أخرجه مسلم: ٧٠٥

بات کے قائل ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب ابن سیرین رحمہ اللہ کسی معقول عذر کی وجہ سے نمازیں اکٹھی کر کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے جب تک ان کو معمول نہ بنایا جائے۔ اکثر علماء کا خیال ہے کہ بغیر عذر نمازیں جمع کرنا جائز نہیں ہے، حسن بصری رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ نے بیماری کی وجہ سے اکٹھی نمازیں پڑھنے کی اجازت دی ہے اور اس حدیث مبارکہ کا بھی یہی مطلب سمجھا ہے، امام مالک، احمد، اور اسحاق رحمہم اللہ کی رائے بھی یہی ہے۔

فائدہ: جمہور علمائے حدیث کا اس سے استدلال یہ ہے کہ صرف بارش اور مرض کے علاوہ اگر کبھی کوئی شخص کسی معقول عذر کی وجہ سے نمازیں اکٹھی پڑھے تو جائز ہے مگر عادت نہ بنائی جائے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت ہے۔ (ع،س)

اس مقام پر درج ذیل مفید بحث محقق اور مترجم کی طرف سے پیش کی جاتی ہے، تاکہ قارئین اس مسئلہ میں سیر حاصل استفادہ کر لیں۔

جہاں اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، وہاں سفر کی صعوبتوں اور مجبوریوں کی بنا پر ظہر وعصر کو اور مغرب وعشا کو تقدیم وتاخیر کے ساتھ جمع کرنے کی رخصت بھی دی ہے، معلوم ہوا کہ سفر کے دوران ظہر اور عصر کو زوالِ آفتاب کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب تک اور مغرب اور عشا کو غروبِ آفتاب سے نصف رات تک ادا کیا جا سکتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب زوالِ آفتاب سے پہلے سفر کا آغاز فرماتے تو نمازِ ظہر کو مؤخر کرتے، یہاں تک نمازِ عصر کا وقت ہو جاتا۔ پھر سواری سے نیچے تشریف لاتے اور ظہر وعصر دونوں کو اکٹھا ادا فرما لیتے اور اگر سفر کی ابتدا سے پہلے سورج زوال پذیر ہو جاتا تو نمازِ ظہر ادا کر کے سفر پر روانہ ہو جاتے۔ (بخاری، مسلم)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوالِ آفتاب کے بعد سفر کا ارادہ فرماتے تو ظہر وعصر کو اکٹھا ادا فرما لیتے تھے۔ (ابو داود، ترمذی)

جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سفر میں جانے کی جلدی ہوتی، تو مغرب وعشا کو شفق (سرخی) کے غائب ہونے (یعنی مغرب کا وقت ختم ہو جانے) کے بعد ادا کرتے اور کہتے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشا کو جمع کر لیتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

قارئینِ کرام! میں نے بعض افراد کو غروبِ آفتاب کے بعد نمازِ ظہر یا نماز عصر ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے، اسی طرح بعض لوگ فجر کی نماز کے لیے بیدار ہونے کی کوئی فکر نہیں کرتے، بلکہ بیدار ہونے کے باوجود پھر سے سونے کی کوشش کرتے ہیں اور طلوع آفتاب کے بعد نماز فجر ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ دراصل یہ لوگ مقاصدِ شریعت اور روح اسلام سے غافل ہیں اور اپنی سہولتوں کے گرویدہ ہیں۔ اگر شریعت نے ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو تقدیم وتاخیر کے ساتھ جمع کرنے کی اجازت دی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم خود اس رخصت میں مزید اضافہ کر لیں۔

عام حالات میں پانچ نمازوں کے اوقات مقرر ہیں لیکن سفر، بارش یا خوف کی بنا پر پانچ نمازوں کو تین اوقات میں ادا کیا جا سکتا ہے: (۱) سفر و حضر میں نماز فجر کا وقت ایک ہے۔ (۲) ظہر و عصر کو زوال آفتاب کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب تک ادا کرنا اور (۳) مغرب و عشا کو غروبِ آفتاب سے لے کر نصف رات تک ادا کرنا۔ جس طرح حضر میں پانچ اوقات کا خیال رکھا جاتا ہے، یہی معاملہ ان تین اوقات کا ہے، اس سے مزید رخصت کا راستہ نہ نکالا جائے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: صَلّٰی بِنَا بِالْمَدِیْنَةِ ثَمَانِیَةً ، وَسَبْعاً۔ اَلظُّھْرَ وَالْعَصْرَ ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ۔ ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہمیں اکٹھی آٹھ اور سات رکعتیں پڑھائیں، (یعنی ظہر و عصر کو اور مغرب و عشا کو جمع کر کے پڑھایا۔) (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: حقیقت یہ ہے کہ میرے علم میں کوئی ایسی واضح حدیث نہیں ہے جو بارش میں نمازیں جمع کرنے پر دلالت کرے، البتہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ان الفاظ (مِنْ غَیْرِ خَوْفٍ وَ لَا مَطَرْ) (یعنی بغیر کسی خوف اور بارش کے نمازیں کرنا) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بارش کی وجہ سے نمازیں جمع کرنا معروف تھا اور اسی وجہ سے اس رخصت پر سلف کا عمل جاری رہا، جیسا کہ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بہت سے آثار منقول ہیں۔

امام نافع کہتے ہیں: ہمارے حکمرانوں کی کا یہ معمول تھا کہ وہ بارش والی رات میں مغرب کو مؤخر کر کے اور عشا کو جلدی کر کے دونوں نمازیں سرخی کے غائب ہونے سے پہلے ادا کر لیتے تھے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور اس جمع میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔ عبیداللہ کہتے ہیں: میں نے قاسم اور سالم کو دیکھا کہ وہ بھی بارش کے موسم میں اِن امرا کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَ الْاُوْلٰی وَالْعَصْرِ وَبَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَقِیْلَ لَهُ ، فَقَالَ: ((صَنَعْتُ هٰذَا لِکَیْ لَا تُحْرِجَ أُمَّتِیْ۔)) ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشا کو جمع کر کے ادا کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تاکہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔'' (معجم طبرانی کبیر: ۱۰/۲۶۹/۱۰۵۲۵، صحیحہ: ۲۸۳۷)

ظہر و عصر اور مغرب و عشا کو جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں:

جمع صوری: اس جمع کو کہتے ہیں جس میں ہر نماز کو اس کے اصل وقت میں ادا کیا جاتا ہے، یعنی ظہر اور مغرب کو آخری وقت میں اور عصر اور عشا کو پہلے وقت میں ادا کیا جاتا ہے۔

جمع حقیقی: جان بوجھ کر ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا، یعنی ظہر و عصر دونوں کو ظہر کے وقت میں یا عصر کے وقت میں ادا کرنا، اسی طرح مغرب و عشا دونوں کو مغرب کے وقت میں یا عشا کے وقت میں ادا کرنا۔

امام البانی رحمہ اللہ کی بحث کا خلاصہ یہ ہے: خوف، بارش اور سفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو ایک دوسرے کے وقت میں ادا کرنا جائز ہے۔ حضر میں کسی عذر کی بنا پر اور بعض اوقات عذر کے بغیر بھی ایسا کرنا جائز ہے۔

جمع تقدیم: دو نمازوں کو پہلی نماز کے وقت میں ادا کرنا، جیسے ظہر وعصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنا

جمع تاخیر: دو نمازوں کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا، مثلاً ظہر وعصر کو عصر کے وقت میں ادا کرنا۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام شوکانی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ اس حدیث کو جمع صوری پر محمول کیا جائے گا، یعنی ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے پہلے وقت میں ادا کیا گیا۔ اس خیال کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے طویل بحث کی، حدیث کی تاویل کرنے میں تکلف برتا، مختلف امور سے اپنے موقف کا استدلال کرتے رہے اور اس سے جمع حقیقی کو ثابت نہ کیا جو کہ سفر والی احادیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہے۔

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قارئین کی توجہ اس نقطے کی طرف مبذول کراؤں کہ امام شوکانی آپ ﷺ کی حدیث کے اس حصے کو ذہن نشین نہ کر سکے:

((صَنَعْتُ هٰذَا لِكَیْ لا تُحْرِجَ أُمَّتِی۔))

"میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تا کہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔"

یہ الفاظ جمع حقیقی کے حق میں واضح نص ہیں، کیونکہ شریعت کی اصطلاح میں امت سے گناہ اور حرام کام کا اثر ختم کرنے کے لیے (رَفْعَ الْحَرَجْ) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے، مزید اس کو یوں سمجھیں کہ حرج اور تنگی نہ ہونے کی صورت میں مؤاخذہ کیا جائے گا، جیسا کہ بارش اور سردی کی وجہ سے نمازِ جمعہ اور نمازِ باجماعت ترک کرنے کی رخصت دی گئی ہے، جب سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو جمعہ کے دن اذان میں "اَلصَّلَاةُ فِی الرِّحَالِ" (نماز گھروں میں ادا کرلو) کہنے کا حکم دیا تو بعض لوگوں نے اس کلمہ پر انکار کیا، اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسے لگتا ہے کہ تم لوگ اس جملے کا انکار کر رہے ہو، حالانکہ اس ہستی نے یہ الفاظ کہلوائے تھے جو مجھ سے بہتر ہے، ان کی مراد نبی کریم ﷺ تھے۔ ایسے موسم میں نمازِ جمعہ ادا کرنا عزیمت ہے، لیکن میں ناپسند کرتا ہوں کہ تم لوگوں کو تنگی میں ڈال دوں۔ (بخاری: ٦١٦، ٦٦٨، ٩٠١، موقوف الفاظ ابن ابی شیبه (٢/ ١٥٣) کے ھیں۔)

نعیم بن نحام کہتے ہیں: سخت سردی تھی، صبح کی اذان ہونے لگی، میں اپنی بیوی کی چادر میں لیٹا ہوا تھا، میں نے کہا: کاش مؤذن "وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ" کہہ دے (یعنی اگر کوئی نہ آئے تو اس پر کوئی حرج نہیں)۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے "وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ" کہہ دیا۔ (مسند احمد: ٤/ ٣٢٠)

ہر کوئی جانتا ہے کہ جمعہ کی نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے۔ جب شریعت بارش کے دوران نہ آنے والوں سے

حرج اور تنگی کی نفی کرے گی، تو یہ ایک نیا حکم قرار پائے گا۔ جب بارش والا عذر نہیں ہوگا تو نمازیوں کو بلانے کے لیے عام اذان ہوگی، جس میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں: ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت میں ادا کرنا واجب ہے، جیسا کہ بے شمار نصوص سے واضح ہوتا ہے۔ (...... جو آدمی جان بوجھ کر نماز کو اس کے وقت سے پہلے یا اس کا وقت گزر جانے کے بعد ادا کرے گا، وہ گنہگار ہوگا اور اس کی نماز قبول نہیں ہوگی)۔ لیکن آپ ﷺ نے دو نمازوں کو جمع کیا اور اپنی امت سے حرج اور تنگی کو دور کر دیا۔ یہ واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی جمع، حقیقی تھی۔ ان اصول وقرائن کے باوجود اس حدیث کو جمع صوری پر محمول کرنے سے اس حدیث کا متن بے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے، جیسا کہ ہر انصاف پسند اور غور وفکر کرنے والے آدمی کی یہی رائے ہے، کیونکہ جمع صوری میں تو سرے سے کوئی حرج نہیں ہے۔ اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے اس کو جمع صوری پر محمول کرنا، اس بارے میں امام نووی رحمہ اللہ نے بلا مبالغہ درست کہا ہے کہ یہ تاویل باطل ہے، حدیث کے ظاہری مفہوم کے مخالف ہے، اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

درج ذیل دو امور سے تاکیدِ مزید پیدا ہوتی ہے:

(اول) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے دشمنوں کے خوف اور بارش کے بغیر نمازیں جمع کی تھیں۔ اس سے قوی اشارہ ملتا ہے کہ دورانِ بارش آپ ﷺ کا جمع کرنا حاضرین کے نزدیک معروف تھا۔ لیکن کیا بارش کے دوران جمع صوری کرتے تھے؟ یقیناً نہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام امام نافع اس کے بارے میں کہتے ہیں: بارش والی رات کو ہمارے اُمرا مغرب کو مؤخر کر کے اور عشا کو معجّل کر کے دونوں کو سرخی کے غروب سے پہلے ادا کر لیتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ایسا کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔

عبیداللہ، جو نافع سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے سالم اور قاسم کو بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبه: ۲/ ۲۳٤ بسند صحیح غاية)

میں (البانی) کہتا ہوں: ''سرخی کے غائب ہونے سے پہلے نمازوں کو ادا کر لینا'' اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمع حقیقی تھی، کیونکہ نمازِ مغرب کا وقت غروبِ شفق تک جاری رہتا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے، میں نے اس کی (صحیح أبی داود: ٤٢٥) میں تخریج کی ہے۔

(دوم) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نمازوں کو جمع کرنے کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے:

((صَنَعْتُ هٰذَا لِكَیْ لَا تُحْرِجَ أُمَّتِی۔))

''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تاکہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔''

سفر میں نمازیں جمع کرنے کی بھی یہی وجہ بیان کی گئی ہے، جیسا کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے دوران ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو جمع کر کے ادا کیا۔ ابوطفیل کہتے ہیں: میں نے پوچھا: آپ ﷺ کو کس چیز نے جمع کرنے پر آمادہ کیا؟ انھوں نے جواب دیا: آپ کا ارادہ یہ تھا کہ امت تنگی میں نہ پڑے۔ (صحیح مسلم) میں نے (ارواء الغلیل: ۳/ ۳۱) میں اس کی تخریج کی ہے۔ ابوداود وغیرہ کی روایت میں ہے: یہ جمع تقدیم وتاخیر کے ساتھ تھی، یہی بات سیدنا انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث سے بھی ثابت ہے۔ (دیکھئے: ارواء الغلیل: ۵۷۸، ۵۷۹)

میں کہتا ہوں: اگر آپ سابقہ بحث ذہن نشین کر لیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ اس حدیث کی صحیح مراد جمع حقیقی ہی ہے، جس کے ذریعے امت کو بسا اوقات لاحق ہونے والی تنگی کو دور کیا جا سکتا ہے۔ رہا مسئلہ جمع صوری کا، تو سفر ہو یا حضر ہو، اس میں سرے سے کوئی حرج ہی نہیں ہے، (کیونکہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا جاتا ہے)۔

احناف نے اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے جمع حقیقی کو ناجائز قرار دیا ہے، لیکن جمہور علما وفقہا جمع حقیقی کے قائل ہیں، جمہور نے جتنے دلائل پیش کیے، ان میں جمع تقدیم کی بھی وضاحت ہے۔ یہ دلائل حنفیوں کی تاویلات کو باطل کرتے ہیں۔ بعض احادیث میں جمع تاخیر کا ذکر بھی ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اِذَا عَجِلَ عَلَیْهِ السَّفَرُ یُؤَخِّرُ الظُّهْرَ اِلٰی اَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ، فَیَجْمَعُ بَیْنَهُمَا وَ یُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰی یَجْمَعَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ الْعِشَاءِ حِیْنَ یَغِیْبُ الشَّفَقُ۔ ...... اگر نبی کریم ﷺ کو سفر میں جلدی ہوتی تو ظہر کو عصر کے ابتدائی وقت تک مؤخر کر کے دونوں کو اکٹھا (عصر کے وقت میں) ادا کرتے اور مغرب کو مؤخر کر کے عشا کے ساتھ اس وقت جمع کرتے، جب سرخی غروب ہو چکی ہوتی تھی۔ (بخاری، مسلم)

میں یہ کہنا مناسب سمجھوں گا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ ﷺ نے جمع کی یہ علت بیان کی ہے: ((صَنَعْتُ هٰذَا لِکَیْ لَا تُحْرِجَ أُمَّتِی۔)) ...... ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تاکہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔''

اس وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی عذر، تنگی اور حرج ہو تو نمازوں کو جمع کر لینا جائز ہے، وگرنہ نہیں۔ افراد، حالات اور مقامات کو دیکھ کر عذر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ سلف صالحین میں سے جن علما وفقہا نے ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے نمازوں کو علی الاطلاق جمع کرنے کی اجازت دی ہے، انھوں نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ اس کو عادت اور معمول نہ بنا لیا جائے، جیسا کہ شیعہ لوگوں نے کیا ہے۔

میرا خیال ہے کہ جو آدمی مساجد میں پانچوں نمازیں ان کے مقررہ اوقات میں باجماعت کرنے کا حریص ہوگا، وہ عذر کے بغیر اس حدیث پر عمل نہیں کرے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔ (صحیحہ: ۲۸۳۷) رَحِمَ اللّٰهُ الْاَلْبَانِیَّ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ، أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلٰى أَنْ يَّجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ، فَيُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعاً، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ، عَجَّلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ، وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعاً، ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ۔ ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک (کے سفر) میں تھے۔ اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کر جاتے تو ظہر کی نماز کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ جمع کرتے اور دونوں کو اکٹھا پڑھتے اور اگر سورج کے ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر کے ساتھ عصر بھی پڑھ لیتے اور پھر سفر شروع کرتے۔ اسی طرح اگر غروبِ آفتاب سے پہلے کوچ کر جاتے تو مغرب کو مؤخر کرتے، یہاں تک کہ اسے عشا کے ساتھ پڑھتے اور اگر غروبِ آفتاب کے بعد سفر شروع کرتے تو عشا کی نماز کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ ہی پڑھ لیتے۔

(صحیح مسلم: ٧/ ٦٠، ابوداود: ١٢٠٦، ١٢٢٠، ترمذی: ٢/ ٤٣٨، نسائی: ١/ ٩٨)

یہ حدیثِ مبارکہ سفر میں جمع حقیقی کی انتہائی واضح دلیل ہے، بعض احباب سفر کے دوران بھی نمازوں کے جمع کر کے ادا کرنے کے قائل نہیں اور جن احادیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشا کو جمع کیا، ان کو جمع صوری پر محمول کرتے ہیں، یعنی ظہر و عصر کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے، لیکن مذکورہ بالا حدیث اس حقیقت کا ٹھوس ثبوت ہے کہ ظہر کو عصر کے وقت میں اور عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنا درست ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیثِ مبارکہ کئی مسائل پر مشتمل ہے:

(ا)......عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ بھی سفر میں نمازیں جمع کر کے ادا کرنا جائز ہے، جمہور علما کا یہی مسلک ہے، مگر احناف نے جمع والی احادیث کو جمع صوری پر محمول کر کے جمہور کی مخالفت کی ہے، لیکن جمہور نے کئی طرح سے ان کا ردّ پیش کیا ہے، مثلا:

(أ)......جمع کو جمع صوری پر محمول کرنا احادیث کے ظاہری مفہوم کے مخالف ہے۔

(ب)......جمع کی غرض و غایت لوگوں کو آسانی فراہم کرنا اور ان سے تنگی کو دور کرنا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع کا مقصد امت سے حرج اور تنگی کو دور کرنا تھا۔

(ج)......بعض احادیث میں جمع حقیقی کی وضاحت احناف کی تاویل کو باطل کر دیتی ہے، مثلا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ ظہر اتنی مؤخر کی کہ عصر کا ابتدائی وقت ہو گیا، پھر ان دونوں کو جمع کر کے ادا کیا۔ (مسلم)

(د)......اس باب کی حدیث بھی احناف کی تاویل کو ردّ کرتی ہے جس میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سفر کا آغاز زوالِ آفتاب کے بعد ہوتا تو آپ ﷺ عصر کو جلدی کر کے ظہر کے ساتھ پڑھ لیتے، اسی طرح اگر آپ اپنے مقام سے مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشا کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ ادا کر لیتے۔

(۲)......جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں جائز ہیں، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے (الأم: ۱/ ٦٧) میں کہا اور اسی طرح امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ بھی ان دونوں صورتوں کے قائل ہے، ان کے بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے۔

(۳)...... پڑاؤ کی حالت میں نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے، جیسا کہ جلدی نکلنے کی صورت میں اس کا جواز ملتا ہے۔ امام شافعی نے (الأم) میں امام مالک کی سند سے حدیث بیان کرنے کے بعد کہا: اس صورت میں آپ ﷺ پڑاؤ کی حالت میں تھے، نہ کہ چلنے کی حالت میں، کیونکہ حدیث کے الفاظ (دَخَلَ ...... ثُمَّ خَرَجَ۔ ......آپ داخل ہوئے ...... پھر نکلے) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی مقام پر اترے ہوئے تھے، لہٰذا مسافر چل رہا ہو یا اس نے کسی مقام پر پڑاؤ ڈالا ہوا ہو، اس کے لیے جمع کرنا جائز ہے۔ (پڑاؤ کی حالت کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک مسافر کسی مقام پر ظہر سے پہلے اترتا ہے اور عصر کے وقت کے بعد تک وہیں ٹھہرا رہتا ہے، ایسی صورت میں بھی اس کے لیے نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے۔)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے (مجموعة الرسائل والمسائل: ٢/ ٢٦، ٢٧) میں اس باب والی سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد کہا: جمع، تین درجات پر مشتمل ہے: (۱) جب مسافر پہلی نماز کے وقت میں سفر کر رہا ہو تو دوسری نماز کے وقت میں اتر کر دونوں نمازیں ادا کرے گا، بخاری و مسلم کی احادیث میں سیدنا انس اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی صورت مروی ہے، حج کے موقع پر مزدلفہ میں نمازیں جمع کرنا اسی قبیل سے ہے۔ (۲) جب مسافر نے دوسری نماز کے وقت میں سفر کرنا ہو تو پہلی نماز کے وقت میں دونوں نمازیں جمع کر لے، عرفہ کے مقام پر جمع کرنے کا تعلق اسی صورت سے ہے، سنن میں اس صورت پر دلالت کرنے والی روایات موجود ہیں۔ (۳) رہا مسئلہ اس صورت کا کہ مسافر ایک مقام پر پہلی نماز کے وقت میں اترا اور دوسری نماز تک اس کا پڑاؤ جاری رہا، میرے علم کے مطابق اس صورت کا ذکر صرف سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے خیمے میں اترے، ظہر کو مؤخر کیا، پھر باہر تشریف لائے اور ظہر و عصر کو جمع کر کے ادا کیا، پھر اپنے خیمے میں داخل ہو گئے، پھر باہر تشریف لائے اور مغرب و عشا کو جمع کر کے ادا کیا، کیونکہ دخول و خروج کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کسی منزل میں اترے ہوئے تھے، جب مسافر چل رہا ہو تو اس کے ٹھہرنے اور چلنے کو عربی زبان میں "نَزَلَ وَرَكِبَ" (یعنی اترے اور سوار ہوئے) کے الفاظ سے بیان کیا جاتا ہے، نہ کہ "دَخَلَ وَخَرَجَ" کے ساتھ۔

نبی کریم ﷺ کا آخری غزوہ، غزوۂ تبوک تھا، اس کے بعد آپ ﷺ نے صرف حجۃ الوداع کے لیے سفر کیا اور حج کے موقع پر روایات کے مطابق صرف عرفہ اور مزدلفہ میں نمازیں جمع کر کے ادا کی گئیں، منیٰ کے مقام پر نمازیں کیسے ادا

کی گئیں؟ احادیث میں صرف قصر کا ذکر ہے، جمع کا نہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بعض اوقات جمع کرتے اور بسا اوقات نہیں کرتے تھے، بلکہ غالب عمل جمع نہ کرنا ہے۔

اس بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر کی طرح جمع بھی سفر کی سنتوں میں سے ہے، بلکہ وہ بھی ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے، وہ ضرورت سفر میں ہو یا حضر میں، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی امت سے تنگی اور حرج کو دور کرنے کے لیے حضر میں بھی نمازیں جمع کر کے ادا کی ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ اگر مسافر ضرورت محسوس کرے تو جمع تقدیم یا جمع تاخیر کے ساتھ نمازیں جمع کر کے ادا کرسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر مسافر بوقتِ ظہر پڑاؤ ڈالتا ہے اور راحت و آرام، خورد و نوش اور نیند کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو وہ ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ ادا کر لے۔ علی هذا القیاس۔

جو مسافر کسی گاؤں یا شہر میں کچھ ایام کے لیے ٹھہرا ہوا ہے، تو وہ قصر نماز ادا کرے، لیکن جمع کرنے سے بچنا چاہیے، جیسا کہ وہ مسافر ہونے کے باوجود سواری پر نماز نہیں پڑھتا اور تیمّم نہیں کرتا، کیونکہ اس کو ان رخصتوں کی ضرورت ہی نہیں ہے، یہی معاملہ جمع کا ہے، رہا مسئلہ قصر نماز کا تو وہ تو سفری نماز کی سنت ہے۔ (صحیحہ: ١٦٤)

(8)......كِتَابُ الْجُمُعَةِ
جمعہ کے احکام ومسائل

(1)......بَابُ فَرْضِ الْجُمُعَةِ
جمعہ کی فرضیت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ .... ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔'' (سورۂ جمعہ: ۹)

(١٠٤٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ حَسَّانَ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ الْحِمْيَرِيُّ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، فَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ، فَاخْتَلَفُوا فِيهِ، فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَهُمْ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ، فَالْيَهُودُ غَدًا، وَالنَّصَارَى بَعْدَهَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ہم دنیا میں تمام امتوں کے بعد ہونے کے باوجود قیامت میں سب سے آگے رہیں گے فرق صرف یہ ہے کہ کتاب انہیں ہم سے پہلے دی گئی تھی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی، یہی (جمعہ) ان کا بھی دن تھا جو تم پر فرض ہوا ہے لیکن ان کا اس کے بارے میں اختلاف ہوا پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے انتخاب کی توفیق بخشی اس لیے لوگ اس میں ہمارے تابع ہو گئے، یہود دوسرے دن ہوں گے اور نصاریٰ تیسرے دن۔''

تشریح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے روز ایک ایسی گھڑی آتی

(١٠٤٥) أخرجه البخاري: ٨٧٦، ٨٩٦، و مسلم: ٨٥٥

ہے جس میں اگر کوئی مسلمان بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی چیز اللہ سے مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور دیتا ہے۔''

(صحیح بخاری: ۹۳۵، صحیح مسلم: ۸۵۲)

جناب ابو صالح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ''ہم سب امتوں کے بعد آئے ہیں مگر قیامت والے دن سب سے آگے رہیں گے اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔'' (صحیح بخاری: ۸۷۶، صحیح مسلم: ۸۵۵)

ہم دنیا میں آنے اور جگہ پانے کے اعتبار سے تو آخر میں ہیں لیکن روز قیامت فضل ومنقبت اور عزت وشرف کے لحاظ سے سب پر فوقیت ہماری ہوگی۔

((بید انهم۔)) کا لفظ (غیر انهم) ''اس کے علاوہ'' کے معنی میں ہے۔ بعض نے کہا: ((علی انهم)) ''باوجود اس کے''۔ امام مزنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو کہتے سنا کہ لفظ (بید) کا معنی (من اجل) ''اس لیے'' ہے۔

ابو عبید لغوی رحمہ اللہ نے کہا: اس لفظ کو (مَیدَ انهم) بھی پڑھا گیا ہے۔ اہل عرب ''باء'' کی جگہ ''میم'' پڑھ لیتے ہیں۔

ایک حدیث میں بھی ''باء'' لفظ ''میم'' کے ساتھ مستعمل ہے: ((انا افصحُ العرب مَیْدَ اَنّی مِن قریش، وَنَشَأْتُ فی بنی سعد بن بکر۔)) ''میں تمام اہل عرب سے زیادہ فصیح گفتگو کرنے والا ہوں اس لیے کہ میں قبیلہ قریش سے ہوں اور میں نے بنو سعد بن بکر میں پرورش پائی ہے۔''

((فهذا یومهم الذی فُرض علیهم۔)) ''یہی جمعہ ان کا بھی (مذہبی) دن تھا جس کی تعظیم واحترام ان پر فرض تھا'' اس سے مراد یہ ہے کہ ہفتے کے سات دنوں میں سے جس دن کی تعظیم کرنا ان کے اوپر ضروری قرار دیا گیا تھا وہ یہی جمعہ کا دن تھا مگر یہود ونصاریٰ اس دن کی فضیلت پر قائم نہ رہ سکے اور اختلاف کا شکار ہو گئے۔ یہود نے کہا: ہم ہفتہ کے دن کی تعظیم کریں گے اور اسی روز مذہبی رسومات کو پورا کریں گے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کو بنانے کے بعد اسی دن فارغ ہوا تھا۔ ہم بھی اس روز کام کاج نہیں کریں گے اور شکر گزاری میں مصروف رہیں گے۔ نصاریٰ نے کہا: اتوار والے دن اللہ تعالیٰ نے مخلوقات بنانے کی ابتداء کی تھی لہٰذا یہ دن توقیر وتعظیم کا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سلسلہ میں ہدایت پر قائم رکھا، اب چونکہ جمعہ کا دن ہفتہ اور اتوار سے ترتیب کے لحاظ سے پہلے آتا ہے لہٰذا مسلمان پہلے جنت میں جائیں گے۔

(2)......بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَمَا قِيْلَ فِيْ سَاعَةِ الإِجَابَةِ

جمعے کے دن کی فضیلت اور یہ کہ قبولیت کی گھڑی جمعہ کے روز کس وقت ہے؟

(١٠٤٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُهْبِطَ مِنْهَا، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ، وَفِيهِ سَاعَةٌ لا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا إِلا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔)) وَقَالَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، جمعے کا دن ہے، اس میں آدم پیدا کیے گئے، اسی میں ان کو جنت میں داخل کیا گیا، اسی میں ان کو زمین پر اتارا گیا، اسی دن میں قیامت قائم ہوگی اور اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مسلمان بندہ پالے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ عزوجل سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرما دیتا ہے۔'' اور آپ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے اس گھڑی کا قلیل ہونا بیان کیا۔

تشریح: سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ یہ گھڑی کس وقت ہوتی ہے۔ یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہوتی ہے، یہ وہی گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَجَلٍ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونَ﴾ .... ''انسان جلد باز مخلوق ہے، میں تمہیں اپنی نشانیاں عنقریب دکھاؤں گا تم مجھ سے جلدی نہ کرو۔'' (سورۃ انبیاء: ٣٧)

(صحیح، ابوداود: ١٠٤٦، ترمذی: ٤٩١، نسائی: ٣/ ١١٣)

(١٠٤٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(١٠٤٦) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٠٤٦، والترمذي: ٤٩١، والنسائي: ٣/ ١١٣

(١٠٤٧) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٣٣٣٩

((الْيَـوْمُ الْـمَـوْعُودُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، وَالْمَشْهُودُ يَـوْمُ عَـرَفَةَ، وَالشَّـاهِـدُ يَـوْمُ الْجُمُعَةِ، مَـا طَـلَـعَتْ شَمْسٌ وَلا غَرَبَتْ عَلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِـنْ يَـوْمِ الْجُمُعَةِ، فِيهِ سَاعَةٌ لا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا إِلا اسْتَجَابَ لَهُ، أَوْ يَسْتَعِيذُهُ مِنْ شَرٍّ إِلا أَعَاذَهُ مِنْهُ۔))

فرمایا: ﴿اَلْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ﴾ ''وعدہ کیا ہوا دن'' قیامت کا دن ہے اور ﴿اَلْـمَشْهُـوْد﴾ ''حاضر کیا گیا'' سے عرفے (نوذوالحجہ) کا دن مراد ہے اور ﴿الشَّاهِدِ﴾ ''حاضر ہونے والا'' سے مراد جمعہ کا دن ہے۔ سورج طلوع وغروب نہیں ہوتا کسی دن میں جو جمعہ کے دن سے افضل ہو، اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مومن بندہ پالے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرما دیتا ہے، یا کسی شر سے پناہ مانگے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے پناہ دیتا ہے۔''

(١٠٤٨)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـحَسَـنِ الشِّيـرَازِيُّ، أَخْبَـرَنَـا زَاهِـرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُـولَ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: ((فِيـهِ سَـاعَةٌ لا يُـصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ يُـصَـلِّـي يَسْـأَلُ الـلّٰهَ شَيْئًا إِلا أَعْطَاهُ۔)) إِيَّاهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا تذکرہ کیا اور فرمایا: ''اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مسلمان بندہ پالے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ عزوجل سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرما دیتا ہے۔'' ہاتھ کے اشارے سے آپ نے بتلایا کہ وہ گھڑی بہت تھوڑی سی ہے۔

(١٠٤٩)۔ وَأَخْبَـرَنَـا الإِمَـامُ أَبُـو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُـحَـمَّـدُ بْـنُ الْـحُسَيْنِ الْعَلَوِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ بَالُوَيْهِ الْمُزَكِّي، حَـدَّثَـنَـا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَـاهِـرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: أنا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(١٠٤٨) أخرجه البخاري: ٩٣٥، و مسلم: ٨٥٢

(١٠٤٩) أخرجه البخاري: ٩٣٥، ومسلم: ٨٥٢

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ، وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ رَبَّهُ شَيْئًا إِلا آتَاهُ إِيَّاهُ.))

فرمایا: ''جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مسلمان بندہ پالے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ عزوجل سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کرے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرما دیتا ہے۔''

(۱۰۵۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ، فَلَقِيتُ كَعْبَ الأَحْبَارِ، فَجَلَسْتُ مَعَهُ، فَحَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَاةِ، وَحَدَّثْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ فِيمَا حَدَّثْتُهُ أَنْ، قُلْتُ لَهُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُهْبِطَ، وَفِيهِ مَاتَ، وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلا وَهِيَ مُسِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينِ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ، إِلا الْجِنَّ وَالإِنْسَ، وَفِيهِ سَاعَةٌ لا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.)) قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ، فَقُلْتُ: بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، قَالَ: فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلامٍ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں کوہ طور کی طرف گیا تو جناب کعب بن احبار رحمہ اللہ کو ملا، ان سے علمی مجلس ہوئی، انہوں نے مجھے تورات سے بیان کیا جبکہ میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنائیں، جو حدیثیں میں نے ان کے گوش گذار کیں ان میں سے ایک یہ حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے، اسی میں ان کو زمین پر اتارا گیا، اسی دن ان کی وفات ہوئی، اسی میں ان کی توبہ قبول کی گئی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، جمعہ کے دن صبح ہوتے ہی تمام جانور قیامت کے ڈر سے کان لگائے ہوئے ہوتے ہیں حتی کہ سورج طلوع ہو جائے، سوائے جنوں اور انسانوں کے، اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مسلمان بندہ پالے جبکہ وہ نماز پڑ رہا ہو اور اللہ عزوجل سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرما دیتا ہے۔'' جناب کعب رحمہ اللہ نے کہا: ایسا سال میں ایک دن ہوتا ہے؟ تو میں نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہر

(۱۰۵۰) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱۰۴۶، والترمذي: ۴۹۱، والنسائي: ۳/ ۱۱۳

فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبِ الأَحْبَارِ، وَمَا حَدَّثْتُهُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ، هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَكَيْفَ تَكُونُ آخِرَ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ يُصَلِّي، وَتِلْكَ سَاعَةٌ لا يُصَلَّى فِيهَا۔)) فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَهَا؟)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: بَلَى، قَالَ: فَهُوَ ذٰلِكَ۔

جمعے کو ہوتا ہے۔ تب کعب نے تورات پڑھی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بعد میں سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو جناب کعب رحمہ اللہ کے ساتھ اپنی مجلس کا بتایا تو سیدنا عبداللہ بن سلام نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ یہ گھڑی کس وقت ہوتی ہے۔ یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہوتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی کیسے ہو سکتی ہے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان بندہ اسے پائے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔'' اور اس وقت میں تو نماز نہیں پڑھی جاتی۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ''جو شخص کسی جگہ بیٹھا نماز کا انتظار کر رہا ہو تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے حتی کہ نماز پڑھ لے۔'' میں نے کہا: ہاں، تو کہنے لگے کہ بس یہی ہے۔

تشریح ((الا وھی مسیخة۔)) ''تمام جانور کان لگائے ہوئے ہوتے ہیں۔'' عربی لغت میں اصاخ اور اساخ کا معنی ایک ہی ہے۔

(١٠٥١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ وَرْدَانَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((الْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى غَيْبُوبَةِ الشَّمْسِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قبولیت والی گھڑی جمعہ کے دن عصر کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے تلاش کرو۔''

تشریح نبی ﷺ کے کچھ صحابہ اور دیگر آئمہ کا خیال ہے کہ یہ ساعت قبول عصر کے بعد، سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی موقف ہے۔ نیز امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔

(١٠٥١) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٤٨٩

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر و بیشتر احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔ زوال آفتاب کے بعد کا قول بھی ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے عصر کے بعد کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔''

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھ جانے سے لے کر نماز مکمل ہونے تک کے مابین ہے۔'' (صحيح مسلم: ٨٥٣)

(١٠٥٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ...... عَنْ جَدِّهِ وَهُوَ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ لا يَسْأَلُ فِيهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ شَيْئًا إِلا أُعْطِيَ سُؤْلَهُ)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ؟ قَالَ: ((هِيَ حِينَ تُقَامُ الصَّلَاةُ الأُولَى إِلَى الانْصِرَافِ مِنْهَا۔))

سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جس میں مسلمان بندہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عنایت فرما دیتا ہے۔'' دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ گھڑی کس وقت ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ پہلی نماز کھڑے ہونے سے لے کر سلام پھیرنے تک کے درمیان ہوتی ہے۔''

تشریح: کثیر راوی نے کہا: پہلی نماز سے مراد جمعہ کی نماز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ گھڑی اذان سے لے کر امام کے نماز سے سلام پھیرنے تک کے درمیان ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ گھڑی امام کے منبر سے اترنے کے وقت ہوتی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جمعہ والے دن کی ساعتِ قبول کو تین مقامات پر تلاش کرو، فجر طلوع ہونے سے لے کر آفتاب طلوع ہونے تک کے مابین، امام کے منبر سے اترنے اور نماز کے لیے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنے کے مابین اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے سے پہلے تک، پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ۔﴾ ..... ''اور اپنے رب کو یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت آہستہ آواز کے ساتھ صبح اور شام اور

(١٠٥٢) ضعيف جدا ......أخرجه الترمذي: ٤٩٠، وابن ماجه: ١١٣٨

اہل غفلت میں سے مت ہونا۔'' (سورۂ اعراف: ۲۰۵) نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ .... ''جمعہ کے دن جب نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو۔''
(سورۂ جمعہ: ۹)

(3)......بَابُ وَعِيدِ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ بِغَيْرِ عُذْرٍ

بغیر عذر کے جمعہ ترک کرنے کی وعید

(۱۰۵۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ سُفْيَانَ......

عَنْ أَبِي الْجَعْدِ يَعْنِي الضَّمْرِيَّ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى

سیدنا ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص غفلت اور سستی سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

تشریح: ابو الجعد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، ان کا نام معروف نہیں، اس حدیث کے علاوہ ان سے اور کوئی بھی حدیث مروی نہیں ہے۔

((طبع)) ''مہر'' کو کہتے ہیں۔ (طبع فلان) کا معنی ہے کہ فلاں نے مہر لگائی۔ یہ لفظ ''با'' کے فتحہ اور کسرہ دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، مراد عزت و آبرو کا میلا ہونا ہے۔ تلوار کے عام استعمال کی وجہ سے جو زنگ چڑھ جاتا ہے اور اس کی دھار کند ہو جاتی ہے لغت میں اس کو طبع کہتے ہیں، بعد ازاں اس لفظ کا استعمال ہر بدخصلت اور قبیح صفت پر ہونے لگا۔

امام مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''رین'' (زنگ آلود ہونا) ''طبع'' (مہر) سے کم تر مرتبہ ہے اور طبع ہلکا درجہ ہے ''اقفال'' (تالے پڑ جانا) سے اور یہ آخری درجہ سب سے شدید ہوتا ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ .... ''یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔'' (سورۂ مطففین: ۱۴)

(۱۰۵۳) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ۱۰۵۲، والترمذي: ۵۰۰، وابن ماجه: ۱۱۲۵

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ .... ''ان کے دلوں پر مہر خداوندی لگ چکی ہے۔'' (سورۂ توبہ:۹۳)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ .... ''یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں۔'' (سورۂ محمد:۲۴)

(١٠٥٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمُّوَيْهِ السَّرْخَسِيُّ فِي سَنَةِ إِحْدَى وَثَمَانِينَ وَثَلاثِمِائَةٍ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ عُمَرَ بْنِ الْعَبَّاسِ السَّمَرْقَنْدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ السَّمَرْقَنْدِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلامٍ، أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ سَلامٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلامٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مِينَاءَ......

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ وَأَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ۔))

سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر کی سیڑھیوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ اہل غفلت میں سے ہو جائیں گے۔''

شرح ((عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ)) ''جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں۔'' شمر نے کہا: نحوی سمجھتے ہیں کہ اہل عرب اس باب کے مصدر اور ماضی کو بالکل استعمال نہیں کرتے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ودع مصدر کا استعمال فرمایا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی فصیح ہے۔

فائدہ: ''دل پر مہر لگ جانا'' بہت بڑی بدنصیبی، محرومی اور سزا ہے کہ انسان نیکی اور خیر کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لیے بندے کو فوراً اپنی اصلاح اور توبہ کرنی چاہیے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: کسی عذر اور مجبوری کی بنا پر جمعہ چھوڑ دینا بالاتفاق جائز ہے۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ جان کنی کے عالم میں تھے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، وہ جمعہ کی تیاری میں مگن تھے اور خوشبو لگا رہے تھے، اطلاع ملتے ہی تشریف لے گئے اور جمعہ نہ پڑھا۔ (مسند شافعی: ١٨٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بارش والے دن اپنے مؤذن سے کہا: جب آپ اشهد ان محمدا رسول الله کہہ لیں تو حی علی الصلاة نہ کہنا بلکہ صلوا فی بیوتکم ''اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو'' کہنا اور کہنا: بلا شبہ جمعہ فرض

(١٠٥٤) أخرجه مسلم: ٨٦٥

ہے میں نے اچھا نہیں جانا کہ تمہیں حرج میں مبتلا کروں اور تم بارش اور کیچڑ میں گرتے پڑتے آؤ۔

(صحیح بخاری: ۹۰۱، صحیح مسلم: ۶۹۹)

جمعہ چھوڑنے کا کفارہ بھی بیان کیا گیا ہے، سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جس نے کسی عذر کے بغیر جمعہ چھوڑ دیا وہ ایک دینار صدقہ کرے، اگر یہ نہ پائے تو آدھا دینار۔''

(ضعیف، ابوداود: ۱۰۵۳)

یہ روایت بھی بیان کی گئی ہے: ''جمعہ بغیر عذر کے چھوڑنے والا شخص ایک درہم یا آدھا درہم یا ایک صاع یا آدھا صاع گندم صدقہ کرے۔'' (ضعیف، ابوداود: ۱۰۵۴)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''جس نے کسی عذر کے بغیر جمعہ چھوڑ دیا تو اس کا قیامت کے دن سے پہلے کوئی کفارہ نہیں۔'' (رواه السيوطى فى الجامع الكبير عن الديلمى)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان: ﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ .... ''جب جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔'' (سورۂ جمعہ: ۹) کے متعلق کہا: اس وقت خرید وفروخت حرام ہے۔ جناب عطاء رحمہ اللہ نے کہا: ہر قسم کا کام کاج حرام ہے۔

(4)......بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى

گاؤں میں جمعہ پڑھنا

(۱۰۵۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بن طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَا مِنَ الْبَحْرَيْنِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد پہلا جمعہ بنو عبدالقیس کی مسجد میں ہوا جو ملک بحرین کے جواثاء مقام میں تھی۔

شرح: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ دیہاتوں اور گاؤں میں جمعہ درست ہے۔ اہل علم کے مابین انعقاد جمعہ کے لیے مخصوص جگہ اور مخصوص عدد میں اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ کہ کتنے فاصلے سے جمعہ کی ادائیگی کے لیے آیا جائے۔

(۱۰۵۵) أخرجه البخاري: ۸۹۲

جگہ کے حوالے سے تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ بستی جس میں چالیس آزاد اور مقیم باشندے ہوں تو ان پر جمعہ کی ادائیگی ضروری ہے۔ عبیداللہ بن عبداللہ، عمر بن العزیز، امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کا یہی موقف ہے۔

جناب عمر بن العزیز رحمہ اللہ نے چالیس آدمیوں کی شرط کے ساتھ حاکم وقت کی موجودگی کی بھی شرط عائد کی ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک والی کی شرط نہیں ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے والی اور مخصوص عدد کی شرط نہیں لگائی البتہ یہ کہا ہے کہ ایسی بستی جس میں لوگوں کے گھر قریب قریب ہوں، نیز اس میں بازار اور مسجد ہو تو ان لوگوں پر جمعہ پڑھنا واجب ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جمعہ صرف بڑے شہر کی جامع مسجد میں پڑھا جاسکتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق: ۵۱۷۵) اہل الرائے کا بھی یہی موقف ہے۔ ان حضرات کے نزدیک بھی مصر جامع (بڑا شہر) کی شرط ہے۔ پھر ان کے ہاں چار آدمی موجود ہوں تو جمعہ ہو جاتا ہے البتہ حاکم وقت کا ہونا شرط ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: تین آدمی والی (حکم وقت) سمیت موجود ہوں تو جمعہ منعقد ہو جاتا ہے۔

امام ابوثور رحمہ اللہ کہتے ہیں: دو آدمی ہوں تو جمعہ ہو جاتا ہے جس طرح باقی نمازوں کی جماعت کے لیے دو افراد کافی ہیں۔

ربیعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: بارہ افراد ہوں تو جمعہ منعقد ہو جاتا ہے کیونکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ .... ''اور جب کوئی سودا بکتا دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آجائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں۔'' کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ والے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں شام سے ایک تجارتی قافلہ غلہ لے کر آگیا تو سارے لوگ اس کی طرف نکل گئے یہاں تک کہ مسجد میں صرف بارہ افراد رہ گئے اور اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری: ۹۳۶، صحیح مسلم: ۸۶۳)

اس واقعہ میں اس بات کی کوئی دلیل موجود نہیں کہ جمعہ کے انعقاد کے لیے اس عدد (۱۲) کا پایا جانا شرط ہے۔

جناب عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے والد کعب سے بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز جب وہ جمعے کی اذان سنتے تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے۔ میں نے ان سے کہا: آپ جب اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ حرّہ بنی بیاضہ میں ''ہزم النبیت'' کے اندر انہوں نے ہی سب سے پہلے ہمیں جمعہ پڑھایا تھا۔ ایک نقیع میں جسے ''نقیع الخضمات'' کہا جاتا تھا (یعنی نشیبی جگہ جہاں پانی جمع ہو جاتا تھا)۔ میں نے ان سے پوچھا: آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا: چالیس افراد۔

(حسن، ابوداود: ۱۰۶۹)

ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ نے کہا: نقیع اس نشیبی جگہ کو کہتے ہیں جہاں کچھ عرصہ پانی رکا رہے اور جب پانی خشک ہو تو

گھاس اُگ آئے۔

((بنو بیاضۃ۔)) انصار کی ایک شاخ ہے۔((حرّ)) سنگلاخ اور گرم زمین کو کہتے ہیں جو مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر تھی۔

فائدہ: ان حضرات کا چالیس کی تعداد میں ہونا ایک اتفاقی عدد اور خبر ہے ورنہ صحت جمعہ کے لیے افراد کی تعداد متعین ہونے کی بابت کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ نماز جمعہ کی جماعت کے لیے بھی کم از کم دو افراد ہی کافی ہیں۔(ع،س)

کتنی مسافت سے جمعہ پڑھنے کے لیے حاضر ہونا ضروری ہے، اگر وہاں جمعہ نہ ہو رہا ہو؟ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: لوگ اپنے ڈیروں سے اور بالائے مدینہ (عوالی) سے جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری: ۹۰۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص پر جمعہ پڑھنا ضروری ہے جو رات کو واپس اپنے بال بچوں میں لوٹ سکے۔'' (ضعیف جدا، ترمذی معلقا بعد الحدیث: ۵۰۱)

بعض اہل علم کا موقف یہ ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ کبھی تو وہ اپنے محل میں جمعہ منعقد کرتے اور کبھی نہ کرتے اور ان کا محل دو فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ ابراہیم نے کہا: دو فرسخ کی مسافت اور دوری سے جمعہ پڑھنے کے لیے آنا چاہیے۔

بعض نے کہا: ان لوگوں پر جمعہ پڑھنا واجب ہے جن کو جمعہ کی اذان سنائی دیتی ہو۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف یہی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: ''ہر اس شخص پر جمعہ ہے جو اذان سنے۔'' (ضعیف، ابوداود: ۱۰۵۶)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جب کوئی شخص ایسی بستی میں رہائش پذیر ہو جس میں جمعہ منعقد ہوتا ہو تو ایسے شخص کے لیے جمعہ کی اذان سننے کی کوئی شرط نہیں (بلکہ اس پر جمعہ کی ادائیگی فرض ہے)۔

جناب عطاء رحمہ اللہ نے کہا: جب آپ ایسی بستی میں اقامت گزیں ہوں جس میں جمعہ منعقد ہوتا ہو تو آپ پر لازم ہے کہ جمعہ ادا کریں آپ نے اذان سنی ہو یا نہ۔

امام رحمہ اللہ نے کہا: اگر جمعہ اور عید اکٹھے آ جائیں تو زوال سے پہلے عید پڑھی جائے گی اور زوال کے بعد اکثر اہل علم کے نزدیک جمعہ پڑھنا ضروری ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تمہارے اس دن دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں، تو جو چاہے اس کے لیے یہ (نماز عید) جمعہ کے بدلے کافی ہے اور ہم جمعہ پڑھیں گے۔'' (صحیح، ابوداود: ۱۰۷۳)

جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جمعہ اور عید فطر ایک ہی دن آ گئے، تو انہوں نے ان دونوں کو جمع کر دیا اور پہلے پہر دو رکعتیں پڑھائیں اور ان پر کچھ اضافہ نہ کیا حتی کہ عصر پڑھی۔

(صحیح، ابوداود: ۱۰۷۲)

مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ صدر عمل کی بابت علم ہوا تو کہا: انہوں نے سنت پر عمل کیا ہے۔ (صحیح، ابوداود: ۱۰۷۱)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: جب دو عیدیں ایک دن میں جمع ہو جائیں (جمعہ اور عید) تو ان دونوں میں سے ایک کا پڑھ لینا کافی ہے۔

ابو سلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی سند میں کلام ہے۔ صحیح مان لینے کی صورت میں اس حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ جو چاہے اس کے لیے نماز عید کا پڑھنا جمعہ کے بدلے کافی ہے۔ یعنی اسے جمعہ کی رخصت ہے لیکن وہ ظہر کی نماز ضرور پڑھے گا۔ نماز ظہر اس سے ساقط نہیں ہو گی، لہٰذا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل (رخصت کو سب کے لیے عام سمجھنا) میرے نزدیک درست نہیں۔ البتہ ان علماء کے نزدیک ٹھیک ہوگا جو زوال سے پہلے جمعہ کی ادائیگی جائز سمجھتے ہیں، ایسا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

جناب عطاء نے کہا: ہر عید چاشت کے وقت پڑھی جا سکتی ہے، جمعہ، عید فطر اور عید ضحیٰ۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا جمعہ زوال سے پہلے پڑھا جائے یا بعد میں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اگر میں زوال سے قبل پڑھ لوں تو دوبارہ نہیں پڑھوں گا، اسحاق نے بھی یونہی کہا ہے۔ اس قول کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ممکن ہے دو رکعتیں جمعہ کی نیت سے پڑھی ہوں اور عید کو جمعہ کی فرع سمجھ لیا ہو، یہ امام خطابی رحمہ اللہ کا تبصرہ ہے۔

فائدہ: بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز عید کے بعد ظہر کی نماز نہیں پڑھی، صرف عصر کی نماز پڑھی۔ لیکن صاحب سبل السلام نے کہا ہے کہ یہ روایت ظہر کے نہ پڑھنے میں نص قاطع نہیں ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ انہوں نے نماز ظہر گھر ہی میں ادا کر لی ہو۔ اس کی مزید تائید امام عطاء رحمہ اللہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ: انھم صلوا وحدانا ''لوگوں نے اکیلے نماز ادا کر لی۔'' اور اس کے برخلاف بالاتفاق جمعہ جماعت کے ساتھ ہی درست ہے، لہٰذا انہوں نے جمعہ نہیں پڑھا بلکہ صرف نماز ظہر ہی اکیلے ادا کر لی۔ بہرحال عید کے دن جمعہ کی رخصت ہے نماز ظہر کی نہیں لیکن جمعہ پڑھنا مستحب ہے۔ افضل یہ ہے کہ امام استحباب پر عمل کرے نہ کہ رخصت پر تا کہ جمعہ پڑھنے والوں کو کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی نہ ہو۔ واللہ اعلم (ع،س)

قارئین کی سہولت کے لیے اس موضوع پر درج ذیل پیش کی جاتی ہے:

جمعہ کی اہمیت کے حوالے سے دو احادیث تحریر کی جاتی ہیں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ سے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے بارے میں فرمایا: ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ، ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ۔)) ...... ''میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ کسی آدمی کو یہ حکم دوں کی وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور خود جمعہ سے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے گھر جلانے کے لیے (چلا جاؤں)۔'' (مسلم: ٦٥٢)

سیدنا ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ۔)) ...... ''جو شخص غفلت اور سستی سے تین جمعے چھوڑ دے، اللہ تعالی اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔'' (ابوداود: ١٠٥٢، ترمذی: ٥٠٠، نسائی: ١٣٧٠، ابن ماجه: ١١٢٥)

ہمیں اس ضمن میں سب سے زیادہ تعجب احناف پر ہوتا ہے، جو فتووں کی حد تک تو دیہاتوں اور قصبوں میں نماز جمعہ اور نماز عید کے قائل نہیں ہیں، لیکن عملی طور پر اکثر و بیشتر گاؤں میں نماز جمعہ کا اور تقریباً ہر گاؤں میں نماز عید کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں، بلکہ بعض بستیوں میں احناف کی دو دو تین تین مساجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ ایک ''حنفی مقلد عالم'' اِس گاؤں میں بستیوں میں نماز جمعہ اور نماز عید کی ادائیگی کی زبردست مخالفت کر رہا ہوتا ہے، جبکہ دوسری بستی میں نماز جمعہ پڑھانے والا وہ خود ہوتا ہے۔ پھر عوام الناس کو تسلی دلانے اور اپنے آپ کو تنکے کا سہارا دینے کے لیے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ جہاں نماز جمعہ کی ادائیگی شروع کر دی جائے وہاں اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ارے! کچھ تو غور کر لیا ہوتا کہ جہاں جمعہ کی نماز ادا کرنا صحیح ہی نہیں ہے، وہاں اس کی ابتدا کیسے ہو گی؟!

بہرحال اب ہم شرعی نصوص کا جائزہ لیتے ہیں، آخر میں حنفی مسلک کی وضاحت کی جائے گی۔ ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر نماز جمعہ ادا کرنا فرض ہے۔

(١) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔﴾ (سورۂ جمعه: ٩) ...... ''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ تعالی کی یاد کی طرف آؤ اور لین دین چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔''

یہ آیت عام ہے، اس میں ہر صاحبِ ایمان کو نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، صرف ان لوگوں کو مستثنی کیا جائے گا جن کو شریعت نے رخصت دی ہے، جیسے غلام، عورت، بچہ اور مریض۔

(٢) سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔)) ...... ''جمعہ میں حاضر ہونا ہر بالغ پر واجب ہے۔'' (ابوداود: ٣٤٢، نسائی: ١٣٧٢)

یہ حدیثِ مبارکہ بھی عام ہے اور ہر مسلمان کو شامل ہے، وہ دیہاتی ہو یا شہری۔

(۳) سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةٍ: عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ أَوِ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيْضٍ۔))...... ''ہر مسلمان پر نماز جمعہ جماعت کے ساتھ واجب ہے، سوائے ان چار افراد کے: غلام، عورت، بچہ اور مریض۔''

(ابوداود: ۱۰۶۷، مستدرك حاكم: ۱۰۶۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ہر مسلمان پر جمعہ واجب قرار دیا ہے اور صرف چار افراد کو مسجد میں نہ آنے کی رخصت دی ہے۔

ذہن نشین رہنا چاہیے کہ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا البتہ یہ بات درست ہے کہ ان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہیں ہے لیکن راجح قول کے مطابق صحابی کی مرسل حجت ہوتی ہے۔

(۴) ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ جب سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز اذان سنتے تو سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحم کی دعا کرتے۔ ان کے بیٹے نے ان سے سبب پوچھا کہ جب بھی آپ اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحم کی دعا کرتے ہیں؟ انھوں نے جواباً کہا: ((لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِيْ هَزْمِ النَّبِيْتِ مِنْ حَرَّةَ بَنِيْ بَيَاضَةَ فِيْ نَقِيْعٍ يُقَالُ لَهٗ نَقِيْعُ الْخَضْمَاتِ۔ قُلْتُ: كَمْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: اَرْبَعُوْنَ .))......''وہ (اسعد) پہلا شخص ہے، جس نے مقام نقیع (نقیع الخضمات) میں واقع بنو بیاضہ کی زمین ''ہزم نبیت'' میں ہمیں پہلا جمعہ پڑھایا تھا۔''

میں نے کہا: (ابو جان!) آپ اس وقت کتنے لوگ تھے؟ انھوں نے بتایا: چالیس آدمی تھے۔

(ابوداود: ۱۰۶۹، ابن ماجه: ۱۰۸۲)

ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں اور قابل غور ہیں: ((اَیْ بُنَیَّ كَانَ اَوَّلُ مَنْ صَلّٰى بِنَا صَلَاةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ مَكَّةَ فِيْ نَقِيْعِ الْخَضْمَاتِ . ...)) ''اے میرے بیٹا! (وہ اسعد) پہلا شخص ہے، جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے (مدینہ میں) آنے سے پہلے ہم کو ''نقیع الخضمات'' میں نماز جمعہ پڑھائی تھی......''

یہ ''حرہ بنی بیاضہ'' مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا۔ (التلخيص الحبير: ۲/ ۵۷)

یہ چالیس آدمی اتفاقی طور پر تھے، اس لیے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم اتنی تعداد کا ہونا ضروری ہے، جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے، شام سے ایک تجارتی قافلے کی آمد پر لوگ اس کی طرف چلے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سننے والے صرف بارہ آدمی بچ گئے تھے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾ (سورۂ جمعه: ۱۱)

خطابی نے کہا: اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ شہروں کی طرح بستیوں میں بھی جمعہ جائز ہے کیونکہ یہ حرہ بنو بیاضہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔(عون المعبود: ۱/ ۵٤۱)

اس حدیث پر امام ابوداود نے "باب الجمعة فی القری" (بستیوں میں جمعہ کی ادائیگی کا بیان) اور امام ابن ماجہ نے "باب فی فرض الجمعة" (جمعہ کے فرض ہونے کے بیان) کی سرخیاں ثبت کی ہیں۔

امام شوکانی نے کہا: نبی کریم ﷺ پر مکہ ہی میں جمعہ فرض ہو گیا تھا، جیسا کہ امام طبرانی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان کیا ہے، لیکن کافروں کی وجہ سے اس کی ادائیگی ممکن نہ تھی۔ جب صحابہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو آپ ﷺ نے ان کی طرف یہ فرمان لکھا کہ وہ جمعہ ادا کیا کریں، سو انھوں نے ایسے ہی کیا اور اتفاقی طور پر وہاں چالیس آدمی موجود تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ چالیس سے کم افراد ہوں تو جمعہ نہیں ہوتا۔(نیل الاوطار: ۳/ ۲۷٤)

(۵) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((اَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثی ، يَعْنِیْ قَرْيَةً مِنَ الْبَحْرَيْنِ .)) ......''رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جو جمعہ ادا کیا گیا، اس کے بعد پہلا جمعہ بحرین کے ایک گاؤں جواثی میں عبدالقیس کی مسجد میں ادا کیا گیا۔''

(صحیح بخاری: ۸۹۲، ٤۳۷۱، ابوداود: ۱۰٦۸)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر "باب الجمعة فی القری والمدن" (بستیوں اور شہروں میں جمعہ کی ادائیگی کا بیان) کی سرخی ثبت کی ہے۔

ابوعمار عمر فاروق سعیدی نے سنن ابوداود کے فوائد (۱/ ۷٦۱) میں کہا: جواثی کی مسجد کے آثار آج بھی موجود ہیں، چھوٹی سی جگہ ہے اور صرف دو صفوں کا دالان ہے۔

(٦) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ((كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَ مِنَ الْعَوَالِیْ .)) ......''لوگ اپنے ڈیروں سے اور بالائے مدینہ (عوالی) سے جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے۔''

(صحیح بخاری: ۹۰۲، صحیح مسلم: ۸٤۷)

"عَوَالی" کی آبادیاں مدینہ منورہ سے تین سے آٹھ میل کی مسافت تک تھیں۔

"يَنْتَابُون" کے معانی: بار بار آنا، آمد و رفت رکھنا، کوئی کام باری باری کرنا۔ متن کا ترجمہ اول الذکر معانی کو دیکھ کر کیا گیا ہے، جس میں اشکال نہیں پایا جاتا۔

ایک روایت میں "يتناوبون" کے الفاظ ہیں، اس کے معانی یہ ہیں: کوئی کام بار بار کرنا، آپس میں کوئی چیز باری باری لینا، کام باری باری کرنا۔

اگر ان الفاظ کے مؤخر الذکر معانی کو مدنظر رکھا جائے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ عوالی کے سارے لوگ نہیں آتے

تھے، درج ذیل کلام ملاحظہ فرمائیں:

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی لکھتے ہیں: اگر کوئی آدمی اس حدیث سے یہ استدلال کرے کہ عوالی والوں پر جمعہ فرض نہیں تھا، بصورت دیگر وہ سب آتے اور باری باری نہ آتے۔ میں یوں جواب دوں گا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعض لوگ جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد نبوی آ جاتے اور بعض اپنے گھروں میں ہی رہتے۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ بروز جمعہ اپنے گھروں پر ہوتے وہ یہ نماز ادا کرنے کے لیے مدینہ آتے تھے، کیونکہ ان میں ایسے افراد بھی ہوتے جو سفر یا کسی کام کی وجہ سے گھر پر نہ ہوتے تھے اور کوئی معذور ہوتا تھا، اس لیے وہ سارے کے سارے حاضر نہیں ہو سکتے تھے، البتہ جب وہ گھر پہنچ جاتے یا عذر زائل ہو جاتا تو وہ مسجد نبوی میں آ جاتے تھے۔ پس ان کا باری باری آنا اس بنا پر تھا، نہ کہ جمعہ کی پروا نہ کرنے کی بنا پر۔ (عون المعبود: ١/ ٥٣٤)

دوسری بات یہ ہے کہ محض احتمال کو سامنے رکھ کر واضح نصوص کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

(۷) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((اِنَّ اَهْلَ قُبَاء كَانُوْا يُجَمِّعُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .)) ...... ”قبا بستی والے لوگ جمعہ والے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے۔ (ابن ماجه: ١١٢٤ ، حسنه بعضهم وضعفه بعضهم وله شواهد) قبا، مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھی۔

حافظ ابن حجر نے صحابہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے کہا: ((وَعَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ أَنَّ جَمِّعُوا حَيْثُمَا كُنْتُمْ وَهَذَا يَشْمَلُ الْمُدُنَ وَالْقُرَى أخرجه بن أَبِي شَيْبَةَ أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَن عمر وَصَححهُ بن خُزَيْمَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيقِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ سَأَلْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ فَقَالَ كُلُّ مَدِينَةٍ أَوْ قَرْيَةٍ فِيهَا جَمَاعَةٌ أُمِرُوا بِالْجُمُعَةِ فَإِنَّ أَهْلَ مِصْرَ وَسَوَاحِلِهَا كَانُوا يُجَمِّعُونَ الْجُمُعَةَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ بِأَمْرِهِمَا وَفِيهِمَا رِجَالٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَعِنْدَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَن بن عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَرَى أَهْلَ الْمِيَاهِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ يُجَمِّعُونَ فَلَا يَعِيبُ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا اخْتلف الصَّحَابَة وَجب الرُّجُوع إِلَى الْمَرْفُوع۔))

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بحرین کی طرف خط لکھا کہ: ”تم جہاں کہیں بھی ہو، جمعہ پڑھا کرو۔“ یہ حکم دیہاتیوں اور شہریوں دونوں کو شامل ہے۔ اسی طرح ابن ابی شیبہ نے ابو رافع کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا۔ بیہقی نے ولید بن مسلم کی سند سے روایت کی ہے کہ جب اس نے امام لیث بن سعد سے سوال کیا تو انھوں نے کہا: ہر وہ شہر یا گاؤں جس میں جماعت ہو، انہیں جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یقیناً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے مصر اور ساحل سمندر پر رہنے والے لوگ جمعہ پڑھتے تھے اور ان میں صحابہ کرام بھی تھے۔ عبد الرزاق کے ہاں صحیح سند کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ کے

درمیان اہل میاہ کو دیکھتے کہ وہ جمعہ ادا کرتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ ان پر عیب نہیں لگاتے تھے۔ چنانچہ جب صحابہ کرام میں اختلاف ہو گیا تو مرفوع حدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہو گیا۔ (فتح الباری: ۳/ ۳۸۰)

امام ابن حزم نے کہا: ''دیہات میں جمعہ سے روکنے والوں کے خلاف سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ اس وقت چھوٹی چھوٹی بستیوں میں تقسیم تھا۔ بنو مالک بن نجار کے گھر، اموال اور کھجوروں کے باغات علیحدہ تھے، اسی طرح بنو عدی بن نجار اور بنو عبد الاشھل جدا جدا زندگی گزار رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مالک بن نجار میں اپنی مسجد کی بنیاد رکھی اور جمعہ ایسی بستی میں ادا کیا جو بڑی نہ تھی اور نہ وہاں کوئی شہر تھا۔ پس اس شخص کا دعویٰ باطل ہو گیا جس نے کہا کہ شہر کے علاوہ جمعہ نہیں ہے اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس سے کوئی شخص جاہل نہیں ہے، نہ ایمان والا نہ کافر۔'' (محلی ابن حزم: ۵/ ۵۴)

آج کل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے محراب اور قبر مبارک والے حجرے اور اصحابِ صفہ کے چبوترے سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسجد نبوی کتنی بڑی تھی۔ غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے کل مہاجرین و انصار کی تعداد (۳۱۳) تھی، ان میں اصحاب صفہ اور انصاریوں کے گھروں میں رہنے بے گھر مہاجر بھی شامل تھے، اس تعداد سے ان کے گھروں کی تعداد کا اندازہ لگا کر مدینہ منورہ کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ وہ کتنا بڑا شہر تھا؟ کیا ''مصر جامع'' کی شرط لگانے والے سوچتے نہیں ہیں؟

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ نے خلاصۂ کلام پیش کرتے ہوئے کہا: سلف کے ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بستیوں اور دیہاتوں میں جمعہ ادا کرنا صحیح ہے، اور اس ضمن میں قرآن مجید کی آیت ﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ﴾ کا عام حکم ہی کافی ہے، کسی آیت یا سنتِ صحیحہ سے اس کا نسخ ثابت ہے نہ تخصیص اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حقیقت کے برعکس کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۵۴۳)

عام طور پر احناف کی طرف سے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے: ((لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ)) ......''نماز جمعہ اور نماز عید نہیں ہے، مگر بڑے شہر میں۔''

لیکن قطعی طور پر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باسندِ صحیح ثابت نہیں ہے۔ امام بیہقی نے کہا: ((لا يروى عن النبى صلى الله عليه وسلم فى ذالك شىء .)) ......''اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی (حدیث) مروی نہیں ہے۔''

(نصب الراية: ۲/ ۱۹۵، الدراية: ۱/ ۲۱۴)

یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے اور بالاتفاق موقوف روایت مرفوع روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود احناف اس قول پر عمل نہیں کرتے اور بے شمار بستیوں میں نماز جمعہ اور ہر بستی میں نماز عید کا اہتمام

کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس قول کو ان چند بستیوں کے ساتھ خاص کر رکھا ہے جہاں کوئی ذاتی یا انانیت کا مسئلہ پایا جاتا ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم بستیوں میں نماز جمعہ کے قائل ہیں اور یہ مسلک آیت اور احادیث سے زیادہ موافقت بھی رکھتا ہے، اس لیے اس کو ترجیح دینی چاہیے۔

فقہ حنفی اور نماز جمعہ:

قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے، اب ہم قارئین کے فائدے کے لیے فقہ حنفی کی معروف کتاب "الهداية" کا اقتباس اور اس کے محشی جناب محمد عبد الحئی لکھنوی حنفی کا کلام پیش کرتے ہیں، تاکہ حقائق واضح ہو جائیں، آخر میں ان کا خلاصۂ کلام پیش کریں گے۔

"مصر جامع" سے مراد بڑا شہر اور "مصر" سے مراد شہر ہے، مزید وضاحت متن اور حاشیہ میں موجود ہو گی۔

صاحبِ ہدایہ جناب ابو الحسن علی بن ابو بکر مرغینانی لکھتے ہیں: نماز جمعہ صحیح نہیں ہے، مگر ''مصرِ جامع'' میں یا اس ''مصر'' کی خالی جگہ میں اور یہ نماز بستیوں میں جائز نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ وَلَا فِطْرَ وَلَا اَضْحٰى اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ)) ...... ''نہ نماز جمعہ ہے، نہ نماز عید ہے، یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ، مگر مصرِ جامع میں۔''

''مصر جامع'' ہر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں امیر اور قاضی ہو جو (شرعی) احکام اور حدود کا نفاذ کرتا ہو، یہ ابو یوسف کا قول ہے اور محمد کا قول یہ ہے کہ جب لوگ سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں لیکن وہ تنگ پڑ جائے (تو اسے ''مصرِ جامع'' کہیں گے)، پہلا قول کرخی نے اختیار کیا ہے اور وہی ظاہر ہے اور دوسرا قول ثلجی کی ترجیح ہے......

منی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے، اگر حجاز کا امیر ہو یا خلیفہ سفر پر ہو، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف کے نزدیک ہے، محمد کا خیال ہے کہ منی میں کوئی جمعہ نہیں ہے، کیونکہ وہ بستی ہے، حتی کہ وہ وہاں نمازِ عید پڑھنے کے قائل بھی نہیں ہیں، لیکن امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک یہ علاقہ حج کے موسم میں ''مصر'' بن جاتا ہے اور نماز عید نہ پڑھنے کا تعلق تخفیف سے ہے۔ البتہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عرفات میں جمعہ نہیں ہو گا، کیونکہ اس میں کوئی عمارت نہیں ہے اور منی میں عمارتیں موجود ہیں۔ (الهداية اولين: صـ ۱۷۷، ۱۷۸)

مولانا عبد الحئی حنفی اسی مقام پر حاشیے میں لکھتے ہیں: ''مصرِ جامع'' کی تعریف میں اختلاف ہے: (۱) امام ابو حنیفہ: وہ مقام، جہاں اہل شہر کی اشیائے ضرورت (اور سہولیات) موجود ہوں۔ (۲) ابو یوسف: ہر وہ جگہ جہاں امیر اور قاضی ہو جو شرعی احکام اور حدود کا نفاذ کرتا ہو، حسن نے بھی اپنی کتاب میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ (۳) سفیان ثوری: ''مصرِ جامع'' وہ ہے جس کو لوگ دوسرے شہروں کا ذکر کرتے وقت شہر سمجھتے ہوں، جیسے بخارا اور سمرقند (۴) ابو عبد اللہ

بلخی: میں نے جو سب سے بہترین رائے سنی ہے، وہ یہ ہے کہ جس مقام کے لوگ سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں لیکن وہ تنگ پڑ جائے، وہ ''مصر جامع'' ہوگا۔ (۵) امام ابوحنیفہ: وہ بڑا شہر جس میں گلیاں اور بازار ہوں اور اس میں پگڈنڈیاں ہوں اور لوگ اپنے حادثات میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔

شہر کی ''خالی جگہ'' سے مراد شہر سے متصل یا منفصل وہ گراؤنڈز ہیں جو شہری لوگوں کی مصلحتوں کے لیے خالی رکھے جاتے ہیں، یہ محمد کے اندازے کے مطابق ایک تیر کی پھینک تک یا تین سو ہاتھ سے چار سو ہاتھ تک وسیع ہوتے ہیں، لیکن ان کی حد بندی کے بارے میں مزید تین اقوال یہ ہیں: ایک میل، دو میل، تین میل۔ (حاشیہ ختم ہوا، بعض عبارات کا مفہوم پیش کیا گیا)

نبی کریم ﷺ کی جو روایت صاحب ہدایہ نے پیش کی، اس کے بارے میں اسی کتاب کے حاشیے میں حافظ ابن حجر نے کہا: مجھے یہ حدیث نہیں ملی۔

خلاصۂ کلام: ......صاحبِ ہدایہ نے نماز عید اور نماز جمعہ کے لیے ''مصرِ جامع'' کی شرط لگانے کے لیے جس حدیث پر بنیاد رکھی اس کا وجود نہیں ملتا، پھر ''مصرِ جامع'' کی وضاحت کرتے کرتے پانچ چھ اقوال نقل کر دیئے، جن میں سے تین اقوال امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں۔

پھر جب منی اور عرفات کی باری آئی تو وہاں عمارتوں کے ہونے یا نہ ہونے کا فرق کھڑا کر دیا، حالانکہ صرف عمارتوں کا نام شہر نہیں ہے۔

اسی طرح جب شہر کی خالی جگہ کی پیمائش کا مسئلہ کھڑا ہوا تو پھر چار پانچ اقوال بن گئے۔ بہرحال یہ تو حنفی فقہا ہی فیصلہ کریں گے کہ کس قول کو کس دلیل کی روشنی میں کیوں ترجیح دی جائے۔

لیکن اتنی حدود و قیود کے باوجود اب حنفی لوگ تقریباً ہر گاؤں میں نماز عید کا اور اکثر و بیشتر دیہاتوں میں نماز جمعہ کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کی تقلید پر زور بھی دیتے ہیں اور ان اہل حدیث لوگوں پر سخت طعن بھی کرتے ہیں جو دیہاتوں میں نماز جمعہ کی ادائیگی کا فتوی دیتے ہیں یا اس کا اہتمام کرتے ہیں؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ! شعور والا اتنا کچھ سن کر کیا کرے گا!؟ آج کل یہ فلسفہ بھی سنائی دیتا ہے کہ جس گاؤں میں جمعہ کی نماز شروع کر دی جائے، وہاں اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ارے! جہاں نمازِ جمعہ ہوتی ہی نہیں، وہاں شروع کیسے ہوگی!؟

ہم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دے دیا ہے اور فقہ حنفی کی معتبر کتاب کا اقتباس بھی پیش کر دیا ہے، اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو شرعی مسائل سمجھنے کا شعور عطا کر رکھا ہے۔ اگر حسن نیت کے ساتھ اور بے جا تعصب سے بچ کر مطالعہ کیا جائے تو حق واضح ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(5)......بَابُ مَنْ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ

کن پر جمعہ پڑھنا واجب نہیں

(١٠٥٦)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَطْمِيُّ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلا مِنْ بَنِي وَائِلٍ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِلا امْرَأَةً أَوْ صَبِيًّا أَوْ مَمْلُوكًا۔))

جناب محمد بن کعب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے بنو وائل کے ایک آدمی سے سنا وہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر جمعہ واجب ہے سوائے عورت، بچہ اور غلام کے۔“

تشریح: سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ اس حدیث کو نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں اس میں لفظ ”مریض“ کا اضافہ ہے۔ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو ہے مگر سنا کچھ نہیں۔

فائدہ: یہ پوری حدیث یوں ہے: عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً عَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَوْ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيضٌ۔)) ......سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر واجب حق ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ جمعہ ادا کرے، ماسوائے چار افراد کے: غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔“ (صحیح، ابوداود: ١٠٦٧) (م،م)

ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے کہا: اکثر اہل علم کے نزدیک جمعہ فرض عین ہے جبکہ کچھ علماء کے نزدیک جمعہ فرض کفایہ ہے اور یہ صرف ان لوگوں پر فرض ہے جن میں مذکورہ شروط پائی جائیں، عقل وشعور، بلوغت، آزادی، مذکر ہونا اور مقیم ہونا۔ اگر کوئی شرعی عذر مانع ہوتو الگ بات ہے۔ بچہ اور وہ شخص جس کا ذہنی توازن درست نہ ہو (مجنون) پر جمعہ فرض نہیں (بلکہ وہ شرعی طور پر مکلّف ہی نہیں) ان لوگوں پر بدنی احکامات لاگو نہیں ہوتے کیونکہ ان کے وجود میں کمی ونقص پایا جاتا ہے، آئمہ اس بات پر متفق ہیں کہ خواتین پر بھی جمعہ کی ادائیگی فرض نہیں ہے۔

اکثر اہل علم کا موقف ہے کہ غلام بھی جمعہ کی فرضیت سے مستثنیٰ ہے۔ امام داؤد ظاہری رحمہ اللہ نے کہا: غلام پر جمعہ فرض ہے۔ (عمومی دلائل کی وجہ سے) حسن بصری رحمہ اللہ اور قتادہ نے کہا: معاہد غلام پر جمعہ پڑھنا واجب ہے، امام اوزاعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

(١٠٥٦) ضعيف ......أخرجه الامام الشافعي في المسند: ٢٥٩، شرح کی ابتدا میں مذکورہ حدیث دیکھیں۔

فائدہ: معاہد غلام وہ ہوتا ہے جس نے اپنے مالک سے معاہدہ کر لیا ہے کہ وہ آزاد کام کاج کرے گا اور مالک کو یومیہ کی بنیاد پر اتنی رقم ادا کرے گا، یا سال میں اتنی رقم ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ (ع،س)

مسافر پر جمعہ واجب نہیں، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ نے کہا: اگر مسافر نے اذان سن لی ہے تو جمعہ کے لیے آنا اس کے حق میں ضروری ہو گیا ہے۔

یادرہے کہ وہ شخص جس پر جمعہ فرض تو نہیں البتہ وہ جمعہ پڑھ لیتا ہے تو جمعہ کی ادائیگی سے نماز ظہر ساقط ہو جائے گی اور ان کا جمعہ درست ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمعہ والے دن عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا: جب تم امام کے ساتھ نماز پڑھو تو اس کی اقتداء کرو، (یعنی دو رکعت ہی پڑھو) اور جب علیحدہ پڑھو تو چار رکعت ادا کرو۔

امام رحمہ اللہ نے کہا: ہر وہ شخص جس پر جمعہ فرض تو نہیں اگر وہ نماز ظہر جمعہ ختم ہونے سے پہلے پڑھ لے تو جائز ہے اور جن پر جمعہ کی ادائیگی فرض ہے ان کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ جمعہ ختم ہونے سے پہلے ظہر پڑھ لیں۔

ہر وہ شخص جس پر جمعہ فرض ہے زوال آفتاب کے بعد جمعہ پڑھے بغیر اس کے لیے سفر کا آغاز کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر وہ فجر طلوع ہونے کے بعد اور زوال آفتاب سے قبل اپنا سفر شروع کرتا ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں، البتہ ناپسندیدہ بات ہے کیونکہ جمعہ فوت ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔

اگر سفر نیکی اور اطاعت پر مبنی ہو تو پھر الگ بات ہے۔ مثلاً حج یا جہاد کے لیے سفر درپیش ہے تو اس صورت میں سفر کے لیے نکلنا اولیٰ اور بہتر ہے درج ذیل حدیث کی بنا پر۔

(١٠٥٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِي سَرِيَّةٍ، فَوَافَقَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَغَدَا أَصْحَابُهُ، وَقَالَ: أَتَخَلَّفُ فَأُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، فَلَمَّا صَلَّى مَعَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ میں بھیجا، اتفاق سے وہ دن جمعہ کا تھا، ان کے ساتھی صبح صبح مہم پر روانہ ہو گئے مگر انہوں نے کہا: میں پیچھے رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جمعہ پڑھ کر روانہ ہوں گا اور اپنے

(١٠٥٧) ضعيف الاسناد ......أخرجه الترمذي: ٥٢٧

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ، فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَغْدُوَ مَعَ أَصْحَابِكَ؟)) قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ، ثُمَّ أَلْحَقَهُمْ، فَقَالَ: ((لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الأَرْضِ مَا أَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ.))

ساتھیوں سے جا ملوں گا، چنانچہ انہوں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں جمعہ پڑھا تو آپ نے دیکھ لیا اور پوچھا: ''اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آپ نے صبح صبح کوچ کیوں نہیں کیا۔'' سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا پروگرام تھا کہ آپ کے ساتھ نماز جمعہ پڑھ کر سفر کروں گا اور ساتھیوں تک پہنچ جاؤں گا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم روئے زمین پر موجود ہر چیز بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو، تو بھی ان کے صبح کے سفر کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتے۔''

شرح بعض علماء کا خیال ہے کہ جمعہ والے دن صبح کے وقت سفر کا آغاز نہ کیا جائے بلکہ جمعہ کے بعد سفر شروع کیا جائے۔ اہل الرائے کا کہنا ہے کہ زوال کے بعد سفر کرنا جائز ہے، جب جمعہ کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے علاقے سے نکلنا ممکن ہو۔

مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص جو سفر کرنے کی پوری تیاری کر چکا تھا، کو یہ کہتے ہوئے سنا: آج جمعہ کا دن نہ ہوتا تو میں ضرور سفر پر روانہ ہو جاتا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ سفر کریں کہ جمعہ سفر سے مانع نہیں ہے۔

(مسند شافعی: ۱۸۸)

فائدہ: راجح بات یہی ہے کہ مسافر پر جمعہ فرض نہیں جبکہ وہ حالت سفر میں ہو اور اس پر مسافر کا لفظ صادق آتا ہو، اس لیے کہ آپ نے دوران حج عرفات میں جمعہ نہیں پڑھا بلکہ ظہر ادا کی، البتہ اگر کوئی جمعہ پڑھ لے تو درست ہے۔ مسافر شخص امامت کرائے تو بھی جائز ہے۔ (ع،س)

(6)......بَابُ التَّنْظِيفِ وَالتَّطَيُّبِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن صاف ستھرا لباس پہننا اور خوشبو لگانا

(۱۰۵۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَدِيعَةَ......

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، اور اچھی

(۱۰۵۸) أخرجه البخاري: ۸۸۳

الْـجُـمُـعَةِ، وَيَتَـطَهَّـرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُـمَّ يَخْرُجُ، فَلا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ، إِلا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ، وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الأُخْرَى۔))

طرح پاکیزگی اختیار کرے، تیل لگائے یا گھر کی خوشبو لگائے، پھر جمعہ کی نماز کے لیے نکلے اور دو انسانوں کے درمیان تفریق نہ کرے، (یعنی ان کے درمیان نہ بیٹھے) پھر جس قدر نوافل اس کے مقدر میں ہیں ادا کرے، پھر امام کے خطبہ کے دوران خاموش رہے تو اس کے گناہ جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان میں ہوں، معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(۱۰۵۹)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، إِمْلاءً، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْوَرَّاقُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبُوشَنْجِيُّ، حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ وَأَتَى الْجُمُعَةَ، فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَعَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الأُخْرَى، وَفَضْلُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے (جمعہ کے روز) غسل کیا اور جمعہ پڑھنے کے لیے آیا، پھر جس قدر نوافل اس کے مقدر میں ہیں ادا کیے، پھر خاموش رہا یہاں تک کہ امام خطبہ دینے سے فارغ ہوا تو اس کے ساتھ نماز (فرض دو رکعت) پڑھی، تو اس کے لیے اس جمعے اور دوسرے جمعے کے مابین (صادر ہونے والے گناہ) معاف کر دیئے جاتے ہیں اور مزید تین دنوں کے بھی۔''

(۱۰۶۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ يَعْنِي ابْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، حَدَّثَاهُ......

(۱۰۵۹) مسلم: ۸۵۷

(۱۰۶۰) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ۳۴۳

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ، وَعَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَاسْتَنَّ، وَمَسَّ مِنْ طِیبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ، وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِیَابِهِ، ثُمَّ خَرَجَ، حَتَّى یَأْتِیَ الْمَسْجِدَ، فَلَمْ یَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ، ثُمَّ رَكَعَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ یَرْكَعَ، وَأَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ الإِمَامُ، كَانَتْ كَفَّارَةَ مَا بَیْنَهَا وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الَّتِی كَانَتْ قَبْلَهَا۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور مسواک کی اور خوشبو بھی لگائی اور بہترین کپڑے زیب تن کیے، پھر جمعہ کے لیے نکلا حتی کہ مسجد آیا اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں، پھر نفل نماز پڑھی جو اس کے لیے مقدر کی گئی، پھر خاموش رہا جب امام خطبے کے لیے نکلا تو یہ اس کے لیے اس جمعے اور سابقہ جمعے کے مابین صادر ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

تشریح: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''اور مزید تین دن کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ .... ''جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گناہ ملیں گے۔'' (سورۂ انعام: ١٦٠) (حسن، ابوداود: ٣٤٣)

((یستن)) ''مسواک کرنا'' یعنی دانتوں کو مسواک کے ساتھ ملنا اور رگڑنا۔

(7)......بَابُ التَّبْكِیرِ إِلَى الْجُمُعَةِ

جمعہ کے لیے جلدی جانا

(١٠٦١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِیُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِیزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِیُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِیرِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِیعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِیُّ، أَخْبَرَنَا سُفْیَانُ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ مَلائِكَةٌ یَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى مَنَازِلِهِمُ الأَوَّلَ فَالأَوَّلَ، فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ، طُوِیَتِ الصُّحُفُ، وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ، وَالْمُهَجِّرُ إِلَى الصَّلاةِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے آنے والوں کے نام درجہ وار لکھتے ہیں لیکن جب امام خطبہ دینے کے لیے آتا ہے تو دفاتر بند کر دیئے جاتے ہیں اور فرشتے خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں، نماز کے لیے سب سے پہلے آنے والا اونٹ کی قربانی دینے والے کی

(١٠٦١) أخرجه البخاری: ٩٢٩، و مسلم: ٨٥٠

كَـالْـمُـهْـدِي بَـدَنَةً ، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي بَـقَرَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي كَبْشًا ، حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ۔))

طرح لکھا جاتا ہے، اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی دینے والے کی طرح، پھر مینڈھے کی قربانی دینے والے کی طرح حتی کہ مرغی اور انڈے کا تذکرہ کیا۔‘‘

شرح جناب خلیل بن احمد نحوی نے کہا: ”تھجیر“ اور ”تبکیر“ کا معنی ایک ہے اور مراد یہ ہے کہ جمعہ کی ادائیگی کے لیے بروقت پہنچنا۔

(١٠٦٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الطَّيْسَفُونِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا تَطْلُعُ الشَّمْسُ وَلا تَـغْـرُبُ عَـلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلا هِيَ تَفْزَعُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِلا هَـذَيْنِ الثَّقَلَيْنِ مِنَ الْجِنِّ وَالإِنْسِ ، عَلَى كُلِّ بَـابٍ مِـنْ أَبْـوَابِ الْـمَسْـجِدِ مَلَكَانِ يَكْتُبَانِ الأَوَّلَ فَالأَوَّلَ، فَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً ، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ طَائِرًا، وَكَـرَجُـلٍ قَـدَّمَ بَيْضَةً ، فَإِذَا حَضَرَ الإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سورج جمعے کے دن کے علاوہ کسی افضل دن میں طلوع وغروب نہیں ہوتا اور ہر جانور جمعے والے دن گھبراتا ہے سوائے ثقلین یعنی جن وانسان کے، مسجد کے ہر دروازے پر دو فرشتے موجود رہتے ہیں جو سب سے پہلے آنے والوں کا اندراج کرتے ہیں، کوئی اونٹ کی قربانی دینے والے کی طرح لکھا جاتا ہے، کوئی گائے کی قربانی دینے والے کی طرح لکھا جاتا ہے، کوئی بکری کی قربانی دینے والے کی طرح لکھا جاتا ہے، کوئی پرندہ بطور تقرب پیش کرنے والے کی طرح لکھا جاتا ہے، اور کوئی انڈہ بطور تقرب پیش کرنے والے کی طرح لکھا جاتا ہے اور جب امام خطبے کے لیے آتا ہے تو دفاتر بند کر دیئے جاتے ہیں۔‘‘

(١٠٦٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ......

(١٠٦٢) هذا حديث صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٧٦٨٧

(١٠٦٣) أخرجه البخاري: ٨٨١، و مسلم: ٨٥٠

عَنْ أَبِى هُرِيرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ، حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا، پھر جمعہ کے لیے آیا تو اس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری ساعت میں آیا تو اس نے گویا گائے قربان کی اور جو تیسری گھڑی میں آیا اس نے گویا مینڈھا قربان کیا، جو چوتھی ساعت میں آیا اس نے گویا مرغی تقرب کے لیے پیش کی اور جو پانچویں ساعت میں آیا اس نے گویا انڈا تقرب کے لیے پیش کیا، پھر جب امام نکل آتا ہے تو فرشتے بھی ذکر سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔''

فائدہ: باب کے اندر مذکورہ احادیث میں یہ سلسلہ ذکر ثواب مختلف جانوروں کے ساتھ مرغی، پرندے اور انڈے کا بھی ذکر ہے۔ اس کے متعلق شیخ الحدیث عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (والمشكل ذكر الدجاجة والبيضة لان الهدى لا يكون منهما واجب، بانه من باب المشاكلة اى من سمية الشیء باسم قرينة والمراد بالاهداد هنا التصديق لما دل عليه لفظ قرب فى رواية اخرى وهو يجوز بهما) ''مرغی اور انڈے کا بھی ذکر آیا ہے حالانکہ ان کی قربانی نہیں ہوتی، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں یہ ذکر باب مشاکلہ کے طور پر ہے یعنی کسی چیز کا ایسا نام رکھ دینا جو اس کے قرین کا نام ہو یہاں قربانی سے مراد صدقہ کرنا ہے جس پر بعض روایات میں آمدہ لفظ ''قرب'' دلالت کرتا ہے اور قربت حاصل کرنے کے لیے ان ہر دو چیزوں کو بھی بطور خیرات دیا جا سکتا ہے۔''

بہر حال اس حدیث سے مرغی اور انڈے کی قربانی کا جواز نکالنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ تاخیر سے آنے والے کا جمعہ تو یقیناً ہو جاتا ہے مگر وہ مذکورہ فضیلت سے بالکل محروم رہتا ہے۔ (ع،س)

امام رحمہ اللہ نے کہا: احادیث میں مذکور شدہ فضیلت کی ساعتوں کے متعلق علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ زوال آفتاب کے بعد یہ لطیف گھڑیاں ہوتی ہیں جن کا ان ساعتوں کے ساتھ کچھ تعلق نہیں جن پر روز وشب کی آمد وشد کا انحصار ہے۔ یاد رہے ''رواح'' کا لفظ زوال کے بعد روانگی پر بولا جاتا ہے، اگر کوئی آدمی دن کے پہلے پہر سفر کے لیے نکلتا ہے تو عرب غدا الرجل فى حاجته۔ کا جملہ بولتے ہیں اور آدھا دن گزر جانے کے بعد سفر شروع کیا جائے تو راح کا لفظ بولتے ہیں۔ زوال کے بعد جمعہ کے وقت کے لیے صرف پانچ ساعتیں بچتی ہیں۔ یہاں ساعت سے مراد کچھ وقت ہے جیسے کوئی کہے: میں فلاں کے پاس ساعت بھر ٹھہرا۔'' متعین اور مصرف (ساعة) ''گھنٹہ'' مراد نہیں

ہے یہ مطلب امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد دن کے مختلف پہر ہیں۔تو اس میں اس شخص کے لیے فضیلت کا اظہار ہے جو زوال سے کہیں پہلے جمعہ پڑھنے کے لیے مسجد میں آجاتا ہے اس شخص کی نسبت سے جو اس کے بعد آتا ہے۔اس صورت میں لفظ راح کا استعمال بطور مآل اور انجام کے ہے جیسے حج کے ارادے سے نکلنے والے کو حاجی کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ اس نے حج نہیں کیا ہوتا اور غزوے کے لیے نکلنے والے کو غازی اور مجاہد کے لقب سے بلایا جاتا ہے حالانکہ غزوہ کرنا تو ابھی باقی ہے۔

((من راح الی الجمعة۔)) جمعہ کی طرف دوڑ کر اور لپک کر جانا، ذوق وشوق اور رغبت کے ساتھ وقت سے پہلے پہنچ جانا، پورے اہتمام کے ساتھ جانا وغیرہ معانی مراد ہیں، پچھلے پہر چلنا مراد نہیں ہے۔عرب تروّح القوم کا جملہ بولتے ہیں اس میں وقت کا پہلو مد نظر نہیں ہوتا۔

(١٠٦٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ......

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ، وَغَدَا وَابْتَكَرَ، وَدَنَا مِنَ الإِمَامِ، وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا۔))

سیدنا اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور خوب اچھی طرح کیا اور جلدی آیا اور خطبے میں اول وقت پہنچا، امام سے قریب ہو کر بیٹھا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اس کے لیے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور قیام کے عمل کا ثواب ہے۔“

(١٠٦٥)۔ وَأَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرْجَرَائِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، حَدَّثَنِي أَبُو الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ......

حَدَّثَنِي أَوْسُ بْنُ أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ، قَالَ:

سیدنا اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(١٠٦٤) انظر الحديث الآتی

(١٠٦٥) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ٣٤٥، وابن ماجه: ١٠٨٧، والترمذی: ٤٩٦، والنسائی: ٣/ ٩٧

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الإِمَامِ، فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا.))

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے روز (اپنے سر کو) دھویا اور غسل کیا اور جلدی آیا اور خطبے میں اول وقت پہنچا، پیدل چل کر آیا اور سوار نہ ہوا، امام سے قریب ہو کر بیٹھا اور غور سے سنا اور لغو سے بچا، تو اس کے لیے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور قیام کے عمل کا ثواب ہے۔''

شرح: حدیث ہذا کی سند میں مذکور راوی ابواشعث صنعانی کا نام شراحیل بن آدہ شامی ہے۔

((مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ۔)) ان الفاظ کے کئی معانی ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ (غسّل واغتسل۔) (حرف 'س' کی تشدید اور باب افتعال کے ساتھ) دونوں لفظوں کا معنی ایک ہی ہے صرف تاکید اور مبالغہ مراد ہے، جیسے حدیث میں: ((مشی ولم یرکب۔)) کے الفاظ آئے ہیں جبکہ معنی ایک ہی ہے۔ عرب گفتگو میں زور اور مبالغہ پیدا کرنے کے لیے اسی مادہ سے دوسرا لفظ بنا لیتے ہیں مثلاً: جادٌّ مجِدٌّ، لیل لائلٌ، شعر شاعر وغیرہ۔

ایک قول یہ ہے کہ غسّل حرف سین کی تشدید کے ساتھ، معنی ہے ''سر کو اچھی طرح دھونا'' اور ''دھونے'' کی خصوصیت یہ ہے کہ عرب لوگ لمبے بال رکھتے تھے اور انہیں دھونے میں محنت ہوتی تھی اور وقت لگتا تھا۔ لہٰذا اس کا تذکرہ بطور خاص کر دیا گیا اور (اغتسل) ''کا معنی سارے جسم کو دھونا ہے''۔ جناب مکحول اور ابن مبارک کا یہ قول ہے۔

ایک قول ہے کہ غَسّلَ وضو کے اعضاء کو دھونا اور اغتسل باقی جسم کو صاف کرنا ہے۔

فائدہ: ابوداود کی ایک روایت میں "مَنْ غَسَّلَ رَأْسَه" (جس نے اپنے سر کو دھویا) کے الفاظ ہیں، لہٰذا اس حدیث کی مزید کوئی تاویل کرنے کی گنجائش نہیں ہے، جیسا کہ درج ذیل پیراگراف میں بیان کیا گیا ہے، اسی روایت کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ (م،م)

ایک قول کے مطابق غَسّل کا مطلب ہے جس نے اپنی زوجہ کے ساتھ مباشرت کی اور اس پر بھی غسل لازم کر دیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح انسان نفسیاتی اور جذباتی طور پر بہت پرسکون ہو جاتا ہے اور ذہن پراگندہ نہیں ہوتا اور عبادت میں یکسو رہتا ہے نیز نظر محفوظ ہو جاتی ہے اور اغتسل کا مطلب ہے کہ بذات خود غسل کیا، یہ معنی امام وکیع رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

((بکّر وابتکر۔)) ایک قول کے مطابق بکر کا مطلب ہے ''نماز کو اول وقت ادا کیا'' اور (ابتکر) کا مطلب ''خطبہ کے آغاز میں پہنچا از اول تا آخر خطبہ سماعت کیا۔'' ابن انباری رحمہ اللہ نے بکّر کا معنی کیا ہے ''جمعہ کے لیے نکلنے سے پہلے صدقہ کرنا۔'' انہوں نے یہ مفہوم ایک حدیث سے لیا ہے: ((باکروا بالصدقة فان البلاء لا

يتخطّاها۔)) ''صدقہ کرنے میں جلدی کرو اس لیے کہ مصیبتیں صدقے کو عبور نہیں کر سکتیں۔''

(ضعیف، معجم اوسط طبرانی)

((ولم یلغ۔)) ''اور لغو سے بچا'' اس سے مراد لغو گفتگو نہ کرنا ہے کیونکہ اثنائے خطبہ ہر قسم کی بات خطبہ سے لوگوں کی توجہ ہٹا دے گی، یہ معنی ایک حدیث نبویہ سے اخذ کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم خطبہ کے دوران میں اپنے ساتھی سے کہو گے: خاموش رہو، تو تم نے لغو کیا۔'' (صحيح بخاری: ۹۳۴، صحيح مسلم: ۸۵۱)

یہ بھی مروی ہے کہ ''جو خطبہ کے دوران کنکریوں سے کھیلتا ہے اس نے لغو کیا۔'' (صحيح مسلم: ۸۵۷)

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ''وہ ثواب سے محروم ہو گیا۔'' تیسرا یہ کہ ''وہ ناکام اور نامراد ہو گیا۔'' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا﴾ .... ''نہ وہاں بکواس سنیں گے۔'' (سورۂ واقعہ: ۲۵)۔ یعنی ایسی کلام جو حد درجہ سطحی اور شرفاء کے قابل نہ ہو۔ ہر چیز جو پھینک دیئے جانے کے قابل ہو اسے ''لغو'' کہتے ہیں۔ یہ لفظ تین ابواب سے آتا ہے، قرآن مجید میں ہے: ﴿وَالْغَوْا فِيهِ﴾ .... ''اور شور ڈالو۔'' (سورۂ فصلت: ۲۶)۔ کفار ایک دوسرے سے کہتے: جب قرآن پڑھا جائے تو تم شور مچاؤ تاکہ لوگ قرآن سن نہ سکیں۔

(8)......بَابُ تَعْجِيلِ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَالْقَيْلُولَةِ بَعْدَهَا

جمعہ کی نماز جلدی پڑھنا اور بعد ازاں قیلولہ کرنا

(۱۰۶۶)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے پر جمعہ پڑھا کرتے تھے۔

شرح یہ حدیث دلیل ہے کہ نبی ﷺ کا جمعہ زوال کے فوراً بعد ہوتا تھا اور مختصر ہونے کی بنا پر جلدی ختم ہو جاتا تھا۔ زوال سے پہلے جمعہ ادا کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

(۱۰۶۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي......

نَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، حَدَّثَنِي أَبِي،

ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے والد (سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ)

(۱۰۶۶) أخرجه البخاري: ۹۰۴

(۱۰۶۷) أخرجه البخاري: ٤١٦٨، و مسلم: ۸٦۰

وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ، ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيهِ۔

سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے، اس کے بعد جب واپس لوٹتے تو دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔

فــــائـــده :...... چونکہ آپ ﷺ کا خطبہ مختصر اور جامع ہوا کرتا تھا اور نماز قدرے لمبی ہوتی تھی اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین واپسی پر دیواروں کا اتنا سایہ نہ پاتے تھے کہ اس سے سایہ حاصل کر سکتے، اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے جمعہ قبل زوال ہوتا تھا مگر یہ استدلال بے محل ہے۔ (ع،س)

(١٠٦٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: مَا كُنَّا نَتَغَدَّى فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلا نَقِيلُ إِلا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ جمعہ کے بعد کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔

شرح ((غداء)) دوپہر کے کھانے اور ((قيلولة)) نصف النہار میں استراحت کرنے کو کہتے ہیں۔ فن لغت کے امام ازہری رحمہ اللہ نے کہا: عرب لوگ دوپہر کے سونے کو قیلولہ اور مقیل کہتے ہیں خواہ نیند کے بغیر ہی کچھ دیر کے لیے لیٹا جائے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَحْسَنُ مَقِيلًا﴾ .... ''اور خواب گاہ بھی عمدہ ہوگی۔'' (سورۂ فرقان: ٢٤)۔ جبکہ جنت میں نیند نہ ہوگی (یعنی نیند، موت، بھوک، غم اور اس قسم کے دیگر عوارض دنیا کا لازمہ ہیں جنت میں نہ ہوں گے)۔

فــائـده: امام بغوی رحمہ اللہ ازہری رحمہ اللہ کی وضاحت سے یہ استدلال کر رہے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جمعہ کے بعد کچھ دیر کے لیے یونہی لیٹ جاتے تھے تاکہ تازہ دم ہو جائیں۔ کوئی لمبا چوڑا قیلولہ نہ کرتے تھے اور جمعہ بعد از زوال ہی ادا کرتے نہ کہ قبل الزوال۔ ویسے بھی جمعہ ظہر کا بدل ہے لہٰذا جو وقت نماز ظہر کا ہے وہی وقت جمعہ کا ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ آپ ﷺ کا خطبہ مختصر اور بروقت ختم ہو جاتا تھا آجکل کے رواج کے مطابق بہت تاخیر سے نہ ہوتا۔ دوسرے یہ بات ذہن نشین رہے کہ دوپہر کا کھانا دیر کر کے کھایا جائے تو بھی اسے (غداء) ہی کہتے ہیں اور نصف النہار کی استراحت میں تاخیر کی جائے تو بھی اسے قیلولہ ہی کہتے ہیں لہٰذا جمعہ کے بعد کھانے اور قیلولہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمعہ قبل الزوال ہوتا تھا۔ (ع،س)

(١٠٦٨) أخرجه البخاري: ٩٣٩، و مسلم: ٨٥٩

(9)......بَابُ التَّسْلِيمِ إِذَا صَعِدَ الْمِنبَرَ وَالْإِعْتِمَادِ عَلَى الْعَصَا

منبر پر چڑھ کر سلام کہنا اور لاٹھی کا سہارا لینا

(۱۰۶۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُظَفَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ مُوسَى الْعَتَكِيُّ، بِمِصْرَ سَنَةَ تِسْعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَتَيْنِ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر تشریف فرما ہوتے تو (حاضرین کو) سلام کہتے۔

(۱۰۷۰)۔ وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ......

عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَخْطُبُ بِمِخْصَرَةٍ۔

جناب عامر بن عبداللہ اپنے والد (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے وقت چھڑی کا سہارا لیتے تھے۔

(10)......بَابُ الْأَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعے کے روز اذان دینا

(۱۰۷۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا آدَمُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَّلُهُ إِذَا جَلَسَ الإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جمعہ کے روز جمعہ کی پہلی اذان امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کہی جاتی تھی، عہد نبوت اور خلافت ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما میں یہی معمول رہا۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت آئی اور

(۱۰۶۹) حديث حسن ......أخرجه ابن ماجه: ۱۱۰۹

(۱۰۷۰) رواه الهيثمي في الزوائد: ۲/ ۱۸۷، وعزاه للطبراني في الكبير والبزار، وقال: فيه ابن لهيعة وفيه كلام

(۱۰۷۱) أخرجه البخاري: ۹۱۲

النَّاسُ ، زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ۔

لوگ بھی بہت ہو گئے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز تیسری اذان کا حکم دیا جو کہ زوراء مقام پر دی جاتی تھی۔

شرح: ایک سند میں یہ الفاظ زائد ہیں: ((لَمْ یَکُنْ لِلنَّبِیِّ مُؤَذِّنٌ غَیْرُ وَاحِدٍ۔)) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی مؤذن تھا۔''

فائدہ: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعے کی پہلی اذان مسجد سے باہر بازار میں کہلوائی تا کہ زیادہ لوگ متوجہ ہو سکیں۔ آج کے دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے مسجد کے اندر کہی ہوئی اذان سے بھی یہی مقصد حاصل ہوتا ہے، اس لیے اس اذان کا مسجد سے باہر دینا ضروری نہیں، جمعے کی پہلی اذان خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت اختیار کرو۔'' (سنن ابن ماجہ: ۴۲)۔ سنت نبوی کے مطابق صرف ایک اذان کہنا یا خلیفہ راشد کی سنت کے مطابق دو اذانیں کہنا، دونوں دونوں طرح جائز ہے، تاہم سنت نبوی کے مطابق ایک ہی اذان کہنا زیادہ بہتر ہے۔ البتہ بعض اہل علم کے نزدیک لاؤڈ سپیکر اور گھڑیوں کے عام ہونے کی وجہ سے موجودہ دور میں پہلی اذان کا جواز باقی نہیں رہتا، تاہم جہاں یہ چیزیں نہ ہوں تو وہاں ضرورت کے مطابق اس پر عمل کرنا جائز ہوگا بہرحال اسے ہم بدعت نہیں کہہ سکتے۔ واللہ اعلم (ع،س)

(11)......بَابُ الْخُطْبَةِ قَائِمًا وَالْجُلُوسِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

کھڑے ہو کر خطبہ دینا اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا

(۱۰۷۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، ثُمَّ يَجْلِسُ ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ مِثْلَ مَا تَفْعَلُونَ الْيَوْمَ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بروز جمعہ (کھڑے ہو کر) خطبہ دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہوتے جیسے تم لوگ آج کل کرتے ہو۔

(۱۰۷۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ

(۱۰۷۲) أخرجه البخاري: ۹۲۰، و مسلم: ۸٦۱

(۱۰۷۳) أخرجه مسلم: ۸٦۲

الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ، حَدَّثَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خُطْبَتَيْنِ قَائِمًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِجُلُوسٍ۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز دو خطبے کھڑے ہو کر ارشاد فرماتے اور دونوں کے مابین بیٹھ کر فاصلہ کرتے۔

شرح: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر تشریف لاتے تو بیٹھ جاتے حتی کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے، پھر بیٹھ جاتے اور کلام نہ کرتے، پھر کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ دیتے۔ (صحیح، ابوداود: ۱۰۹۲)

(۱۰۷۴)۔ حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارِسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْطُبُهُمْ فِي السَّفَرِ مُتَوَكِّئًا عَلَى قَوْسٍ قَائِمًا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو دوران سفر میں کھڑے ہو کر ایک کمان کا سہارا لے کر خطبہ دیتے تھے۔

شرح: وَرُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَطَبَ يَعْتَمِدُ عَلَى عَنَزَتِهِ اعْتِمَادًا۔...... مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تو ایک برچھی کا سہارا لیتے۔ (مسند شافعی: ۳۴۲)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جمعے کا خطبہ دینا ایک بھاری ذمہ داری اور دینی فریضہ ہے۔ دونوں خطبے کھڑے ہو کر دینا اوران کے مابین بیٹھ کر فاصلہ کرنا فرض ہے۔ بغیر شرعی عذر کے بیٹھ کے خطبہ دینا جائز نہیں ہے جبکہ بعض نے بیٹھ کر خطبہ دینا جائز قرار دیا ہے۔

فائدہ: حدیثی دلائل، قرون اولیٰ کے عمل اور قرآن مجید کی نص ﴿وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ .... ''لوگ آپ کو کھڑے (خطبہ دیتے ہوئے) چھوڑ جاتے ہیں۔'' (سورۂ جمعہ: ۱۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دونوں خطبے کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے اور جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے ان میں سے کوئی بھی خطبہ بیٹھ کر دینا مسنون سمجھے تو ایسا شخص بدعتی ہوگا۔ ذہن نشین رہے کہ خطبے عددی اعتبار سے دو ہیں تین نہیں، مسنون خطبوں سے پہلے ''تقریر یا بیان'' وغیرہ اس عدد کو بڑھا

(۱۰۷۴) رواہ الھیثمی فی الزوائد: ۲/ ۱۸۷، وعزاہ للطبرانی فی الکبیر وقال: فیہ ابو شیبۃ وھو ضعیف

دیتا ہے اس لیے جائز نہیں، یہ سنت رسول سے انحراف ہے۔ جو لوگ مسنون خطبوں سے پہلے منبر پر بیٹھ کر بیان یا تقریر کرتے ہیں انہیں اپنے اس خلاف سنت عمل پر غور کرنا چاہیے۔(ع،س)

فائدہ: درج ذیل حدیث سے لاٹھی کا ثبوت ملتا ہے:

عَنْ شُعَيْبِ بْنِ زُرَيْقٍ الطَّائِفِيِّ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى رَجُلٍ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُقَالُ لَهُ الْحَكَمُ بْنُ حَزْنٍ الْكُلَفِيُّ فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا قَالَ وَفَدْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! زُرْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا بِخَيْرٍ، فَأَمَرَ بِنَا أَوْ أَمَرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّأْنُ إِذْ ذَاكَ دُونٌ فَأَقَمْنَا بِهَا أَيَّامًا شَهِدْنَا فِيهَا الْجُمُعَةَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا أَوْ قَوْسٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ كَلِمَاتٍ خَفِيفَاتٍ طَيِّبَاتٍ مُبَارَكَاتٍ ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لَنْ تُطِيقُوا أَوْ لَنْ تَفْعَلُوا كُلَّ مَا أُمِرْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا.)) ......شعیب بن زریق طائفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں حکم بن حزن نامی ایک شخص کے پاس بیٹھا تھا جو رسول ﷺ کی صحبت میں رہ چکا تھا، وہ ہم سے حدیث بیان کرنے لگا اور اس نے کہا: ایک مرتبہ میں سات یا نو آدمیوں کے وفد کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، پس جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی زیارت کی غرض سے آئے ہیں، پس ہمارے لئے دعائے خیر فرمایئے، آپ ﷺ نے ہمارے لئے کچھ کھجوریں لانے کا حکم فرمایا، ان دنوں مسلمانوں کی مالی حالت بہت خراب تھی، پھر ہم چند روز مدینہ میں رہے، ان دنوں میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ بھی پڑھا، پس آپ ﷺ ایک لاٹھی یا کمان پر سہارا لگا کر کھڑے ہوئے اور چند کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، وہ کلمات ہلکے پھلکے نہایت پاکیزہ اور مبارک تھے، پھر آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم تمام احکامات نہ بجا لاسکو گے، لیکن راہِ صواب پہ چلتے رہو اور خوشخبری سناؤ۔'' (صحیح، ابوداود: ١٠٩٦)۔ (م،م)

(١٠٧٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ......

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ

جناب جعفر بن عمرو بن حریث اپنے والد (سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا:

(١٠٧٥) أخرجه مسلم: ١٣٥٩

النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور آپ نے سیاہ عمامہ، پگڑی زیب سر کیا ہوا تھا۔

(۱۰۷۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ الْجَوْزَجَانِيِّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيلِ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ دَسْمَاءُ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا، آپ نے سیاہ پگڑی پہنی ہوئی تھی۔

شرح: ((دسماء)) سے مراد کالے رنگ کا عمامہ ہے، چربی سے لتھڑا ہوا عمامہ مراد نہیں ہے اگرچہ لغت میں دُسم کے معنی چکناہٹ اور چربی کے ہیں مگر حدیث میں اس لفظ کے یہ معنی ہرگز نہیں اور نہ آپ کی طہارت ونظافت کے ساتھ اس معنی کو کوئی مناسبت ہے۔

امام رحمہ اللہ نے کہا: یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ لوگوں کو تو جمعہ کے لیے نہا دھو کر، اچھا لباس زیب تن کر کے اور خوشبو لگا کر آنے کا حکم صادر فرمائیں اور خود اس سے گریز کریں جبکہ امام ان استحبابی احکامات پر عمل پیرا ہونے کا زیادہ حقدار ہے اور آپ ﷺ کی طبیعت میں جو نظافت اور پاکیزگی پائی جاتی تھی وہ چکناہٹ والا معنی کرنے سے مانع ہے۔ جمعہ، عید اور خاص مواقع پر عمدہ لباس کا اہتمام مسنون ومستحب ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ((مَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ أَوْ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدْتُمْ أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، سِوَى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ۔)) ......"کیا حرج ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعے کے دن نماز جمعہ کی حاضری کے لیے دو کپڑے خرید لے۔" (صحیح، ابوداود: ۱۰۷۸، وابن ماجہ: ۱۰۹۵)

(12)......بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ

خطبہ مختصر ہونا چاہیے

(۱۰۷۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ......

(۱۰۷۶) صحیح ......أخرجه الترمذی فی الشمائل: ۱۱۱

(۱۰۷۷) أخرجه مسلم: ۸٦٦

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلاتُهُ قَصْدًا، وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھا کرتا تھا، آپ کی نماز اور خطبہ دونوں معتدل (نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ چھوٹے) ہوتے تھے۔

تشریح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے دو خطبے ہوا کرتے تھے اور آپ ان دونوں کے درمیان بیٹھا کرتے تھے آپ (خطبات میں) قرآن کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے۔

(صحيح مسلم: ٨٦٢)

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ، وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ)) ......"بلاشبہ لمبی نماز پڑھانا اور مختصر خطبہ دینا آدمی کی دانش مندی کی دلیل ہے لہٰذا نماز لمبی پڑھایا کرو اور خطبہ مختصر دیا کرو۔"

(صحيح مسلم: ٨٦٩)

((مَئِنَّة)) "علامت" یہ (مفعلة) کا وزن ہے یعنی مختصر خطبہ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ خطیب سمجھدار اور گفتگو کا سلیقہ رکھتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: سنت طریقہ یہی ہے کہ خطبہ جمعہ کو بہت زیادہ طویل نہ کیا جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: خطبہ مختصر، جامع اور جچے تلے الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔ بے جا طوالت سے پرہیز کیا جائے۔ خطبہ کے کم از کم عناصر تین ہیں: ایک اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا، دوسرا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا، تیسرا حاضرین کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرنا، دوخطبوں میں یہ چیزیں ضروری ہونی چاہیں مزید یہ کہ پہلے خطبے میں قرآن مجید کی آیت پڑھ کر وعظ کیا جائے اور دوسرے میں مومنوں کے لیے دعائیں کی جائیں، یہ کل پانچ باتیں ہوئیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ پانچوں باتیں خطبہ کے عناصر ہیں اور ان میں اگر ایک بھی کم ہے تو خطبہ درست نہیں ہے۔

(13)......بَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الْخُطْبَةِ

خطبہ میں قرآن پڑھنا

(١٠٧٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ......

(١٠٧٨) أخرجه البخاري: ٤٨١٩، و مسلم: ٨٧١

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾۔

جناب صفوان بن یعلیٰ اپنے والد (سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے منبر پر نبی ﷺ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ .... ''اور پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کردے۔'' (سورۂ زخرف: ۷۷)

شرح: جناب حارث بن نعمان کی صاحبزادی ام ہشام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۂ ق رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سن کر ہی یاد کی ہے۔ آپ اسے لوگوں سے خطاب کرتے وقت ہر خطبہ جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز ہمیں خطبہ دیا اور (منبر پر) سورۂ ص کی تلاوت کی، سجدے کی آیت پر پہنچے تو آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور سجدہ کیا۔ (صحیح، ابوداود: ۱٤۱۰)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز گرجدار ہو جاتی اور غصہ (جوش وجذبہ) بڑھ جاتا، یوں محسوس ہوتا گویا آپ کسی لشکر (حملہ آور) سے خبردار کر رہے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۸٦۷)

(14)......بَابُ كَرَاهِيَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْخُطْبَةِ

خطبہ دیتے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا ناپسندیدہ ہے

(۱۰۷۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ......

قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ رُوَيْبَةَ، وَبِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ يَخْطُبُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ، فَقَالَ عُمَارَةُ: قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ الْقَصِيرَتَيْنِ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَزِيدُ عَلَى أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا، وَأَشَارَ هُشَيْمٌ بِالسَّبَّابَةِ۔

حصین بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ عمارہ بن رویبہ نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے روز اثنائے خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا تھا (ہاتھ ہلا رہا تھا) تو عمارہ نے کہا: اللہ تعالیٰ ان دونوں چھوٹے (کم مرتبہ) ہاتھوں کو رسوا کرے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے، ہشیم نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا (یعنی صرف شہادت کی انگلی اٹھانے پر اکتفا کرتے تھے)۔

(۱۰۷۹) أخرجه مسلم: ۸۷٤

شرح سفیان عن حصین کی سند میں یہ الفاظ ہیں: ((وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ عِنْدَ الْخَاصِرَةِ۔)) ''آپ کمر تک انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔''

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز نبی ﷺ جمعے کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول! جانور تباہ ہو گئے، بچے بھوک سے نڈھال ہو گئے، آپ اللہ سے دعا فرمائیں، چنانچہ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ (صحیح بخاری: ۹۳۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کوئی دعا کرتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے بارش کی دعا کے اور اس میں ہاتھ اتنے بلند اٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی۔

(صحیح بخاری: ۱۰۳۱، صحیح مسلم: ۸۹۵)

امام رحمہ اللہ نے کہا: خطبہ کے دوران میں ہاتھ اٹھانا غیر مشروع اور خلاف سنت ہے اور بارش طلب کرنے کے لیے ہاتھ اٹھانا سنت رسول ﷺ ہے۔ اگر کوئی خطیب اثنائے خطبہ میں بارش کے حصول کے لیے دعا کرے تو اسے سنت نبوی کی پیروی میں ہاتھ ضرور اٹھانے چاہئیں۔

فائدہ: خطیب کا دوران خطبہ اپنے ہاتھ ہلا ہلا کر لوگوں سے خطاب کرنا خلاف سنت اور خلاف ادب جمعہ ہے، صرف انگشت شہادت سے اشارہ ثابت ہے۔ رہا یہ استدلال کہ اثنائے خطبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ممنوع ہے۔ اگرچہ بعض رواۃ اس طرف گئے ہیں مگر یہ استدلال مرجوح ہے کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے استسقاء کے دوران ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی تھی۔ (ع،س)

(15)......بَابُ الْإِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ وَاسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ

خطبہ خاموشی سے سننا چاہیے اور خطیب کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ .... ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو۔'' (سورۂ اعراف: ۲۰۴)۔ مراد ہے کہ کامل یکسوئی، توجہ اور خاموشی سے قرآن سنا کرو۔

(۱۰۸۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

(۱۰۸۰) أخرجه البخاري: ۹۳٤، و مسلم: ۸۵۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ: أَنْصِتْ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدْ لَغَوْتَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعے کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت اگر تم نے اپنے ساتھی سے کہا: خاموش رہو، تو تم نے فضول گوئی کی۔''

شرح ایک روایت میں ((فقد لغبت)) کے الفاظ بھی مذکور ہیں۔

یہ لفظ باب فَعَلَ يَفْعُلُ اور فَعِلَ يَفْعَلُ دونوں سے آتا ہے۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب امام خطبہ دینے کے لیے منبر پر فروکش ہو جائے تو توجہ سے سنو اور خاموش رہو، بلاشبہ امام کی آواز نہ پہنچنے کے باوجود خاموش رہ کر سننے والے کو ویسا ہی اجر وثواب ملے گا جیسا کہ خاموشی سے خطبہ سماعت کرنے والے کو۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ جب امام خطبہ دے رہا ہو تو بولنا اور گفتگو کرنا ناپسندیدہ ہے، اگر کوئی دوسرا کلام میں مشغول ہو تو اسے اشارے سے خاموش کرایا جائے نہ کہ بول کر۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب امام خطبہ دینے کے لیے منبر پر کھڑا ہو جائے تو نماز نہ پڑھی جائے۔

جناب ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام کا جمعہ پڑھانے کے لیے مسجد میں آجانا نوافل پڑھنے کو ختم کر دیتا ہے اور امام کا گفتگو کرنا ہر قسم کی بات چیت کو منقطع کر دیتا ہے۔

امام زہری رحمہ اللہ کے قول اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہ کیا جائے کہ مسجد میں موجود ہونے کے باوجود پس وپیش سے کام لیا جائے اور خطیب کے منبر پر براجمان ہونے کے بعد نوافل کی ادائیگی شروع کر دی جائے اور اس طرح خطبہ کا ابتدائی حصہ فوت ہو جائے، البتہ امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے ضروری بات چیت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: امام زہری رحمہ اللہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اقوال کا یہ بہترین محمل ہے جو امام رحمہ اللہ نے بیان کر دیا ہے کہ خواہ مخواہ کسل مندی اور سستی کا مظاہرہ نہ کیا جائے کہ پہلے آنے کے باوجود وقت ضائع کر دیا جائے اور امام کی آمد کے بعد جواز سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نوافل پڑھنے شروع کر دیئے جائیں لیکن اگر کوئی شخص پورے اہتمام کے باوجود کسی وجہ سے لیٹ ہو گیا ہے تو اثنائے خطبہ تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا۔)) ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ دو رکعتیں ادا کرے اور ان دونوں کو اختصار کے ساتھ پڑھے۔''

(صحیح مسلم: ٨٧٥)۔ (ع،س)

کیا اثنائے خطبہ میں سلام کہنے والے اور چھینک مارنے والے کو جواب دیا جائے گا؟ بعض آئمہ نے اس سلسلہ میں

رخصت کی بات کی ہے مثلاً امام احمد رحمہ اللہ، اسحاق اور ایک روایت کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ جبکہ کچھ دوسرے علماء تابعین نے جواب دینے کو ناپسند جانا ہے، جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب امام منبر سے اتر آئے تو تکبیر تحریمہ کہنے تک گفتگو کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ابراہیم بن مہاجر کہتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ کو محو گفتگو دیکھا جبکہ خطبہ ہو رہا تھا۔

فائدہ: خطبہ مکمل خاموشی سے سننا چاہیے، خطبے کے دوران کسی سے بات کرنا یا اس کی بات کا جواب دینا منع ہے، خطبے کے دوران حاضرین میں سے کوئی شخص اگر امام سے کوئی ضروری بات کہنا چاہتا ہو تو اجازت ہے، جیسے ایک شخص نے خطبے کے دوران میں آکر رسول اللہ ﷺ سے بارش کے لیے دعا کی درخواست کی اور اگلے جمع خطبے کے دوران بارش بند ہونے کی دعا کے لیے درخواست کی گئی (صحیح بخاری: ۹۳۳)۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیک رضی اللہ عنہ سے کلام فرمایا۔ جناب سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ کو شاید اس حدیث کا علم نہ ہو یا خطیب سے مناسب فاصلے پر ہوں گے کہ آواز سنائی نہ دیتی ہوگی، بہرحال مسئلہ واضح ہے اور سنت رسول رضی اللہ عنہ پر عمل ہی اولیٰ اور امت کے اتفاق واتحاد کا ضامن ہے۔ (ع،س)

(۱۰۸۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلْنَاهُ بِوُجُوهِنَا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب منبر پر تشریف فرما ہو جاتے تو ہم اپنے چہروں کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہوتے۔

شرح: امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف محمد بن الفضل بن عطیہ کے واسطے ہی سے جانتے ہیں اور وہ ضعیف ہے، بہرحال اہل علم اثنائے خطبہ میں خطیب کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کو مستحب جانتے ہیں خواہ حاضرین قبلہ کی دیوار کے قریب ہوں یا بعید۔

(۱۰۸۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِءُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ......

(۱۰۸۱) حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ۵۰۹)

(۱۰۸۲) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ۵۱٤، وابوداود: ۱۱۱۰

عَـنْ سَهْـلِ بْـنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُـولَ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحِبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ۔

جناب سہل بن معاذ بن انس اپنے والد سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز جب امام خطبہ دے رہا ہو، گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

تشریح: حدیث کی سند میں مذکور راوی ابو مرحوم کا نام عبدالرحیم بن میمون ہے۔

اہل علم کی ایک جماعت نے جمعہ کے روز جب امام خطبہ دے رہا ہو تو گوٹھ مار کر بیٹھنے کو ناپسند جانا ہے۔ شاید اس لیے کہ اس طرح بیٹھنے سے اونگھ آنے لگتی ہے، بعض اہل علم نے رخصت دی ہے، مثلاً سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نیز امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ۔

یعلیٰ بن شداد بن اوس نے کہا: میں بیت المقدس میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، انہوں نے ہمیں خطبہ پڑھایا، میں نے دیکھا کہ مسجد میں موجود سبھی لوگ گوٹھ مارے بیٹھے تھے اور امام خطبہ دے رہا تھا، حاضرین میں کثیر تعداد اصحاب رسول ﷺ کی تھی۔

فائدہ: "احتباء ، حبوة" اس انداز میں بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ انسان اپنے گھٹنے اکھٹے کر کے سینے سے لگا لے اور پھر ہاتھوں سے ان پر حلقہ بنالے یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا لپیٹ لے۔ یہ نشست بے پروائی اور عدم توجہ کی علامت سمجھی جاتی ہے، نیز اونگھ بھی آنے لگتی ہے، تہبند پہنا ہو تو ستر کھلنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔ بعض اوقات انسان بے وضو بھی ہو جاتا ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا، الغرض جمعہ میں بالخصوص اس طرح بیٹھنا ممنوع ہے، جناب یعلیٰ بن شداد نے بیت المقدس میں حضرات صحابہ کی کثیر تعداد کو اس انداز میں بیٹھا دیکھا، ممکن ہے انہیں ممانعت والی حدیث نہ پہنچی ہو یا وہ نہی کو ستر کھل جانے کی صورت پہ محمول کرتے ہوں، بہر حال نبی کریم ﷺ کا نہی والا حکم واضح ہے۔ (ع،س)

(16)...... بَابُ مَنْ دَخَلَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ

جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ دو رکعتیں پڑھے

(١٠٨٣)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ ، حَـدَّثَـنَـا أَبُـو الْعَبَّـاسِ الأَصَـمُّ ح وَأَخْبَـرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَـارِفُ ، قَـالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ ، فَقَالَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک شخص آیا اور نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اس سے

(١٠٨٣) أخرجه البخاري: ٩٣١ ، و مسلم: ٨٧٥

لَـهُ: ((أَصَـلَّيْتَ؟)) قَالَ: لا ، قَـالَ: ((فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔))

فرمایا: ''اے فلاں! کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھو۔''

(۱۰۸٤)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَـرَنَـا حَـاجِـبُ بْـنُ أَحْـمَـدَ الـطُّـوسِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ ، يَوْمَ الْـجُـمُـعَةِ ، وَهُـوَ يَخْطُبُ ، فَجَلَسَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَـدُكُـمُ الْجُمُعَةَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ ، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ، ثُمَّ لِيَجْلِسْ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن آئے اور بیٹھ گئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیے کہ مختصر سی دو رکعتیں پڑھے اور پھر بیٹھے۔''

(۱۰۸۵)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عُثْـمَـانَ الـضَّـبِّـيُّ ، أَخْبَـرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْـمَـحْبُوبِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلانَ ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ......

أَنَّ أَبَـا سَـعِيـدٍ الْخُدْرِيَّ ، دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَـرْوَانُ يَـخْـطُـبُ ، فَـقَـامَ يُـصَلِّي ، فَجَاءَ الْحَرَسُ لِيُجْلِسُوهُ ، فَأَبَى حَتَّى صَلَّى ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَيْنَاهُ ، فَقُلْنَا: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ إِنْ كَادُوا لَيَـقَـعُـوا بِكَ ، فَـقَالَ مَا كُنْتُ لأَتْرُكَهُمَا بَعْدَ شَـيْءٍ رَأَيْتُـهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ ، ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ رَجُلا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِـي هَيْـئَةٍ بَذَّةٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَـخْـطُـبُ يَـوْمَ الْـجُـمُـعَةِ ، فَأَمَرَهُ ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ۔

عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن آئے جبکہ مروان خطبہ دے رہا تھا، تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، پس چوکیدار آئے تا کہ آپ کو بیٹھا دیں، آپ نہ مانے حتی کہ نماز مکمل کی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم ان کے پاس آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! قریب تھا کہ یہ لوگ آپ پر حملہ آور ہوتے، اس پر انہوں نے کہا: میں اس چیز کو کبھی نہ چھوڑوں گا جس کو کرتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، پھر ذکر کیا کہ ایک آدمی جمعہ کے روز آیا اور اس کی حالت نہایت خستہ، میلی کچیلی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ

(۱۰۸٤) انظر الحديث السابق

(۱۰۸۵) حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ٥١١

دے رہے تھے، آپ نے اسے حکم دیا تو اس نے دو رکعتیں پڑھیں جبکہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

تشریح: ((فی ھیئة بذة۔)) ''پراگندہ حالت''۔ جب آدمی بنا سنورا ہوا نہ ہو بلکہ سادہ ہو تو عرب کہتے ہیں: رجل باذّ الھیئة۔ حدیث مبارک میں آیا ہے: ((اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ۔)) ''سادگی ایمان کا حصہ ہے۔'' (ابوداود: ۴۱۶۱)۔ یعنی زیب وزینت کے مبالغہ آمیز حد تک خیال اور پاس ولحاظ سے بچتے ہوئے سادہ طرز زندگی اپنانا اور نظافت وپاکیزگی کا اہتمام کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ اگر امام اثنائے خطبہ میں گفتگو کر لیتا ہے تو خطبہ دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں جبکہ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ امام دوبارہ خطبہ دے گا۔

فائدہ: امام دوران خطبہ ضرورت کے مطابق گفتگو کر سکتا ہے، ہنگامی حالت میں ضرورت پڑنے پر منبر سے اتر بھی سکتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو اٹھانے کے لیے منبر سے نیچے اترے تھے۔ حدیث کے واضح الفاظ ان فقہاء کے موقف کے بطلان کے لیے کافی ہیں۔ (ع،س)

حدیث مبارکہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص اس وقت مسجد میں آئے جب امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ دو رکعتیں پڑھے بغیر نہ بیٹھے، اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے۔ جناب حسن بصری، ابن عیینہ، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ اسی طرف گئے ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ بیٹھ جائے اور نماز نہ پڑھے، سفیان ثوری اور اہل الرائے کا یہ قول ہے۔

(17)......بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّخَطِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ
جمعہ کے روز گردنیں پھلانگنے کی ممانعت

(۱۰۸۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، أَخْبَرَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، أَخْبَرَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ۔))

جناب سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد (سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعے کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اسے جہنم تک پہنچنے کے لیے پل بنا دیا گیا۔''

(۱۰۸۶) ضعیف ......أخرجه الترمذی: ۵۱۳، وابن ماجه: ۱۱۱۶

شرح: یہ حدیث غریب ہے، اس حدیث کا مرکزی راوی رشدین بن سعد کے حافظے کے متعلق اہل علم نے کلام کیا ہے۔ اس حدیث کا دوسرا راوی زبّان بن فائدہ بھی ضعیف اور منکر الحدیث ہے اور اپنے استاد جناب سہل بن معاذ رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں اکیلا ہے۔ بہر حال اہل علم کے ہاں اسی روایت پر عمل ہے وہ سب جمعے کے دن لوگوں کے اوپر سے گزرنے کو حد درجہ ناپسند جانتے ہیں اور اس مسئلہ میں سختی سے کام لیتے ہیں۔ جناب عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے گزرتا ہوا آیا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ۔)) ...... "بیٹھ جا، تو نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی۔"

(صحیح، ابوداود: ۱۱۱۸، نسائی: ۳/ ۱۰۳)

(18)......بَابُ مَنْ نَعَسَ يَتَحَوَّلُ

خطبہ کے دوران اونگھنے والا شخص جگہ بدل لے

(۱۰۸۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَأَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کسی کو اونگھ آنے لگے اور وہ مسجد میں ہو تو اسے چاہیے کہ اپنی جگہ بدل کر کسی اور جگہ بیٹھ جائے۔"

(19)......بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

نماز جمعہ میں قراءت

(۱۰۸۸)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُويَهِ الأَصْبَهَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْبَصْرِيُّ بِمَكَّةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الزَّعْفَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ

جناب عبیداللہ بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ

(۱۰۸۷) حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ٥٢٦، وابوداود: ١١١٩

(۱۰۸۸) أخرجه مسلم: ٨٧٧

اسْتَخْلَفَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ ، فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ ، فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى ، وَفِي الثَّانِيَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ ، فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَلَمَّا انْصَرَفَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَشَيْتُ إِلَى جَنْبِهِ ، فَقُلْتُ لَهُ: لَقَدْ قَرَأْتَ سُورَتَيْنِ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقْرَأُ بِهِمَا فِي الصَّلاةِ ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا۔

مروان بن حکم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا گورنر نامزد کیا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ پڑھایا تو انہوں نے سورۂ جمعہ پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون کی تلاوت کی۔ عبیداللہ نے کہا: جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھا چکے تو میں ان کے پہلو سے آلگا اور عرض کی: آپ نے جو دو سورتیں تلاوت کی ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی نماز جمعہ میں یہی پڑھا کرتے تھے، تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(١٠٨٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ ، سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ: مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِثْرِ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ: كَانَ يَقْرَأُ بِـ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ۔﴾

جناب ضحاک بن قیس نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز سورۂ جمعہ کی تلاوت کے بعد کون سی سورت پڑھا کرتے تھے؟ کہا: ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ۔﴾ پڑھا کرتے تھے (دوسری رکعت میں)۔

(١٠٩٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ ، سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ......

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلاةِ الْجُمُعَةِ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورت ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور

(١٠٨٩) أخرجه مسلم: ٨٧٨

(١٠٩٠) أخرجه مسلم: ٨٧٨

بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ قَالَ: وَرُبَّمَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ، فَقَرَأَ بِهِمَا فِيهِمَا جَمِيعًا۔

﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ تلاوت کیا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ بعض اوقات دو عیدیں (جمعہ اور عید) اکٹھی ہو جاتیں تو بھی دونوں میں یہی سورتیں پڑھتے۔

(۱۰۹۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ......

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ، وَفِي الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، فَيَقْرَأُ بِهِمَا۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ تلاوت کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائے تو بھی یہی سورتیں پڑھتے۔

تشریح: حبیب بن سالم سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جس شخص نے نماز جمعہ کی ایک رکعت پالی گویا اس نے جمعہ پالیا اور فضیلت حاصل کر لی، امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ ایک رکعت اور پڑھ لے، اگر امام کے ساتھ جمعہ کی ایک رکعت نہ پا سکے تو اس کا جمعہ رہ گیا، وہ چار رکعت مکمل کرے گا کیونکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نماز سے ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔'' (صحیح بخاری: ۵۸۰، صحیح مسلم: ۶۰۷) اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے، مثلاً: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، آئمہ کرام میں سے ابن مسیّب، علقمہ، اسود، عروہ، حسن، زہری، سفیان ثوری، مالک، اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ یہی بیان کرتے ہیں۔ حکم، حماد رحمہما اللہ اور اہل الرائے کا موقف ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ نماز کا کچھ حصہ بھی پالے چاہے تشہد ہی کیوں نہ ہو تو وہ باقی نماز دو رکعت ہی جمعہ کی پوری کرے گا اور ظہر کی نماز نہیں پڑھے گا۔ واللہ اعلم

نوٹ:...... امام بغوی رحمہ اللہ مدرک رکوع کی رکعت کے قائل ہیں، جمعہ میں بھی جو شخص دوسری رکعت میں حالت رکوع میں آکر مل جائے اس کے لیے مزید ایک رکعت پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اہل الحدیث کے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض اور نماز کا رکن ہے، اس کے بغیر نماز باطل اور ضائع ہے جس کی تفصیل اپنے محل پہ گزر چکی ہے اور وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔ (ع،س)

(۱۰۹۱) انظر الحديث السابق

(9)......صلاة الخوف

نماز خوف کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ .... ''جب تم ان میں ہو اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے اور اپنا بچاؤ اور اپنے ہتھیار لیے رہے، کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے بے خبر ہو جاؤ، تو وہ تم پر اچانک دھاوا بول دیں، البتہ اپنے ہتھیار اتار رکھنے میں اس وقت تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تمہیں تکلیف ہو یا بوجہ بارش کے یا بیمار ہونے کی وجہ سے اور اپنے بچاؤ کی چیزیں ساتھ لیے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ نے منکروں کے لیے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے۔ (سورۂ نساء: ۱۰۲)

(1)......بَابُ إِذَا كَانَ الْعَدُوُّ فِي غَيْرِ نَاحِيَةِ الْقِبْلَةِ فَرَّقَهُمُ الْإِمَامُ فِرْقَتَيْنِ فَصَلَّى بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً

جب دشمن قبلے کی سمت نہ ہو تو امام فوج کے دو گروہ بنا دے اور ہر گروہ کو ایک ایک رکعت نماز پڑھائے

(۱۰۹۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

(۱۰۹۲) أخرجه البخاري: ۴۱۳۳، و مسلم: ۸۳۹

عَـنْ سَـالِـمٍ ، عَـنْ أَبِيهِ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ صَلَّى صَلاةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً ، وَالطَّائِفَةُ الأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْـعَـدُوِّ ، ثُـمَّ انْـصَـرَفُـوا ، فَـقَامُوا فِي مَقَامِ أُولَـئِكَ ، وَجَـاءَ أُولَـئِكَ ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْـرَى ، ثُـمَّ سَـلَّـمَ عَـلَيْهِمْ ، فَقَامَ هَؤُلاءِ ، فَـقَـضَـوْا رَكْـعَتَهُـمْ ، وَقَامَ هَؤُلاءِ ، فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ۔

جناب سالم اپنے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کے ساتھ ایک رکعت نماز خوف پڑھی اور دوسری جماعت اس عرصہ میں دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی، پھر یہ جماعت جب اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ (نماز پڑھ کر) چلی گئی تو وہ لوگ آئے اور آپ نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی۔ اس کے بعد آپ نے اس جماعت کے ساتھ سلام پھیرا۔ آخر اس جماعت نے کھڑے ہوکر اپنی ایک رکعت پوری کی اور پہلی جماعت نے بھی کھڑے ہوکر اپنی ایک رکعت پوری کی۔

(١٠٩٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ......

عَـنْ نَـافِـعٍ ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَـنْهُـمَاكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَـقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْـإِمَامُ رَكْعَةً وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْـعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا فَإِذَا صَلَّى الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَـأْخَـرُوا مَـكَـانَ الَّـذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَلَا يُسَـلِّـمُونَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَـعَـهُ رَكْـعَةً ثُـمَّ يَـنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْـعَتَيْـنِ فَيَـقُـومُ كُـلُّ وَاحِـدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَـيُـصَـلُّـونَ لِأَنْـفُسِهِمْ رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْـإِمَـامُ فَيَـكُـونُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَـلَّـى رَكْـعَتَيْنِ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ صَـلَّـوْا رِجَـالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ

جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب نماز خوف کے متعلق پوچھا جاتا تو کہتے: امام مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر خود آگے بڑھے اور انہیں ایک رکعت نماز پڑھائے۔ اس دوران میں مسلمانوں کی دوسری جماعت ان کے اور دشمن کے درمیان میں رہے۔ یہ لوگ نماز میں ابھی شریک نہ ہوں، پھر جب امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھا چکے جو پہلے اس کے ساتھ تھے تو یہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور ان کی جگہ لے لیں جنھوں نے اب تک نماز نہیں پڑھی لیکن یہ لوگ سلام نہ پھیریں، اب وہ لوگ آگے بڑھیں جنھوں نے نماز نہیں پڑھی اور امام انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائے۔ اب امام ان کی دو رکعت پڑھ چکنے کے بعد نماز سے فارغ ہو چکا، اب دونوں جماعتیں (جنھوں نے امام کے ساتھ ایک ایک رکعت نماز

(١٠٩٣) أخرجه البخاري: ٤٥٣٥

رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَا أُرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پڑھی تھی) اپنی باقی ایک ایک رکعت ادا کر لیں جبکہ امام اپنی نماز سے فارغ ہو چکا ہے۔ اس طرح دونوں جماعتوں کی دو دو رکعت پوری ہو جائیں گی لیکن اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہے تو ہر شخص تنہا نماز پڑھ لے، پیدل ہو یا سوار، قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جناب نافع نے کہا: مجھے یقین ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان کی ہیں۔

(2)......بَابُ مَنْ قَالَ تَقُومُ الطَّائِفَةُ الْأُولَى فَتُتِمُّ صَلَاتَهَا ثُمَّ تَأْتِي الطَّائِفَةُ الثَّانِيَةُ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً

پہلا گروہ ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھنے کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز مکمل کرے گا پھر دوسرے گروہ کو امام ایک رکعت پڑھائے گا

(١٠٩٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ......

عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ، أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ، وَصَفَّتْ طَائِفَةٌ، وِجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، فَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى، فَصَلَّى لَهُمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ، قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ۔

جناب صالح بن خوّات ایک ایسے صحابی سے بیان کرتے ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات رقاع میں نماز خوف پڑھنے میں شریک تھے۔ اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ پہلے ایک جماعت نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی، اس وقت دوسری جماعت دشمن کے مقابلے میں کھڑی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کو جو آپ کے پیچھے صف میں کھڑی تھی، ایک رکعت نماز خوف پڑھائی اور اس کے بعد آپ کھڑے رہے، اس جماعت نے اس عرصہ میں اپنی نماز پوری کر لی اور واپس آ کر دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے، اس کے بعد دوسری جماعت آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوسری رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی

(١٠٩٤) أخرجه البخاري: ٤١٢٩، و مسلم: ٨٤٢

اور (رکوع وسجدہ کے بعد) آپ قعدہ میں بیٹھے رہے، پھر ان لوگوں نے جب اپنی باقی ماندہ نماز مکمل کر لی تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ عمدہ حدیث ہے جو میں نے نماز خوف کے متعلق سنی ہے۔

شرح کبر امام رحمہ اللہ نے کہا: نماز خوف کی متعدد صورتیں ہیں، جو دشمن کے حالات کے پیش نظر ہیں، حالات کے مطابق ان میں سے کوئی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ عین لڑائی کے موقع پر اشارے سے نماز پڑھ لی جائے اگر چہ منہ قبلہ رخ نہ بھی ہو، خواہ چلتے پھرتے یا سواری پر جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ .... ''اگر تمہیں ڈر ہو تو پیدل ہی سہی یا سواری پر۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۳۹)

اوپر بیان کردہ طریقے کے مطابق ہر شخص نماز پڑھ سکتا ہے جس کے اوپر خوف وہراس والی کیفیت ہو، مثلاً دشمن کا ڈر ہو، درندے اور کسی موذی جانور کا کھٹکا ہو، آگ یا سیلاب کا خطرہ ہو، ایسا آدمی بھاگتے ہوئے اشاروں سے نماز پڑھ لے تو جائز ہے۔ اور جو خود دشمن کی تلاش میں نکلا ہو تو عام اہل علم کے نزدیک اس کے لیے نماز خوف پڑھنا درست نہیں ہے۔ (ملحوظہ: شاید اس لیے کہ اس صورت میں زیادہ خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ دشمن کا مطلوب ہونے کی صورت میں خطرہ کہیں زیادہ ہوتا ہے نیز چوکنا اور محتاط رہنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے لہٰذا دشمن کو ڈھونڈنے کے لیے نکلنے کی صورت میں نمازوں کو حقیقی انداز میں پڑھا جائے۔ (ع،س)

بیان کیا جاتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: جب دشمن کی گھات میں نکلے ہوئے افراد اپنے جتھے سے جدا ہو جائیں اور انہیں دشمن کے حملہ آور ہونے کا قوی اندیشہ اور ان کے نرغے میں پھنس جانے کا دھڑکا ہو تو اس صورت میں وہ اشاروں سے نماز خوف پڑھ لیں۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو خالد بن سفیان ہذلی کے تعاقب میں بھیجا تا کہ اسے قتل کر دیں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے دیکھا اور ادھر نماز کا وقت ہو گیا، تو میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے نماز مؤخر کی تو میرے اور اس کے درمیان کچھ ہو جائے گا، چنانچہ میں اس کی طرف جاتے ہوئے اشارے سے نماز پڑھتا گیا۔ (ضعیف، ابوداود: ۱۲۴۹)

فائدہ: اگر اندیشہ ہو کہ نماز پڑھنے کے لیے رک گئے تو دشمن جُل دے جائے گا یا کوئی اور مشکل پیش آجائے گی تو اس صورت میں دشمن کو ڈھونڈنے والا شخص اشاروں سے چلتے چلتے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (ع،س)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: صبح روشنی میں تستر کے قلعہ پر جب چڑھائی ہو رہی تھی تو اس وقت میں موجود تھا، لڑائی کی آگ خوب بھڑک رہی تھی تو لوگ نماز نہ پڑھ سکے۔ جب دن چڑھ گیا تو ہم نے صبح کی نماز پڑھی اور ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ (صحیح بخاری معلقا: کتاب الخوف، باب الصلاة عند مناهضة الحصون ولقاء العدو)

فائدہ: تستر، اہواز کے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ سخت جنگ کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ۲۰ھ میں وہاں کا قلعہ فتح ہوا۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس فوج کے امیر تھے۔ (ع،س)۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جب دشمن کا پڑاؤ قبلہ کی طرف نہ ہو بلکہ کسی اور سمت پر ہو اور امام کے پیچھے رہ کر ان پر نظر نہ رکھی جا سکتی ہو، تو اس صورت میں امام فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دے۔ ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے اور مسلّح حالت میں دشمن کے حملے کا جواب دینے کے لیے تیار رہے جبکہ امام دوسرے گروہ کے ساتھ نماز میں مشغول ہو جائے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ذات رِقاع کے موقع پر کیا۔ پھر اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے، سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک گروہ نے آپ کے ساتھ صف بندی کی (دوسرا گروہ دشمن کے مقابل چلا گیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ صف باندھ کر کھڑے تھے ایک رکعت پڑھائی اور آپ سیدھے کھڑے رہے، انہوں نے اپنے طور پر باقی نماز ادا کر لی اور جا کر دشمن کے سامنے صف بند ہو گئے، پھر دوسرا گروہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے باقی اپنی ایک رکعت پڑھائی اور بیٹھے رہے حتی کہ انہوں نے اس دوران میں اپنے طور پر نماز مکمل کر لی، پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔ امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف اس حدیث کے مطابق ہے۔

اہل الرائے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کی طرف گئے ہیں، اس میں ذکر کردہ صورت کچھ اس طرح ہے کہ ایک گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر نماز کے دوران چلا جائے اور دشمن کے مقابل صف آرا ہو جائے۔ جب امام دوسری رکعت پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو دوسرا گروہ آ کر امام کی اقتداء کرنے لگے، امام اپنی دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور وہ سلام نہ پھیریں بلکہ دوران نماز ہی میں دشمن کے مقابل چلے جائیں، پھر پہلا گروہ ایک رکعت اپنے طور پر پڑھے، پھر یہ چلے جائیں اور دوسرا گروہ آ کر پڑھ لے۔

فائدہ: اس صورت میں ہر گروہ کی ایک رکعت امام کے ساتھ ہو گی اور ایک ایک اپنے طور پر نیز دوران نماز آنا جانا ہو گا اور دونوں رکعتیں منفصل پڑھی جائیں گی، اثنائے نماز میں دشمن کے مقابل کھڑا ہونا، خواہ منہ کسی طرف بھی کرنا پڑے، اسی طرح امام کا ٹھہرنا اور آنے جانے والوں کا انتظار کرنا وغیرہ امور سے سابقہ پڑے گا، یہ سب نماز خوف کی خصوصیات ہیں، یہ باتیں اسلام کے مکمل اور آسان دین ہونے کی دلیل ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور کرم نوازی ہے، اس سے نماز کی حیثیت اور ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی بلکہ مولیٰ کریم کی رضامندی اور خوشنودی حاصل ہو گی کہ میرے بندے نے میرے دین کی سربلندی کے لیے جہاد کرتے ہوئے بھی میری یاد اور عبادت سے غفلت نہیں برتی "فَلِلّٰهِ دَرُّ لِهٰؤُلَاء" (ع، س)

کچھ علماء کا خیال ہے کہ یہ اختلاف مضر نہیں بلکہ جائز اور مباح اختلاف کی قسم سے ہے جبکہ بعض علماء کا خیال ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں مذکور صورت منسوخ ہے اور ناسخ روایت سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ والی ہے،

بہر حال دونوں روایتیں صحیح ہیں اور قابل عمل ہیں۔ البتہ سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ والی حدیث قرآن مجید کے ظاہر الفاظ سے بہت زیادہ موافقت رکھتی ہے، نیز اس میں احتیاط اور دشمن سے بچاؤ زیادہ ہے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا مَعَكَ﴾ .... ''پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے کو جائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے۔'' (سورۂ نساء: ۱۰۲)

آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے جب پہلا گروہ آپ کے ساتھ نماز مکمل پڑھ لے تو حفاظت کے لیے پیچھے چلا جائے اور دشمن کے مقابل کھڑا ہو جائے اور جس گروہ نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے، یہ الفاظ ہمیں اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ پہلے گروہ نے نماز پوری کر لی ہے، نیز ﴿فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ﴾ .... ''(دوسرا گروہ) آپ کے ساتھ نماز ادا کرے۔'' کے الفاظ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ مکمل نماز آپ کے ساتھ پڑھیں نہ کہ کچھ۔ اس تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ قرآن مجید کے الفاظ کا ظاہر مفہوم بھی یہی ہے کہ ہر گروہ نماز پڑھ کر امام کی اقتداء سے نکلے، نیز یہ صورت اس لحاظ سے بہتر ہے کہ اس میں دوران نماز میں آنا جانا نہ ہوگا بلکہ دونوں رکعتیں متصل طور پر پڑھی جائیں گی۔ مزید یہ کہ اگر دشمن کی طرف سے حملہ آوری کی نوبت آپہنچتی ہے تو مجاہدین نماز سے فارغ ہو جانے کی صورت میں حرب وضرب اور دفاع کی بہتر پوزیشن میں ہوں گے۔ سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ ایک اور کیفیت دوسرے گروہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ امام ان کو رکوع اور سجدے کرائے اور پھر سلام پھیرے اور یہ لوگ کھڑے ہو کر اپنی بقیہ رکعت پڑھیں اور پھر سلام پھیریں۔

اور جب امام خوف میں مجاہدین کو چار رکعات والی نماز پڑھائے تو پہلے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائے اور تیسری رکعت میں پہنچ کر امام کھڑا رہے حتی کہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے اپنی نماز مکمل کر کے چلے جائیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام تشہد کی حالت میں بیٹھا رہے (بجائے تیسری رکعت میں کھڑا ہونے کے) تو مقتدی اپنی نماز مکمل کر لیں۔ پھر امام دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائے اور (تشہد میں پہنچ کر) بیٹھا رہے یہاں تک کہ پیچھے نماز پڑھنے والے اپنی نماز پوری کر لیں اور سلام اکٹھا پھیر لیں۔

نوٹ: اس صورت میں امام اور مقتدی دونوں کی چار چار رکعت ہو جائیں گی۔ کتاب کے متن میں اگرچہ وضاحت نہیں ہے لیکن یہ صورت حضر میں خوف سے متعلق ہے۔ (ع،س)

اگر امام پہلے گروہ کو مکمل نماز (دو رکعت) پڑھا کر سلام پھیر دے، پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائے اور سلام پھیر دے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ اس کیفیت کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: نماز خوف کی یہ صورت سادہ اور آسان ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو اگر دوبارہ نماز پڑھانی پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں، سب کی نماز درست ہوگی، احناف اس صورت کو نہیں مانتے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

اورعمل آپ کی سنت پر ہے۔(ع،س)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرے کو ایک اور، پھران لوگوں نے کوئی ادائیگی نہیں کی (دوسری رکعت ادانہیں کی)۔(صحیح، ابوداود: ١٢٤٦)

اس کی مانندسیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ لوگوں کی ایک ایک رکعت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعتیں ہوئیں۔ (صحیح، نسائی: ٣/ ١٦٨ عن ابی ھریرۃ)

بعض علماء نے نماز خوف کو شدید خوف کی حالت کے ساتھ خاص جانا ہے، سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: دوران سفر میں پڑھی جانے والی دو رکعتیں قصر نماز نہیں ہیں، قصر نماز تو لڑائی کے موقعے پر پڑھی جانے والی ایک رکعت ہوتی ہے۔ یہ موقف بہت سارے علماء کا ہے جن کے نام ہم نماز سفر کے ضمن میں گنوا چکے ہیں۔

صحابہ اور بعد والے کثیر علماء کا موقف ہے کہ خوف سے نماز کی (رکعتوں کی) تعداد کم نہیں ہوتی (یعنی نماز خوف کے طریقوں کی تعداد اسی لیے مختلف ہے کہ حسب مصلحت وضرورت کسی کو بھی اختیار کر لیا جائے، رکعات کم نہیں کی گئیں۔مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو مختلف رکعات پڑھنا ثابت ہے۔(ع،س)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: نماز خوف کی بابت جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں حسبِ حالات تمام احادیث پر عمل کیا جاسکتا ہے، نماز خوف کے چھ یا سات طریقے منقول ہیں۔

(3)......بَابُ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ

(ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو دو دو رکعتیں پڑھائے

(١٠٩٥)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الإِسْفَرَايِينِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ ، حَدَّثَنَا الصَّغَانِيُّ ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ ، فَكُنَّا إِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم (غزوہ سے) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آرہے تھے، جب ہم ذات الرقاع مقام پر پہنچے، اور ہمارا یہ معمول تھا کہ گھنے سایہ دار درخت ہم آپ کے لیے مخصوص کر دیتے تھے، اتنے میں ایک مشرک شخص آیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی، اس نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اٹھائی اور

(١٠٩٥) أخرجه البخاري: ٤١٣٦ ، و مسلم: ٨٤٣

بِشَجَرَةٍ، فَأَخَذَ سَيفَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرَطَهُ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَخَافُنِي؟ قَالَ: ((لا))، قَالَ: فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: ((اللّٰهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ)) قَالَ: فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَغَمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ، قَالَ: فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ، قَالَ: فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَأَخَّرُوا، فَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الأُخْرَى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ، وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ۔

رسول اللہ ﷺ پر سونت لی اور آپ سے پوچھا: تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس پر اس نے پوچھا: آج میرے ہاتھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچائے گا۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اسے ڈانٹا، راوی کہتا ہے: اس نے تلوار میان میں ڈال کر لٹکا دی، نماز کے لیے اذان کہی گئی تو نبی ﷺ نے پہلے ایک جماعت کو دو رکعت نماز خوف پڑھائی جب وہ جماعت (نبی ﷺ کے پیچھے سے) ہٹ گئی تو آپ نے دوسری جماعت کو بھی دو رکعتیں پڑھائیں، اس طرح نبی ﷺ کی چار رکعت نماز ہوئی لیکن مقتدیوں کی صرف دو دو رکعت۔

(4)......بَابُ إِذَا كَانَ الْعَدُوُّ مِنْ نَاحِيَةِ الْقِبْلَةِ صَلَّى الْإِمَامُ بِهِمْ جَمِيعًا وَحَرَسُوا فِي السُّجُودِ

جب دشمن قبلہ کی سمت ہو تو امام دونوں گروہوں کو ایک ساتھ نماز پڑھائے اور سجدہ کرتے وقت ایک دوسرے کی حفاظت کریں

(۱۰۹۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْمِيرَبَنْدَكُشَائِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَهْلٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَرَفَةَ السِّجْزِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ حَمْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْخَطَّابِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بْنِ دَاسَةَ التَّمَّارُ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُسْفَانَ، وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَصَلَّيْنَا الظُّهْرَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَقَدْ أَصَبْنَا غِرَّةً لَوْ حَمَلْنَا

سیدنا ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان میں تھے جبکہ مشرکین کی قیادت خالد بن ولید کے ہاتھ میں تھی، ہم نے ظہر کی نماز پڑھی، مشرکین نے کہا: ہمیں دھوکے اور غفلت کا موقع ملا

(۱۰۹۶) أخرجه مسلم: ۸۴۳ من رواية جابر بن عبد الله

عَلَيْهِمْ وَهُمْ فِي الصَّلاةِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْقَصْرِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ، قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَالْمُشْرِكُونَ أَمَامَهُ، فَصَفَّ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفٌّ، وَصَفَّ بَعْدَ ذَلِكَ الصَّفِّ صَفٌّ آخَرُ، فَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ الصَّفُّ الَّذِينَ يَلُونَهُ، وَقَامَ الآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَلَمَّا صَلَّى هَؤُلاءِ السَّجْدَتَيْنِ وَقَامُوا، سَجَدَ الآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الآخَرِينَ، وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الآخَرُ إِلَى مَقَامِ الصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، وَقَامَ الآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَلَمَّا جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، سَجَدَ الآخَرُونَ، ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا، فَسَلَّمَ: عَلَيْهِمْ جَمِيعًا، فَصَلاهَا بِعُسْفَانَ، وَصَلاهَا يَوْمَ بَنِي سُلَيْمٍ۔

تھا، اگر ہم ان پر حملہ کر دیتے جبکہ یہ نماز پڑھ رہے تھے (تو یہ بہت اچھا موقع تھا) چنانچہ ظہر اور عصر کے درمیان آیت قصر (یعنی نماز خوف) نازل ہوگئی، جب عصر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ قبلے کی جانب کھڑے ہوگئے اور مشرکین ان کے سامنے تھے، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک صف کھڑی ہوئی اور دوسری اس کے پیچھے، سو رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے متصل جو صف تھی اس نے سجدہ کیا، دوسری صف والے کھڑے ان کی نگرانی کرتے رہے، جب ان لوگوں (پہلی صف والوں) نے دو سجدے کر لیے اور کھڑے ہو گئے تو جو لوگ ان کے پیچھے تھے انہوں نے سجدہ کیا، پھر پہلی صف دوسری صف والوں کی جگہ پر آ گئی اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ پر ہو گئے، پھر رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں نے رکوع کیا، پھر آپ نے اور آپ سے متصل صف والوں نے سجدہ کیا اور پچھلی صف والے کھڑے ان کی نگرانی کرتے رہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ اور پہلی صف والے بیٹھ گئے تو دوسروں نے سجدہ کیا، پھر سب بیٹھے اور اکٹھے سلام پھیرا، آپ ﷺ نے عسفان اور غزوہ بنی سلیم کے موقع پر اس طرح نماز خوف پڑھائی۔

(١٠٩٧)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا عَمَّارٌ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلاةَ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(١٠٩٧) أخرجه مسلم: ٨٤٠

الْخَوْفِ، فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرْنَا جَمِيعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَرَفَعْنَا جَمِيعًا، ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ، وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ، ثُمَّ قَامُوا، ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ، وَتَأَخَّرَ الْمُقَدَّمُ، ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَرَفَعْنَا جَمِيعًا، ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى، وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ، وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ، فَسَجَدُوا، ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا۔ قَالَ جَابِرٌ: كَمَا يَصْنَعُ حَرَسُكُمْ هَؤُلَاءِ بِأُمَرَائِهِمْ۔

نے نماز خوف پڑھائی، ہم آپ کے پیچھے دو صفوں میں کھڑے ہو گئے، دشمن ہمارے اور قبلے کے درمیان تھا، رسول اللہ ﷺ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا، ہم سب نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا، پھر آپ نے رکوع کیا تو ہم نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے سر اُٹھایا تو ہم نے بھی (رکوع سے) سر اٹھایا، پھر جب آپ سجدے کے لیے جھکے تو ان لوگوں نے بھی سجدہ کیا جو آپ کے ساتھ قریبی (پہلی) صف میں تھے جبکہ دوسری صف والے دشمن کے سامنے کھڑے رہے، جب رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کر لیا اور اس صف والوں نے جو آپ کے قریب تھے تو پچھلی صف والے سجدے میں چلے گئے، جب یہ لوگ سجدے سے اُٹھے تو پھر دوسری صف والے آگے بڑھ گئے اور پہلی صف والے پیچھے ہٹ گئے، پھر (دوسری رکعت میں) نبی ﷺ نے رکوع فرمایا تو ہم سب نے بھی آپ کے ساتھ رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی رکوع سے سر اٹھایا، جب آپ سجدے کے لیے جھکے تو آپ کے ساتھ والی صف نے سجدے کیے جو پہلی رکعت پڑھتے وقت دوسری صف میں کھڑے تھے اور دوسری صف والے دشمن کے مقابل کھڑے رہے، پھر جب نبی ﷺ اور آپ کے ساتھ والی صف کے نمازیوں نے سجدے کر لیے تو پچھلی صف والے سجدے کے لیے جھک گئے اور (اپنے طور پر) سجدے کیے، پھر نبی ﷺ نے سلام پھیرا اور ہم سب نے بھی سلام پھیرا، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جیسے تمہارے امراء کے پہرے دار کرتے ہیں۔

(10)......بَابُ الْعِيْدَيْنِ
نمازعیدین کا بیان

(١٠٩٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ مَلاسٍ النُّمَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلأَهْلِ الْمَدِينَةِ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ: ((قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ وَلَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُونَ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا، يَوْمَ النَّحْرِ، وَيَوْمَ الْفِطْرِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ میں) تشریف لائے تو مدینہ والوں کے (سال میں) دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے کودتے تھے دورِ جاہلیت میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہارے پاس آیا تو تمہارے لیے دو دن تھے جن میں تم زمانہ جاہلیت میں کھیلا کودا کرتے تھے، اب اللہ نے تمہیں ان کے بجائے دو اچھے دن دے دیے ہیں، ایک قربانی کا دن اور ایک عید الفطر کا دن۔''

(1)......بَابُ الْخُرُوْجِ إِلَى الْمُصَلّٰى يَوْمَ الْعِيْدِ
عید کے روز عید گاہ جانا

(١٠٩٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ الْفَرَّاءُ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک اللہ

(١٠٩٨) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ١١٣٤، والنسائي: ١٥٥٦

(١٠٩٩) أخرجه البخاري: ٩٥٦، و مسلم: ٨٨٩

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ، فَيَبْدَأُ بِالصَّلاةِ، فَإِذَا قَضَى صَلاتَهُ وَسَلَّمَ، قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلاهُمْ، فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ وَكَانَ يَقُولُ: ((تَصَدَّقُوا، تَصَدَّقُوا)) وَكَانَ أَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتَّى أَتَيْنَا الْمُصَلَّى، فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنَى مِنْبَرًا مِنْ طِينٍ وَلَبِنٍ، فَإِذَا مَرْوَانُ تُنَازِعُنِي يَدُهُ، كَأَنَّهُ يَجُرُّنِي نَحْوَ الْمِنْبَرِ، وَأَنَا أَجُرُّهُ نَحْوَ الْمُصَلَّى، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ مِنْهُ، قُلْتُ: أَيْنَ الابْتِدَاءُ بِالصَّلاةِ؟ فَقَالَ: لا يَا أَبَا سَعِيدٍ! قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ، فَقُلْتُ: كَلا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ مِمَّا أَعْلَمُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ۔

کے رسول ﷺ عید فطر اور عید اضحیٰ کے دن (مدینہ کے باہر) تشریف لے جاتے تو آغاز نماز سے کرتے، جب نماز سے فارغ ہو جاتے اور سلام پھیر لیتے تو لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے، تمام لوگ اپنی جگہوں میں بیٹھے رہتے، اگر کہیں جہاد کے لیے لشکر روانہ کرنا مقصود ہوتا، یا کسی اور بات کا حکم دینا ہوتا تو اس بات کو لوگوں کے سامنے ذکر کرتے اور آپ حکم فرماتے: ''صدقہ کرو، صدقہ کرو۔'' زیادہ صدقہ وخیرات دینے والی خواتین ہوتیں، اس کے بعد آپ واپس مدینہ میں تشریف لاتے۔ عید پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ یونہی چلتا رہا حتی کہ مروان بن حکم مدینہ کے امیر وحاکم بنے (سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں مروان کے ہمراہ نکلا، ہم جب عیدگاہ پہنچے تو وہاں میں نے کثیر بن صلت کا بنایا ہوا گارے اور کچی اینٹوں کا ایک منبر دیکھا، اب مروان اپنا ہاتھ مجھ سے کھینچنے لگا گویا مجھے منبر کی جانب کھینچ رہا ہے اور میں اسے عیدگاہ کی طرف کھینچ رہا تھا، جب میں نے اس کا یہ طرز عمل دیکھا تو کہا: نماز پڑھنے سے پہلے عید کا آغاز کہاں گیا؟ مروان نے کہا: اے ابوسعید! اب وہ زمانہ بیت گیا جس کو تم جانتے ہو، میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم وہ خیر کا کام نہیں کر پاؤ گے جو میں جانتا ہوں، تین بار ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر وہ چلا گیا۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: نماز عید کی ادائیگی کے لیے عیدگاہ جانا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اگر کوئی عذر مانع ہو تو الگ بات ہے، اس صورت میں نماز عید مسجد ہی میں پڑھی جا سکتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عید کے روز بارش ہوگئی تو نبی ﷺ نے انہیں مسجد ہی میں نماز عید پڑھائی۔ (ضعیف، ابو داود: ۱۱۶۰، ابن ماجہ: ۱۳۱۳)

فائدہ: مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ عیدگاہ پہنچنے کے بعد پہلے نماز عید

پڑھاتے، پھر خطبہ ارشاد فرماتے، نبی ﷺ کے عہد میں عید گاہ میں منبر نہیں رکھا جاتا تھا۔ خلفائے راشدین کے زمانے کے بعد تک یونہی سلسلہ چلتا رہا، مروان جب مدینہ کا حاکم ہوا تو اس نے عیدگاہ میں خطبے کے لیے منبر بنوایا اور عیدین میں خطبہ نماز سے پہلے دینا شروع کیا، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ باوجود اس کے کہ مروان کے ساتھ تشریف لائے لیکن خلاف سنت امور دیکھ کر رہا نہ گیا اور صاف صاف دوٹوک الفاظ میں نقد فرمایا اور کوئی خوف وخطر آڑے نہ آیا، ایک عالم دین، حامی سنت اور ماحی بدعت کی یہی شان ہے، جعلنا اللہ منھم، صد افسوس کہ احناف بھی نماز عید سے قبل خطبہ دینے کے قائل ہیں حالانکہ ایسا طرز عمل صریح طور پر احادیث کے خلاف ہے اور سنت مروانیہ کی پیروی ہے نہ کی سنت خیر الوریٰ ﷺ کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تعصب وہٹ دھرمی سے بالا ہو کر دین حنیف پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (ع،س)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ ضعیف، کمزور اور ناتواں افراد کو جامع مسجد ہی میں نماز عید دو رکعتیں پڑھا دے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: حدیث مبارکہ میں وضاحت ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر بغیر منبر وغیرہ کے خطبہ ارشاد فرمایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی پاؤں پر کھڑے ہو کر خطبہ عید دیا۔ امام رحمہ اللہ نے کہا: جمعۃ المبارک کے روز آپ رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے اور حج کے موقع پر اونٹ یا خچر پر سوار ہو کر۔

(2)......بَابُ لَا أَذَانَ وَلا إِقَامَةَ لِصَلاةِ الْعِيدِ وَتَقْدِيمِ الصَّلاةِ

نماز عید کے لیے اذان اور اقامت نہیں نیز عید سے پہلے نفل نماز نہیں

(١١٠٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ، وَلا مَرَّتَيْنِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلا إِقَامَةٍ۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دو بار نہیں بلکہ کئی بار نبی ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز پڑھی ہے، اذان اور اقامت کے بغیر۔

شرح: نبی ﷺ کے صحابہ اور تابعین واتباع تابعین میں سے تقریبا تمام علماءِ کرام کے ہاں اس بات پر عمل ہے کہ نماز عید سے قبل اذان واقامت نہیں ہے اور نہ نوافل کی ادائیگی ہی عید گاہ میں جائز ہے۔

(١١٠١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

(١١٠٠) أخرجه مسلم: ٨٨٧، ورواه البخاري: ٩٦٠ عن ابن عباس وجابر بن عبد الله

(١١٠١) أخرجه البخاري: ٩٦٣، و مسلم: ٨٨٨

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ يُصَلُّونَ فِي الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ يَخْطُبُونَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: سنت نبویہ یہی ہے کہ خطبے سے پہلے عید کی نماز پڑھی جائے، تمام اہل علم وفضل اس بات پر متفق ہیں، سب سے پہلے جس شخص نے اس طرز عمل کی مخالفت کی وہ مدینہ کے امیر مروان بن حکم تھے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عید سے قبل خطبہ دینے کا آغاز سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا۔

(١١٠٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ، يَقُولُ......

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ، ثُمَّ خَطَبَ، فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ، فَأَتَاهُنَّ، فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، وَمَعَهُ بِلَالٌ، قَائِلٌ بِثَوْبِهِ هَكَذَا، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخُرْصَ وَالشَّيْءَ۔

جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا: میں اللہ کے رسول ﷺ پر شہادت دے کر کہتا ہوں کہ آپ نے عید کے دن خطبے سے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا، آپ کو خیال ہوا شاید عورتیں خطبہ نہیں سن سکیں، تو آپ عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ ونصیحت فرمایا نیز صدقہ کرنے کا حکم دیا اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، انہوں نے کپڑا یوں پھیلایا ہوا تھا، کوئی عورت اپنی بالی دینے لگی اور کوئی دوسری چیز۔

شرح: ((خرص)) بالی کو کہتے ہیں، وہ زیور جو خواتین اپنے کانوں میں ڈالتی ہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: عیدین کی راتوں کو اونچی آواز سے تکبیرات پڑھنا سنت ہے، سفر ہو خواہ حضر ہو، مساجد اور بازاران سے گونج جانے چاہئیں، عید کی صبح عید گاہ جاتے ہوئے اور عیدگاہ پہنچ کر نماز کھڑی ہونے تک تکبیرات عید کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے، مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ عید فطر کے روز طلوع آفتاب کے فوراً بعد تکبیرات کہتے ہوئے عیدگاہ تشریف لے جاتے اور تکبیرات پکارتے رہتے تا آنکہ نماز کا وقت ہو جاتا، امام کی آمد تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔

(١١٠٢) أخرجه البخاري: ٩٨، و مسلم: ٨٨٤

ابن مسیّب، عروہ، ابوسلمہ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما عیدِ فطر کی رات سے ہی مسجد میں بآوازِ بلند تکبیرات پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ جناب عروہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ جاتے ہوئے راستے میں اونچی آواز سے تکبیرات پڑھتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمے سے تکبیرات کا آغاز کرتے، مسجد والے سن کر تکبیرات کہنے لگتے، پھر بازاروں میں موجود افراد تکبیرات پکارنے لگتے یہاں تک کہ پورا میدان منیٰ تکبیرات کی دلنواز آواز سے گونجنے لگتا۔

(صحیح بخاری معلقا: کتاب العیدین، باب التکبیر ایام منی واذا غدا الی عرفۃ)

اسود کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں تکبیرات کہتے تھے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب العیدین، باب التکبیر من ای یوم ھو)

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ عیدِ فطر والے دن گھر سے نکلتے ہی تکبیرات پکارنا شروع کیا جائے، راستے میں اور عیدگاہ پہنچ کر، امام کی آمد تک یہ سلسلہ جاری رہے، نماز عید پڑھنے کے بعد تکبیرات پڑھنا منقطع کر دیا جائے، لوگ اسی طرح کرتے رہے، جب امام نماز پڑھانے کے لیے سامنے آجاتا تو خاموش ہو جاتے اور امام اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے کے ساتھ تکبیر تحریمہ کا آغاز کر دیتا۔

مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما عشرہ ذوالحجہ کے دنوں میں بازار کی طرف نکلتے اور تکبیریں کہتے اور لوگ بھی ان کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہتے۔

عید کے روز نہانا سنت ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بابت مروی ہے کہ عید کے روز غسل کیا کرتے تھے، اسی کی مانند سیدنا ابن عمر اور سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما کے بارے بھی مروی ہے۔ عید کے روز اپنی بساط کے مطابق عمدہ اور صاف ستھرا لباس زیب تن کیا جائے اور خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر عید میں دھاری دار چادریں پہنا کرتے تھے۔

(مسند شافعی: ۳۲۱)

نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ عید کے روز جنابت والا غسل کرتے، پھر اگر خوشبو میسر ہوتی تو لگاتے اور عمدہ لباس پہنتے، بن سنور کر عیدگاہ تشریف لے جاتے اور جب امام نماز پڑھا دیتا تو لوٹ آتے۔

مستحب ہے کہ لوگ نماز فجر پڑھتے ہی عیدگاہ چلے جائیں تاکہ مناسب جگہیں میسر آسکیں اور تکبیرات کہتے رہیں، امام کو نماز کے وقت پر ہی نکلنا چاہیے، نماز عید کا وقت سورج کے نیزے کے برابر بلند ہونے سے شروع ہوتا ہے، عید الاضحیٰ میں ذرا جلدی جانا اور عید پڑھنا مستحب جبکہ عید فطر میں قدرے تاخیر سے۔

(۱۱۰۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ

(۱۱۰۳) ضعیف ......أخرجه الامام الشافعی فی المسند: ۳۲۳)

الْعَارِفُ، قَالا: أَخبرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ......

أَخْبَرَنِي أَبُو الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ بِنَجْرَانَ أَنْ: ((عَجِّلِ الأَضْحَى، وَأَخِّرِ الْفِطْرَ، وَذَكِّرِ النَّاسَ.))

سیدنا ابو حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھا، وہ نجران میں تھے کہ: ''عید الاضحیٰ جلدی پڑھو اور عید فطر ذرا دیر سے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔''

شرح: محمد بن زیاد کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور کچھ دیگر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھا کہ عیدین کی صبح نماز فجر پڑھنے کے بعد عید گاہ جانے کے لیے عجلت سے کام لیتے اور منبر کے نزدیک جا کر بیٹھ جاتے۔

ملحوظہ: خطبہ کے لیے منبر رکھنا مشروع نہیں ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نماز عید کے متعلق مروی روایت میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ادائیگی کے بعد رخ انور پھیرتے اور لوگوں کے بالمقابل کھڑے ہو جاتے۔

(بخاری: ۹۵٦، مسلم: ۸۸۹)۔

یہ حدیث مبارکہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر استعمال نہیں فرمایا، نیز صحیح بخاری کی ایک روایت میں صراحت موجود ہے کہ (اِنَّ اَوَّلَ مَنِ اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ فِیْ مُصَلَّی الْعِیْدِ مَرْوَان) ''سب سے پہلے مروان نے عید گاہ میں منبر رکھوایا۔'' (بخاری: ۹۵٦)

مندرجہ بالا حدیث میں سیدنا ابو امامہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا منبر کے پاس جا کر بیٹھنا شاید بنو امیہ کے دور میں ہوگا مگر یہ شاہی حکم ان کی حکومت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو گیا، بقا اور دوام سنت ہی کو ہے۔ (ع،س)

سنت یہی ہے کہ عید پڑھنے کے لیے پیادہ جایا جائے، اگر کوئی عذر ہو تو الگ بات ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سنت یہی ہے کہ آپ عید کے لیے پیدل جائیں اور کچھ کھا پی کر جائیں۔ (حسن، ترمذی: ۵۳۰)

فائدہ: عید کے لیے چل کر جانا مسنون افعال میں سے ہے اور مستحب ہے، بغیر عذر کے سوار ہو کر جانا مناسب نہیں مگر کچھ آئمہ عید کے لیے چل کر جانا اور سوار ہو کر جانا دونوں طرح جائز سمجھتے ہیں۔ عید فطر کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھا لینا چاہیے، میٹھی چیز، کھجوریں وغیرہ کھانے کی تلقین آتی ہے البتہ عید الاضحیٰ کے دن بغیر کچھ کھائے پیئے جانا چاہیے اور واپس آ کر قربانی کے گوشت سے اکل و شرب کی ابتدا کرنی چاہیے۔ (ع،س)

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمارے ہاں یہ معمول ہے کہ عید الاضحیٰ اور عید فطر پڑھانے کے لیے امام عین وقت پر اپنے گھر سے نکلتا ہے، بس اتنا وقت ہوتا ہے کہ عید گاہ پہنچتے ہی نماز کھڑی کر دی جاتی ہے۔ (مؤطا امام مالك: ٤٣٩)

(3)......بَابُ الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوجِ

عیدفطر کے روز نماز کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھالینا

(١١٠٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنْ ثَوَابِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ، وَلا يَطْعَمُ يَوْمَ الأَضْحَى حَتَّى يُصَلِّيَ۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدفطر کے روز کچھ کھائے بغیر نہ نکلتے اور عیدالاضحیٰ میں نماز پڑھنے کے بعد کچھ تناول فرماتے۔

شرح: جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والدمحترم (سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدفطر میں نماز کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ نوش فرما لیتے تھے اور یوم نحر (عیدالاضحیٰ) کے دن کچھ نہ کھاتے، یہاں تک کہ پلٹ آتے اور اپنی قربانی کا گوشت کھاتے۔

(١١٠٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ......

عَنْ أَنَسٍ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدفطر کے دن نکلنے سے قبل ضرور چند کھجوریں تناول فرما لیتے۔

شرح: مرجی بن رجاء نے کہا: مجھ سے عبیداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: مجھے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طاق کھجوریں کھاتے تھے۔ (صحیح بخاری: ٩٥٣)

جناب سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں کہ عیدفطر کے دن لوگوں کو کچھ کھا کے عیدگاہ کی طرف جانے کا حکم دیا جاتا تھا۔ (مؤطا امام مالك: ٤٣٢)

(١١٠٤) حديث صحيح...... أخرجه الترمذي: ٥٤٢، وابن ماجه: ١٧٥٦

(١١٠٥) أخرجه البخاري: ٩٥٣

(4)......بَابُ تَكْبِيرَاتِ صَلَاةِ الْعِيدِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهَا

نماز عید کی تکبیرات اور قراءت

(١١٠٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ أَبُو عَمْرٍو الْمَدَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ......

عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَفِي الآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَائَةِ۔

جناب کثیر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا (سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں عیدوں میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں قراءت سے پہلے کہیں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی کی مانند مروی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کثیر کے دادا کی حدیث حسن ہے اور اس مسئلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات میں سب سے عمدہ ہے، ان کے دادا کا نام عمرو بن عوف مزنی ہے۔

شرح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے بعد کے اکثر اہل علم کا یہی کہنا ہے کہ نماز عید کی پہلی رکعت میں زائد تکبیریں سات ہیں، تکبیر تحریمہ ان میں شامل نہیں اور دوسری رکعت میں پانچ ہیں۔ اس تعداد میں دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت کہی جانے والی تکبیر شامل نہیں، یہ تکبیرات قراءت سے پہلے کہی جاتی ہیں۔ صحابہ میں سے اس کے قائل سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا ابن عمر، سیدنا ابن عباس، سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ اہل مدینہ کا تعامل بھی اسی بات پر ہے۔ آئمہ میں سے اس کے قائل امام زہری، عمر بن عبدالعزیز، امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ ہیں۔

ابو ثور کہتے ہیں: پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت سات تکبیریں کہی جائیں۔ مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے تین تکبیریں کہتے، تکبیر تحریمہ کے علاوہ اور دوسری رکعت میں تین تکبیرات قراءت سے پہلے کہتے رکوع کی تکبیر کے علاوہ، سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل الرائے کا بھی یہی موقف ہے۔

(١١٠٦) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ٥٣٦، وابن ماجه: ١٢٧٩

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (تکبیرات زوائد) کہتے ہوئے ہر دو تکبیروں کے مابین ایک کلمے کی مقدار کے برابر فاصلہ ہونا چاہیے۔ (مصنف عبد الرزاق : ٥٦٩٧)

تکبیرات عید کہتے ہوئے رفع الیدین کرنا اکثر اہل علم کے نزدیک سنت ہے، آئمہ میں سے ابن مبارک، امام شافعی اور احمد واسحٰق رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

فائدہ: عیدین کی تکبیروں میں رفع الیدین کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے کوئی صریح دلیل ہے۔ تاہم تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی بابت آئمہ کے اقوال ضرور ملتے ہیں۔ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا امام نماز عید میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے؟ انہوں نے کہا: ہاں، وہ رفع الیدین کرے اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہاتھ اُٹھائیں۔ (مصنف عبدالرزاق: ۳/ ۲۹۷)۔ نیز امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تکبیرات عیدین کے موقع پر ہاتھ اُٹھانے چاہئیں اگرچہ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا۔

(الفريابى بحواله ارواء الغليل : جلد۳، صفحه۱۱۳)

اوپر گزر چکا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرنا چاہیے۔ لہذا ان اقوال کی روشنی میں اگر کوئی تکبیرات عیدین میں رفع الیدین کرتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے اور کوئی نہیں کرتا تو اس کا بھی جواز ہے، اس مسئلے میں تشدّد مناسب نہیں۔ واللہ اعلم

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث: "وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ۔" ...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھاتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے کہتے" (صحیح، ابوداود: ۷۲۲) اس مسئلہ میں نص صریح نہیں ہے۔ تعجب ہے کہ احناف اسے مستحب کہتے ہیں حالانکہ اس مسئلہ میں تمام وارد احادیث ضعیف ہیں اور فرض نماز میں رفع الیدین صحیح احادیث سے ثابت ہے لیکن وہاں اس کا انکار کرتے ہیں۔

صحیح احادیث میں نماز عید میں تکبیرات کی تعداد بارہ آئی ہے، جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ائمہ عظام رحمہم اللہ علیہم اس تعدّد کے قائل ہیں، یہی سنت نبویہ ہے اور عمل سنت پر ہی ہے۔ (ع،س)

(۱۱۰۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ......

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے

(۱۱۰۷) أخرجه مسلم: ۸۹۱

مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحَى؟ فَقَالَ: كَانَ يَقْرَأُ بِـ ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ وَ ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾

دریافت کیا: نبی ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کن سورتوں کی قراءت فرماتے تھے؟ ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ اور ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

شرح: ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کا نام حارث بن عوف ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: ہم تک روایت پہنچی ہے، سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عیدین اور جمعہ میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(صحيح مسلم: ۸۷۸)

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین عیدین میں بلند آواز سے قراءت کیا کرتے تھے، اتنا کہ قریب قریب کھڑے افراد سن لیتے، یہ حضرات بہت زور لگا کر قراءت نہیں کرتے تھے۔

ابن حنفیہ نے کہا: جب کسی سے نماز عید چھوٹ جائے تو وہ از خود دو رکعتیں پڑھ لے۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز عید تنہا پڑھتے وقت بھی امام ہی کی طرح تکبیرات زوائد اور قراءت کی جائے۔ حسن بصری رحمہ اللہ اور عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

گاؤں اور دیہات میں بسنے والے لوگ بھی، شہر میں رہائش پذیر لوگوں کی طرح نماز عید پڑھیں گے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنے آزاد کردہ غلام عتبہ کو حکم دیا کہ زاویہ (بصرہ سے دو فرسخ کی مسافت پر ایک مقام ہے) میں نماز پڑھائیں، تو انہوں نے اپنے بیٹوں اور دیگر رشتہ داروں کو جمع کر کے نماز عید پڑھی۔

عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: مختلف ڈیروں اور منتشر آبادیوں میں رہنے والے لوگ جمع ہو کر دو رکعت نماز عید ادا کریں جس طرح شہری آبادی میں امام پڑھاتا ہے۔

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب کسی کی نماز عید رہ جائے تو وہ دو رکعتیں پڑھ لے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: جمعہ اور تشریق، مصر جامع (بڑے شہر) کے علاوہ پڑھنا جائز نہیں۔

(مصنف عبد الرزاق: ۵۱۷۵)

فن لغت کے امام اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: تشریق سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مراد نماز عید ہے، اس لیے کہ نماز عید کا وقت سورج نکلنے کے بعد ہوتا ہے اور سورج نکلنے کو "شروق الشمس" کہتے ہیں۔

(5)......بَابُ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيقَ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْمُصَلّٰى

عیدگاہ سے لوٹتے وقت راستہ تبدیل کرنے کا بیان

(۱۱۰۸)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ بِلالٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ بْنِ مَنِيعِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلِيطٍ الْعَبْدِيُّ ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيدَيْنِ رَجَعَ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عیدین کی نماز پڑھنے کے لیے جاتے تو واپسی پر دوسرے راستے سے آتے۔

شرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز (عیدگاہ) آتے جاتے راستہ تبدیل فرماتے تھے۔ (صحيح بخاری: ۹۸۶)

کہا گیا ہے کہ آپ راستہ اس لیے بدلتے تھے کہ راستے کے نشانات اس اطاعت اور عبادت کی ادائیگی پر گواہ رہیں، اسی غرض سے آپ جاتے وقت لمبا راستہ اختیار کرتے اور واپسی پر چھوٹا کہ وہ اطاعت سے لوٹنے کا وقت ہے۔

امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا: جاتے ہوئے پیدل چلا جائے جبکہ واپسی پر اگر چاہے تو سواری استعمال کر لے۔

فائدہ: عید کے مسنون افعال میں سے پیدل چل کر جانا نیز ایک راستے سے جانا اور واپسی پر دوسرے راستے سے آنا ہے۔ (ع،س)

(6)......بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا

عیدین سے پہلے اور بعد نفل پڑھنا

(۱۱۰۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے روز دو رکعتیں پڑھیں۔ ان (دو رکعتوں) سے پہلے

(۱۱۰۸) هذا حديث صحيح ...... أخرجه الترمذي: ٥٤١ ، وابن ماجه: ١٣٠١

(۱۱۰۹) أخرجه البخاري: ٩٦٤

قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ ، فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ ، فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ ، تُلْقِي الْمَرْأَةُ خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا۔	یا ان کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی، پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے، بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، انہیں صدقے کا حکم دیا، عورتیں زیوارت پھینکنے لگیں، بالیاں اور ہار وغیرہ۔

شرح: ((خرص)) سے مراد کان کا زیور ''بالیاں، کانٹے'' اور ہاتھوں کا زیور ''انگشتریاں'' دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس لفظ کا اصل معنی گولائی اور دائرے کی شکل کا زیور ہے۔ مذکورہ بالا دونوں زیور چھوٹے دائرے ہی کی شکل میں ہوتے ہیں، اس لیے دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔

((سخاب)) سے مراد گلے اور حلق کا زیور ہے۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ عید سے پہلے اور بعد میں نوافل نہ پڑھے جائیں۔ صحابہ میں سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کے قائل ہیں اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی ناپسند جانا ہے، نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

کچھ علماء اس طرف گئے ہیں کہ عید سے پہلے نوافل ادا کیے جا سکتے ہیں۔ مروی ہے کہ سیدنا سہل بن سعد، سیدنا رافع بن خدیج اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم عید سے پہلے اور بعد میں نفل پڑھا کرتے تھے۔

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عید الفطر کے دن عید سے پہلے اور بعد میں مسجد میں نوافل پڑھتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ جناب قاسم بن محمد عیدگاہ جانے سے پہلے چار رکعت نفل پڑھتے تھے۔

محمد بن حنفیہ اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ''كُنَّا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحَى لَا نُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى نَأْتِيَ الْمُصَلَّى ، فَإِذَا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّيْنَا فِيهِ۔'' ......ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے مسجد میں کچھ نہیں پڑھتے تھے البتہ واپسی پر جب مسجد کے پاس سے گزرتے تو نوافل پڑھتے۔

(ضعیف، مسند شافعی : ٣٢٩)

فائدہ: عیدگاہ میں سوائے دو رکعت نماز عید کے کوئی نماز پہلے یا بعد میں پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور صحابہ کے معمول کے بھی خلاف ہے۔ نماز عید کے بعد واپس گھر آ کر یا مسجد میں نوافل پڑھنے کی اجازت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عید کی نماز کے بعد گھر میں دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم (ع،س)

اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ عورت بغیر خاوند کی اجازت کے عطیہ دے سکتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خواتین کو صدقے کا حکم دیا تو انہوں نے فوراً تعمیل کی تھی اور زیورات دیے تھے۔

اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے مگر امام مالک رحمہ اللہ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے کہا: عورت کا خاوند کی اجازت

کے بغیر عطیہ واپس کر دیا جائے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ دے۔''

اہل علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو حسن معاشرت اور خاوند کو اعتماد میں لینے پر محمول کرتے ہیں، یا آپ کا حکم ایسی عورت کے متعلق ہے جو کم سوجھ بوجھ والی ہو۔

فائدہ: عورت خاوند کے مال سے معمولی اور حقیر صدقہ بغیر خاوند کی اجازت کے دے سکتی ہے جس کی اجازت عرفاً ہوتی بھی ہے۔ بڑا عطیہ بغیر پوچھے نہیں دے سکتی، باقی رہا اپنے مال سے عطیہ دینا تو خاوند سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، البتہ اگر حسن معاشرت اور خانگی نظام کو پر اعتماد رکھنے کے لیے پوچھ لیا جائے اور مشورہ کر لیا جائے تو عمدہ بات ہے۔ (ع، س)

(7)......بَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ إِلَى الْعِيْدَيْنِ
عورتوں کا عیدین کے لیے نکلنا

(١١١٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ هُوَ ابْنُ زَاذَانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يُخْرِجُ الأَبْكَارَ وَالْعَوَاتِقَ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، وَالْحُيَّضَ فِي الْعِيدَيْنِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ، فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى، وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: ((فَلْتُعِرْهَا أُخْتُهَا مِنْ جَلَابِيبِهَا۔))

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری، بالغ اور پردہ نشین حتی کہ حیض والی عورتوں کو عیدین کے لیے نکلنے کا حکم فرماتے تھے، البتہ حیض والی عورتیں نماز والی جگہ سے الگ بیٹھی رہیں لیکن مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ ایک عورت نے کہا: اگر کسی کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے اس کی بہن چادر اوڑھا دے۔''

تشریح: ((العواتق)) ''بالغ اور جوان لڑکیاں'' اس کا واحد عاتق ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ عید کی نماز میں حیض والی عورتیں بھی شامل ہوں اور اس ماہانہ عذر کے باوجود دعا، وعظ و تبلیغ، اللہ کے ذکر اور مجلس علم میں حاضر ہوں البتہ مسجد میں داخل نہ ہوں اور نماز کے مقام سے الگ رہیں۔

عورتیں عید گاہ میں نماز کی ادائیگی کے لیے جائیں یا نہ جائیں؟ اس بارے میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے۔

(١١١٠) أخرجه البخاري: ٣٢٤، و مسلم: ٨٩٠

کچھ نے رخصت دی ہے اور بعض نے ناپسند جانا ہے۔ امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے کہا: میں ان دنوں عورتوں کے عیدگاہ جانے کو اچھا نہیں جانتا، ایسا ہی سفیان ثوری رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آج عورتوں میں جونئی باتیں پیدا ہوگئی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے، جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

(صحیح بخاری: ٨٦٩، صحیح مسلم: ٤٤٥)

ہمارے استاد رحمہ اللہ نے کہا: بچوں کو عید پڑھنے کے لیے ساتھ لے جانا مستحب ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ساتھ جانے کے قابل بچوں کو اپنے ہمراہ لے جاتے۔

فائدہ: جس طرح فرض نمازوں میں اور جمعہ میں عورتوں کا مسجد میں آنا جائز ہے اسی طرح عیدین میں بھی ان کی حاضری ضروری ہے، دیکھیے پردہ نشین بچیوں، حیض والی عورتوں حتی کہ جس کے پاس چادر نہ ہو اسے بھی نکلنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے عورتوں کے عید میں شریک ہونے کی انتہائی اہمیت ظاہر ہوتی ہے، بلاوجہ کسی کو عید کی ادائیگی سے روکنا نہیں چاہیے، لیکن یہ بات از حد ضروری ہے کہ عورتیں شرعی پردے کا اہتمام کریں، بناؤ سنگھار اور زیب وزینت کا بے باکانہ اظہار قابل گرفت اور تشویش ناک ہے، پردہ اس قدر اہم ہے کہ چادر نہ ہونے کو بے پردہ باہر جانے کے لیے عذر تسلیم نہیں کیا گیا حتی کہ اگر دوسری عورتوں سے عاریتاً بھی چادر نہ ملے تو دو عورتیں ایک چادر اوڑھ کر چلیں، بغیر چادر کے نہ جائیں، نیز ان کے لیے عیدگاہ میں معقول اور محفوظ انتظام ہونا چاہیے۔ (ع،س)

(8)......بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اللَّعْبِ يَوْمَ الْعِيدِ
عید کے روز کھیل کود کی رخصت

(١١١١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ، وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ، وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَبِمَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ عید کے دن میرے پاس تشریف لائے، تو میرے پاس گھر میں انصار کی بچیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے جنگ بعاث کے موقع پر کہے تھے، یہ گانے والیاں نہیں تھیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

(١١١١) أخرجه البخاري: ٩٥٢، و مسلم: ٨٩٢

وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا، وَهٰذَا عِيدُنَا۔))

گھر میں یہ شیطانی باجے؟ اور یہ عید کا دن تھا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے (جس میں وہ کھیل کود بھی لیتے ہیں) اور یہ ہماری عید ہے۔''

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ، عروہ سے بیان کرتے ہیں کہ منٰی کے دنوں میں وہ بچیاں دف بجا رہی تھیں اور نظمیں (لڑائی کی) گا رہی تھیں۔

فائدہ: ...... بُعاث: تاریخ عرب میں ایک مشہور اور بڑی لڑائی ہے جس میں اوس اور خزرج کے مابین بڑے پیمانے پر جنگ ہوئی تھی، جس کا سلسلہ نسلاً بعد نسل ایک سو بیس سال تک جاری رہا یہاں تک کہ اسلام کا دور آیا اور یہ قبائل مسلمان ہوئے۔ نابالغ بچیاں جو اشعار پڑھ رہی تھیں ان میں شجاعت اور بہادری کے واقعات اور اپنے بزرگوں کے مفاخر و مآثر کا تذکرہ تھا۔ اس واقعہ سے پیشہ ور فاحشہ قسم کی مغنیات کا عشقیہ اور مخرب اخلاق گانے، ساز و آواز کی لعنت کے ساتھ گانا مراد لینا، کھلے عام گندے اور لچر فقروں کا استعمال کرنا، عریاں یا نیم عریاں رقص و سرود کا مظاہرہ کرنا درست نہیں یہ سب کچھ فواحش اور منکرات کے ذیل میں آتا ہے۔ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اول الذکر کے جواز کا مطلب، ثانی الذکر کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ آپ ﷺ کا وجود مبارک اس قسم کے فواحش و منکرات اور لغویات سے پاک ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کی موجودگی میں شرعی اور غیر اخلاقی کام ہوں۔ بڑا ظالم ہے وہ شخص جو احادیث میں بیان کردہ اس واقعہ سے ناچ گانوں کا جواز کشید کرے اور نبی ﷺ کو بھی ان بے ہودگیوں کا (نعوذ باللہ) مؤید ثابت کرے حالانکہ آپ تو ان فواحش و منکرات کو مٹانے کے لیے آئے تھے نہ کہ ان کو برقرار رکھنے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے۔

عرب لوگ کسی کلام، شعر یا عبارت کو بلند آواز سے بالوضاحت خوش آواز سے پڑھنے پر لفظ (غَنّى) بول دیتے ہیں۔ اس بات کی دلیل خود حدیث کے الفاظ ((وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ)) ''وہ گانے والیاں نہ تھیں'' ہیں۔ فقط خوش الحانی اور پُر درد آواز کے ساتھ جنگ کی مظلوم روداد وہ بچیاں گا رہی تھیں اس لیے ((تُغَنِّيَان)) کہہ دیا گیا۔

((هذا عيدنا)) ''یہ ہماری عید کا دن ہے'' خوشی کے موقع پر ان چیزوں کا جواز نبی ﷺ نے باقی رکھا ہے۔ اور سرور و خوشی کے موقع پر عید کی وسعت کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے چشم پوشی فرمائی ہے۔ اظہار مسرت کے لیے عید کا دن دوسرے دنوں کی نسبت کچھ امتیاز رکھتا ہے چونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لیے شرعی حدود میں رہتے ہوئے خوشی کے مواقع پر اظہارِ مسرت پر کوئی قدغن نہیں لگاتا، البتہ حرام کاموں مثلاً موسیقی یا ڈھول ڈھمکوں، ساز و موسیقی اور بینڈ باجوں اور کھلم کھلا فواحش و منکرات کا ارتکاب قطعاً حرام ہے۔ اعاذنا اللّٰہ منہ!

(١١١٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِهِمْ، إِذْ دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَأَهْوَى إِلَى الْحَصْبَاءِ، فَحَصَبَهُمْ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو حبشی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی برچھیوں سے کھیل رہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جھک کر کنکریاں اٹھائیں اور انہیں دے ماریں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمر! رہنے دو۔''

تشریح: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عید کے دن حبشی آئے اور مسجد میں کھیلنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلالیا، میں اپنا سر آپ کے کندھے پر رکھ کر ان کا کھیل دیکھتی رہی۔ (صحيح بخاری: ٤٥٤، صحیح مسلم: ٨٩٢)

امام شعبی رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر کچھ حبشیوں کے پاس سے ہوا جو ''دِرَكْلَةٌ'' (ایک حبشی جنگی کھیل ہے جس میں اچھلنا کودنا اور آگے پیچھے ہونے کا دلچسپ مظاہرہ ہوتا ہے۔) کھیل رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: ''اے بنوارفدہ! اپنا کھیل جاری رکھو، یہود و نصاریٰ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے دین میں کشادگی اور وسعت ہے۔'' راوی نے کہا: وہ ابھی کھیل رہے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آ گئے، جب انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ (''بنوارفدہ'' حبشیوں کا لقب ہے یا ان کے جدِ امجد کی طرف نسبت ہے۔) (ع،س)

ابوعبیدہ کہتے ہیں: جو شخص اس کھیل سے فضول کھیلوں اور لہو و لعب نیز ساز و موسیقی، مجروں، ڈھول ڈھمکوں کا جواز نکالے تو اس کے لیے اس واقعہ میں کوئی حجت اور دلیل نہیں ہے یہ تو اہل عجم (حبشہ) کا ایک کھیل ہے (جو وہ نیزوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے جو کہ مسلمانوں کی جہادی قوت کا ذریعہ ہے۔) (ع،س)

شمر کہتے ہیں: لفظ ''دِرَكْلَةٌ'' ابوعبید لغوی کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے کہا: یہ تلفظ درست ہے۔ محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ کچھ نوجوان جنگی کھیل کھیلتے کھیلتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے۔ ''درقلَةٌ'' کا معنی رقص ہے۔

فائدہ:...... یاد رہے وہ معروف معنیٰ میں رقص یعنی ناچنا نہیں تھا دراصل وہ فوجی اور جنگی قسم کا کھیل تھا جس میں اچھلنا، کودنا، پلٹنا، بڑھنا اور دائیں بائیں ہونا پڑتا تھا، اس لیے ظاہری مشابہت کے پیش نظر ایسا لفظ بول دیا گیا، وگرنہ کہاں حیا باختہ اور غارت گر ایمان و دین ہجڑوں، اوباش لڑکوں یا بدکردار اور فاحشہ عورتوں کا رقص وسرود

(١١١٢) أخرجه البخاري: ٢٩٠١، و مسلم: ٨٩٣

اور کہاں یہ جنگی کھیل، رقص کا عام معنٰی مراد لینے والوں کو یہ حقیقت سامنے رکھنی چاہیے کہ حبشہ نے یہ مظاہرہ آپ ﷺ کی موجودگی میں اور مسجد میں کیا تھا، نیز آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھایا تھا، کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ ایک نبی اپنی بیوی کو ناچ دکھائے؟ اس سادہ واقعہ پر اتنی بڑی واہیات عمارت رکھنے والوں کو کچھ ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ دیگر احادیث میں ((یزفنون ، یلعبون)) کے الفاظ موجود ہیں اور پھر ((بحرابهم))''برچھیوں کے ساتھ'' کے الفاظ بھی، جن سے ہمارے معنٰی کو تقویت پہنچتی ہے اور یہ معنٰی اسلام کی اخلاقی روح کے عین مطابق ہے۔ (ع،س)

ابن دُرین کہتے ہیں: ''دِرْكَلَةٌ'' حبشی بچوں کا ایک کھیل ہے۔

عید کے روز ہتھیار وغیرہ لے جانا مناسب نہیں، اس سے کسی کو نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: حفاظت اور سیکورٹی کے پیش نظر اسلحہ عیدگاہ تک پہنچایا جا سکتا ہے، ویسے عید کے دن اسلحہ لے جانے سے روکا گیا ہے۔

(9)......بَابُ سُنَّةِ عِيْدِ الْأَضْحٰی وَتَأْخِيْرِ الْأُضْحِيَةِ

عید الاضحیٰ کا سنت طریقہ اور قربانی نماز عید کے بعد ذبح کرنا

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ .... ''پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔'' (سورۃ کوثر:۲) اس آیت مبارکہ کے تین مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔

پہلا مفہوم یہ کہ عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھ اور اونٹ کو ذبح کر۔ دوسرا مفہوم یہ کہ صبح کی نماز پڑھ اور قربانی کر۔ تیسرا مفہوم یہ ہے کہ اپنے اونٹ کو قبلہ کے رخ پر کھڑا کر، پہلا معنٰی ہی صحیح ہے۔

(۱۱۱۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ مُحَمَّدٍ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ ، فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ ، فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کر لیتا ہے وہ صرف اپنے کھانے کے لیے جانور ذبح کرتا ہے اور جو عید کی نماز کے بعد قربانی کرے اس کی قربانی پوری ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی سنت کو پالیتا ہے۔''

(۱۱۱۳) أخرجه البخاري: ٥٥٥٦

(١١١٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ، فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ نُصَلِّيَ، فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ عَجَّلَهُ لأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ)) فَقَامَ خَالِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ، وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ، قَالَ: ((اجْعَلْهَا مَكَانَهَا)) أَوْ قَالَ: ((اذْبَحْهَا وَلَا تَجْزِي جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔))

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن ہمیں خطبہ دیا آپ نے فرمایا: ''اس دن سب سے پہلے ہمیں نماز پڑھنی ہے، پھر (خطبہ کے بعد) واپس آ کر قربانی کرنی ہے، جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت کے مطابق کیا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا تو یہ ایک ایسا گوشت ہوگا جسے اس نے اپنے گھر والوں کے لیے جلدی سے تیار کر لیا ہے، قربانی کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔'' یہ بات سن کر میرے ماموں ابو بردہ بن نیار نے کھڑے ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے نماز پڑھنے سے پہلے ہی ذبح کر دیا ہے، البتہ میرے پاس ایک سال کا بکری کا بچہ ہے جو دو دانتے جانور سے بہتر ہے، آپ نے فرمایا: ''اس کی جگہ اسے سمجھ لو۔'' یا فرمایا: ''اسے ذبح کر لو اور تمہارے بعد یہ ایک سال کا پٹھورا کسی کے لیے کافی نہیں ہوگا۔''

شرح: امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا) میرے پاس گھر کی پلی ہوئی ایک پٹھیا ہے (بکری کا بچہ جو دو دانتا نہ ہوا ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے کر لو اور تیرے علاوہ کسی کے لیے درست نہیں۔''
((لا تجزی عن احد بعدك۔)) ''تمہارے بعد وہ پٹھورا کسی کے لیے کافی نہیں ہوگا۔'' یہ لفظ ہمزہ کے بغیر ہے اور اس کا معنیٰ ہے ''کافی نہیں ہوگا۔'' قرآن مجید میں ہے: ﴿لَا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا﴾ ..... ''جب کوئی کسی کو کفایت نہیں کرے گا۔'' (سورۂ بقرہ: ۴۸)۔ یعنی کسی کی جگہ کام نہیں آئے گا اور اس کا نائب نہیں بن سکے گا۔ دعائیہ کلمہ (جزاہ اللہ خیرا) کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کیے کا اچھا بدلہ چکا دے۔
بکری کا جذعہ (جو ابھی دو دانتا نہ ہوا ہو) قربانی کرنا جائز نہیں ہے جبکہ بھیڑ کا جذعہ اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے،

(١١١٤) أخرجه البخاري: ٩٦٨، و مسلم: ١٩٦١

کہا گیا ہے کہ بھیڑ کا جذعہ جفتی اور نسل کشی کے قابل ہو جاتا ہے اور بکری کا جذعہ دو دانتا ہونے سے قبل اس قابل نہیں ہو پاتا۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں قربانی کا وقت اور جانور کی عمر کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ قربانی کا وقت کیا ہے؟ تمام آئمہ اس بات پر متفق ہیں کہ بقر عید والے دن طلوع فجر سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ہے پھر کچھ کا خیال ہے کہ قربانی کا وقت دس ذوالحجہ کو اس وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب سورج نیزہ بھر بلند ہو جائے اور اس کے بعد دو رکعت نماز اور دو مختصر خطبے دینے کے بقدر وقت گزر جائے (اس انداز میں نبی ﷺ کی نماز اور خطبہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے) اگر کوئی شخص اتنا وقت انتظار کر کے قربانی ذبح کرتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے، اس نے امام کے ساتھ نماز پڑھی یا نہ پڑھ سکا ہو، اتنا وقت گزرنے سے پہلے قربانی کرنے والے کی قربانی جائز نہ ہوگی، وہ شہر کا رہائشی ہو یا دیہات کا، یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے۔

کچھ لوگوں نے دیہات میں بسنے والوں کو طلوع فجر کے بعد قربانی کرنے کی رخصت دی ہے، ابن المبارک اور اہل الرائے کا یہ موقف ہے۔ باقی رہے شہر کے باشندے تو وہ اس وقت قربانی کریں گے جب امام نماز پڑھ لے خواہ زوال آفتاب تک انتظار کی زحمت اٹھانا پڑے۔

کچھ لوگوں کا موقف ہے کہ گاؤں کے باسی ہوں یا شہر کے دونوں امام کے نماز عید پڑھنے سے پہلے قربانی نہیں کر سکتے۔

فائدہ: نماز عیدین کا وقت چاشت کی نماز کا وقت ہے جیسا کہ طبرانی کی روایت میں ہے: ((وَذٰلِكَ حِيْنَ يُسَبِّحُ الضُّحٰى۔)) ''یہ وہ وقت تھا جب ضحیٰ کے نفل پڑھے جاتے ہیں۔'' نیز سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کے ساتھ (عیدگاہ کی طرف) روانہ ہوتے۔ انہوں نے امام کے دیر کرنے کو ناپسند کیا اور فرمایا: ہم تو اس وقت تک فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ اس وقت نفل نماز (ضحیٰ) کی ادائیگی کا وقت ہو چکا تھا۔ بہر حال نماز عیدین کا وقت طلوع فجر کے بعد نہیں بلکہ طلوع آفتاب کے بعد ہے، البتہ رسول اللہ ﷺ نماز عید الفطر قدرے تاخیر سے اور نماز عید الاضحیٰ جلدی ادا کرتے تھے۔ (ع،س)

قربانی کرنے کا آخری وقت ایام تشریق کے آخری دن غروب آفتاب تک ہے۔ حسن بصری، عطاء اور امام شافعی رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ قربانی کا وقت دس ذوالحجہ کے بعد دو دن تک ہے (بارہ ذوالحجہ کی شام تک) صحابہ میں سے اس کے قائل سیدنا علی اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور اہل الرائے کا بھی یہی موقف ہے۔

قربانی والے جانور کی عمر کتنی ہو؟ تمام آئمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اونٹ، گائے اور بکری ان تینوں کا دو دانتا ہونا ضروری ہے۔ اونٹ وہ دو دانتا ہوتا ہے جس کے پانچ سال پورے ہو چکے ہوں، گائے اور بکری وہ ''دو دانتی'' ہوتی ہے جو دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

نوٹ: شرح السنہ میں بکری کے دو دانتا ہونے کی عمر دو سال لکھی ہے، یہ گائے بیل کے حق میں تو درست ہوسکتی ہے مگر بکری بکرے کے حق میں نہیں، وہ دو سال سے کم عمر میں دانت گرا دیتے ہیں۔)

باقی رہا بھیڑ کا ''جذعہ'' تو اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، نبی ﷺ کے صحابہ اور بعد کے ادوار میں سے اکثر اہل علم ''کھیرے'' کی قربانی جائز سمجھتے ہیں، البتہ کچھ علماء موٹا تازہ ہونے کی شرط عائد کرتے ہیں۔

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: بھیڑ کا ''کھیرا'' قربانی دینا جائز نہیں ہے اس میں بھی اونٹ اور گائے کی طرح دو دانتا ہونا ضروری ہے۔مگر امام زہری رحمہ اللہ کا قول شاذ ہے اور پہلی بات ہی درست ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بھیڑ کا جذعہ بہترین قربانی ہے۔'' یہ الفاظ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی آئے ہیں۔ (ضعیف، ترمذی: ۱٤۹۹)

فائدہ: لیکن بھیڑ کے جذعہ کی قربانی کرنا درست ہے، جیسا کہ سیدنا مجاشع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْجَذَعَ يُوْفِي مِمَّا يُوْفِي مِنْهُ الثَّنِيُّ۔)) ......''(بھیڑ کا) جذعہ اس سے کفایت کرتا ہے جس سے دو دانتا کفایت کرتا ہے۔'' (صحیح، ابو داود، نسائی، ابن ماجه) (م،م)

فائدہ: دو دانتے جانور کی قربانی کرنا مستحب ہے۔مسنہ نہ ملے یا عدم استطاعت کی صورت میں بھیڑ کا جذعہ بھی جائز ہے۔اس کی عمر کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں کہ کتنی عمر کا جذعہ قربانی کے قابل ہوگا، جمہور اہل علم اور محدثین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس کی عمر سال یا اس کے قریب قریب ہونی چاہیے۔ نیز معلوم ہوا کہ جذعہ بھی پکا کھیرا صرف بھیڑ کا قربان ہوسکتا ہے، بکری، گائے یا اونٹ وغیرہ کا نہیں۔حدیث کے الفاظ ((فَتَذْبَحُوْا جَذْعَةً مِنْ الضَّأْنِ۔)) اس کی صریح اور ٹھوس دلیل ہے، اہل علم محدثین کا یہ قول ہے۔

عقلاً بھی یہی بات درست ہے کیونکہ دو دانتا نہ ہونے کی صورت میں کوشش یہی ہونی چاہیے کہ اس سے ملتا جلتا جانور ہی ذبح کیا جائے نہ کہ چھ ماہ کا جو دو دانتے سے بہت کم ہوتا ہے۔(ع،س)

(۱۱۱۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُكْرَمٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ، حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ ......

عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا تَذْبَحُوا إِلا مُسِنَّةً ، إِلا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ ، فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم قربانی میں صرف مسنّہ جانور ہی ذبح کروالا یہ کہ تمہیں ملنا مشکل ہو تو پھر تم بھیڑ کا جذعہ ذبح کر سکتے ہو۔''

(۱۱۱۵) أخرجه مسلم: ۱۹٦۳

شرح: سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم فرمائے، عقبہ کے لیے جذعہ رہ گیا، آپ نے فرمایا: ''تو وہ ہی قربان کر دے۔''

(صحیح بخاری: ٥٥٤٧، صحیح مسلم: ١٩٦٥)

(١١١٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا، فَبَقِيَ عَتُودٌ، فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((ضَحِّ بِهِ أَنْتَ۔))

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ بکریاں دیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں تقسیم کر دیں، آخر میں ایک جذعہ (بکری کا ایک سالہ میمنا) بچ گیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''چلو! تم اس کی قربانی کر دو۔''

شرح فائدہ: حدیث میں لفظ ''عتود'' آیا ہے اور اس سے مراد بکری کا نوجوان بچہ ہے جو ماں کے بغیر چرتا پھرتا ہو اور ایک سال کا ہو۔ جذعہ بھی اسی طرح کا ہوتا ہے لہٰذا معروف لفظ کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے کہ دیگر صحیح احادیث کے ساتھ یگانگت ہو جائے۔ (ع،س)

قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مسنون اور افضل ہے، اگر آدمی کو استطاعت ہو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ مبارک ہی سے قربانی کے جانور ذبح فرمایا کرتے تھے) اور یہ کہ قربانی کا جانور عیدگاہ میں ذبح کیا جائے۔

(١١١٧)۔ أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ بِلَالٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ هُوَ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ السَّلِيطِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ......

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْبَحُ أُضْحِيَّةً بِالْمُصَلَّى، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

جناب نافع سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں قربانی ذبح یا نحر فرماتے تھے اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(١١١٦) أخرجه البخاري: ٢٥٠٠، و مسلم: ١٩٦٥

(١١١٧) أخرجه البخاري: ٩٨٢

(۱۱۱۸)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَفِيدُ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ......

حَدَّثَنَا أَنَسٌ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ أُضْحِيَّتَهُ بِيَدِ نَفْسِهِ، وَيُكَبِّرُ عَلَيْهَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ مبارک سے قربانی ذبح کرتے ہوئے دیکھا، آپ قربانی ذبح کرتے وقت تکبیر (بسم الله واَللّٰهُ اَكْبَرُ) پڑھتے تھے۔

(10)......بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأُضْحِيَةِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهَا

قربانی کا جانور کس قسم کا مستحب ہے اور کونسا ناپسند ہے؟

(۱۱۱۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ الْبُوشَنْجِيُّ بِهَا، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلُّوَيْهِ الْجَوْهَرِيُّ، بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْأَثْرَمُ الْمُقْرِءُ بِالْبَصْرَةِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ يَطَأُ عَلَى صِفَاحِهِمَا، وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ، وَيَقُولُ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے قربان کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پاؤں ان کی گردن کے پہلو پر رکھتے اور اپنے ہاتھ سے ذبح فرماتے اور بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے۔

شرح ((املح)) ''چتکبرا'' ایسا سفید مینڈھا جس کی اون میں سیاہ داغ ہوں، کسائی وغیرہ نے کہا: املح اس جانور کو کہا جاتا ہے جس میں سفید اور سیاہ ملے جلے داغ ہوں البتہ سفید زیادہ ہوں جس کو اردو میں چتکبرا کہا جاتا ہے۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ''موجوئین'' کے الفاظ زائد ہیں۔ (ضعیف، ابوداود: ۲۷۹۵، ابن ماجہ: ۳۱۲۱) مراد وہ مذکر جانور جس کے خصیتین کی رگیں ماردی جاتی ہے یعنی خصی جانور۔ بعض علماء نے خصی جانور کی قربانی ناپسند کی ہے اس لیے کہ خصی کرنے سے جانور کا ایک عضو ناکارہ ہو جاتا ہے۔

(۱۱۱۸) اسناده صحيح على شرط مسلم ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۱۳۷۱۳

(۱۱۱۹) أخرجه البخاري: ۵۵۶۵، و مسلم: ۱۹۶۶

صحیح بات یہ ہے کہ ایسے جانور کی قربانی مکروہ نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود خصی جانور کی قربانی کی ہے، مزید برآں یہ کہ خصی جانور، غیرخصی (آنڈل) جانور کی نسبت زیادہ موٹا تازہ اور صحت مند ہوتا ہے، اس کا گوشت عمدہ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے، اس کے گوشت سے بدبو ختم ہو جاتی ہے، جس عضو کے ناکارہ ہونے کی بات کی جاتی ہے اس کی ناکارگی سے گوشت میں اثر پڑتا ہے نہ شریعت میں اسے عیب ہی سمجھا گیا ہے۔

قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا مستحب بلکہ مسنون وافضل ہے اگر قربانی کرنے والا ذبح کی طاقت رکھتا ہو، عورت بھی خود ذبح کرسکتی ہے۔ مروی ہے کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو قربانی کا جانور ذبح کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

(۱۱۲۰)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، حَـدَّثَـنَـا أَبُـو جَـعْـفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ بِالْكُوفَةِ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْـحُسَيْـنِ الْـحُنَيْنِيُّ ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ ، عَنْ جَعْفَرٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ أَبِـي سَـعِيـدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَـالَ: ضَـحَّى رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشٍ أَقْـرَنَ فَـحِيـلٍ يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ ، وَيَشْرَبُ فِي سَوَادٍ ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ ، وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک نر، سینگوں والا مینڈھا قربان فرمایا، جس کا منہ اور پیٹ سیاہ تھا، آنکھیں سیاہ تھیں اور ٹانگیں بھی سیاہ تھی، (باقی سفید تھا)۔

شرح ((الفحیل)) ''نر اور مذکر'' لفظ فحل مذکر پر بولا جاتا ہے تاہم یہاں مراد موٹا، تازہ، اچھی نسل کا جفتی کے قابل عمدہ بکرا ہے۔

((یأکل فی سواد۔)) ''جس کا منہ سیاہ تھا'' یعنی منہ اور اس کا گرد و پیش آنکھیں وغیرہ سیاہ تھیں۔

(۱۱۲۱)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، حَـدَّثَـنَـا أَبُـو جَـعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ الْـغِـفَـارِيُّ ، أَخْبَـرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ الصَّائِدِيِّ......

عَـنْ عَلِيٍّ ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَـيْـهِ وَسَـلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالأُذُنَ ،

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی والے جانور کے) آنکھ اور کان

(۱۱۲۰) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۲۷۹۶ ، والترمذی: ۱۴۹۶ ، وابن ماجه: ۳۱۲۸ ، والنسائی: ۷/ ۲۲۰

(۱۱۲۱) حسن ......أخرجه الترمذی: ۱۴۹۸ ، وابوداود: ۲۸۰۴ ، والنسائی: ۷/ ۲۱۶ ، وابن ماجه: ۳۱۴۲

وَأَنْ لا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ، وَلا مُدَابَرَةٍ، وَلا شَرْقَاءَ، وَلا خَرْقَاءَ۔قَالَ: الْمُقَابَلَةُ مَا قُطِعَ طَرَفُ أُذُنِهَا، وَالْمُدَابَرَةُ: مَا قُطِعَ مِنْ جَانِبِ الأُذُنِ، وَالشَّرْقَاءُ: الْمَشْقُوقَةُ الأُذُنَ، وَالْخَرْقَاءُ: الْمَثْقُوبَةُ۔

کو اچھی طرح دیکھیں اور ہم کوئی ایسا جانور ذبح نہ کریں جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو یا چیرا ہوا ہو، یا اس میں سوراخ ہو۔

شرح: (اس حدیث کا پہلا حصہ صحیح ہے کہ آنکھ اور کان کو اچھی طرح دیکھا جائے، البتہ مسئلہ ایسے ہی ہے، جیسے باقی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جس جانور کا کان کٹا ہوا ہوگا، اس کی قربانی نہیں کی جائے گی۔(م،م)

((المقابلة)) ''جس جانور کے کان کا اگلا کنارہ کٹا ہو۔'' (قربانی کے لیے جائز نہیں۔)

((المدابرة)) ''جس جانور کے کان کا پچھلا کنارہ کٹا ہو۔''

((الشرقاء)) ''جس جانور کا کان چیرا ہوا ہو۔''

((الخرقاء)) ''جس جانور کے کان میں سوراخ ہو۔''

((نستشرف العين والاذن۔)) ''ہم قربانی کے جانور کے کان اور آنکھ غور سے دیکھیں۔بعض حضرات نے معنی کیا ہے کہ اس سے مراد صحت منداور موٹے تازے جانور کا انتخاب ہے۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ آنکھ اور کان اسی جانور کے خوبصورت ہوتے ہیں جو فربہ اور اچھی صحت والا ہو۔کچھ حضرات نے معنی کیا ہے کہ جانور کو غور سے دیکھا جائے کہ اس میں کسی قسم کی کوئی خرابی نہ ہو مثلا کانا نہ ہو، اس کا کوئی عضو کٹا ہوا نہ ہو، یعنی ناک، کان یا ہونٹ وغیرہ۔عربی میں اسے ''جَدعاء'' کہتے ہیں۔

تیسرا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس طرح سخت دھوپ میں دور کی کوئی چیز دیکھنے کے لیے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھتے ہیں اس طرح دیکھیں۔مفہوم اس کا یہی ہے کہ آنکھوں اور کانوں میں کسی قسم کا معمولی سا بھی کوئی عیب گوارا نہیں۔مزید برآں یہ بھی کہ آنکھ اور کان وہی خوبصورت اور بہترین ہوں گے جو نقص اور عیب سے پاک ہوں، عیب والی آنکھ اور کان تو بہترین نہیں ہو سکتے۔واللہ اعلم

اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ جس جانور کا تھوڑا سا کان کٹا ہو تو کیا اس کی قربانی جائز ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا خیال ہے کہ جائز نہیں۔اہل رائے کہتے ہیں: اگر نصف سے کم کٹا ہو تو قربانی جائز ہے، نصف یا زیادہ ہو تو پھر قربانی جائز نہیں۔اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کان کا تیسرا حصہ کٹا ہوا ہو تو پھر جائز ہے اس سے زیادہ کٹے ہونے کی صورت میں جائز نہیں۔

فائدہ: جانور کی خوبصورتی اس کے کان آنکھ ہی سے ہوتی ہے، اس لیے آپ نے ان میں ہلکا سا عیب بھی قبول

نہیں فرمایا، خصوصا اس لیے بھی کہ مشرکین بتوں کے نام پر جانوروں کے کان کچھ حد تک کاٹ دیتے تھے۔ چونکہ کن کٹے جانور کے بارے میں یہ تشبیہ قائم ہے کہ شاید وہ کسی بت کے لیے نامزد ہو لہذا اس قسم کے ہر جانور کو قربانی میں ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اوپر بیان کردہ بزرگوں کے اپنے اندازے اور تخمینے ہیں۔ واللہ اعلم (ع،س)

(۱۱۲۲)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جُرَيَّ بْنِ كُلَيْبٍ......

عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُضَحَّى بِالأَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالأُذُنِ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوعا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوٹے ہوئے سینگ اور کان کٹے جانوروں کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔

شرح: ((اعضب)) ایسا جانور جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔

جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت یہ کی ہے کہ اس سے مراد وہ جانور ہے جس کا نصف یا نصف سے زیادہ سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔

ابوزید لغوی کہتے ہیں: سینگ اگر باہر سے ٹوٹا ہوا ہو تو مذکر کو اقصم اور مؤنث کو قصماء کہتے ہیں اور اگر اندر سے ٹوٹا ہوا ہو تو مذکر کو اعضب اور مؤنث کو عضبا کہتے ہیں۔ ماہر لغت ابوعبید کہتے ہیں کہ کن کٹے جانور کو بھی اعضب کہہ دیتے ہیں تاہم یہ لفظ معروف سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کے بارے میں ہی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام عضباء تھا، اس میں اس قسم کا کوئی عیب نہیں تھا، فقط پیار سے اس کو اس نام سے پکارا جاتا تھا۔

فائدہ: "عَضْبَاء" یا "اَعْضَب" کے دو معانی ہو سکتے ہیں: ایک وہ جانور جس کا سینگ جڑ سے کٹ گیا ہو یا ٹوٹ گیا ہو، دوسرا ایسا جانور جس کا سینگ آدھا یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو۔ (م،م)

(۱۱۲۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ مَاذَا يُتَّقَى مِنَ الضَّحَايَا؟

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کن جانوروں کی قربانی سے

(۱۱۲۲) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ۲۸۰۵، والترمذي: ۱۵۰٤، والنسائي: ۷/ ۲۱۷، وابن ماجه: ۳۱٤٥

(۱۱۲۳) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ۲۸۰۲، والترمذي: ۱٤۹۷، والنسائي: ۷/ ۲۱٤، وابن ماجه: ۳۱٤٤

فَأَشَارَ بِيَدِهِ، قَالَ: ((أَرْبَعًا.)) وَكَانَ الْبَرَاءُ يُشِيرُ بِيَدِهِ، وَيَقُولُ: يَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ((الْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي.))

بچنا چاہیے؟ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا: چار جانوروں کی قربانی سے، سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہنے لگے میرا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے چھوٹا ہے، ''لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح ہو، کانا جس کا کانا پن واضح ہو، بیمار جس کی بیماری واضح ہو اور اتنا کمزور جانور جس میں گودا باقی نہ رہا ہو۔''

شرح: ((لَا تُنْقِي)) ''گودا باقی نہ رہا ہو'' کمزوری اور زیادہ عمر کی بنا پر جانور بے حد دبلا پتلا ہو کہ اس کی ہڈیوں سے گودا ختم ہو چکا ہو۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ تھوڑا بہت لنگڑا پن جو غور کیے بغیر محسوس نہ ہوتا ہو یا صرف بھاگتے ہوئے محسوس ہوتا ہو، اسی طرح حدیث میں مذکور دوسرے عیوب، قربانی میں عیب نہیں، یہ تمام عیوب غیر محسوس حد تک معاف ہیں۔ حدیث میں ((البین)) کے الفاظ ہیں کہ جس کا کانا پن اور لنگڑا پن واضح ہو۔

شعبہ کہتے ہیں: میں نے جناب حکم سے پوچھا: اگر جانور کی آنکھ سفید ہو تو قربانی کرنا کیسا ہے؟ انہوں نے ناپسند جانا، میں نے یہی مسئلہ حماد سے پوچھا تو انہوں نے اجازت دے دی، میں نے حکم سے دم کٹے جانور کی قربانی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے رخصت دے دی، جناب حماد سے دریافت کیا تو انہوں نے اس کو ناپسند جانا۔ ابوامامہ بن سہل کہتے ہیں کہ ہم مدینہ میں اپنی قربانی کے جانوروں کو پالا پوسا اور موٹا تازہ کیا کرتے تھے اور تمام مسلمان ایسا کیا کرتے تھے۔

(11)......بَابُ ثَوَابِ الْأُضْحِيَةِ
قربانی کا ثواب

(١١٢٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ، حَدَّثَنِي أَبُو الْمُثَنَّى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یوم نحر (قربانی والے دن) خون بہانے سے بڑھ

(١١٢٤) ضعیف ......أخرجه الترمذی: ١٤٩٣، وابن ماجه: ٣١٢٦

النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ الدَّمِ، وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا، وَأَشْعَارِهَا، وَأَظْلافِهَا، وَإِنَّ الدَّمَ يَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالأَرْضِ فَطِيبُوا بِهَا أَنْفُسًا۔))

کر ابن آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں، بلاشبہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت حاضر ہوگا اور (جانور کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ عزوجل کے ہاں مقام ومرتبہ پالیتا ہے لہذا قربانی خوشدلی سے کیا کرو۔“

شرح ابوالمثنی کا نام سلیمان بن یزید ہے۔

(12)......بَابُ ثَوَابِ الْعَمَلِ فِيْ عَشْرَةِ ذِيْ الْحِجَّةِ

ماہِ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں عمل کرنے کے ثواب کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ﴾ .... ”اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں۔“ (سورۂ حج: ۲۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ایام معدودات سے مراد ذبح کے ایام ”ایام تشریق“ ہیں جو یوم النحر (۱۰/ذوالحجہ) اور تین دن اس کے بعد ہیں یعنی ۱۱، ۱۲، اور ۱۳ ذوالحجہ۔ اور ایام معلومات سے عشرہ ذوالحجہ مراد ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایام معلومات سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد دو دن ہیں اور ایام معدودات سے مراد یوم النحر سے بعد والے تین روز ہیں۔ واللہ اعلم

(١١٢٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ هَذِهِ الأَيَّامِ الْعَشْرِ۔)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَلا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَلا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، إِلا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل صالح اللہ کے نزدیک محبوب نہیں۔“ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں جہاد بھی نہیں، سوائے اس شخص کے جو اپنی جان ومال لے کر نکلا اور جب واپس آیا تو ساتھ کچھ بھی نہ لایا۔“ (سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا)

(١١٢٥) أخرجه البخاري: ٩٦٩

(۱۱۲۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ وَاصِلٍ، عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ، يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ، وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنوں میں سے کوئی دن ایسا نہیں جس میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں کی عبادت سے زیادہ محبوب ہو، ان میں سے ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی ایک رات شب قدر کے برابر ہے۔''

(13)...... بَابُ إِذَا دَخَلَ الْعُشْرُ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَظُفْرِهِ شَيْئًا

عشرہ ذوالحجہ کے آغاز کے بعد قربانی کا ارادہ رکھنے والا شخص ناخن اور بال نہ کٹوائے

(۱۱۲۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ، فَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ، وَلَا مِنْ بَشَرِهِ شَيْئًا۔))

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ذوالحجہ کا پہلا عشرہ چڑھ جائے تو جس نے قربانی کرنا ہو وہ اپنے بال بلکہ پورے جسم سے کچھ نہ کٹوائے۔''

شرح: سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ''وہ قطعاً اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔''

(صحيح مسلم: ۱۹۷۷)

علمائے کرام نے اس حدیث مبارکہ کے ظاہری مفہوم میں اختلاف کیا ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ قربانی کرنے والے شخص کے لیے ان دس دنوں میں بال اور ناخن کاٹنا جائز نہیں جب تک قربانی ذبح نہ ہو جائے مثلاً سعید بن مسیّب،

(۱۱۲۶) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ۷۵۸، وابن ماجه: ۱۷۲۸

(۱۱۲۷) أخرجه مسلم: ۱۹۷۷

ربیعہ، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ یہی موقف رکھتے ہیں۔

امام مالک اور امام شافعی وغیرہ رحمہم اللہ اس حکم کو ندب اور استحباب پر محمول کرتے ہیں اور اہل الرائے رخصت کے قائل ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عید والے دن، قربانی ذبح ہونے کے بعد بال منڈوائے تھے۔ حسن بصری رحمہ اللہ عید کے دن (بعد از عید) بال اور مونچھیں کٹوانے کہتے تھے۔

فائدہ: حدیث مبارکہ کے الفاظ بالکل واضح اور دوٹوک ہیں لہٰذا قربانی کا ارادہ رکھنے والے شخص کو ان امور سے مجتنب رہنا چاہیے اور حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ہی ایک مومن کی عظیم متاع اور سرمایہ حیات نیز ایمان کا تقاضا ہے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث کے الفاظ: ((فَـإِذَا أَرَادَ أَحَـدُكُـمْ أَنْ يُّـضَحِّيَ۔)) ''جب کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو۔'' اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ قربانی کرنا واجب نہیں ہے اگر واجب وضروری ہوتا تو معاملہ ارادے کے سپرد نہ کیا جاتا بلکہ واضح حکم دیا جاتا۔ اس مسئلہ میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر علمائے کرام کا موقف ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے اور اس کی بجا آوری مستحب ہے۔

مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کبھی قربانی کرنا ترک کر دیتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں لوگ اسے واجب نہ سمجھ لیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور آئمہ میں ثوری، ابن مبارک اور شافعی رحمہم اللہ کا یہی خیال ہے۔ اہل رائے کا خیال ہے کہ اس شخص پر قربانی واجب ہے جس کا مال حدِ زکوۃ (نصاب) کو پہنچتا ہے اور ان کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ ہے۔

(۱۱۲۸)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْقَفَّالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ الْهَرَوِيُّ، أَخْبَرَنَا حَمْزَةُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ الْحَارِثِ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ الْهَيْثَمِ الدَّيْرَعَاقُولِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، حَدَّثَنَا مُرَجَّى بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ أَبِي رَمْلَةَ......

عَـنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ، أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ، قَالَ: ((عَـلَـى أَهْـلِ كُـلِّ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةٌ وَاجِبَةٌ، وَعَتِيرَةٌ، تَـدْرُونَ مَـا الْـعَتِيرَةُ؟ الَّتِي تُسَمُّونَهَا رَجَبِيَّةً۔))

سیدنا مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اس وقت موجود تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا: ''ہر گھر والوں پر ایک سال بعد قربانی کرنا واجب ہے اور عتیرہ بھی، تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ جس کو تم رجبیّہ کہتے ہو۔''

(۱۱۲۸) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۲۷۸۸، والترمذی: ۱۵۱۸، والنسائی: ۷/ ۱۶۷، وابن ماجه: ۳۱۲۵

شرح یہ حدیث غریب اور ضعیف ہے، کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ عتیرہ ذبح کرنا واجب نہیں ہے۔

فائدہ: سند کے لحاظ سے یہ روایت صحیح ہے، دیگر دلائل کی روشنی میں اس کی تاویل کی جائے گی کہ عتیرہ مستحب ہے، بشرطیکہ اللہ تعالی کے نام پر ہو۔ ذہن نشین رہے کہ عتیرہ کی دوصورتیں ہیں، ایک اللہ تعالی کے نام پر اور دوسری بتوں کے نام پر، اول الذکر صورت مستحب ہے اور مؤخر الذکر صورت قطعی طور پر حرام ہے۔ نیز اگلی حدیث کی شرح ملاحظہ فرمائیں، آپ ﷺ نے خود عتیرہ کو حق قرار دیا ہے۔ (م،م)

لغت میں عتیرہ قربانی ہی کو کہتے ہیں۔ ماہ رجب کے شروع میں مشرکین ایک بکری ذبح کرتے تھے اسے عتیرہ کہا جاتا تھا۔ اسی بنا پر اسے رجبیہ بھی کہا جاتا تھا، رجب کا مہینہ حرمت کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے اور حرمت کے مہینے چار ہیں، رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم، پہلے تین پے در پے ہیں اور ماہ رجب الگ ہے۔

اہل علم میں سے صرف ابن سیرین رحمہ اللہ رجب میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے۔ اکثر علماء کا موقف ہے کہ رجب میں عتیرہ ذبح کرنا منسوخ ہے۔ مروی ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم دورِ جاہلیت میں ماہِ رجب میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے، آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرو جس مہینہ میں بھی ہو، اللہ تعالیٰ کے لیے نیکی کرو اور غریبوں کو کھانا کھلایا کرو۔''

(صحیح، ابوداود: ٢٨٣٠، ابن ماجه: ٣١٦٧، نسائی: ٤٢٢٨)

(١١٢٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا فَرَعَ وَلا عَتِيرَةَ۔)) قَالَ: الْفَرَعُ أَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ، كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لِطَوَاغِيتِهِمْ، وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرع اور عتیرہ درست نہیں۔'' سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا فرع، یعنی جانور کا پہلا بچہ پیدا ہونے پر جاہلیت کے لوگ بتوں اور معبودان باطلہ کے نام پر ذبح کرتے تھے اور عتیرہ ماہِ رجب میں ذبح کرتے تھے۔

شرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فرع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''فرع ذبح کرنا حق

(١١٢٩) أخرجه البخاري: ٥٤٧٤، و مسلم: ١٩٧٦)

بات اور درست ہے (بشرطیکہ وہ بتوں کے لیے نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہو) اسے چھوٹی عمر میں ذبح نہ کیا جائے بلکہ زندہ رہنے دیا جائے، اسے پال پوس کر بڑا کیا جائے حتی کہ سال ڈیڑھ سال کا ہو جائے تو پھر اسے بیواؤں کو دیں، وہ اونٹ ہے تو سواری کا کام لیا جائے، جہاد میں بھی کام آسکتا ہے۔ اگر نوزائیدہ ہونے کی صورت میں ذبح کر دیں گے تو اس کا گوشت اس قدر قلیل ہوگا کہ گوشت پوست میں امتیاز مشکل ہوگا اور ماں بچے کے غم سے دودھ دینا چھوڑ دے گی اور پریشان رہے گی۔" (حسن، ابوداود: ٢٨٤٢، نسائی: ٤٢٢٥)

فائدہ: آپ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا تو ٹھیک ہے مگر وہ کام کرنا چاہیے جس کے کرنے سے زیادہ فائدہ ہو۔ لوگ بچہ پیدا ہوتے ہی اسے ذبح کر دیتے تھے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا اور گوشت صرف چھیچھڑوں کی صورت میں ہی ہوتا تھا جو کہ کھانے کے قابل بھی نہیں ہوتا تھا اور قلیل بھی ہوتا تھا اور اونٹنی غم کی وجہ سے دودھ سے بھی جواب دے دیتی تھی، گویا کسی کو بھی فائدہ نہ ہوا، الٹا گھر کا نقصان ہو گیا لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اسے بڑا ہونے دیا جائے حتی کہ جب وہ سواری کے قابل ہو جائے تو پھر جہاد فی سبیل اللہ میں سواری کے لیے دیا جائے، یا کسی بیوہ کو دے دیا جائے، یا وہ جانور کسی ضرورت مند کو دے دیا جائے تا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ (ع،س)

اور ((حتی یکون بکرا زخربا۔)) "حتی کہ وہ موٹا تازہ جوان اونٹ ہو جائے۔" کے الفاظ بھی مروی ہیں۔

زخرب ایسے جانور کو کہتے ہیں جو فربہ ہو، نیز اس کا گوشت پختہ اور کھانے کے قابل ہو جائے۔

ابوعبید کہتا ہے: لفظ (الفرعة) یا (الفرع) کو یاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ یعنی جانور کا پہلا بچہ، اسلام سے پہلے اس قسم کا جانور بتوں اور معبودان باطلہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اور انہی کی خاطر ذبح کیا جاتا تھا۔ لیکن اسلام میں اس تصور کو جڑ سے اکھیڑ دیا گیا۔ ابوعبید اس حدیث کو سابقہ حدیث کے لیے ناسخ سمجھتے ہیں۔

قاسم بن محمد سے عتیرہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے سوال کرنے والے سے کہا: تجھے جاہلیت میں رائج قربانیوں سے کیا غرض ہے؟

عطاء بن یسار سے عتیرہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے اسے ناپسند کیا۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: اسلام میں عتیرہ کا کوئی تصور نہیں، یہ تو جاہلیت میں رائج تھا، دور جاہلیت میں جب کوئی رجب کے مہینے میں روزے رکھتا تو بکری ذبح کرتا اسے عتیرہ کہا جاتا تھا۔

(14)......بَابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الْأُضْحِيَةِ

مشترکہ قربانی کرنا

(١١٣٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ

الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ: نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر حدیبیہ کے مقام پر قربانیاں ذبح کیں، ہم اونٹ اور گائے میں سات سات افراد شریک ہوئے تھے۔

(۱۱۳۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الإِبِلِ وَالْبَقَرِ، كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم اونٹ اور گائے کی قربانی میں شریک ہوں، ایک اونٹ میں سات افراد شریک ہوں۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعد کے علماء میں سے اکثر کا یہ موقف ہے۔ انہوں نے کہا کہ اونٹ اور گائے کی قربانی نیز حج کے لیے لے جائے جانے والے جانور (ہدی) میں سات افراد کا باہم شریک ہونا جائز ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک سات سے زائد افراد شریک نہیں ہو سکتے، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ اسحاق رحمہ اللہ نے کہا: اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں کیونکہ درج ذیل حدیث میں اس بات کا تذکرہ ہے۔

(۱۱۳۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَنَا النَّحْرُ، فَاشْتَرَكْنَا فِي الْجَزُورِ عَنْ عَشَرَةٍ، وَالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ قربانیوں کا وقت آ گیا تو ہم اونٹ میں دس اور گائے میں سات افراد شریک ہوئے۔

(۱۱۳۰) أخرجه مسلم: ۱۳۱۸

(۱۱۳۱) انظر الحديث السابق

(۱۱۳۲) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۱۵۰۱، والنسائي: ۷/ ۲۲۲، وابن ماجه: ۳۱۳۱

شرح: فائدہ: جمہور اہل علم اونٹ اور گائے کو برابر سمجھتے ہیں اور ان میں سات افراد کی شراکت کے قائل ہیں ویسے اونٹ گائے سے کافی بڑا ہوتا ہے، اس لیے بعض روایات میں اونٹ میں دس افراد کے شریک ہونے کا تذکرہ ہے جیسے مذکورہ بالا حسن روایت میں ہے۔ بعض علماء نے یوں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے کہ دس والی روایت عام قربانیوں کے بارے میں ہے جبکہ سات والی روایت حرم میں ذبح ہونے والے جانور کے بارے میں ہے۔ بعض اہل علم نے سفر میں اونٹ کو دس قربانیوں کے برابر قرار دیا ہے جبکہ حضر میں سات کے برابر۔ (ع،س)

اگر کسی شخص پر حج کی ادائیگی کے دوران میں سات دم دینا واجب ہو گئے ہوں مثلاً زن وشو کا تعلق قائم ہو گیا، بال منڈا دیے، سلے کپڑے پہن لیے یا خوشبو لگا لی تو ایسا شخص اگر اونٹ یا گائے ذبح کر دیتا ہے تو یہ جائز ہے اور اس طرح سبھی کفارے ادا ہو جائیں گے۔

گائے یا اونٹ کو میں سات افراد شریک ہوں، ان میں سے بعض کی نیت ثواب اور قرب الٰہی کی ہو جبکہ بعض محض گوشت کے حصول کے لیے شریک ہوں، ایسی صورت میں امام شافعی رحمہ اللہ جائز قرار دیتے ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ جائز نہیں سمجھتے، وہ کہتے ہیں کہ قربانی میں شراکت کے لیے ان کا تعلق ایک گھرانے سے ہونا ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر سب افراد کی نیت قربانی کرنے کی ہی ہے تو جائز ہے وگرنہ نہیں۔

بکرے اور بکری وغیرہ کی قربانی صرف ایک شخص ہی کر سکتا ہے (چونکہ چھوٹا جانور ہے اس لیے اس میں شراکت نہیں ہے البتہ ایک سربراہ کی کفالت میں رہنے والے سارے افراد اس کے ثواب میں شریک ہوں گے اور وہ سب ایک ہی فیملی شمار ہوں گے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اگر ذبح کے وقت وہ اپنی اور گھر والوں کی نیت کر لے تو بہترین بات ہے، مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا: ''یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔'' (صحیح، ابوداود: ۲۸۱۰، ترمذی: ۱۵۲۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کرنے کا حکم دیا جس کی ٹانگیں سیاہ تھیں، آنکھیں سیاہ تھیں، اسے ذبح کرنے کے لیے لایا گیا، آپ نے اسے لٹایا، اپنا پاؤں اس کی گردن کے پہلو پر رکھا اور فرمایا: ((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ، وَأُمَّةِ مُحَمَّدٍ)) ''اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں، اے اللہ! اس جانور کو قبول فرما! محمد ﷺ ان کی آل اور ان کی امت کی طرف سے۔'' (صحیح مسلم: ۱۹۶۷)

حدیث میں مذکور الفاظ: ''سیاہی میں چلتا تھا، سیاہی میں بیٹھتا تھا اور سیاہی میں دیکھتا تھا'' کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی ٹانگیں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ تھیں۔

عطاء بن یسار کہتے ہیں: سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں قربانیوں کا سلسلہ کیسے تھا؟ تو انہوں جواب دیا: ایک شخص بکری کی قربانی اپنے اور گھر والوں کی طرف سے کرتا تھا، خود بھی کھاتے اور اوروں کو بھی کھلاتے حتی کہ لوگوں نے اس سلسلہ میں فخر کرنا شروع کر دیا اور اب صورتِ حال یہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ (صحیح، ترمذی: ۱۵۰۵، ابن ماجہ: ۳۱۴۷)

مروی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (یعنی اپنی اور گھر والوں کی طرف سے اکٹھی قربانی کرتے تھے)۔ امام مالک، اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں جبکہ امام ثوری اور اہل رائے اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ اگر کوئی میت کی طرف سے قربانی کرے تو جائز ہے۔ مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دو مینڈھے ذبح کیا کرتے تھے، ایک نبی ﷺ کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے، ان سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں، سو میں اس لیے آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (ضعیف، ابوداود: ۲۷۹۰، ترمذی: ۱۴۹۵)

بعض اہل علم میت کی طرف سے قربانی کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ ابن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہ پسند ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے، اگر قربانی کی جائے تو خود کچھ نہ کھایا جائے اور میت کی طرف سے سب گوشت صدقہ کر دیا جائے۔

(15)......بَابُ الْأَكْلِ مِنَ الْأُضْحِيَةِ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَأَكْثَرَ
قربانی کا گوشت تین دن اور اس سے زیادہ کھانا

(۱۱۳۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: ((كُلُوا وَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زائد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا پھر اس کے بعد حکم فرمایا: ''کھاؤ، لوگوں کو کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔''

(۱۱۳۴)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا

(۱۱۳۳) أخرجه البخاري: ۱۷۱۹، ومسلم: ۱۹۷۲

(۱۱۳۴) أخرجه البخاري: ۵۴۲۳

مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ؟ قَالَتْ: مَا فَعَلَهُ إِلا فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيهِ، فَأَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ، وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ، فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ، قِيلَ: مَا اضْطَرَّكُمْ إِلَيْهِ؟ فَضَحِكَتْ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزٍ مَأْدُومٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ۔

جناب عبدالرحمٰن بن عابس اپنے والد (سیدنا عابس ﷺ) سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا نبی اکرم ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زائد کھانے سے روکا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے ایسا کبھی نہیں کیا، صرف ایک سال اس کا حکم دیا تھا جس سال قحط پڑا تھا، تو آپ نے چاہا کہ مالدار لوگ فقیروں کو کھلائیں، ہم پندرہ پندرہ دنوں تک قربانی کے پائے رکھ لیتے تھے اور کھاتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا: ایسا کرنے کی کیا مجبوری تھی؟ اس پر ام المومنین رضی اللہ عنہا ہنس کر کہنے لگیں: محمد ﷺ کے گھر والوں نے تین دن مسلسل سالن والی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی حتی کہ آپ اللہ عزوجل کے پاس تشریف لے گئے۔

تشریح: یہ حدیث صحیح ہے۔ قربانی کا گوشت ذخیرہ کر لینے کی بابت اکثر اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور آئمہ کا یہی موقف ہے کہ قربانی کا گوشت محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ قربانی کا گوشت بیچنا جائز نہیں بلکہ یہ اللہ عزوجل کی خوشنودی اور قربت کے حصول کے لیے کی جاتی ہے۔ خود گوشت کھانے کا جواز اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کی بنا پر ہے۔

سیدہ نبیشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَاتَّجِرُوْا۔)) ...... ”کھاؤ، ذخیرہ بھی کرو اور تجارت بھی کرو۔“ (صحيح، ابوداود: ٢٨١٣، ابن ماجه: ٣١٦٠، نسائی: ٤٢٣٠) تجارت سے مقصود فروخت کرنا نہیں ہے، بلکہ اخروی تجارت مراد ہے کہ محتاج ومساکین کو کھلاؤ۔

فائدہ: قربانی کی ہر چیز مثلاً گوشت، چربی اور چمڑے وغیرہ سے دیر تک فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے البتہ فقراء اور مساکین کو دینا بھی ضروری ہے۔ ان لوگوں کا خیال رکھنا از بس ضروری ہے جنہیں شاید عام دنوں میں اپنی جسمانی ضرورت کے مطابق گوشت مل ہی نہیں سکتا۔ آج کل فریج اور فریزر کا زمانہ ہے، ضرورتمندوں کو کھلانے اور قربانی کا گوشت تقسیم کرنے کا معاملہ بہت کم ہوتا جاتا ہے، جانوروں کی رانیں اور دیگر اہم اجزاء خود کھا لیے جاتے ہیں اور جو راہِ خدا میں دیا جاتا ہے وہ بہت قلیل اور ناکارہ گوشت ہوتا ہے، اس سلسلہ میں عوام الناس کو خصوصاً آگاہ کیا جانا چاہیے، خطباء اور آئمہ مساجد غریبوں، ناداروں اور معاشرے کے کمزور طبقوں کی اس حق تلفی پر توجہ دلانے کے ذمہ دار ہیں۔ (ع،س)

(11)......صَلَاةُ الْخُسُوْفِ وَالْكُسُوْفِ
نمازخسوف وکسوف کے متعلق احکام ومسائل

(1)......بَابُ صَلَاةِ الْخُسُوْفِ وَإِطَالَتِهَا
نمازخسوف طویل پڑھنا

(١١٣٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّاسُ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ، فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ، وَإِلَى الصَّلَاةِ۔))

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، اس دن سورج گرہن ہو گیا، لوگوں نے کہا: سورج کو گرہن ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے لگا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں، انہیں کسی کی موت اور پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، جب تم یہ کیفیت (گرہن) دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز کی طرف جلدی کرو۔''

شرح: حدیث میں سورج گرہن اور چاند کے لیے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں مثلا ((انکسفت)) باب انفعال سے اور ((کسفت)) باب ضرب سے، لیکن ان کا معنی ایک ہی ہے یعنی ''سورج یا چاند کا بے نور ہو جانا اور ان کی روشنی اور حرارت کا مدہم پڑ جانا۔'' مغموم، پریشان حال، جس کا رنگ فق ہو چکا ہو ایسے شخص کو (رجل کاسف) کہا

(١١٣٥) أخرجه البخاري: ١٠٤١، و مسلم: ٩١١

جاتا ہے۔ جب کسی انسان کو اس کا نفس شرارت اور فتنہ انگیزی پر اکسائے تو عرب لوگ (کسفَ بـا لُـہ) کا جملہ بولتے ہیں، یعنی اس کے نفس کا فطری نور ختم ہو چکا ہے جو انسان کو دنگا فساد، شرور وفتن اور آزار ومعصیت سے بچنے اور خیر سگالی اور خیر خواہی پر ابھارتا ہے۔

((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ۔)) ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔'' لوگ زمانہ جاہلیت میں یہ سمجھتے تھے کہ سورج اور چاند کو گرہن لگنا اس مستحکم اور مضبوط جہاں میں کسی تبدیلی اور انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے اور ایسا کسی عظیم شخص کی موت، بڑے حادثے یا کسی بڑی آفت اور مصیبت کی وجہ سے ہی ہوتا ہے، تو نبی ﷺ نے ان بے بنیاد نظریات کی تردید فرمائی اور بطلان واضح کیا اور کہا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کو پوری طرح قدرت اور اختیار حاصل ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے حکم کے سامنے سرافگندہ ہیں، کسی اور کو ان پر کچھ اختیار نہیں، آپ نے سورج اور چاند گرہن کے موقع پر دعا والتجا، گڑگڑانے اور رونے نیز نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ اس طرح سورج اور چاند کے پجاریوں سے امتیاز ہو سکے، ان کے نظریے اور عقیدے پر کاری ضرب لگے اور اس بات کا پوری طرح اظہار ہو سکے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ شریعت نے اس موقع پر نماز پڑھنے کا حکم اس لیے دیا ہے کہ سورج اور چاند گرہن لگنا قرب قیامت کی دلیل ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾ .... ''جب آنکھ پتھرا جائے گی اور چاند بے نور ہو جائے گا۔'' (سورۂ قیامہ: ۷، ۸)

بسا اوقات ان کا گرہن بطور نشانی اور عبرت ہوتا ہے کہ لوگ ڈر جائیں اور توبہ واستغفار کی طرف رجوع کریں جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں بھی آیا ہے: ''بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔'' (یہ جملہ اگلی حدیث سے لیا گیا ہے)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا﴾ .... ''ہم لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔'' (سورۂ اسراء: ۵۹)

(۱۱۳۶)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى ، قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن لگ گیا تو نبی ﷺ شدید گھبراہٹ کے عالم

(۱۱۳۶) أخرجه البخاري: ۱۰۵۹ ، و مسلم: ۹۱۲

يَـخْشَـى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ، فَـصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ، وَرُكُوعٍ، وَسُجُودٍ، مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ، وَقَالَ: ((هَذِهِ الآيَاتُ الَّتِي يُـرْسِـلُ الـلّٰـهُ لا تَـكُـونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلا لِـحَيَاتِهِ، وَلَكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهُ، فَإِذَا رَأَيْتُـمْ شَيْـئًـا مِـنْ ذَلِكَ فَـافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ، وَدُعَائِهِ، وَاسْتِغْفَارِهِ۔))

میں کھڑے ہوئے اس ڈر سے کہ کہیں قیامت نہ قائم ہو جائے، آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور بہت ہی لمبے قیام، لمبے رکوع اور لمبے سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی، میں نے کبھی آپ ﷺ کو اس طرح کرتے نہیں دیکھا تھا، آپ نے نماز کے بعد فرمایا: ''یہ نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا رہتا ہے، یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں آتیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، اس لیے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کے ذکر، دعا اور التجا اور اس سے استغفار کی طرف بھاگو۔''

شرح: حدیث میں (کَسَفَ) اور (خَسَفَ) یعنی کسوف اور خسوف دونوں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ بعض اہل لغت کے نزدیک چاند گرہن کے لیے لفظ خسوف اور سورج گرہن کے لیے لفظ کسوف کا استعمال زیادہ موزوں اور بہتر ہے۔ ابن ابی اویس لغوی کا کہنا ہے کہ مکمل طور پر سورج اور چاند مدہم پڑ جائیں تو لفظ خسوف بولنا چاہیے اور اگر جزوی گرہن ہو تو لفظ کسوف بولنا چاہیے۔

(١١٣٧)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـحَسَـنِ الشِّيـرَازِيُّ، أَخْبَـرَنَـا زَاهِـرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَـاشِـمِـيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ......

عَـنْ أَسْـمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّها، قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجَ الـنَّبِـيِّ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَإِذَا النَّاسُ قِيَـامٌ يُـصَـلُّـونَ، وَإِذَا هِـيَ قَـائِمَةٌ تُصَلِّي، فَـقُـلْـتُ: مَـا لِـلـنَّـاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا إِلَى السَّـمَاءِ، وَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَـأَشَـارَتْ: أَنْ نَـعَـمْ، قَـالَـتْ: فَقُمْتُ حَتَّى

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ جب سورج کو گرہن لگا تو میں نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئی۔ لوگ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نماز میں شریک تھیں۔ میں نے دریافت کیا کہ لوگوں کو کیا معاملہ درپیش ہے؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' کہا۔ پھر میں نے پوچھا: کیا کوئی نشانی ہے؟ اس کا انہوں نے

(١١٣٧) أخرجه البخاري: ١٠٥٣، و مسلم: ٩٠٥

تَجَلانِي الْغَشْيُ ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ الْمَاءَ فَوْقَ رَأْسِي ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ، وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (لا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ) يُؤْتَى أَحَدُكُمْ ، فَيُقَالُ لَهُ: مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ ، أَوِ الْمُوقِنُ (لا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ) فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ جَائَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى ، فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا ، فَيُقَالُ لَهُ: نَمْ صَالِحًا ، قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ ، أَوِ الْمُرْتَابُ (لا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ ، قَالَتْ أَسْمَاءُ:) فَيَقُولُ: لا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ۔))

اشارے سے ہاں میں جواب دیا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر میں کھڑی ہوگئی لیکن مجھے چکر آ گیا اس لیے میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: ''وہ چیزیں جو میں نے اب تک نہیں دیکھی تھیں اب اپنی اس جگہ سے دیکھ لیں ہیں حتی کہ جنت اور جہنم تک میں نے دیکھی اور مجھے وحی کے ذریعے سے بتایا گیا ہے کہ تم قبر کے فتنہ کی طرح یا دجال کے فتنہ کے قریب ایک فتنے میں مبتلا ہوگے (مجھے یاد نہیں رہا کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کیا کہا تھا)، آپ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک کو لایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ مومن یا یہ کہا کہ یقین کرنے والا (مجھے یاد نہیں کہ ان دو باتوں میں سے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کونسی بات کہی تھی) کہے گا: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے پاس واضح دلائل اور ہدایت لے کر آئے تھے، سو ہم نے آپ کی بات قبول کی، آپ پر ایمان لائے اور آپ کا اتباع کیا، اس پر اس سے کہا جائے گا: تو مرد صالح ہے، پس آرام سے سو جا، ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ تو ایمان والا ہے، منافق یا شک کرنے والا (مجھے معلوم نہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کیا کہا تھا) یہ کہے گا: مجھے کچھ معلوم نہیں، میں نے لوگوں سے ایک بات سنی تھی وہی میں نے بھی کہہ دی۔

(۱۱۳۸)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَزْهَرِ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ......

(۱۱۳۸) انظر الحديث السابق

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَقَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، وَهِيَ تُصَلِّي، فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ يُصَلُّونَ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَطَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِيَامَ جِدًّا حَتَّى تَجَلانِي الْغَشْيُ، فَأَخَذْتُ قِرْبَةً مِنْ مَاءٍ إِلَى جَنْبِي، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ مِنْهَا عَلَى رَأْسِي، قَالَتْ: فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، مَا مِنْ شَيْءٍ۔))

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے دور میں سورج گرہن لگ گیا، میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو وہ نماز پڑھ رہی تھیں، میں نے دریافت کیا کہ لوگ اس وقت کیوں نماز پڑھ رہے ہیں؟ (فرض نماز کا وقت نہیں تھا اس لیے تعجب ہوا) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر کے اشارہ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا: کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں (اشارے سے کہا)، رسول اللہ ﷺ نے بہت طویل قیام فرمایا حتی کہ مجھے بے ہوشی لاحق ہوگئی، میرے پہلو میں پانی کا مشکیزہ تھا، میں اس سے پانی لے کر اپنے سر پر ڈالنے لگی۔ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جب نماز سے سلام پھیرا تو سورج روشن ہو چکا تھا، تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر اما بعد کہا...... آگے روایت سابقہ حدیث کی طرح ہے۔

(2)......بَابُ مَنْ صَلَّى فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رَكْعَتَيْنِ وَنِدَاءِ "الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ"

نماز کسوف کی ہر رکعت میں دو رکوع کرنا اور نماز کے لیے الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ کے الفاظ کے ساتھ اعلان کرنا

(۱۱۳۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُودِيَ، أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِي

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا تو اعلان کیا گیا: "الصلاة جامعة" "نماز کے لیے جمع ہو جاؤ، اس نماز میں نبی ﷺ نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے اور پھر

(۱۱۳۹) أخرجه البخاري: ۱۰۵۱، و مسلم: ۹۱۰

سَجْدَةٍ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ، ثُمَّ جَلَسَ، ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ، قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهَا۔

دوسری رکعت میں بھی دو رکوع کیے، اس کے بعد آپ بیٹھے رہے (قعدہ میں) حتی کہ سورج صاف روشن ہو گیا۔

شرح عبداللہ نے کہا: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس سے زیادہ طویل سجدہ کبھی نہیں کیا...... اور ایک سند میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ یہ ہیں: میں نے اس سے زیادہ طویل رکوع اور سجدہ کبھی نہیں کیا۔

(۱۱۴۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، قَالَ: نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کسوف پڑھائی، آپ نے طویل قیام فرمایا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اتنے وقت میں سورۂ بقرہ پڑھی جا سکتی تھی، پھر آپ نے لمبا رکوع کیا، اس کے بعد کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا لیکن پہلے قیام سے ذرا ہلکا، پھر طویل رکوع کیا لیکن پہلے سے کچھ کم، پھر سجدہ کیا، اس کے بعد آپ نے طویل قیام کیا جو پہلے قیام کی نسبت مختصر تھا، پھر آپ نے لمبا رکوع کیا یہ رکوع بھی پہلے رکوع کے مقابلے میں کم تھا، پھر اٹھ کر قیام کیا اور لمبا قیام کیا اور یہ قیام بھی پہلے سے مختصر تھا پھر (چوتھا) رکوع کیا یہ بھی بہت لمبا تھا لیکن پہلے سے کچھ کم، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا، پھر آپ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جب تم انہیں بے نور دیکھو

(۱۱۴۰) أخرجه البخاري: ۵۱۹۷، و مسلم: ۹۰۷

لِحَيَاتِهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ ، فَاذْكُرُوا اللّٰهَ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ ، فَقَالَ: ((إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ ، أَوْ أُرِيتُ الْجَنَّةَ ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا ، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا ، وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)) قَالُوا: لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ.)) قِيلَ: أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا ، قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔

تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔‘‘ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے دیکھا کہ نماز میں اپنی جگہ سے آگے بڑھ کر آپ نے کسی چیز کو پکڑنے کی کوشش کی اور پھر آپ پیچھے ہٹ گئے؟ آپ نے فرمایا: ’’میں نے جنت کو دیکھا یا یہ کہا کہ مجھے جنت دکھائی گئی، میں نے جنت سے ایک خوشہ توڑنا چاہا، اگر میں اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے ، اور میں نے جہنم کو دیکھا، میں نے آج کے دن کی طرح کا منظر کبھی نہیں دیکھا، میں نے دیکھا کہ جہنم میں زیادہ عورتیں ہیں۔‘‘ لوگوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’اپنے کفر (ناشکری) کی وجہ سے۔‘‘ پوچھا گیا کہ کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’نہیں، وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں، زندگی بھر تم کسی عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرو، لیکن کبھی اگر کوئی خلاف مزاج بات آجائے تو فوراً یہی کہے گی: اللہ کی قسم! میں نے تجھ سے کبھی حسن سلوک نہیں دیکھا۔‘‘

تشریح: ((تکعکعتَ)) ’’آپ پیچھے ہٹے‘‘ جب کسی شخص کا معاملہ ٹھپ ہو جائے، وہ پسپا ہو جائے تو عرب ’’کعَّ عن الامر‘‘ کا جملہ بولتے ہیں۔ یہ لفظ اصل میں تو تکعّع ہے اور ادائیگی میں آسانی کے پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے کاف کو دو عینوں کے درمیان بڑھا دیا گیا۔

((العشیر)) ’’شوہر‘‘ کو عشیر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی زوجہ کے ہمراہ زندگی گزارتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ اگر نمازی کے آگے تنور، آگ یا کوئی ایسی چیز جس کی عبادت کی جاتی ہے (گائے، بوہڑ کا درخت وغیرہ) موجود ہو مگر نماز کا مقصود صرف اللہ کی عبادت ہو تو اس چیز کے سامنے رہنے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی نماز باطل ہوگی جیسے سردیوں میں ہیٹر کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔

(١١٤١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ،

(١١٤١) أخرجه البخاري: ١٠٤٩ ، ١٠٥٠ ، و مسلم: ٩٠٣

أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ؟)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَائِذٌ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ)) ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا، فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَرَجَعَ ضُحًى، فَمَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحُجَرِ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، وَقَامَ النَّاسُ وَرَائَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ، فَسَجَدَ، وَانْصَرَفَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان سے بھیک مانگنے کے لیے آئی، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ'' (اللہ تجھے قبر کے عذاب سے پناہ دے۔) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا: کیا لوگ قبر میں عذاب سے دوچار ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' پھر اللہ کے رسول ﷺ ایک روز صبح صبح سوار ہوئے (کہیں جانے کے لیے) ادھر سورج گرہن لگ گیا، آپ واپس آگئے، اس وقت نماز ضحیٰ کا وقت تھا، آپ اپنی ازواج کے حجروں سے گزرے اور مسجد میں کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی آپ کی اقتداء میں صف باندھ کر کھڑے ہوگئے، آپ نے طویل قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا لیکن پہلے سے کم، اس کے بعد لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے ذرا مختصر، پھر رکوع سے سر اٹھا کر آپ سجدے میں گئے، پھر لمبا قیام کیا اور یہ قیام بھی پہلے سے کم تھا، اس کے بعد لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع کے مقابلے میں کم تھا، پھر آپ رکوع سے کھڑے ہوگئے اور طویل قیام کیا جو پہلے قیام کی نسبت ہلکا تھا، اب (چوتھا) رکوع کیا جو پہلے رکوع سے مختصر تھا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر آپ سجدے میں گئے اور نماز سے فارغ ہوئے، پھر خطبہ کے دوران آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے کہلوانا چاہا، آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔

(١١٤٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّها قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الأُخْرَى مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الأُولَى، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ، فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوا، وَتَصَدَّقُوا۔)) وَقَالَ: ((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، وَاللّٰهِ! مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ، أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا۔))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کسوف پڑھائی۔ آپ نے لمبا قیام فرمایا اور بہت لمبا قیام فرمایا، پھر رکوع فرمایا اور بہت لمبا رکوع فرمایا، پھر قیام فرمایا اور لمبا قیام فرمایا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا، پھر فارغ ہوئے تو سورج پوری طرح سے روشن ہو چکا تھا، پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا، اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انہیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرو اور صدقہ کرو۔'' مزید فرمایا: ''اے امت محمد! کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس بات پر غیرت نہیں کرتا کہ اس کا کوئی غلام یا لونڈی زنا کرے، اے امت محمد! اللہ کی قسم! اگر تم وہ چیزیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روو۔''

شرح امام مسلم رحمہ اللہ کی سند میں ((وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا۔)) کے الفاظ ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن مسلمہ کے واسطے سے ((ثُمَّ سَجَدَ وَاَطَالَ السُّجُوْدَ)) کے الفاظ مزید بیان کیے ہیں۔

(١١٤٣)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ،

(١١٤٢) أخرجه البخاري: ١٠٤٤، و مسلم: ٩٠١

(١١٤٣) أخرجه البخاري: ١٠٤٦، و مسلم: ٩٠١

أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَقَامَ فَكَبَّرَ، وَصَفَّ النَّاسُ وَرَائَهُ، فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلا، وَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَائَةِ الأُولَى، ثُمَّ كَبَّرَ، فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلا، هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ، وَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا، فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلاةِ.))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ مسجد کی طرف آئے اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا، لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے صفیں باندھیں، آپ ﷺ نے لمبی قراءت کی، پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد کہا، پھر قیام شروع کر دیا اور لمبی قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم تھی، پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہا، پھر سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا، اور چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے۔ آپ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج مکمل روشن ہو چکا تھا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جس کا وہ اہل ہے، پھر فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انہیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، جب تم انہیں بے نور دیکھو تو نماز کی طرف لپکو۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز کسوف پڑھنا نبی ﷺ کی سنت ہے اور اس بارے میں وارد احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نماز کسوف باجماعت ادا کی ہے۔ امام شافعی، امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ اہل رائے کا موقف ہے کہ نماز کسوف انفرادی طور پر ادا کی جائے باجماعت نہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: سورج کو

گرہن لگنے پر نماز باجماعت ادا کی جائے اور چاند گرہن پر انفرادی طور پر نماز پڑھی جائے۔

حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بصرہ میں چاند گرہن لگ گیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے ہمیں دو رکعت نماز کسوف پڑھائی، ہر رکعت میں دو رکوع کیے، پھر سوار ہو کر خطبہ دیا اور کہا: میں نے نماز کسوف ویسے ہی پڑھی ہے جیسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے دیکھا تھا۔ (مسند شافعی: ٣٤٧)

اہل علم کے درمیان نماز کسوف پڑھنے کے طریقے کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل رائے کا موقف ہے کہ نماز کسوف دو رکعتیں پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں ایک رکوع کیا جائے جس طرح فرضوں میں ہوتا ہے۔ باقی اہل علم کا موقف ہے کہ دو رکعتیں پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں دو رکوع کیے جائیں جس طرح حدیث میں مذکور ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

فائدہ: احناف کا موقف دلائل کی رو سے مرجوح ہے۔ جن روایات میں ایک ایک رکعت میں دو دو رکوعوں کا ذکر ہے، وہ بخاری و مسلم کی روایات ہیں جو سند کے اعتبار سے ان روایات سے زیادہ قوی ہیں جن میں نماز کسوف کو فرض نماز کی طرح پڑھنے کا حکم ہے۔ دوسرے ان میں یہ ایک زیادتی ہے جو ثقہ راویوں کی طرف سے ہو تو مقبول ہوتی ہے۔ اسی طرح جہری قراءت کا اضافہ بھی صحیح روایات سے ثابت ہے۔ بنا بریں نماز کسوف میں قراءت بھی جہری ہونی چاہیے اور رکوع بھی کم از کم دو ہوں تو بہتر ہے۔ (ع،س)

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھتے ہوئے ہر رکعت میں تین رکوع کیے۔

(صحیح، ترمذی: ٥٦٠، نسائی: ٣/ ١٢٩)

یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے ہر رکعت میں چار رکوع کیے۔ (صحیح، ابوداود: ١١٧٨، نسائی: ٣/ ١٢٩، ہر رکعت میں چھ رکوع والی روایت شاذ ہے)۔

(١١٤٤)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: نا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي كُسُوفٍ، فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر سجدہ کر۔

(١١٤٤) أخرجه مسلم: ٩٠٩

شرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتوں میں چھ رکوع اور چار سجدے کیے۔

(صحیح مسلم: ۹۰۱)

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کی دو رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں پانچ رکوع کیے۔(ضعیف، ابوداود: ۱۱۸۲)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف دو رکعتیں ادا فرمائیں اور ہر رکعت میں ایک رکوع کیا فرض نمازوں کی طرح۔ (صحیح، ابوداود: ۱۱۹۴، یہ روایت ہر رکعت میں دو دو رکوع کے ساتھ صحیح ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے)

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دورِ رسالت میں سورج گہن زدہ ہو گیا میں نے کہا: میں بالضرور دیکھوں گا کہ آج سورج گہن والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نیا کام کرتے ہیں، چنانچہ میں آپ کے پاس پہنچا اور دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے تسبیح، تہلیل، تکبیر اور تحمید میں مشغول ہیں، آپ اسی طرح مصروفِ دعا رہے حتی کہ سورج صاف ہو گیا، سورج صاف ہونے کے بعد آپ نے دو رکعتوں میں دو سورتیں پڑھیں۔(صحیح مسلم: ۹۱۳)

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ممکن ہے آپ نے نماز کسوف زندگی میں کئی دفعہ ادا کی ہو اور جب گرہن زیادہ وقت پر محیط ہو تو آپ نماز لمبی پڑھاتے ہوں اور رکوع کی تعداد میں اضافہ کر دیتے ہوں اور جب گرہن کا دورانیہ قلیل ہوتا ہو تو آپ نماز مختصر اور رکوع تھوڑے کرتے ہوں لہٰذا نماز کسوف کی بابت بیان شدہ سبھی کیفیتیں جائز اور درست ہیں، حسب ضرورت اور حسبِ حال کوئی سی صورت بھی اپنائی جاسکتی ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اکثر اہل علم وفضل کا موقف ہے کہ اگر کسوف وخسوف کا دورانیہ طویل ہو تو رکوع زیادہ کیے جائیں نیز قیام اور رکوع لمبے کیے جائیں اور سجدے بھی طویل ہونے چاہئیں۔امام شافعی رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔

فائدہ: امام خطابی رحمہ اللہ نے نماز کسوف کی مختلف کیفیات کو جمع وتطبیق کے ذریعے حل کیا ہے، یعنی تعدد روایات کو تعدد واقعات پر محمول کیا ہے۔محدثین کی ایک جماعت کا یہ موقف ہے۔لیکن اس بات کا کیا حل کیا جائے کہ بیشتر روایات میں اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ یہ واقعہ اس دن پیش آیا تھا جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی، اس لیے تعارض اور تطبیق کا کوئی امکان نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ جمہور اہل علم کی رائے ترجیح کی ہے کیونکہ بیشتر اور اصح روایات میں نماز کسوف کی ہر رکعت میں دو رکوعوں کا ذکر ہے۔ گویا دو رکعات کل چار رکوعوں کے ساتھ ادا کی جائیں گی کیونکہ اس مفہوم کی روایات متفق علیہ ہیں اور بالخصوص صحیح بخاری میں مروی ہیں جبکہ اس سے زیادہ رکوع والی روایات صحیح مسلم اور کتب سنن کی ہیں لہٰذا یہ روایات صحیحین کی روایت کے ہم پلہ نہیں ہوسکتیں اور جن روایات میں تین یا چار رکوعوں کا ذکر ہے ان میں بعض رواۃ کو وہم لاحق ہوا ہے، لہٰذا زیادہ محفوظ دو رکوعوں والی روایات ہی ہیں اور پانچ اور ایک رکوع

والی روایات ضعیف ہیں لہٰذا نماز کسوف کی ان مختلف کیفیات کو تعدد واقعہ پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم (ع،س)

(3)...... بَابُ كَيْفِيَّةِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ

نماز خسوف میں قراءت کی کیفیت

(١١٤٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبَّادٍ......

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي كُسُوفٍ وَلَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کسوف پڑھائی، ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔

(١١٤٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ نَمِرٍ، سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ بِقِرَائَتِهِ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَائَتِهِ كَبَّرَ فَرَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ، قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَائَةَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ، أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ، وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت فرمائی، قراءت سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر رکوع کیا، جب رکوع سے سر اٹھایا تو کہا: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) پھر قیام میں پہنچ کر قراءت شروع کر دی، آپ نے دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

تشریح: اہل علم کے مابین یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ نماز کسوف میں قراءت بلند آواز سے کی جائے یا پست آواز سے، ایک گروہ کا خیال ہے کہ نماز جمعہ اور عیدین کی طرح بلند آواز سے قراءت کی جائے، امام مالک، امام اسحاق اور امام احمد رحمہ اللہ علیہم کا یہی موقف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور اہل الرائے کا موقف ہے کہ نماز کسوف میں قراءت بلند آواز سے نہ کی جائے بلکہ دھیمی آواز

(١١٤٥) هذا حديث حسن ...... أخرجه ابوداود: ١١٨٤، والترمذي: ٥٦٢، وابن ماجه: ١٢٦٤، والنسائي: ١٤٨٤

(١١٤٦) أخرجه البخاري: ١٠٦٥، و مسلم: ٩٠١

سے ہو۔ ان کی دلیل سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث مبارکہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قیام فرمایا، اندازہ ہے کہ سورۂ بقرہ کی تلاوت کے برابر قیام کیا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں قراءت کی تھی پھر تو معاملہ واضح تھا اندازے اور تخمینے کی ضرورت نہ تھی۔

لیکن دلائل کی رو سے پہلی بات راجح ہے کیونکہ نماز کسوف کے سلسلہ میں وارد روایات میں بلند آواز میں قراءت کرنے کی صراحت ہے لہٰذا اصول ہے کہ مثبت نافی سے مقدم ہوتا ہے، باقی رہا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نہ سن سکنا، تو اس میں انہوں نے بلند آواز سے قراءت کی نفی نہیں کی کہ بلکہ سماع کی نفی کی ہے، ممکن ہے کہ اجتماع زیادہ ہو اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اتنی دور کھڑے ہوں کہ آواز سنائی نہ دیتی ہو یا کوئی اور رکاوٹ درپیش ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا انداز مخفی اور پست آواز سے پڑھنے کی بنا پر نہ ہو بلکہ ایسا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سورتیں پڑھی ہوں تو ان کی مجموعی قراءت کو اختصار کے پیشِ نظر انہوں نے اس طرح بیان کر دیا ہو، اس اختصار کا مقصد قراءت کی مقدار بتانا اور الگ الگ سورتوں کو گننے سے احتراز ہو، تو گویا حقیقۃً یہ الفاظ آپ کے جہر پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ کی آواز تو تھی مگر ہمیں سنائی نہیں دیتی تھی۔

چاند گرہن کی نماز میں قراءت بلند آواز سے کی جائے گی کیونکہ وہ رات کی نماز ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہو سکتا ہے بلند آواز سے قراءت کا ذکر رات کی مناسبت ہی سے آگیا ہو کہ رات کی نمازوں میں بلند قراءت معمول ہے، یہ بھی ممکن ہے کبھی بلند آواز سے قراءت کی ہو تو کبھی پست آواز سے۔

(4)......بَابُ الْعَتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ

کسوف کے موقع پر غلام آزاد کرنا

(۱۱٤۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کے موقع پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: امور خیر میں جلدی کرنا اور کوئی نشانی دیکھ کر لرزاں وترساں ہو جانا سنت نبوی ہے مگر آفتوں پہ آفتیں گزر جاتی ہیں اب قیامت کا خیال ہی نہیں آتا اور نہ اپنی اصلاح کی فکر ہی دامن گیر ہوتی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سخت اور تند و تیز آندھی چلنے لگتی تو ہم قیامت کے ڈر اور خوف سے مسجد کی طرف لپکتے۔

(۱۱٤۷) أخرجه البخاري: ۲۵۱۹

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں سورج اور چاند گرہن کے علاوہ کسی حادثے اور نشانی کے رونما ہونے پر باجماعت نماز پڑھنے کا حکم تو نہیں دیتا تاہم فرداً فرداً بغیر جماعت کے نماز ضرور پڑھنی چاہیے، واجب ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے۔

(5)......بَابُ الْخَوْفِ مِنَ الرِّيْحِ

تیز ہوا کا خوف

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ﴾ .... ''اور عاد بے حد تیز وتند ہوا سے غارت کر دیئے گئے۔'' (سورۂ حاقہ: ٦) امام ابن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا: پرضرر ہوا فرشتوں کے قابو میں نہ آنے والی، نہایت تند وتیز اور سرکش ہوا۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا﴾ ...... ''جسے ان پر لگا تار سات رات اور آٹھ دن تک مسلط رکھا۔'' (سورۂ حاقہ: ٧) یعنی باری باری اور وقفہ وقفہ سے آنے والی، لفظ حسوما ''حاسم'' کی جمع ہے جیسے مشہود کا لفظ ''شاھد'' کی جمع ہے۔ بعض نے حسوما کے معنی پے درپے کیے ہیں۔ امام لیث رحمہ اللہ نے اس کے معنی ''منحوس'' کیے ہیں۔ یعنی اس جھکڑ اور طوفان نے ان کی ہر چیز کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور ہر فائدہ مند چیز کو کاٹ کر اور منقطع کر کے رکھ دیا۔

(١١٤٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخرفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تیز ہوا چلتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ڈر محسوس ہوتا تھا۔

(١١٤٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باد صبا کے ذریعے سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد کو پچھوا (مغرب

(١١٤٨) أخرجه البخاري: ١٠٣٤

(١١٤٩) أخرجه البخاري: ١٠٣٥، و مسلم: ٩٠٠

کی طرف سے چلنے والی) ہوا کے ذریعے سے غارت کیا گیا۔“

(١١٥٠)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ، حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا، أَوْ رِيحًا عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ، وَإِذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا يُؤَمِّنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ؟ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ، وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ، فَقَالُوا: ﴿هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آ جائے، آپ جب بادل یا تیز وتند ہوا دیکھتے تو گھبراہٹ اور خوف کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک پر ہویدا ہو جاتے، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اس سے بارش برسے گی لیکن آپ کو میں دیکھتی ہوں کہ جب آپ بادل دیکھتے ہیں تو ناگواری کے اثرات آپ کے چہرۂ پر نمایاں ہو جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عائشہ! اس بات کی کیا ضمانت کہیں اس ہوا میں عذاب ہی نہ ہوا؟ ایک قوم (عاد) پر ہوا کا عذاب آیا تھا، انہوں نے جب عذاب دیکھا تو کہا تھا: ﴿هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾ ..... ”یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔“ (سورۂ احقاف: ۲۷)

(١١٥١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى نَاشِئًا فِي

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان سے ابر یا تیز وتند ہوا اٹھتی دیکھتے تو اس کی طرف

(١١٥٠) أخرجه البخاري: ٤٨٢٨، ٤٨٢٩، و مسلم: ٨٩٩

(١١٥١) اسناده ضعيف، وقوله ”صَيِّبًا نَافِعًا“ ثبت باسناد صحيح ......أخرجه احمد: ٢٥٨٦٤

السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ، أَوْ رِيحٍ اسْتَقْبَلَهُ مِنْ حَيْثُ كَانَ، وَإِنْ كَانَ فِي الصَّلَاةِ تَعَوَّذَ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهِ، وَإِذَا مَطَرَتْ قَالَ: ((اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا.))

چہرۂ مبارک کر لیتے اور اگر نماز میں مشغول ہوتے تو اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے، جب بارش برسنے لگتی تو کہتے: ((اللّٰھم صَيِّبًا نافعا۔)) ''اے اللہ! اسے نفع دینے والی بارش بنادے۔''

شرح ((ناشئا)) اس کیفیت کو کہتے ہیں جب بدلی برسنے کے لیے جمع ہو کر بلند ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ﴾ .... ''اور وہ بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے۔'' (سورۂ رعد: ۱۲) یعنی اٹھاتا ہے۔ بادل جب بالکل ابتدائی مرحلے میں ہوں تو اس کیفیت کو ''نشءٌ حسنٌ'' کہا جاتا ہے۔

((الصیب)) موٹے قطروں والی بارش۔ اس لفظ کا لغوی معنی ہے: بادلوں سے پانی کا ٹپکنا اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ﴾ .... ''آسمان سے اترنے والی بارش کی طرح۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۹)

(۱۱۵۲)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ......

قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً تَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَتَلَوَّنَ، وَدَخَلَ وَخَرَجَ، وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ، فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ سُرِّيَ عَنْهُ، قَالَتْ: وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي رَأَيْتُ، قَالَ: ((وَمَا يُدْرِيكِ لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾.))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان ابر آلود دیکھتے تو آپ کا چہرۂ انور متغیر ہو جاتا اور آپ کا رنگ بدل جاتا، کبھی آپ اندر داخل ہوتے اور کبھی باہر نکلتے، گاہے آگے جاتے گاہے پیچھے، پھر جب بارش برسنے لگتی تو آپ کی یہ کیفیت دور ہوجاتی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو پوچھ لیا، آپ نے فرمایا: ''کیا معلوم شاید یہ ویسے ہی ہو جیسے ایک قوم (عاد) نے کہا تھا: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾ .... ''پھر جب انہوں نے عذاب کو بصورت بادل دیکھا اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے تو کہنے لگے، یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے'' (سورۂ احقاف: ۲۴)۔

(۱۱۵۲) أخرجه البخاري: ۳۲۰۶، ومسلم: ۸۹۹

شرح: ((مـخيلة)) حدیث میں مذکور اس لفظ کا معنی بادل ہے اور اس کی جمع (مـخـايل) آتی ہے۔ بادل کو عربی میں الخال بھی کہتے ہیں۔ خـالـت السماء۔ کا معنی ہے کہ آسمان بادلوں سے بھر گیا۔ (مخيلة) میم کی زبر اور پیش دونوں کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔ جب لوگ بارش کی امید لگائے بیٹھے ہوں تو عرب لوگ "اخيل القوم" کا جملہ بولتے ہیں۔

((العارض)) ''آسمان کے کناروں سے اٹھنے اور ظاہر ہونے والا بادل''۔

((سُـــرِّیَ عـنــه)) جس کیفیت کی بنا پر آپ کو عذاب الٰہی کا دھڑکا لگا ہوا تھا اور آپ غم واندوہ میں مبتلا تھے وہ کیفیت جاتی رہی۔ (سروت الجل عن الفرس۔) کا معنی ہے میں نے گھوڑے سے زین اتار دیا ہے۔

(۱۱۵۳)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـعَبَّـاسِ الأَصَـمُّ ح وَأَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْـعَـارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا الثِّقَةُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَـالَ: أَخَذَتِ النَّاسَ رِيـحٌ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، وَعُمَرُ حَاجٌّ، فَاشْتَدَّتْ، فَـقَالَ عُمَرُ لِمَنْ حَوْلَهُ: مَا بَلَغَكُمْ فِي الرِّيحِ؟ فَـلَـمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهِ شَيْئًا، فَبَلَغَنِي الَّذِي سَأَلَ عُـمَـرُ عَـنْـهُ مِـنْ أَمْـرِ الـرِّيحِ، فَاسْتَحْثَثْتُ رَاحِـلَتِـي حَتَّـى أَدْرَكْـتُ عُـمَرَ، وَكُنْتُ فِي مُـؤَخَّـرِ الـنَّـاسِ، فَـقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أُخْبِـرْتُ أَنَّكَ سَـأَلْـتَ عَنِ الـرِّيحِ، وَإِنِّـي سَـمِـعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الرِّيحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ، تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَبِـالْـعَذَابِ، فَلا تَسُبُّوهَا، وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَعُوذُوا بِهِ مِنْ شَرِّهَا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: مکہ مکرمہ جاتے ہوئے لوگوں کو تیز وتند طوفان نے آگھیرا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حج کی غرض سے سفر کر رہے تھے، اتنے میں ہوا اور تیز ہوگئی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اردگرد والوں سے پوچھا: آندھی کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے؟ لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا، مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تیز ہوا کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دریافت کر رہے ہیں، میں نے اپنی سواری کو تیز بھگایا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جالیا، میں تمام لوگوں سے پیچھے تھا، میں نے کہا: امیر المومنین! مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ آپ نے آندھی کے بارے میں پوچھا ہے، میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ فرماتے تھے: ''ہوا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، (حکم الٰہی کی پابند ہے) باعث رحمت بھی ہوتی ہے

(۱۱۵۳) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۵۰۹۷ وابن ماجه: ۳۷۲۷ دون القصة

اور باعث عذاب بھی، اسے برا بھلا مت کہو، اللہ تعالیٰ سے
اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔‘‘

شرح: ((الریح من روح اللہ۔)) ’’ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے‘‘ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اس لفظ کا یہی معنی ہے: ﴿وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ﴾ .... ’’اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔‘‘ (سورۂ یوسف: ۸۷)۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ﴿وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ﴾ ....’’اور ان کی تائید اپنی روح سے کی۔‘‘ (سورۂ مجادلہ:۲۲) میں ’’روح‘‘ سے مراد رحمت ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب تیز وتند ہوا چلتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ’’اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس چیز کی برائی سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔‘‘ (صحیح بخاری: ۳۲۰۶، صحیح مسلم: ۸۹۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو کہتے: ’’اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے مار نہ دینا اور اپنے عذاب سے غارت نہ کر دینا اور ہمیں اس سے پہلے عافیت دے دینا۔‘‘

(ضعیف، ترمذی: ۳۴۵۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی تیز ہوا چلنے لگتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھٹنوں کے بل اکڑوں بیٹھ جاتے اور دعا فرماتے: ’’اے اللہ! اس آندھی کو رحمت کا ذریعہ بنا نہ کہ عذاب کا۔‘‘ اور فرماتے: ’’اے اللہ! اس ہوا کو فائدے کی ہوا بنا نہ کہ عذاب کی ہوا۔‘‘ (ضعیف جدا، مسند شافعی: ۳۶۲)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی کتاب میں مختلف ہواؤں کا تذکرہ ہے، مثلاً ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا﴾ .... ’’ہم نے ان پر تندوتیز ہوا بھیجی۔‘‘ (سورۂ فصلت:۱۶)۔ اور ارشاد باری ہے: ﴿أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ﴾ .... ’’ہم نے ان پر خیر وبرکت سے خالی آندھی بھیجی۔‘‘ (سورۂ ذاریات:۴۱)۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ﴾ .... ’’اور ہم بھیجتے ہیں بوجھل ہوائیں۔‘‘ (سورۂ حجر:۲۲)۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿أَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ﴾ .... ’’اور اس کی نشانیوں میں سے ہے خوشخبریاں دینے والی ہواؤں کو چلانا۔‘‘

(سورۂ روم:۴۶) (ضعیف جدا، مسند شافعی: ۳۶۲)

مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "الرِّيَاحُ ثَمَانٌ، أَرْبَعٌ عَذَابٌ، وَأَرْبَعٌ رَحْمَةٌ، فَأَمَّا الرَّحْمَةُ: فَالنَّاشِرَاتُ، وَالذَّارِيَاتُ، وَالْمُرْسَلاتُ، وَالْمُبَشِّرَاتُ، وَأَمَّا الْعَذَابُ: فَالْعَاصِفُ، وَالْقَاصِفُ، وَهُمَا فِي الْبَحْرِ، وَالصَّرْصَرُ، وَالْعَقِيمُ، وَهُمَا فِي الْبَرِّ۔" ...... ہواؤں کی آٹھ اقسام

ہیں، ان میں سے چار عذاب والی ہیں اور چار رحمت والی ہیں۔ رحمت والی چار ہوائیں، ناشرات، ذاریات، مرسلات اور مبشرات ہیں۔ عذاب والی ہواؤں میں سے دو سمندر کے ساتھ وابستہ ہیں عاصف اور قاصف جبکہ دو کا تعلق خشکی اور صحراء کے ساتھ ہے صرصر اور عقیم۔

(6)......بَابُ رَمْيِ النَّجْمِ

ستارے کے ٹوٹنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ﴾ ....
''بے شک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا اور انہیں شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بنا دیا۔'' (سورۂ ملک: ۵)۔

جناب قتادہ بن دعامہ سدوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ستاروں کے تین مقصد بیان کیے ہیں: ایک آسمانوں کی زینت، دوسرے شیطان اگر آسمانوں کی طرف جانے کی کوشش کریں تو یہ شرارہ بن کر ان پر گرتے ہیں۔ تیسرا مقصد یہ ہے کہ ان سے بر و بحر میں راستوں کی نشاندھی ہوتی ہے۔ جس نے مندرجہ بالا تین مقاصد کے علاوہ کے لیے کھوج لگائی اس نے غلطی کی، اپنے ایمان کا حصہ ضائع کیا اور بغیر علم اور دلیل کے ٹامک ٹوئیاں ماریں۔

(١١٥٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبَذِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ......

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ أَبِي قَتَادَةَ عَلَى سَطْحٍ، فَانْقَضَّ نَجْمٌ، فَأَتْبَعْنَاهُ أَبْصَارَنَا، فَنَهَانَا، وَقَالَ: لَا تُتْبِعُوا بِأَبْصَارِكُمْ، فَإِنَّا كُنَّا نُنْهَى عَنْ ذَلِكَ۔

جناب ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھت پر بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک تارہ ٹوٹ کر گرا، ہم نے اپنی نظروں کے ساتھ اس کا تعاقب کیا تو انہوں نے ہمیں منع کیا اور کہا: اپنی نظریں ستارے کے پیچھے نہ لگاؤ، ہمیں عہد رسالت میں اس سے روکا جاتا تھا۔

(١١٥٥)۔ وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ، أَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ......

(١١٥٤) انظر الحديث الآتی

(١١٥٥) مصنف عبد الرزاق: ٢٠٠٠٧

عَـنِ ابْنِ سِيرِينَ ، قَالَ: تَعَشَّى أَبُو قَتَادَةَ فَوْقَ ظَهْـرِ بَيْتٍ لَـنَا ، فَرُمِيَ بِنَجْمٍ ، فَنَظَرْنَا إِلَيْهِ ، فَـقَـالَ: لَا تُتْبِـعُوهُ أَبْصَارَكُمْ فَإِنَّا قَدْ نُهِينَا عَنْ ذَلِكَ۔

جناب ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے گھر کی چھت پر شام کا کھانا تناول کیا، اتنے میں ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا، ہم اسے دیکھنے لگ گئے تو انہوں نے کہا: اپنی نظریں ستارے کے تعاقب میں نہ جماؤ، ہمیں اس طرح دیکھنے سے منع کیا جاتا تھا۔

(7)......بَابُ السُّجُوْدِ عِنْدَ حُدُوْثِ آيَةٍ

جب کوئی بڑا حادثہ پیش آئے تو سجدہ کرنا چاہیے

(١١٥٦)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَـرَنَـا حَـاجِـبُ بْـنُ أَحْـمَدَ الطُّوسِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَكَمِ ، حَدَّثَنِي أَبِي ......

عَـنْ عِـكْرِمَةَ ، قَالَ: سَمِعْنَا صَوْتًا بِالْمَدِينَةِ ، فَـقَـالَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ: يَـا عِكْرِمَةُ! انْظُرْ مَا هَذَا الـصَّوْتُ؟ قَالَ: فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَـيٍّ امْـرَأَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تُـوُفِّيَـتْ ، قَـالَ: فَـجِـئْـتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ، فَـوَجَدْتُهُ سَاجِدًا ، وَلَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ بَعْدُ ، فَـقَـالَ: يَـا لَا أُمَّ لَكَ أَلَيْـسَ قَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَـاسْجُدُوا))؟ فَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ يَخْرُجْنَ أُمَّهَـاتُ الْـمُـؤْمِـنِيـنَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا وَنَحْنُ أَحْيَاءٌ۔

جناب عکرمہ کہتے ہیں: ہم نے مدینہ منورہ میں شور وغل سنا، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عکرمہ! دیکھو یہ شور کیسا ہے؟ میں تحقیق حال کے لیے گیا تو معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا فوت ہوگئی ہیں، میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو آکر اطلاع دی تو آپ سجدے میں گر گئے (اتنی دیر تک سجدہ کی حالت میں رہے) کہ سورج اسی حالت میں طلوع ہوا، انہوں نے کہا: تیری ماں نہ رہے، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا: ''جب کوئی بڑا واقعہ یا حادثہ دیکھو تو سجدہ کیا کرو۔'' اور بھلا مہات المومنین کی وفات سے بڑھ کر بھی کوئی حادثہ ہوگا وہ ہمارے جیتے جی اٹھتی جا رہی ہیں۔

فـائده: کسی گھر یا معاشرے کا اپنے نیک اور صالح افراد سے محروم ہو جانا بہت بڑی آفت ہے مگر کم ہی لوگوں کو اس کا احساس ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے شاگرد کو کہا: ''تیری ماں نہ رہے۔'' یہ تخاطب کا ایک انداز ہے، اس موقع پر حقیقت مراد نہیں ہوتی نہ مخاطب ہی برا محسوس کرتا ہے۔ ہر زبان میں ایسے استعمالات ہوتے ہیں۔ (ع،س)

(١١٥٦) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ١١٩٧ ، والترمذي: ٣٨٩١

(12)...... صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ

نماز استسقاء کا بیان

(1)......بَابُ الإِسْتِسْقَاءِ

بارش طلب کرنا

(۱۱۵۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ......

سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يُخْبِرُ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

جناب عباد بن تمیم مازنی نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے چچا سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقاء کے لیے عیدگاہ کے لیے نکلے، آپ نے قبلے کی طرف رخ کیا اور اپنی چادر کو الٹایا، پھر دو رکعتیں پڑھیں۔

(۱۱۵۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا،

جناب عباد بن تمیم مازنی اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ہمراہ نماز استسقاء کے لیے نکلے، انہیں دو رکعتیں پڑھائیں اور بلند آواز سے قراءت

(۱۱۵۷) أخرجه البخاري: ۱۰۲۷، و مسلم: ۸۹٤

(۱۱۵۸) أخرجه البخاري: ۱۰۲٤، و مسلم: ۸۹٤

وَحَوَّلَ رِدَائَهُ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَاسْتَسْقَى، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

کی، اپنی چادر کو الٹایا، اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے، بارش کی دعا کی اور آپ نے قبلے کی طرف رخ کیا۔

(۱۱۵۹)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ الْمَازِنِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَسْتَسْقِي، فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللّٰهَ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَحَوَّلَ رِدَائَهُ، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ فِي الْحَدِيثِ: قَرَأَ فِيهِمَا، يَعْنِي الْجَهْرَ۔

جناب عباد بن تمیم مازنی نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے چچا سے سنا، جو کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے، وہ بیان کر رہے تھے: ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے نکلے، آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے اللہ عزوجل سے دعا مانگی اور آپ نے قبلے کی طرف رخ کیا اور اپنی چادر کو الٹایا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، ابن ابی ذئب نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: آپ ﷺ نے دو رکعتوں میں بلند آواز سے قراءت کی۔

(۱۱۶۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ، أَنَّ عَمَّهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي لَهُمْ، فَقَامَ، فَدَعَا اللّٰهَ قَائِمًا، ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَأُسْقُوا۔

جناب عباد بن تمیم مازنی بیان کرتے ہیں، انہیں ان کے چچا نے بتایا جو کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے، کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ بارش کی دعا (نماز استسقاء) کے لیے نکلے، آپ کھڑے ہو گئے، آپ نے قیام کی حالت میں اللہ عزوجل سے دعا کی، پھر آپ نے قبلے کی طرف رخ کیا اور اپنی چادر کو الٹایا، تو بارش برسائی گئی۔

(۱۱۵۹) أخرجه البخاري: ۱۰۲۵، و مسلم: ۸۹٤

(۱۱۶۰) أخرجه البخاري: ۱۰۲۳

(۱۱۶۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ......

عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَرْسَلَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ اسْتِسْقَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا، مُتَضَرِّعًا حَتَّى أَتَى الْمُصَلَّى، فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَذِهِ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِيدِ۔

جناب اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے امیر مدینہ ولید بن عقبہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجا کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے متعلق پوچھ کر آؤں، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ تواضع اور عاجزی کی کیفیت کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ عیدگاہ میں پہنچ گئے۔ آپ نے تمہارے ان خطبوں کی مانند خطبہ نہیں دیا بلکہ مسلسل دعا، اظہار عجز اور تکبیر میں مشغول رہے، پھر دو رکعتیں پڑھی جیسے کہ عید میں پڑھیں جاتی ہیں۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: نماز استسقاء میں سنت یہ ہے کہ کھلے میدان میں میں نکلا جائے، پہلے نماز پڑھی جائے جو نماز عید کی طرح دو رکعتیں ہوں، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیرات کہی جائیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات کہی جائیں رکوع سے اٹھنے والی تکبیر کے علاوہ، بلند آواز سے قراء ت کی جائے، پھر خطبہ دیا جائے، رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ نماز عید اور نماز استسقاء میں بارہ تکبیرات زوائد کہتے تھے اور بلند آواز سے قراء ت کرتے تھے۔ آئمہ میں سے اس کے قائل سعید بن مسیّب، عمر بن عبدالعزیز، مکحول، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ ہیں۔

فائدہ: استسقاء کی نماز دو رکعت ہے اور اس کا وقت بھی سورج نکلنے کے بعد کا ہے، علاوہ ازیں وہ باہر کھلے میدان میں یعنی عید گاہ میں ادا کی جاتی ہے۔ اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے ''عید کی نماز'' سے تشبیہ دی۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور کچھ دیگر آئمہ کے نزدیک استسقاء کی دو رکعتیں عیدین کی نمازوں کی طرح تکبیرات زوائد کے ساتھ ادا کی جائیں مگر جمہور کے نزدیک اس میں تکبیرات زوائد نہیں ہیں بلکہ ان کو اس طرح ادا کیا جائے جس طرح دیگر نمازیں ادا کی جاتی ہیں قول جمہور ہی کو ترجیح حاصل ہے۔ صحیح احادیث میں ان تکبیرات کی صراحت قطعاً مذکور نہیں۔ (ع،س)

(۱۱۶۱) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ۱۱۶۵، والترمذی: ۵۵۸، والنسائی: ۳/ ۱۵۶، وابن ماجه: ۱۲۶۶

اہل رائے کا موقف ہے کہ نماز استسقاء نہ پڑھی جائے بلکہ صرف بارش کی دعا کی جائے۔ بعض نے کہا: نماز استسقاء دو رکعتیں فرض نمازوں کی طرح پڑھی جائیں، یہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ نماز سے پہلے خطبہ دیا جائے جس طرح جمعہ میں ہوتا ہے، جناب عمر بن عبدالعزیز، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔

فائدہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سرے سے نماز استسقاء ہی کے قائل نہیں، یعنی ان کے نزدیک نماز استسقاء مسنون نہیں، مگر یہ موقف صحیح اور صریح احادیث کے خلاف ہے جن میں دعائے استسقاء کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر سے باہر جانا بلکہ منبر ساتھ لے جانا اور دعا کے بعد دو رکعات پڑھانے کا صراحتاً ذکر ہے۔ لہٰذا یہ امام صاحب رحمہ اللہ کی اجتہادی غلطی ہے جسے غلطی ہی ماننا چاہیے نہ کہ ان کے قول کی وجہ سے صحیح اور صریح روایات کی دور از کار تاویلات کرنی چاہئیں۔ باقی رہا خطبہ تو یہ نماز سے پہلے اور بعد میں دونوں طرح درست ہے۔ (ع،س)

نماز استسقاء میں خطبہ دینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دو خطبے دیے جائیں اور دوسرے خطبے کے دوران میں قبلہ رخ ہو کر چادر الٹی جائے اور وہ اس طرح کہ اپنے ہاتھوں سے کمر کے نیچے سے چادر کا دایاں کنارہ بائیں ہاتھ سے اور بایاں کنارہ دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اوپر کو لے آئیں، اس طرح چادر اوپر نیچے دائیں بائیں سب اطراف سے پلٹ جاتی ہے اور اسے تقلیب و تنکیس کہتے ہیں، یہ اس صورت میں ہے جب چادر چوکور ہو لیکن اگر گولائی میں ہو تو صرف تقلیب کافی ہے اور وہ اس طرح کہ دائیں کندھے والا کنارہ بائیں کندھے پر کر دے اور بائیں والے کو دائیں پر، قبلہ رخ ہونے کے بعد چادر الٹی جائے اور ہاتھ اٹھا کر خاموشی سے دعا مانگی جائے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ چادر کو دائیں سے بائیں کرنے یعنی تقلیب کے قائل ہیں لیکن تنکیس یعنی اوپر والے کنارے کو نیچے اور نیچے والے کنارے کو اوپر کرنے کے قائل نہیں ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول بھی ان کے قریب قریب ہے۔

فائدہ: چادر پلٹنے میں تین امور شامل ہیں۔ (الف) دایاں حصہ بائیں طرف اور بایاں حصہ دائیں طرف کرنا جیسا کہ اس روایت میں ہے۔ (ب) پاؤں کی طرف والا حصہ سر کی طرف اور سر والا پاؤں کی طرف کرنا۔ (ج) جو طرف جسم سے ملی ہوئی ہو اسے باہر کرنا اور باہر والی طرف اندر کرنا۔ (ع،س)

جناب عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے نماز استسقاء کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اپنی چادر الٹائی اس طرح کہ دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر ڈالا، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا والتجا کی۔

(صحیح، مسند شافعی: ١٦٤٥١)

(١١٦٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ ،

(١١٦٢) صحیح ......أخرجه ابوداود: ١١٦٤

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ عَمْرَةَ بْنِ غَزِيَّةَ......

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، قَالَ: اسْتَسْقَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ، فَأَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا، فَيَجْعَلَهُ أَعْلاهَا فَلَمَّا ثَقُلَتْ عَلَيْهِ قَلَّبَهَا عَلَى عَاتِقَيْهِ۔

جناب عباد بن تمیم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء پڑھائی، آپ پر سیاہ رنگ کی اونی چادر تھی۔ آپ نے چاہا کہ اس کے نیچے والے کنارے کو پکڑ کر اوپر کر لیں مگر یہ آپ کے لیے مشکل ہو گیا تو آپ نے اسے کندھوں ہی پر پلٹ لیا۔

شرح: امام شافعی رحمہ اللہ نے اسی طرح مرسل بیان کی ہے یہ حدیث مسند بھی مذکور ہے جس میں عباد بن تمیم اپنے چچا صحابیٔ رسول سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ چادر تبدیل کرنے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ بطور نیک فال کے ہے کہ اے اللہ! جس طرح ہم نے اپنے کپڑوں کی حالت تبدیل کی ہے تو بھی اس طرح ہماری حالت تبدیل کر کے قحط کے بجائے رحمت نازل فرما، چادر کا الٹنا زبانی دعا کے ساتھ فعلی دعا ہے۔

(2)......بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ
بارش کی دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا

(١١٦٣)۔ أَخبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلا فِي الاسْتِسْقَاءِ، وَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کسی دعا میں اپنے ہاتھ اتنے بلند نہیں کرتے تھے جتنے کہ استسقاء میں، یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

(١١٦٤)۔ أَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَجَّاجِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّغُولِيُّ،

(١١٦٣) أخرجه البخاري: ١٠٣١، و مسلم: ٨٩٥

(١١٦٤) أخرجه البخاري: ١٠٣١، ومسلم: ٨٩٥

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَلَّبِ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔

جناب ثابت بنانی کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے سنا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ دعا کرتے وقت (استسقاء میں) اپنے ہاتھ اتنے بلند کرتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

شرح: شعبہ کہتے ہیں: میں نے یہ بات علی بن زید کو بتائی تو انہوں نے کہا: ایسا بارش کی دعا کے موقع پر ہوتا۔

ثابت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ نبی ﷺ سے کہ آپ نے بارش کے لیے دعا کی اور اپنے ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف کیا۔(صحیح مسلم: ۸۹۵)

جناب عمیر جو سیدنا آبی اللحم رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مقام زوراء کے قریب احجار الزیت کے مقام پر بارش کی دعا کرتے دیکھا، آپ اپنے چہرے کے سامنے ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے مگر ہاتھ سر سے اونچے نہ تھے۔(صحیح، ابوداود: ۱۱۷۲، ترمذی: ۵۵۷، نسائی: ۳/ ۱۵۸)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ سوال (دعا) کا ادب یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر یا اس کے قریب بلند کرو اور استسقاء یہ ہے کہ اپنی ایک انگلی سے اشارہ کرو اور عاجزی وانکساری یوں ہے کہ اپنے ہاتھوں کو لمبا کرو۔(صحیح، ابوداود: ۱۴۸۹)

ایک روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابتہال یوں ہوتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان کی پشت کو چہرے کی جانب کیا۔(ابوداود: ۱۴۹۰، ۱۴۹۱)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میدان عرفات میں یوں دعا فرما رہے تھے، علی بن جعد نے اپنے ہاتھوں اٹھائے اس طرح کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین کی طرف اور ان کی پشت آسمان کی طرف تھی۔

(اسنادہ ضعیف، مسند احمد: ۱۱۸۰۳)

(3)......بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ بِاَهْلِ الصَّلَاحِ وَاَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ
نیک بزرگ اور خانوادۂ نبوت کے کسی فرد سے بارش کی دعا کرانا

(۱۱۶۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ ،

(۱۱۶۵) أخرجه البخاري: ۱۰۱۰

حَدَّثَنِی أَبِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنَّی ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ......

عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا ، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا ، فَاسْقِنَا۔ فَيُسْقَوْنَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب کبھی قحط کی صورت حال پیدا ہو جاتی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے اور کہتے: "اَللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا ، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا ، فَاسْقِنَا۔" ......اے اللہ! پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لایا کرتے تھے تو تُو بارش برساتا تھا، اب ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں، تو تُو ہم پر پانی برساتا۔ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا) چنانچہ بارش برسنے لگی۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ بن دینار سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ ابوطالب کے یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

اور سفید فام، جس کے چہرے کے ذریعے سے بارش طلب کی جاتی ہے، وہ یتیموں کا مربی اور بیواؤں کا محافظ ہے۔

پھر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں شاعر کے اس شعر کو ذہن میں لاتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھتا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کے لیے دعا کر رہے ہوتے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نہ اتر پاتے کہ ہر پرنالہ زور سے بہنا شروع کر دیتا۔ (صحیح بخاری: ۱۰۰۸)

((عصمة لارامل۔)) یعنی بیوہ خواتین کی دیکھ بھال کرنے والا، انہیں تباہ و برباد اور ضائع ہونے سے بچانے والا۔

فائدہ: یہ شعر ابوطالب کے قصیدے کا ہے جو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہا اور عربی ادب میں "قصیدہ لامیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ سیرت ابن ہشام میں یہ پورا طویل قصیدہ موجود ہے۔ (ع،س)

مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ عالیہ میں تیرے نبی کے چچا جو اپنے اسلاف اور بزرگوں کے تقویٰ وطہارت اور خیر وصلاح کی روایت کے امین ہیں کے ذریعے سے قرب چاہتے ہیں۔

اسلاف سے مراد نبی ﷺ کے دادا جان جناب عبدالمطلب ہیں وہ اہل حرم مکہ والوں کے لیے بارش کی دعا کیا کرتے تھے تو بارش برسنے لگتی تھی۔

لفظ (قفية آبائه۔) کا معنی ہے اپنے اسلاف کا پیروکار اوران کے نقش قدم پر چلنے والا۔

فائدہ: خیر القرون میں دعا کا یہی طریقہ تھا اور سلف کا عمل بھی اسی پر رہا کہ مردوں کو وسیلہ بنا کر وہ دعا نہیں کرتے تھے بلکہ کسی زندہ نیک اور صالح شخصیت کو آگے بڑھا دیتے تھے، وہ دعا کرتے اور لوگ آمین کہتے جاتے۔

(ع،س)

اس حدیث کا تعلق وسیلے سے ہے، لیکن امام بغوی رحمہ اللہ نے اس موضوع پر گفتگو نہیں کی، محقق کی طرف سے وسیلہ کے موضوع پر درج ذیل تفصیل پیش کی جا رہی ہے، تاکہ قارئین کی علمی تشنگی پوری ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وسیلہ کا معنی ومفہوم:

لغوی طور پر وسیلہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے کسی ذات تک رسائی یا قرب حاصل کیا جا سکتا ہو۔

لغت عرب کی قدیم اور معروف کتاب الصحاح میں ہے:

الوسيلة: ما يتقرب به الى الغير۔...... وسیلہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے کسی کا قرب حاصل کیا جائے۔(الصحاح تاج اللغة: 1841/5)

مشہور لغوی اور اصولی علامہ مبارک بن محمد المعروف بن ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں: فی حديث الاذان: اللهم ات محمد الوسيلة، هی فی الاصل: ما يتوصل به الشی ويتقرب به و وجمعها: وسائل، يقال: وسل اليه وسيلة وتوسل، والمراد به فی الحديث القرب من الله تعالى، وقيل: هی الشفاعة يوم القيامة۔ ......''اذان (کا جواب دینے کی فضیلت) والی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ اے اللہ! محمد ﷺ کو وسیلہ دے، وسیلہ اصل میں وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے کسی چیز تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے، اس کی جمع وسائل ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں کی طرف وسیلہ بنایا۔ حدیث نبوی میں وسیلے سے مراد اللہ تعالیٰ کا قرب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قیامت کے دن ہونے والی شفاعت ہے۔''

(النهايه فی غريب الحديث والاثر، باب الواو مع السين، ماده وسل: ۵/۵۵۵)

مشہور لغوی، علامہ ابوالفضل محمد بن مکرم بن علی، المعروف بہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: الوسيلة: المنزلة عندالملك، والوسيلة: الدرجة، والوسيلة: القربة۔ ......وسیلہ سے مراد بادشاہ کے ہاں مقام ومرتبہ ہے۔ اس کا معنی درجہ اور قربت بھی ہوتا ہے۔''(لسان العرب: ۱۱/ ۷۲٤)

معلوم ہوا کہ وسیلہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے کوئی بندہ اللہ تعالی کا تقرب اور اس کی خوشنودی حاصل کرتا ہے اور اس سے مراد نیک اعمال ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ......''اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو، تا کہ تم کامیاب ہوسکو۔'' (سورۂ مائدہ: ۳۵)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی کی طرف وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ وسیلہ کیا ہے؟ تمام سنی مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد نیک اعمال ہیں۔

دعا میں وسیلہ:

اللہ تعالی سے دعا کرتے ہوئے اس کی قبولیت کے درجے تک پہنچانے کے لیے جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے، اسے بھی وسیلہ کہہ دیا جاتا ہے۔ دعا چونکہ عبادت ہے اور ہر عبادت کا طریقہ بھی قرآن وسنت ہی سے معلوم کیا جاتا ہے، لہذا دعا میں وسیلے کے بارے میں قرآن وسنت کی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے گا۔ دعا میں وسیلے کا جو طریقہ کتاب وسنت سے ثابت ہوگا، وہ جائز اور مشروع ہوگا، جبکہ دوسرے طریقے ناجائز وغیر مشروع ہوں گے۔ آیئے ملاحظہ فرمائیں:

وسیلے کی اقسام:

جائز وسیلہ: دعا میں وسیلے کی تین قسمیں مشروع وجائز ہیں:

(۱)......انسان اللہ تعالی کو اس کے اسمائے حسنی کا وسیلہ پیش کرے، مثلاً: یا اللہ! تجھے رحمٰن ہونے کا واسطہ، ہمارے حال پر رحم فرما۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا﴾ .... ''اللہ تعالی کے بہت اچھے اچھے نام ہیں، اس سے ان ناموں کے ساتھ دعا کیا کرو۔'' (سورۂ اعراف: ۱۸۰)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ ابو عبداللہ قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قولہ تعالی: ﴿فَادْعُوهُ بِهَا﴾ ، أي اطلبوا منه بأسماء ه ، فيطلب بكل اسم ما يليق به ، تقول: يارحيم ارحمني ۔......''یعنی اس سے اس کے ناموں کے وسیلے مانگو۔ ہر نام کے وسیلے اس سے ملتی جلتی چیز مانگی جائے، مثلاً اے رحیم، مجھ پر رحم فرما (اے رزاق! مجھے رزق دے)۔ (الجامع لاحکام القرآن: ۷/ ۳۲۷)

(۲)......اللہ تعالی کو اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا جائے، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے مؤمنوں کی ایک صفت یوں بیان کی ہے:

﴿الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ......''وہ لوگ کہتے ہیں: اے

ہمارے رب ! ہم ایمان لے آئے ہیں، لہٰذا ہمارے گناہ معاف کردے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔''
(سورۂ آل عمران:۱۶)

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ﴿اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا﴾ ، ای بك وبكتابك وبرسولك ، ﴿فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا﴾ ، ای بايماننا بك وبما شرعته لنا ، فاغفرلنا ذنوبنا وتقصرينا من امرنا بفضلك ورحمتك ، ﴿وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ......''مومن کہتے ہیں: اے ہمارے رب ہم تجھ پر، تیری کتاب پر اور تیرے رسول پر ایمان لے آئے ہیں۔ تو اپنے ساتھ ایمان رکھنے اور اپنی نازل کردہ شریعت کو تسلیم کرنے کے طفیل اپنے فضل و رحمت کے ساتھ ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔''
(تفسیر القرآن العظیم:۲/۲۳)

اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا ایک قول اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے: ﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ .... ''اے ہمارے رب ! ہم تیری نازل کردہ وحی پر ایمان لائے اور تیرے رسول کی پیروی کی، لہٰذا ہمارا نام بھی تصدیق کرنے والوں میں شامل فرما دے۔'' (سورۂ آل عمران:۵۳)

عقل مند لوگوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ﴾ ....'' اے ہمارے رب ! ہم نے ایک پکارنے والے کی یہ پکار سنی کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، چنانچہ ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب !(اس ایمان کے طفیل) ہمارے گناہ معاف فرما دے، ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔'' (سورۂ آل:۱۹۳)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اپنے نیک اعمال کا واسطہ دینا مشروع ہے۔ یہی نیک اور عقل مند لوگوں کا وطیرہ رہا ہے۔ مسلمانوں کو یہ جائز وسیلہ استعمال کرنا چاہیے۔

صحیح حدیث میں اصحاب غار والا مشہور واقعہ موجود ہے، جنھوں نے مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا تھا اور ان کی پریشانی رفع ہوگی تھی۔ صحیح بخاری:۵۹۷۴، صحیح مسلم:۲۷۴۳)

(۳)......کسی زندہ صالح اور موحد انسان سے دعا کرائی جائے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ ......''اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرماں برداری کی جائے اور اگر واقعی یہ لوگ، جب انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، تیرے پاس آتے، پھر اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول ان کے لیے بخشش مانگتا تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت مہربان پاتے۔'' (سورۂ نساء:۶۴)

صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ سے محبت اور پریشانی میں دعا کراتے تھے۔اس بارے میں بہت ساری احادیث موجود ہیں۔ایک نابینا شخص نے نبی کریم ﷺ سے اپنے حق میں دعا کرائی تھی۔(ترمذی: ۳۵۷۸)

اسی طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے دعا کرائی۔

(صحیح بخاری: ۱۰۱۰)

قرآن وسنت سے وسیلے کی یہی تین قسمیں ثابت ہیں۔اہل سنت والجماعت کا انہی پر عمل رہا ہے اور مسلمانوں کو انہی پر اکتفا کرنا چاہیے۔

وسیلے کی ناجائز صورتیں:

ان مذکورہ تین صورتوں کے علاوہ وسیلہ کی تمام قسمیں غیر مشروع ، ناجائز اور بدعت ہیں۔بعض صوررتیں یہ ہیں کہ حاضر یا غائب ، زندہ یا فوت شدہ کی ذات کا وسیلہ پیش کیا جائے یا صاحب قبر کو یہ کہا جائے کہ آپ میرے حق میں دعا اور سفارش کریں،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں یا آپ کی وفات کے بعد آپ کی ذات کا وسیلہ پیش نہیں کیا ،سلف صالحین اور ائمہ محدثین سے بھی یہ قطعاً ثابت نہیں۔پھر وسیلے کی ان ناجائز اور غیر مشروع صورتوں کو اپنانا دین کیسے بن سکتا ہے؟

وسیلے کی یہ صورتیں ایک تو اس وجہ سے غیر مشروع اور ناجائز وممنوع ہیں کہ یہ بدعت ہیں،قرآن وحدیث میں ان کا کوئی ثبوت نہیں اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کا ان پر عمل نہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) ......''جو آدمی کوئی ایسا کام کرے جس پر ہمارا امر نہ ہو، وہ مردود ہے۔''(صحیح مسلم: ۱۸۷۷)

اسی سلسلے میں صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی ملاحظہ فرماتے جایئے جو امام اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے:

أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، نا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: عَجَبًا لِتَرْكِ النَّاسِ هَذَا الْإِهْلَالَ، وَلِتَكْبِيرِهِمْ مَا بِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ التَّكْبِيرَةُ حَسَنًا وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي الْإِنْسَانَ مِنْ قِبَلِ الْإِثْمِ، فَإِذَا عُصِمَ مِنْهُ جَاءَهُ مِنْ نَحْوِ الْبِرِّ لِيَدَعَ سُنَّةً وَلِيَبْتَدِعَ بِدْعَةً۔ ......''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کے اس تلبیہ کو چھوڑ کر تکبیر کہنے پر تعجب ہے۔میرے نزدیک تکبیر اچھی چیز ہے، لیکن شیطان انسان کے پاس گناہ کے دروازے سے آتا ہے۔جب وہ اس داؤ سے بچ جائے تو وہ اس کے پاس نیکی کے دروازے سے آتا ہے،تا کہ وہ سنت کو چھوڑ کر بدعت کو اپنا لے۔''(مسند اسحاق بن راھویہ: ۴۸۲)

وسیلے کی ان صورتوں کے غیر مشروع اور ناجائز ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ غلو پر مبنی ہیں،جبکہ نبی کریم ﷺ

کا فرمان گرامی ہے: ((وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ ـ)) ...... ''تم دین میں غلو سے بچے رہنا، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے ہلاک کر دیا تھا۔''

(مسند احمد: ١ / ٢١٥، نسائی: ٣٠٥٩، سنن ابن ماجه: ٣٠٢٩)

ہر بدعت کا منشاء دین میں غلو ہوتا ہے۔غلو سے مراد یہ ہے کہ عبادات میں شریعت کی بیان کردہ حدود وقیود اور طریقہ ہائے کار پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ ان کی ادائیگی میں خود ساختہ طریقوں کا اضافہ کر دیا جائے۔ چونکہ دین میں غلو ہلاکت وبربادی کا موجب ہے، لہٰذا عبادات کو بجالانے کے سلسلے میں قرآن وسنت ہی پر اکتفا ضروری ہوتا ہے۔

ہم جس حدیث کی شرح بیان کررہے ہیں، آپ باب کے شروع میں دی گئی اس حدیث کا دوبارہ مطالعہ کریں، بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کشید کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور دوسرے نیکوکار لوگوں کی ذات، رتبہ اور حیثیت کا واسطہ دینا بھی درست ہے، لیکن یہ استدلال درست نہیں ہے، دراصل اس حدیث میں وسیلہ کی تیسری قسم کا بیان ہے، یعنی کسی صالح اور موحد آدمی سے دعا کروانا، ہمارے اس نظریے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱)...... نابینا آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس اس لیے آیا تھا کہ آپ ﷺ اس کے لیے دعا کریں، کیونکہ اس نے آکر کہا: ادع اللہ ان یعافینی۔ ...... آپ اللہ تعالی سے دعا کریں کہ وہ مجھے عافیت دے دے۔ اس آدمی نے آپ ﷺ کی دعا کا وسیلہ استعمال کیا، کیونکہ اس کو علم تھا کہ اللہ تعالی کے ہاں آپ ﷺ کی دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کی ذات کا وسیلہ دینا مقصود ہوتا تو یہ نابینا آپ ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا، بلکہ اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے ہی آپ ﷺ کی ذات کا وسیلہ دے سکتا ہے۔

(۲)...... نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے دعا کرنے کا وعدہ کیا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی افضل چیز کی طرف رہنمائی کر دی اور وہ ہے آپ ﷺ کا یہ فرمان: ((إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ ـ)) ......اگر تو چاہتا ہے تو میں تیرے لیے دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہتا ہے تو صبر کر لے، پس یہ تیرے لیے بہتر ہو گا۔'' دیگر احادیث میں بھی آپ ﷺ نے بینائی کے ختم ہو جانے پر جنت کی خوشخبری دی ہے۔

(۳)...... نابینا آدمی کا آپ ﷺ سے دعا کرنے پر اصرار کرنا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی۔ (م،م عَفَى اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ وَالِدَيْهِ)

(4)......بَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ فِيْ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ

خطبہ جمعہ کے دوران میں بارش کی دعا کرنا

(١١٦٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

(١١٦٦) أخرجه البخاري: ١٠١٤، و مسلم: ٨٩٧

الطَّيسفُونِيُّ، أَخبَرنَا عَبْدُ اللهِ بنُ عُمرَ الْجَوهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ......

عَنِ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! هَلَكَتِ الأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُغِيثَنَا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا)) قَالَ أَنَسٌ: وَلا وَاللَّهِ! مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلا قَزَعَةٍ، وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلا دَارٍ، قَالَ: فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ، فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ، انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ، قَالَ أَنَسٌ: فَلا وَاللَّهِ! مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا، ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذَلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلَكَتِ الأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلا عَلَيْنَا، اللّٰهُمَّ عَلَى الآكَامِ، وَالظِّرَابِ، وَبُطُونِ الأَوْدِيَةِ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جمعے کے دن دار القضا کی جانب سے مسجد میں داخل ہوا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور مر گئے اور راستے منقطع ہو گئے، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم پر بارش برسائے، راوی کہتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہم پر بارش برسا، اے اللہ! ہم پر بارش برسا، اے اللہ ہم پر بارش برسا۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم آسمان میں بادل کیا بادل کا ٹکڑا بھی نہ دیکھتے تھے، نیز ہمارے اور سَلْع پہاڑ کے درمیان کوئی مکان یا گھر بھی حائل نہ تھا۔ راوی کہتا ہے: اچانک ڈھال جتنا بادل کا ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے سے ظاہر ہوا، جب وہ آسمان کے درمیان میں آیا تو پھیل گیا اور برسنے لگا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! پھر ہم نے پورا ہفتہ سورج نہیں دیکھا، پھر آئندہ جمعے اسی دروازے سے ایک آدمی داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، وہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور مرنے لگے ہیں اور راستے بھی منقطع ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ ہم سے بارش روک لے۔ راوی کہتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا، ہم پر نہ برسا، اے اللہ! ٹیلوں پر، تودوں پر، وادیوں کے نشیب اور جنگلات میں بارش برسا۔'' راوی

وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔)) قَالَ: فَأَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ۔قَالَ شَرِيكٌ: فَسَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَهُوَ الرَّجُلُ الأَوَّلُ؟ قَالَ: لا أَدْرِي۔

کہتا ہے: (یہ کہنا تھا کہ) بارش فوراً رک گئی اور ہم مسجد سے نکلے تو دھوپ میں چلتے تھے۔شریک (راوی) نے کہا: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا یہ پہلا آدمی ہی تھا؟ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔

شرح: ((القزعة)) ''بادل کا ٹکڑا'' اس کی جمع قَزَعٌ آتی ہے۔

((السلع)) مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے سَلْعٌ لام ساکن ہے۔

((الظراب)) ''چھوٹے پہاڑ'' یعنی تودے، یہ لفظ جمع ہے اور اس کا واحد الظرب ہے۔

((الآکام)) ''ٹیلے'' اس کا واحد اکمة ہے۔

(١١٦٧)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ سَمِعْتُ الأَوْزَاعِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ......

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، إِذْ قَامَ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلَكَ الْمَالُ، وَجَاعَ الْعِيَالُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهُمَا حَتَّى ثَارَ سَحَابٌ كَأَمْثَالِ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْحَدِرُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ، وَمِنَ الْغَدِ، وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ الَّذِي يَلِيهِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک مرتبہ لوگ خشک سالی کی سخت لپیٹ میں آ گئے، ہوا یوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن منبر پر کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور ہلاک ہو گئے، بچے بھوک سے بلکنے لگے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے۔راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ہم آسمان میں بادل کا ٹکڑا بھی نہ دیکھتے تھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ نے ابھی اپنے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ پہاڑوں جیسے بادل اٹھنا شروع ہو گئے اور آپ ابھی منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا بارش کا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے ٹپک

(١١٦٧) أخرجه البخاري: ٩٣٣، و مسلم: ٨٩٧

حَتَّـى الْجُمُعَةِ الأُخْرَى ، فَقَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ ، أَوْ قَـالَ: رَجُـلٌ غَيْـرُهُ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَـلَكَ الْـمَـالُ ، وَجَاعَ الْعِيَالُ ، فَادْعُ اللَّهَ لَنَا فَـرَفَـعَ رَسُـولُ الـلّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَـدَيْـهِ ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلا عَلَيْنَا.)) قَـالَ: فَمَا يُشِيرُ بِيَدَيْهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلا تَـمَـزَّقَـتْ حَتَّـى صَـارَتِ الْـمَدِينَةُ مِثْلَ الْـجَـوْبَةِ ، وَسَالَ الْوَادِي وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا ، وَلَـمْ يَجِءْ رَجُلٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَوَادِي إِلا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.

رہا تھا، اس دن، اگلے دن، اس سے اگلے دن بلکہ اگلے جمعے تک بارش برستی رہی۔تو وہی آدمی کھڑا ہوا یا کہا کہ کوئی اور آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! (پانی کی وجہ سے) عمارتیں گرنے لگیں اور جانور ڈوبنے لگے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش فرما، ہم پر نہ برسا۔'' راوی نے کہا: آپ ہاتھ سے بادل کے لیے جس طرف بھی اشارہ کرتے ادھر مطلع صاف ہو جاتا حتی کہ مدینہ منورہ تالاب کی طرح ہو گیا اور قناۃ کا برساتی نالہ پورا مہینہ بہتا رہا اور اردگرد سے ہر آنے والا بھی اپنے یہاں بھرپور بارش کی اطلاع دیتا رہا۔

شرح ((اصابت الناس سنة.)) ''لوگ قحط سالی کی زد میں آ گئے۔''

((يتحدر الماء على لحيته.)) ''پانی آپ ﷺ کی داڑھی مبارک سے گرنے لگا۔'' مسجد نبوی کی چھت کچی تھی کہ کھجور کے پتے سے بنائی گئی تھی اس لیے بارش کی وجہ سے ٹپکنے لگی اور پانی آپ ﷺ جہاں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے گرنے لگا۔

((الجوبة.)) ''تالاب یا ڈھال'' بادل دائیں بائیں چھٹ گئے تو مدینہ منورہ میں دھوپ نکل آنے اور گردو پیش کے علاقوں میں بارش ہونے کے منظر کو اس لفظ کے ساتھ تعبیر کیا گیا گویا درمیان میں گولائی کی صورت میں نیلگوں آسمان نظر آتا تھا۔تالاب اور ڈھال دونوں گول ہوتے ہیں یہ اس صورتحال کی ایک عمدہ اور خوبصورت تعبیر ہے۔

(جود) زور سے برسنے والی بارش کو کہتے ہیں۔

(١١٦٨)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْخَرَقِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُـمَرَ الْجَوْهَرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ......

عَـنْ أَنَـسٍ ، قَـالَ: قَـحَطَ الْمَطَرُ عَامًا ، فَقَامَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال تک بارش رکی

(١١٦٨) صحيح ......أخرجه النسائي: ١٥٢٧ ، ورواه البخاري: ٦٠٩٣ ، ٦٣٤٢ مختصرا

بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَحَطَ الْمَطَرُ، وَأَجْدَبَتِ الأَرْضُ، وَهَلَكَ الْمَالُ، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ سَحَابَةً، فَمَدَّ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ يَسْتَسْقِي اللّٰهَ، فَقَالَ: فَمَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ حَتَّى أَهَمَّ الشَّابَّ الْقَرِيبَ الدَّارِ الرُّجُوعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَدَامَتْ جُمُعَةً، فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الَّتِي تَلِيهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ، وَاحْتَبَسَ الرُّكْبَانُ، قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسُرْعَةِ مَلَالَةِ ابْنِ آدَمَ، قَالَ بِيَدِهِ: ((اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا۔)) قَالَ: فَتَكَشَّطَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ۔

رہی تو ایک مسلمان جمعہ کے دن خطبے کے دوران نبی ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! بارش (سال بھر) سے رکی ہوئی ہے، زمین بنجر ہوگئی ہے اور جانور مر رہے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے جب کہ ہم آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اس قدر اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ اللہ عزوجل سے بارش کی دعا کرنے لگے۔ سیدنا انس کہتے ہیں کہ ابھی ہم جمعہ پڑھ کر فارغ نہ ہوئے تھے کہ ہم میں قریب گھر والے نوجوان شخص کو فکر لاحق ہوگئی کہ گھر کیسے پہنچوں گا؟ (دور والے اور بوڑھوں کی تو بات ہی کیا) پھر پورا ہفتہ بارش برستی رہی حتی کہ جب اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! گھر گر گئے اور قافلے رک گئے۔ آپ انسان کی جلدی اکتا جانے پر مسکرائے، پھر ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا، ہم پر نہ برسا۔'' راوی بیان کرتے ہیں کہ فوراً بادل مدینے سے چھٹ گئے۔

شرح: ((اللھم حوالینا)) یہ جملہ مختصر ہے، پوشیدہ عبارت نکالنے سے معنی یہ ہوگا: اے اللہ! ہمارے اوپر یعنی آبادیوں پر بارش نہ برسا بلکہ چراگاہوں اور بے آب وگیاہ علاقوں میں بارش برسا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنے ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا، آپ نے یوں دعا فرمائی: ((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ۔)) ......''اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما، از حد مفید، مددگار، بہترین انجام والی جوشادابی لائے، نفع آور ہو، کسی ضرر کا باعث نہ بنے اور جلدی آئے، دیر نہ کرے۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (اس دعا کے بعد فوراً) ان پر بادل چھا گیا۔ (صحیح، ابوداود: ۱۱۶۹)

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: (یواکی) کا معنی ہے کہ دعا کرتے وقت ہاتھوں کو دراز کرنا اور اٹھانا، نیز ہاتھوں پر اثنائے دعا میں ٹیک لگانا جیسے لاٹھی پر ٹیک لگائی جاتی ہے۔

((مریعا)) ''سرسبز وشاداب'' (امرعتِ البلاد) کا معنی ہے علاقہ ہریالی اور گل بوٹوں سے لہلہا اٹھا۔ بعض

نے کہا یہ لفظ مُربعا باء کے ساتھ ہے یعنی موسم بہار کو شادابیوں سے بھرپور اور معمور کر دینے والا بنا دے، دونوں صورتوں میں مفہوم ایک ہی ہے۔ اس لفظ کو مُرتِعًا بھی پڑھا گیا ہے یعنی اس بارش کے ساتھ اللہ تعالیٰ مویشیوں کا چارہ اگا دے اور ہر زرخیزی میں مفید ثابت ہو۔ وسیع سبزہ زاروں کے لیے عربی زبان میں لفظ رتعة بولا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے: ﴿نَرْتَعْ وَنَلْعَبْ﴾ .... ''ہم کھائیں پئیں اور کھیلیں۔'' (سورۂ یوسف:۱۲) (ایک قراءت کے مطابق)

((اطبقَتْ)) ''ابر چھا جانا اور آسمان کا بادلوں سے بھر جانا۔''

((اسقنا غيثا طبقا)) ''ایسی بارش برسا جس سے زمین خوب سیراب ہو جائے اور پانی سے بھر جائے۔''

(5)......بَابُ كَرَاهِيَةِ الإِسْتِمْطَارِ بِالْأَنْوَاءِ

ستاروں کے ذریعے سے بارش طلب کرنے کی کراہت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴾ ...... ''اور تم اپنے حصۂ رزق میں یہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے پھرتے ہو۔'' (سورۂ واقعہ:۸۲) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے رزق سے مراد شکر ہے یعنی تمہارا شکر یہی ہے کہ تم اللہ کو جھٹلاتے ہو مراد یہ ہے کہ تمہارے حصے میں جھٹلانے کے سوا اور کچھ آیا ہی نہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا مفہوم بھی اس سے ملتا جلتا ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ بندوں پر کوئی نعمت نازل فرماتا ہے تو ان میں سے ایک گروہ اس کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں: فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔ (صحيح مسلم : ۷۲)

(۱۱٦۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ، فِي أَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ:

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں ہم کو صبح کی نماز پڑھائی، رات کو بارش ہو چکی تھی، نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟'' لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی، کچھ مجھ پر

(۱۱٦۹) أخرجه البخاري: ۸٤٥، و مسلم: ۷۱

مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي، كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي، مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ۔))

ایمان رکھنے والے اور کچھ میرے ساتھ کفر کرنے والے ہیں، جس نے کہا: بارش اللہ کے فضل وکرم سے ہوئی وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستاروں کا کافر ہے، (یعنی ستاروں کے اختیار وطاقت کا منکر ہے) اور جس شخص نے کہا: ہمیں فلاں ستارے سے بارش ہوئی، وہ میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور ستاروں پر ایمان رکھتا ہے۔"

تشریح: ((اثر سماء)) "بارش ہو چکنے کے بعد" عرب لوگ بارش کو (سماء) کہہ دیتے ہیں کیونکہ وہ اوپر سے برستی ہے گویا کہ آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ ((نوء)) اس لفظ کا معنی اٹھنا، ظاہر ہونا اور طلوع ہونا ہے۔ چاند کی اٹھائیس منزلوں کے لحاظ سے اٹھائیس ستارے ہیں، ان میں سے ایک ستارہ ہر تیرھویں رات کو طلوع فجر کے وقت چھپ جاتا ہے اور اس کی جگہ عین اسی وقت مشرق میں ایک نیا ستارہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ سال بھر ستاروں کے طلوع وغروب کا یہ سلسلہ لگا رہتا ہے، ادھر اٹھائیسواں ستارہ نکلتا ہے ادھر سال اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عربوں کا خیال تھا کہ اس تبدیلی پر کہ جب ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے اور دوسرا غروب ہوتا ہے تو بارش برستی ہے، اگر کہیں اس موقع پر بارش ہو جائے تو اسے ستارے کی جانب نسبت دے دی جاتی تھی اور کہتے تھے: (مطرنا بنوء کذا) "ہمیں فلاں ستارے نے سیراب کیا ہے۔" (مگر یہ خیال غلط ہے بات صرف اتنی تھی کہ ان ستاروں کے طلوع کے زمانے میں بارش ہوتی تھی۔ (ع،س) اگر کوئی تاروں کو مؤثر بالذات سمجھتا ہے اور اس بنا پر بارش کی نسبت ستارے کی طرف کرتا ہے کہ اس نے بارش برسائی تو یہ کفریہ الفاظ ہیں۔ ایک موحد کو اس قسم کے الفاظ کہنے سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ اس کا عقیدہ یہ نہیں ہوتا، مگر کافر تو اس عقیدے کے بھی قائل تھے بہرصورت یہ الفاظ کفریہ ہیں، البتہ اگر ستارے کے طلوع وغیرہ کو بارش برسنے کی علامت یا وقت کہا جائے اور عقیدہ یہی ہو کہ بارش اللہ کے فضل ہی کی وجہ سے ہوتی ہے تو پھر یہ کفریہ الفاظ نہیں، ایسا کہنا جائز ہوگا مگر احتراز بہتر ہے۔ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چار باتیں میری امت میں جاہلیت کی ہیں، وہ انہیں نہیں چھوڑیں گے، قوم برادری پہ فخر کرنا، دوسرے کے نسب میں عیب چینی کرنا، ستاروں کے ذریعے سے بارش طلب کرنا اور (مُردوں پر) نوحہ کرنا۔" (صحيح مسلم: ٩٣٤)

(6)......بَابُ الْغُيُوْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا

(١١٧٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ

حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ......

أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لا يَعْلَمُهَا إِلا اللّٰهُ ، لا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ أَحَدٌ إِلا اللّٰهُ ، وَلا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلا اللّٰهُ ، وَلا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلا اللّٰهُ ، وَلا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ، وَلا يَعْلَمُ مَتَّى تَقُومُ السَّاعَةُ أَحَدٌ إِلا اللّٰهُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے، کسی کو نہیں معلوم کہ کل کیا ہونے والا ہے، کسی کو پتہ نہیں بارش کب ہوگی، نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ اسے موت کس جگہ آئے گی اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ قیامت کب بپا ہوگی۔''

شرح: ایک قول ہے کہ غیب کی کنجیوں سے مراد زمین کے خزانے ہیں جیسے اللہ کے فرمان میں ہے: ﴿إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوٓءُ بِالْعُصْبَةِ﴾ ''اس (قارون) کے خزانوں کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت بمشکل اٹھاتی تھی۔'' (قصص: ۷۶)

جناب کعب احبار بیان کرتے ہیں کہ بادل بارش کا دھون اور چھان ہیں اگر بادل نہ برسیں تو بارش کے مضر اثرات زمین کی تباہی کا سبب بن جائیں۔

(7)......بَابُ الْبُرُوزِ لِلْمَطَرِ
بارش کے لیے بدن ننگا کرنا

(۱۱۷۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْمَخْلَدِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مِهْرَانَ الثَّقَفِيُّ السَّرَّاجُ ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: مُطِرْنَا وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَحَسَرَ عَنْ ثَوْبِهِ حَتَّى أَصَابَهُ الْمَطَرُ ، فَقُلْتُ: لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ بارش ہونے لگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بدن سے کپڑا ہٹالیا حتی کہ آپ کے جسم اطہر پر بارش پڑنے لگی، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ اپنے مالک کے حکم سے نئی نئی برسی ہے۔''

(۱۱۷۰) أخرجه البخاري: ۱۰۳۹

(۱۱۷۱) أخرجه مسلم: ۸۹۸

(13)......كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ
فضائلِ قرآن کی کتاب

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ .... ''اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔'' (سورۂ مائدہ: ۴۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ﴿مهیمن﴾ کا معنی ہے: امین، یعنی قرآن مجید پچھلی کتابوں کا امین اور محافظ ہے۔

فائدہ :...... چونکہ ان کتابوں میں تحریف وتغیر بھی ہوئی ہے اس لیے قرآن کا فیصلہ ناطق ہوگا جس کو یہ صحیح قرار دے گا وہی صحیح ہے باقی باطل ہے، یا قرآن پاک ان کے مضامین کا محافظ اور امین ہے، یا ان میں بیان شدہ جملہ مضامین قرآن پاک میں سمو دیے گئے ہیں، گویا یہ ان پر شاہد اور حاکم ہے وغیرہ۔ (ع،س)

اللہ تعالی کا مزید فرمان ہے: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ﴾ .... ''آپ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔'' (سورۂ یونس: ۵۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے فضل سے مراد اسلام کی نعمت ہے اور اس کی رحمت کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ہمیں قرآن کریم پر ایمان لانے والوں اور ماننے والوں میں سے کیا ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ﴾ .... ''یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔'' (سورۂ اسراء: ۸۲)

اللہ تعالی کا فرمان ذی شان ہے: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ﴾ .... ''تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔'' (سورۂ مائدہ: ۱۵)

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ﴾ .... ''اور یہ نصیحت وبرکت والا قرآن ہم نے نازل کیا ہے۔'' (سورۂ انبیاء: ۵۰)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ﴾ .... ''یقیناً ہم نے تمہاری جانب

کتاب نازل فرمائی ہے جس میں تمہارے لیے ذکر ہے۔'' (سورۂ انبیاء: ۱۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ﴾ .... ''حق تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں ان کی نصیحت پہنچا دی ہے۔'' (سورۂ مومنون: ۷۱)

(1)......بَابُ فَضْلِ تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَتَعَلُّمِهٖ

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت

(۱۱۷۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ......

عَنْ عُثْمَانَ، قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔))

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔''

شرح حدیث کے راوی امام شعبہ بن حجاج کہتے ہیں میں نے اپنے استاد علقمہ سے پوچھا: کیا سیدنا عثمان اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حجاج بن یوسف کی بیوی کو قرآن پڑھایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ شرف اور مقام مجھے قرآن مجید کی بدولت ملا ہے۔

جناب ابوعبدالرحمٰن کا نام عبداللہ بن حبیب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب کو قرآن مجید کہا جاتا ہے اس کا معنی ہے، جمع کرنا اور اکٹھا کرنا۔ قرآن پاک کو قرآن اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں اوامر ونواہی، وعدہ ہائے ثواب وجنت اور وعید ہائے عذاب وجہنم نیز واقعات اور امتوں کی سرگزشتیں ایک ساتھ موجود ہیں اس معنی میں قرآن مجید کی آیت ہے: ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ .... ''اس کا جمع کرنا اور (آپ کا) اس کو پڑھنا ہمارے ذمے ہے۔'' (سورۂ قیامہ: ۱۷)

ہمزہ کے بغیر بھی اس لفظ کا معنی جمع کرنا اور اکٹھا ہوتا ہے۔ (قریت الماء فی الحوض) کا معنی ہے: ''میں نے تالاب میں پانی اکٹھا کیا''۔

(۱۱۷۲) أخرجه البخاري: ۵۰۲۷

امام ابن کثیر رحمہ اللہ بغیر ہمزہ (القران) پڑھتے ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن پاک کا عَلَم ہے یہ قرء، یقرء باب سے نہیں ہے۔

(2)......بَابُ فَضْلِ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ

تلاوت قرآن کی فضیلت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَنْ اَتْلُوَ الْقُرْآنَ﴾ .... ''اور مجھے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ میں فرمان برداروں میں ہو جاؤں اور میں قرآن کی تلاوت کرتا رہوں۔'' (سورۂ نمل: ۹۱،۹۲)

(۱۱۷۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَثَلُ الْمَاهِرِ بِالْقُرْآنِ مَثَلُ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَؤُهُ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن پاک میں مہارت رکھنے والے شخص کی مثال، اعمال نامہ لکھنے والے معزز اور اطاعت گزار فرشتوں کی سی ہے اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے، مگر اسے پڑھنے میں مشقت ہوتی ہے (اٹک اٹک کر پڑھتا ہے) تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔''

شرح: ((مثل الماهر۔)) ''قرآن میں ماہر آدمی کی مثال۔'' یہاں مثال سے مراد صفت ہے جیسے کہ قرآن مجید میں ہے ﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ﴾ ....''اس جنت کی صفت۔'' (سورۂ رعد: ۳۵)

(۱۱۷٤)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ هِشَامٍ هُوَ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس میں ماہر ہے، وہ اعمال نامہ لکھنے والے معزز اور اطاعت گزار فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو شخص قرآن پڑھتا

(۱۱۷۳) أخرجه البخاري: ٤٩٣٧، و مسلم: ۷۹۸

(۱۱۷٤) أخرجه البخاري: ٤٩٣٧، ومسلم: ۷۹۸

الْقُرْآنَ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ لَهُ أَجْرَانِ۔))

ہے مگر اسے پڑھنے میں دقت ہوتی ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔''

شرح ((السفرة)) سے مراد فرشتے ہیں ان کے اس نام کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کا پیغام لے کر زمین پر اترتے ہیں، اس پیغام سے لوگوں میں اصلاح احوال کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔ خیر وصلاح اور تقوی وطہارت کے قافلے آگے بڑھتے ہیں جس طرح ایک سفیر دو قبیلوں اور برادریوں کے درمیان صلح صفائی کی تگ ودو کرتا ہے اور امن وامان کی صورت حال کو بہتر بناتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿بِأَيْدِي سَفَرَةٍ﴾ .... ''یہ قرآن مجید فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے۔'' (سورۂ عبس: ۱۵)

اس لفظ کا ایک معنی لکھنے والے بھی ہیں اور اس کا واحد سافر ہے یعنی کاتب۔ عربی زبان میں کتاب کو (سِفر) کہتے ہیں کیونکہ کتاب جس عنوان پر لکھی جاتی ہے اس کو خوب منقح اور واضح کر دیتی ہے، کاتب (خطاط) کو بھی اسی مناسبت کی وجہ سے (سافر) کہا جاتا ہے کیونکہ وہ خوب بنا سنوار کے تحریر کرتا ہے اور جس موضوع پر لکھتا ہے اس کے مخفی گوشے نکھار دیتا ہے جس سے ہر قسم کے ابہامات، پیچیدگیاں اور الجھنیں جاتی رہتی ہیں۔ جب اندھیرا چھٹ جائے اور روشنی نکل آئے تو اس کو عربی میں اسفرار کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ کتابوں کے لیے استعمال ہوا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ .... ''ان کی مثال اس گدھے کیسی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہو۔'' (سورۂ جمعہ: ۵) کتاب کو سِفر کہتے ہیں۔

(۱۱۷۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الَّذِي لا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَلا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قرآن پاک پڑھنے والے مومن کی مثال سنگترے کی ہے جس کا ذائقہ عمدہ اور خوشبو نشاط انگیز ہے اور قرآن پاک نہ پڑھنے والے ایمان دار شخص کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس کا مزا نہایت عمدہ ہوتا ہے لیکن خوشبو نہیں ہوتی، قرآن پڑھنے والے فاجر شخص کی مثال پھول کی مانند ہے جس کی خوشبو تو دل لبھانے

(۱۱۷۵) أخرجه البخاري: ۲۱۰۱ و مسلم: ۲۶۲۸

طَيِّبٌ، وَلا طَعْمَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، طَعْمُهَا مُرٌّ، وَلا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ، كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ، إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْهُ شَيْءٌ أَصَابَكَ مِنْ رِيحِهِ، وَمَثَلُ الْجَلِيسِ السُّوءِ كَمَثَلِ الْكِيرِ، إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْ شَرَارِهِ أَصَابَكَ مِنْ دُخَانِهِ۔))

والی ہوتی ہے مگر ذائقے سے محروم ہوتا ہے اور اس فاجر (گنہگار) کی مثال جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اندرائن (کوڑ تمہ) کی ہے جس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو بھی نہیں ہوتی، نیک دوست کی مثال کستوری فروش کی سی ہے، اگر اس سے کچھ بھی حاصل نہ ہو تو خوشبو تو ضرور ملے گی اور برے دوست کی مثال بھٹی کی مانند ہے یا تو اس کے شرارے اور چنگاریاں کپڑے جلا دیں گے، ورنہ دھواں تو ضرور پاؤ گے۔"

(١١٧٦)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ، رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالا، فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے، ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا ہو اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا اور اس پر عمل کرتا ہے، دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔"

شرح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "اس کا پڑوسی سن کر کہہ اٹھے کہ کاش مجھے بھی اس جیسا علم قرآن ہوتا تو میں بھی اس کی طرح عمل کرتا۔" (صحیح بخاری: ٥٠٢٦، ٧٢٣٢)

آپ نے وضاحت کر دی کہ قرآن کے ساتھ قیام کرنے کا مطلب ہے کہ اس کتاب مقدس پر عمل کرنا اور اپنے آپ کو اس کے سانچے میں ڈھالنا۔

ابو رزین رحمہ اللہ نے کہا: آیت کریمہ ﴿يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ ...."اور وہ اسے پڑھتے ہیں جیسے اسے پڑھنے کا حق ہے۔" (سورۂ بقرہ: ۱۲۱) اس کا مطلب ہے کہ اس کی ایک ایک بات کا اتباع کرتے ہیں اور دل وجان سے اس پر عمل

(١١٧٦) أخرجه البخاري: ٥٠٢٥، و مسلم: ٨١٥

کرتے ہیں۔ امام مجاہد رحمہ اللہ سے بھی اس آیت کا یہی مطلب مروی ہے۔

(۱۱۷۷)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصٍ التَّاجِرُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بُكَيْرِ بْنِ الْحَارِثِ الْكُوفِيُّ الْعَبْسِيُّ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، أَنْ يَجِدَ فِيهِ ثَلاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَثَلاثُ آيَاتٍ يَقْرَؤُهُنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلاتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ جب اپنے گھر واپس جائے تو تین موٹی تازی خوب صحت مند (یا حاملہ) اونٹنیاں پائے؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''قرآن مجید کی تین آیتوں کی نماز میں تلاوت کرنا ان تین اونٹنیوں سے بھی بہتر ہے۔''

(۱۱۷۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ يَعْنِي ابْنَ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرٍّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُقَالُ، يَعْنِي لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اقْرَأْ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا، اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے دنیا میں پڑھا کرتا تھا، جہاں آخری آیت ختم کرے گا وہیں تیرا مقام ہوگا۔''

شرح: امام خطابی کہتے ہیں: آثار صحابہ میں یہ بات مذکور ہے کہ جنت کے درجات قرآن مجید کی آیات کی تعداد کے برابر ہیں۔ جس کو مکمل قرآن پاک حفظ ہے اور وہ پوری طرح ضبط رکھتا ہے نیز اس کا عمل بھی قرآن پاک کے مطابق ہے تو ایسا خوش نصیب شخص قرآن کی تمام آیات پڑھ سکتا ہے، وہ جنت کے آخری مقام اور اعلیٰ درجہ تک رسائی حاصل کرلے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

(۱۱۷۷) أخرجه مسلم: ۸۰۲

(۱۱۷۸) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱٤٦٤، والترمذی: ۲۹۱٤

فــائـدہ: اس حدیث میں مخلص، باعمل حفاظ وقراء اور قرآن کی تلاوت کو اپنا معمول بنانے والے اور قرآن کے تقاضوں پر عمل کرنے والے افراد کی فضیلت کا بیان ہے۔ یاد رہے کہ ایسا حفظ اور ایسی تلاوت جو اخلاص اور عمل سے خالی ہو اس پر مذکورہ درجات مرتب نہیں ہوں گے۔ (ع،س)

(۱۱۷۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ زَبَّانَ هُوَ ابْنُ فَائِدٍ......

عَنْ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأَحْكَمَهُ، وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ، أُلْبِسَ وَالِدَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَاجًا ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ، فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيهِ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهِ۔))

سہل بن معاذ جہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن پڑھا اور خوب پختہ علم حاصل کیا اور جو اس میں ہے اس پر عمل کیا، تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر خوبصورت ہوگی، اگر وہ دنیا میں تمہارے گھروں میں ہوتا، (جب ماں باپ کا یہ درجہ ہے) تو تمہارا کیا خیال ہے خود اس پر عمل کرنے والے کا کیا مقام ہوگا۔''

(۱۱۸۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ لَهِيعَةَ، يَقُولُ: نا مِشْرَحُ بْنُ هَاعَانَ......

قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((لَوْ كَانَ الْقُرْآنُ فِي إِهَابٍ مَا مَسَّتْهُ النَّارُ۔))

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اگر قرآن کسی چمڑے میں ہوتو اسے آگ نہیں لگے گی۔''

شرح: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن جس دل میں ہو اور وہ دل جس جسم میں ہو تو ایسا دل اور ایسی جان کے بارے میں قوی امید ہے کہ جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ جناب ابوعبداللہ بوشنجی

(۱۱۷۹) ضعیف ......أخرجه ابو داود: ۱٤٥۳

(۱۱۸۰) صحیح ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ۱۷۳٦٥

کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن یاد کیا اور اسے پڑھتا رہا قیامت کے روز اسے آگ نہیں لگے گی۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث مبارکہ کا معنی ومفہوم سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی قول سے ملتا جلتا ہے انہوں نے کہا: قرآن مجید کے حفظ وضبط کا اہتمام کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے دل کو آگ کا عذاب نہیں دیتا جسے قرآن پاک یاد ہو۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ زمانہ نبوت میں علامات نبوت میں سے یہ ایک نشانی تھی کہ چمڑے کے جس ٹکڑے پر قرآن مجید کا کوئی حصہ لکھا ہوتا تو اسے آگ نہ جلاتی تھی، آپ کی وفات کے بعد یہ نشانی ختم کر دی گئی جیسے دیگر انبیاء کے وقتی معجزات تھے مثلاً مُردوں اور جانوروں کا گفتگو کرنا، امام قتیبی رحمہ اللہ نے یہ بات ذکر کی ہے۔

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا: جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیجئے، اللہ تعالیٰ کے کلام (قرآن) سے بڑھ کر کوئی چیز اس ذات کے قرب کا ذریعہ نہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: قرآن مجید کو لوگوں کے کلام پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں پر۔

جناب قتادہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے: جو شخص قرآن مجید کے ساتھ مجلس لگاتا ہے تو دو کاموں میں سے ایک ضرور ہوتا ہے، اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے یا اس کی بدبختی میں، یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔﴾ .... ''یہ قرآن مومنوں کے لیے سراسر شفا اور رحمت ہے، البتہ ظالموں کو سوائے نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔'' (سورۂ اسراء:۸۲)

فائدہ: امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: مناوی نے ''فیض القدیر'' میں اس حدیث کا مفہوم واضح کرنے کے لیے لمبی اور بے فائدہ بحث کی ہے۔ ظاہری معنی وہی ہے جو امام بیہقی جیسے محدثین نے مراد لیا ہے۔ وہ ''شعب الایمان'' میں ابو عبداللہ بوشنجی کے حوالے سے کہتے ہیں: "یعنی ان من حمل القرآن وقرأه لم تمسه النار۔" جس نے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر اس کو پڑھتا رہا تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا، جیسا کہ "الأسماء" میں نقل کیا گیا ہے: "وان مما لا شك فيه: ان المراد حامل القرآن وحافظه وتاليه لوجه الله تبارك وتعالى، لايبتغي عليه جزاء ولا شكورا الا من الله عزوجل والا كان كما قال ابو عبد الرحمن ـ وهو عبد الله بن يزيد المقرىء۔ كما فى "مسند ابى يعلى": ((تفسيره: ان من جمع القرآن ثم دخل النار فهو شر من خنزير۔" ...... بلاشک وشبہ اس حدیث کا مرادی معنی یہ ہے کہ قرآن مجید کا حافظ ہو، اسے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کے لیے پڑھتا ہو اور صرف اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر اور قدردانی کا امید وار ہو تو اسے جہنم کی آگ نہیں لگے گی۔ وگرنہ وہ ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن

یزید مقری کے قول کا مصداق بنے گا، جو ''مسند ابویعلی'' میں ہے کہ ''جس نے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر جہنم میں داخل ہوا وہ تو خنزیر سے بھی بدتر ہے۔'' (صحيحه: ٣٥٦٢) (م،م)

(١١٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ التُّرَابِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمُّويَهِ السَّرْخَسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ خُزَيْمٍ الشَّاشِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ حَمْزَةَ الزَّيَّاتَ، عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ الطَّائِيِّ، عَنِ ابْنِ أَخِي الْحَارِثِ الأَعْوَرِ......

عَنِ الْحَارِثِ الأَعْوَرِ، قَالَ: مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ يَخُوضُونَ فِي الأَحَادِيثِ، فَدَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَلا تَرَى أَنَّ النَّاسَ قَدْ خَاضُوا فِي الأَحَادِيثِ قَالَ: أَوَ قَدْ فَعَلُوا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((أَلا إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ)) فَقُلْتُ: فَمَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((كِتَابُ اللّٰهِ، كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ، وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ، وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ، وَهُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ، مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ، وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدَى فِي غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللّٰهُ، هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِينُ، وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيمُ، وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ، وَهُوَ الَّذِي لا تَزِيغُ بِهِ الأَهْوَاءُ، وَلا تَلْتَبِسُ بِهِ الأَلْسِنَةُ، وَلا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ، وَلا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ

جناب حارث اعور بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد سے گزرا تو لوگوں کو بحث مباحثہ میں مشغول پایا، میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ کو معلوم ہے کہ لوگ باتیں بنا رہے ہیں اور بحث وتکرار میں منہمک ہیں؟ انہوں نے کہا: کیا واقعی لوگوں نے ایسا کیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، تو آپ نے کہا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''خبردار! عنقریب فتنے بپا ہوں گے۔'' میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ان سے بچ نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی کتاب، کتاب اللہ میں گزشتہ اقوام کی باتیں ہیں اور آئندہ کی خبریں ہیں، آپس کے اختلافات کا حل ہے، یہ دوٹوک اور محکم ہے، ہنسی مذاق کی باتوں پر مشتمل نہیں ہے، جس نے اس کتاب کو حقیر جانتے ہوئے چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، جو اس کتاب کے علاوہ کہیں اور ہدایت کا متلاشی ہوا تو اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، حکمت ودانائی سے بھرپور ذکر ہے، یہ سیدھی راہ ہے، یہ ایسی کتاب ہے جس کو نفسانی خواہشات کج نہیں کر

(١١٨١) ضعيف ......أخرجه الترمذى: ٢٩٠٦

الرَّدِّ، وَلا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ، هُوَ الَّذِي لَمْ يَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعَتْهُ حَتَّى قَالُوا: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ﴾ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ، وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أُجِرَ، وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ، وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ.)) خُذْهَا إِلَيْكَ يَا أَعْوَرُ.

سکتیں، اور زبانوں پر یہ گڈمڈ نہیں ہوتی، اس کے پڑھنے سے علماء سیر نہیں ہوتے، بار بار پڑھنے سے یہ بوسیدہ نہیں ہوتی، اس کے عجائب کی کوئی انتہاء نہیں، یہ ایسی کتاب ہے کہ جب جنوں نے اسے سنا تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکے: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ﴾ .... ''ہم نے عجیب قرآن سنا ہے کہ جو راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔'' (سورۂ جن: ۲۱) جس نے قرآن کے مطابق فیصلہ کیا اس نے انصاف کیا اور جس نے قرآن کی طرف دعوت دی گویا اسے سیدھی راہ کی توفیق بخش دی گئی۔'' اے اعور! اس حدیث کو یاد رکھ لو۔

(۱۱۸۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبِ بْنِ حَرْبٍ تَمْتَامٌ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لا أَعْلَمُهُ إِلا مَرْفُوعًا، قَالَ: ((تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَسَلُوا اللّٰهَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَتَعَلَّمَهُ رَجُلانِ رَجُلٌ يُبَاهِي بِهِ، وَرَجُلٌ يَسْتَأْكِلُ بِهِ.))

جناب ہیثم سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور کہتے کہ میرے خیال کے مطابق انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''قرآن پاک کو سیکھو اور اس کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات کا سوال کرو، قبل اس کے کہ دو قسم کے لوگ قرآن سیکھنا شروع کردیں، قرآن کے ذریعے سے فخر وغرور کرنے والا، دوسرا قرآن کے ذریعے سے لوگوں سے مال بٹورنے والا۔''

شرح **فائدہ:** یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن اس معنی پر دلالت کرنے والی احادیث موجود ہیں، مثال کے

(۱۱۸۲) ضعیف

طور پر درج ذیل حدیث ہے۔(م،م)

(۱۱۸۳)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ رَجُلٍ......

أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَقْرَأُ عَلَى قَوْمٍ، فَلَمَّا قَرَأَ سَأَلَ، فَقَالَ عِمْرَانُ: ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ، فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ بِهِ۔))

جناب خیثمہ بن عبدالرحمٰن ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں وہ شخص کہتا ہے کہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ایسے آدمی پر سے ہوا جو لوگوں کو قرآن سنا رہا تھا، قرآن سنانے کے بعد وہ بھیک مانگنے لگا تو عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو سنا آپ فرمارہے تھے: ''جو قرآن مجید پڑھنا جانتا ہے اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات کے لیے دست سوال دراز کرے، بلاشبہ بہت جلد ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے مانگیں گے۔''

شرح: ......((عن رجل۔)) ''ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں۔'' خیثمہ جس شخص سے حدیث بیان کرتے ہیں وہ حسن بصری رحمہ اللہ ہیں۔

(3)......بَابُ فَضْلِ حِفْظِ الْقُرْآنِ
قرآن پاک یاد کرنے کی فضیلت

(۱۱۸٤)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُوَيْهِ الأَصْبَهَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَحْيَى الْقَاضِي الزُّهْرِيُّ، بِمَكَّةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ الصَّائِغُ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَبِي الطُّفَيْلِ......

(۱۱۸۳) حسن...... أخرجه الترمذي: ۲۹۱۷

(۱۱۸٤) أخرجه مسلم: ۸۱۷

أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ، وَكَانَ عُمَرُ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى مَكَّةَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي؟ قَالَ: اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أَبْزَى، قَالَ: وَمَنِ ابْنُ أَبْزَى؟ قَالَ: مَوْلًى مِنْ مَوَالِينَا، قَالَ عُمَرُ: فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّهُ رَجُلٌ قَارِءٌ الْقُرْآنَ، عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ، قَاضٍ، فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِالْقُرْآنِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ۔))

سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عسفان کے مقام پر سیدنا نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، انہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کا گورنر مقرر کیا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ وادیٔ مکہ کے باشندوں پر (ان کے معاملات کی دیکھ بھال کے لیے) اپنا نائب کسے مقرر کر کے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے ابن ابزیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن ابزیٰ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا: ہمارے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے ایک غلام کو ان پر حاکم مقرر کر دیا؟ انہوں نے کہا: وہ کتاب اللہ کے عالم ہیں، علم میراث کے ماہر ہیں اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (واقعی سچ) فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب (کے علم اور اس پر عمل) کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو بلند مقام عطا فرمائے گا اور اس (سے اعراض) کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو پست (اور ذلیل) کر دے گا۔''

فائدہ: اس واقعہ کے راوی ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے دوران بچپن کی عمر میں تھے۔ سیدنا نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر قبول اسلام کا شرف حاصل ہوا۔ ابن ابزی رضی اللہ عنہ بھی صغار صحابہ میں سے ہیں۔ ارشاد نبوی میں صرف کتاب اللہ کا ذکر ہے لیکن کتاب اللہ کا عالم وہی کہلا سکتا ہے جو حدیث کا علم بھی رکھتا ہو کیونکہ حدیث قرآن مجید کی تشریح اور عملی تفسیر ہے۔ (ع،س)

(۱۱۸۵)۔ نا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ التُّرَابِيُّ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ، أَخْبَرَنَا الْحَاكِمُ أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحَدَّادِيُّ، سَنَةَ أَرْبَعٍ وَثَمَانِينَ وَثَلاثِمِائَةٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَزِيدَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ......

(۱۱۸۵) ضعيف ......أخرجه الترمذی: ۲۹۱۳

عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جس شخص کو قرآن مجید کا کچھ حصہ بھی یادنہیں وہ ویران اور غیر آباد گھر کی مانند ہے۔''

(4)......بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

(١١٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا الْعَلاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَرَأَ عَلَيْهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أُمَّ الْقُرْآنِ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أُنْزِلَ فِي التَّوْرَاةِ ، وَلا فِي الإِنْجِيلِ ، وَلا فِي الزَّبُورِ ، وَلا فِي الْقُرْآنِ مِثْلُهَا ، وَإِنَّهَا السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُعْطِيتُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آپ پر سورۂ فاتحہ پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تورات، انجیل، زبور اور خود قرآن مجید میں بھی اس جیسی سورت موجود نہیں ہے، یہ السبع المثانی اور القرآن العظیم ہے جو مجھے دی گئی ہے۔''

(١١٨٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا آدَمُ ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي ، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام القرآن ہی السبع المثانی اور القرآن العظیم ہے۔''

شرح: ام القرآن سے مراد سورۂ فاتحہ ہے کہ (اُم) بمعنی اصل ہے چونکہ یہ سورت مبارکہ مضامین قرآن کا

(١١٨٦) أخرجه البخاري: ٤٤٧٤

(١١٨٧) أخرجه البخاري: ٤٧٠٤

خلاصہ ہے بالخصوص توحید (توحید الوہیت، ربوبیت، اسماء وصفات) رسالت اور قیامت کا، اس لیے اسے ام القرآن کا نام دیا گیا ہے۔ مکہ مکرمہ کا نام (أُمّ القری) ہے کیونکہ وہ اردگرد کی بستیوں کے لیے مرکز کی حیثیت رکھتی تھی یا اس لیے کہ تمام دنیا کی آبادیوں، بستیوں اور شہروں کے لیے وہ روحانی اور مذہبی مرکز ہے۔ ایک قول ہے کہ سورۂ فاتحہ کو اُم القرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کا دیباچہ ہے اور اس سے قرآن مجید کا آغاز ہوتا ہے اور باقی سورتیں اس کے بالتبع ہیں اس اولیت کی بنا پر یہ نام دیا گیا ہے۔

(١١٨٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْكَيَّالِيُّ، أَخْبَرنَا أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ الْخُزَاعِيُّ يُعْرَفُ بِفَضْلانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْقَطَوَانِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، وَهُوَ أَخُو إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْعَلاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَصَاحَ بِهِ، فَقَالَ: ((تَعَالَ يَا أُبَيُّ!)) فَعَجِلَ أُبَيٌّ فِي صَلاتِهِ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ يَا أُبَيُّ أَنْ تُجِيبَنِي إِذْ دَعَوْتُكَ؟ أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُولُ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾)) قَالَ أُبَيٌّ: لا جَرَمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لا تَدْعُونِي إِلا أَجَبْتُكَ وَإِنْ كُنْتُ مُصَلِّيًا، قَالَ: ((تُحِبُّ أَنْ أُعَلِّمَكَ سُورَةً لَمْ تَنْزِلْ فِي التَّوْرَاةِ، وَلا فِي الإِنْجِيلِ، وَلا فِي الزَّبُورِ، وَلا فِي الْقُرْآنِ مِثْلُهَا؟)) فَقَالَ أُبَيٌّ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ پس آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا: ''اے اُبی! ادھر آؤ۔'' سیدنا اُبی جلدی جلدی اپنی نماز مکمل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اے اُبی! میں نے جب آپ کو بلایا تو جواب دینے سے کیا چیز مانع ہوئی؟'' (حاضر کیوں نہیں ہوئے) کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کو جواب دو، جب تمہیں بلائیں ایسی چیز کی طرف جو تمہیں زندگی دے۔'' (جو وہ حکم دیں اس پر فوراً عمل پیرا ہو جاؤ) اُبی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب بات واضح ہوگئی ہے آپ نے فرمایا: ''کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے ایسی سورت سکھلا دوں جس جیسی سورت نہ تورات میں ہے، نہ

(١١٨٨) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٨٧٥

فَقَالَ: ((لا تَخْرُجْ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ حَتَّى تَعْلَمَهَا۔)) وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ لِيَخْرُجَ قَالَ لَهُ أُبَيٌّ: السُّورَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَوَقَفَ فَقَالَ: ((نَعَمْ كَيْفَ تَقْرَأُ فِي صَلاتِكَ؟)) فَقَرَأَ أُبَيٌّ أُمَّ الْقُرْآنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أُنْزِلَ فِي التَّوْرَاةِ، وَلا فِي الإِنْجِيلِ، وَلا فِي الزَّبُورِ، وَلا فِي الْقُرْآنِ مِثْلُهَا وَإِنَّهَا لَهِيَ السَّبْعُ مِنَ الْمَثَانِي الَّتِي آتَانِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔))

انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن مجید ہی میں ہے؟'' اُبی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''مسجد کے دروازے سے نکلنے سے پہلے پہلے آپ جان جائیں گے، نبی! مسجد سے نکلنے کے لیے چلے جا رہے تھے، جب آپ دروازہ تک پہنچے اور باہر نکلنے لگے تو اُبی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ سورت بتا دیجیے؟ آپ ٹھہر گئے اور فرمایا: ''ہاں تو اپنی نماز میں کونسی صورت پڑھتے ہو؟'' سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ نے اُم القرآن پڑھی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید میں اس جیسی کوئی سورت نہیں، بالیقین یہی وہ السبع المثانی ہے جو مجھے اللہ عزوجل نے عطا کی ہے۔''

شرح: ((وَإِنَّهَا لَهِيَ السَّبْعُ مِنَ الْمَثَانِي))۔ اس عبارت میں ''مِن'' زائدہ ہے۔ بار بار دہرائی جانے والی سات آیتوں سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔ اس کو (مثانی) ''بار بار دہرائی جانے والی'' اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

ایک قول کے مطابق اس (مثانی) کا معنی ہے ''مستثنیٰ اور الگ کی ہوئی چیز'' اس لحاظ سے سورۂ فاتحہ کو مثانی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسی سورت پہلی امتوں پر نازل نہیں ہوئی اور اس شرف سے صرف اور صرف امت محمدیہ کو خاص کیا گیا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ سورۂ فاتحہ کو مثانی کہنے کی وجہ اس سورت کا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور مدح وستائش پر مشتمل ہونا ہے، (مثانی) کا لفظ مَفاعل کا وزن ہے جس کا واحد مثنیٰ ہے اور وہ ثنا ہے جیسے (مَحمَدَة) کی جمع (مَحامَد) ہے۔

بعض علماء نے ثنا کے پہلو کو سامنے رکھ کر اس آیت کریمہ کا ترجمہ کیا ہے: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي﴾ .... ''ہم نے آپ کو ایسی سات آیات عطا کی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ثنا اور تعریف پر مشتمل ہیں۔''

(سورۂ حجر: ۸۷)

ایک قول کے مطابق المثانی سے مراد پورا قرآن مجید ہے کیونکہ اس لفظ کا ایک معنی ہے ایک دوسرے سے ملنے

جلنے والا اور مماثل وہم آہنگ، تو پورا قرآن ہی فصاحت وبلاغت اور حسن کلام میں ایک دوسرے کے ہم پلہ اور مشابہہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ﴾ .... ''اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے۔''

(سورۂ زمر: ۲۳)

یہ بھی سابقہ کتب آسمانی سے ملتا ہے یعنی ان کے مشابہ ہے۔ مثانی کہ جس میں قصص وواقعات اور مواعظ واحکام کو بار بار دہرایا گیا ہے۔ اس معنی کی رو سے ((السبع من المثانی۔)) کا مطلب ہوگا کہ پورے قرآن میں سے ایسی سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ بعض کے نزدیک مثانی سے مراد ایسی تمام سورتیں ہیں جو سو آیات والی سورتوں سے چھوٹی ہیں اور مفصلات سے بڑی ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ نماز پڑھنے کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر چلے جانے سے نماز باطل نہیں ہوتی، جس طرح ہر نمازی التحیات پڑھتے ہوئے آپ سے مخاطب ہوتا ہی ہے، جب اس جملہ پر پہنچتا ہے ((اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔)) ''اے نبی! آپ پر درود وسلام ہو۔'' مگر اس قسم کی مخاطبت اگر اثنائے نماز میں کسی اور سے کی جائے تو نماز جاتی رہتی ہے۔

(۱۱۸۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ، سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُمْ، فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَلُدِغَ سَيِّدُ الْحَيِّ، فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ، فَأَتَوْهُمْ، فَقَالُوا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے کچھ صحابہ سفر میں تھے، دوران میں سفر انہوں نے عرب کے ایک قبیلہ کے پاس پڑاؤ کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ان سے مہمانی چاہی لیکن انہوں نے مہمان بنانے سے صاف انکار کر دیا، اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کر ڈالی لیکن سردار کو ذرہ بھر افاقہ نہ ہوا، ان کے کسی آدمی نے کہا: چلو ان لوگوں سے بھی پوچھیں جو یہاں آ کر اترے ہیں، ممکن ہے ان میں

(۱۱۸۹) أخرجه البخاري: ۲۲۷٦، و مسلم: ۲۲۰۱

يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ، وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لا يَنْفَعُهُ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ وَاللّٰهِ لأَرْقِي، وَلَكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ، فَانْطَلَقَ يَتْفُلُ عَلَيْهِ، وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ، قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوا، قَالَ الَّذِي رَقَى: لا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ، فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا، فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ، فَقَالَ: ((وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((أَصَبْتُمْ اقْسِمُوا، وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا)) فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سے کسی کے پاس دم جھاڑ کی قسم سے کوئی چیز ہو، چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا: بھائیو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے، اس کے لیے ہم ہر قسم کی کوشش کر چکے ہیں لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا، کیا تمہارے پاس کوئی چیز (دم وغیرہ) ہے؟ ایک صحابی نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! میں اسے دم کروں گا لیکن ہم نے تم سے میزبانی کے لیے کہا تھا اور تم نے اس سے انکار کر دیا، اس لیے اب میں بھی اجرت کے بغیر دم نہیں کر سکتا۔ آخر بکریوں کے ایک گلے پر ان کا معاملہ طے پا گیا۔ وہ صحابی وہاں گئے، اس پر تھوکتے جاتے اور ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ پڑھتے جاتے۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو اور وہ سردار اٹھ کر چلنے لگا، تکلیف و درد کا نام و نشان بھی باقی نہیں تھا۔ راوی کہتا ہے: پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ادا کر دی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کر لو، لیکن جنہوں نے دم کیا تھا وہ بولے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہم آپ سے اس کا ذکر کر لیں اس کے بعد دیکھیں گے کہ آپ کیا حکم دیتے ہیں، چنانچہ سب حضرات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس واقعے کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا: ''یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ بھی ایک دم ہے؟'' پھر آپ نے فرمایا: ''تم نے درست کیا، اسے تقسیم کر لو اور میرا حصہ بھی نکالو۔'' یہ فرما کر آپ ﷺ ہنس پڑے۔

شرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے: فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ فَبَرَأَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ۔))...... ایک صحابی اس شخص کے پاس گئے اور چند بکریوں کی شرط کے ساتھ اس پر سورۂ فاتحہ پڑھی، پھر انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان صاحب نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی ہے۔'' (صحيح بخاری: ٥٧٣٧)

جناب عبدالملک بن عمیر سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاتحہ کے بارے میں فرمایا: ((فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔))...... ''سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا موجود ہے۔'' (ضعيف، سنن بيهقی)

((نُشِطَ من عقال۔)) ''جیسے رسیوں میں جکڑے شخص کو کھول دیا جاتا ہے۔'' اسی طرح فوراً وہ سردار درست ہوگیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا﴾ .... ''بند کھول کر چھڑا دینے والوں کی قسم'' ۔ اس سے مراد فرشتے ہیں جو مومن کی جان سہولت کے ساتھ نکالتے ہیں، جیسے کسی چیز کی گرہ کھول دی جائے۔ ایک روایت میں: ((انشِط من عِقال۔)) کے الفاظ ہیں، یعنی مجرد کے بجائے مزید فیہ کا لفظ ہے اور اس کا معنی ومفہوم بھی وہی ہے۔ انشوطة اس رسی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کسی چیز کو باندھا جائے۔

(5)......بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ

سورۂ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت

(١١٩٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ الْغَنَوِيُّ......

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((تَعَلَّمُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلا يَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ)) ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَلَّمُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا الزَّهْرَاوَانِ، وَإِنَّهُمَا تُظِلَّانِ صَاحِبَهُمَا

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''سورۂ بقرہ سیکھو! اسے سیکھنا باعث برکت ہے اور چھوڑنا باعث حسرت ہے، جادوگر اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔'' آپ ﷺ نے لمحہ بھر خاموشی کے بعد فرمایا: ''سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران سیکھو، یہ دونوں چمکنے اور روشن ہونے والیاں ہیں، قیامت کے روز یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے

(١١٩٠) هذا حديث حسن غريب ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ٢٣٠١١، وروى اصحاب الصحاح والسنن اطرافا منه من طرق مختلفة

يَـوْمَ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَان، أَوْ غَيَايَتَان، أَوْ فِـرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، وَإِنَّ الْقُرْآنَ يَأْتِي صَـاحِبَـهُ يَـوْمَ الْـقِيَـامَةِ حِينَ يَنْشَقُّ عَنْهُ قَبْرُهُ كَـالرَّجُلِ الشَّاحِبِ، فَيَقُولُ لَهُ: هَلْ تَعْرِفُنِي؟ فَيَـقُـولُ: مَـا أَعْـرِفُكَ، فَيَـقُولُ: أَنَا صَاحِبُكَ الْـقُرْآنُ الَّذِي أَظْمَأْتُكَ بِالْهَوَاجِرِ، وَأَسْهَرْتُ لَيْـلَكَ، وَإِنَّ كُـلَّ تَـاجِـرٍ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَتِهِ، وَإِنَّكَ الْيَـوْمَ مِـنْ وَرَاءِ كُـلِّ تِـجَارَةٍ، فَيُعْطَى الْـمُـلْكَ بِيَمِينِهِ، وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهِ، وَيُوضَعُ عَـلَـى رَأْسِـهِ تَـاجُ الْـوَقَارِ، وَيُكْسَى وَالِدَاهُ حُـلَّتَيْـنِ لا يُقَوَّمُ لَهُمَا أَهْلُ الدُّنْيَا، فَيَقُولانِ: بِـمَ كُسِينَـا هَـذَا؟ فَيُقَالُ لَهُمَا: بِأَخْذِ وَلَدِكُمَا الْـقُـرْآنَ، ثُـمَّ يُـقَـالُ: اقْـرَأْ وَاصْعَدْ فِي دَرَجِ الْـجَـنَّةِ وَغُرَفِهَا، فَهُوَ فِي صُعُودٍ مَا دَامَ يَقْرَأُ هَذًّا كَانَ أَوْ تَرْتِيلا۔))

والوں پر سایہ کر رہی ہوں گی جیسے دونوں بدلیاں یا چھتریاں ہوں یا جیسے قطار باندھے پرندوں کی ٹولیاں ہوں، قیامت کے روز جب قرآن پڑھنے والے کی قبر شق ہوگی تو قرآن مجید اس سے نحیف ونزار آدمی کی شکل میں ملاقات کرے گا اور پوچھے گا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ قرآن پڑھنے والا جواب دے گا: میں تجھے نہیں پہچانتا، تو قرآن کہے گا: میں تیرا ساتھی قرآن ہوں، جس نے سخت گرمی کی دوپہروں میں تجھے پیاسا رکھا اور راتوں کو جگایا، بلاشبہ ہر تاجر نفع حاصل کرنے کے لیے تجارت کرتا ہے اور آج تو ہر دوسری تجارت سے بے نیاز ہے، چنانچہ اس کے داہنے ہاتھ میں بادشاہت اور بائیں ہاتھ میں ہیشگی کا پروانہ تھما دیا جائے گا اور اس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھا جائے گا اور اس کے ماں باپ کو دو قیمتی لباس پہنائے جائیں گے جس کے سامنے دنیا کی ساری دولت ہیچ ہوگی، قاری کے والدین عرض کریں گے: یہ لباس ہمیں کس عمل کی وجہ سے پہنایا گیا؟ انہیں بتایا جائے گا کہ تمہارے بیٹے کے قرآن سیکھنے کی وجہ سے۔ پھر قاری سے کہا جائے گا: قرآن مجید پڑھتا جا اور جنت کے بلند وبالا درجات چڑھتا جا، چنانچہ جب تک قاری تلاوت کرتا رہے گا درجات چڑھتا جائے گا خواہ تیز پڑھے یا آہستہ۔''

شرح ((يُـعْـطَـى الْمُلْكَ بِيَمِينِهِ۔)) ''اس کے دائیں ہاتھ میں بادشاہت کا پروانہ دے دیا جائے گا۔'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ واقعتاً قاریٔ قرآن کے ہاتھ میں کوئی چیز پکڑائی جائے گی، یہ تو ایک انداز بیان ہے۔ ہر زبان میں اس قسم کے استعمالات ہوتے ہیں، مطلب صرف اتنا ہے کہ انہیں جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کا اقتدار واختیار نصیب ہوگا اور موت وعدم سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا، جب ایک چیز کسی کو دے دی جائے تو گویا وہ اس کے ہاتھ پر رکھ دی گئی ہے اور اس پر اسے پوری طرح کنٹرول حاصل ہے، جیسے چاہے استعمال میں لائے۔ واللہ اعلم

ایک روایت میں ((اِنَّ الْـقُـرْآنَ يَـلْقَى صَاحِبَهُ۔)) کے الفاظ ہیں ((يـأتى)) کے الفاظ نہیں ہیں اور اس

روایت میں ((فَيَقُولَانِ: بِمَ كُسِينَا هَذَا؟ فَيُقَالُ لَهُمَا: بِأَخْذِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ)) کے الفاظ بھی نہیں ہیں، باقی ساری روایت اسی طرح ہے۔

(١١٩١)۔ وَصَحَّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہے۔''

(١١٩٢)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِءُ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، بے شک جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے، اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔''

شرح: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ اس سورت کو سورۂ بقرہ کہا جاسکتا ہے۔ بعض علماء نے یہ کہنا ناپسند کیا ہے، ان کا موقف ہے کہ یوں کہنا چاہیے: وہ سورت جس میں بقرہ (گائے) کا ذکر ہے۔ باقی سورتوں کو بھی یونہی موسوم کیا جائے مگر پہلا موقف درست ہے۔

(١١٩٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَامٍ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اقْرَءُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ يَأْتِي شَافِعًا لِأَصْحَابِهِ، اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا يَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ غَيَايَتَانِ، أَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قرآن پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارش کرے گا (خصوصاً) دو چمکدار اور روشن سورتوں بقرہ اور آل عمران کی تلاوت کیا کرو، یہ دونوں قیامت کے روز اس طرح آئیں گی جیسے دو بادل ہوں یا دو سائبان یا قطار میں اڑتے

(١١٩١) انظر الحديث الآتي
(١١٩٢) أخرجه مسلم: ٧٨٠
(١١٩٣) أخرجه مسلم: ٨٠٤

صَاحِبِهِمَا ، اقْرَءُوْا الْبَقَرَةَ ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ ، وَلَا يَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ۔))

پرندوں کی ٹولیاں، پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی، سورۂ بقرہ ضرور پڑھا کرو، اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا چھوڑنا باعث حسرت ہے اور جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

شرح امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: حدیث کی سند میں مذکور راوی زید بن سلام بن ابو السلام الاسود، معاویہ دمشقی کے بھائی ہیں، ان دونوں کے والد سے یحییٰ بن ابی کثیر محدث روایت کرتے ہیں۔

((غیایتان۔)) ابو عبید لغوی کہتے ہیں: جس چیز کو بطور سایہ سر پر استعمال کیا جائے اسے (غیایه) کہتے ہیں، وہ بادل ہوں، چھتری ہو یا کوئی اور چیز۔

((لا يَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ۔)) ''باطل پرست لوگ سورۂ بقرہ پر اثر انداز ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔'' اس سے مراد جادوگر ہیں۔ جب کوئی فضول اور باطل بات کرے تو ''ابطل فلان'' کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ﴾ .... ''قرآن ایسی کتاب ہے کہ باطل اس کے آگے اور پیچھے سے اثر انداز نہیں ہوسکتا۔'' (سورۂ فصلت: ۴۲)

امام قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: باطل سے مراد ابلیس لعین ہے کہ وہ قرآن میں کمی بیشی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اللہ عز وجل کا فرمان ہے: ﴿وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾ .... ''باطل نہ تو پہلے کچھ کر سکا ہے اور نہ آئندہ کر سکے گا۔'' (سورۂ سبا: ۴۹)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کا دین اور اس کا قرآن آ گیا ہے، جس سے باطل دب گیا ہے، اب وہ سر اٹھانے کے قابل نہیں رہا، اسے دراندازی کی ہمت نہیں، تمام قوتوں کی مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: (یأتیان) کا مطلب ہے کہ ان سورتوں کا ثواب اور اجر آئے گا۔ بعض اہل علم نے اس حدیث مبارکہ کی اسی طرح تفسیر بیان کی ہے کہ اعمال اور قراءتِ قرآن کا ثواب حاضر ہوگا۔

(لفظی معنی لینے میں بھی کوئی مانع نہیں، ثواب حاضر ہوسکتا ہے تو ان سورتوں کو بھی اللہ تعالیٰ پیکر اور وجود دینے پر قادر ہے، سلف اسی بات کے قائل ہیں۔ ع، س)

(۱۱۹۴)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الضَّحَّاكِيُّ الطُّوسِيُّ الْخَطِيبُ بِهَا ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الإِسْفَرَايِينِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ بْنِ مَسْعُودٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ ، عَنِ الْهَجَرِيِّ ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ......

(۱۱۹۴) قال الامام الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه ، وقال الذهبي: صحيح على شرطهما ، بالفاظ متقاربة ......أخرجه الحاكم فى المستدرك: ۳۰۲۹

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنَ الْبَيْـتِ الَّـذِى يُـقْـرَأُ فِيـهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ، وَإِنَّ أَصْفَرَ الْبُيُوتِ الصِّفْرُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ۔))

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جائے، خیروبرکت سے خالی اور محروم وہ گھر ہے جس میں اللہ کی کتاب نہ پڑھی جائے۔''

(6)......بَابُ فَضْلِ آيَةِ الْكُرْسِيِّ وَالآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ

آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت

(١١٩٥)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَـدَّثَـنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ......

عَـنْ أُبَـىِّ بْـنِ كَـعْبٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَبَا الْمُنْذِرِ أَيُّ آيَةٍ مِـنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَعْظَمُ؟)) قُلْتُ: ﴿اللّٰهُ لا إِلَهَ إِلا هُـوَ الْحَـيُّ الْقَيُّـومُ﴾ قَـالَ: فَـضَـرَبَ فِي صَـدْرِى ، ثُـمَّ قَـالَ: ((لِيَهْـنِكَ الْعِلْمُ)) ، ثُمَّ قَـالَ: ((وَالَّـذِى نَـفْـسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ لِهَذِهِ الآيَةِ لِسَانًا وَشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ۔))

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''اے ابومنذر! کتاب اللہ میں سے سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟'' میں نے عرض کیا: ﴿اللَّـهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُـوَ الْحَـيُّ الْقَيُّـومُ﴾ .... (سورۂ بقرہ: ٢٥٥)، آپ ﷺ نے میرے سینے میں مارا اور فرمایا: ''تمہیں علم مبارک ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس آیت کو ایک زبان اور دو ہونٹ دیے جائیں گے جن کے ساتھ یہ عرش کے پائیوں کے پاس بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کی تقدیس اور پاکیزگی بیان کرے گی۔''

(١١٩٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُـحَـمَّـدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، قَالَ: وَقَـالَ عُثْـمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُو عُمَرَ: نا عَوْفٌ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَـنْ أَبِـى هُـرَيْـرَةَ رضي الله عنه ، قَـالَ: وَكَّـلَنِـى

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(١١٩٥) أخرجه مسلم: ٨١٠

(١١٩٦) أخرجه البخاري: ٢٣١١

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، وَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً، وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ.)) فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ سَيَعُودُ)) فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَعْنِي، فَإِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لَا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ)) فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ، إِنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ، ثُمَّ تَعُودُ، قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا

مجھے رمضان کی زکوۃ (فطرانہ) کی حفاظت پر مقرر فرمایا، (رات میں) ایک شخص اچانک میرے پاس آیا اور غلے میں سے لپ بھر بھر کر اٹھانے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے ضرور اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا: میں محتاج اور ضرورت مند ہوں، میرے بال بچے ہیں اور میں سخت ضرورت مند ہوں، (اس کے اظہار معذرت پر) میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اے ابوہریرہ! گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا تھا؟'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے سخت ضرورت اور بال بچوں کا رونا رویا، اس لیے مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ نے فرمایا: ''وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے، ابھی وہ پھر آئے گا۔'' رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے مجھے یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا، اس لیے میں اس کی تاک میں لگا رہا، اور جب وہ دوسری رات آ کے غلہ اٹھانے لگا تو میں نے اسے پکڑا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کروں گا لیکن اب بھی اس کی وہی التجا تھی کہ مجھے چھوڑ دے، میں محتاج ہوں، بال بچوں کا بوجھ میرے سر پر ہے، اب میں کبھی نہیں آؤں گا، مجھے ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے پھر اسی سخت ضرورت اور بال بچوں کا رونا رویا، جس پر مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا: ''وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے اور وہ پھر آئے گا۔'' تیسری مرتبہ پھر میں اس کے

هُـنَّ؟ قَـالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ ، فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ اللّٰهُ لا إِلَهَ إِلا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ حَتَّى تَـخْتِـمُ الآيَةَ ، فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَـافِـظٌ ، وَلا يَـقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ ، فَـخَـلَّيْـتُ سَبِيـلَـهُ ، فَـأَصْبَـحْـتُ ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا فَعَلَ أَسِيـرُكَ الْبَـارِحَةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَعَمَ أَنَّـهُ يُـعَـلِّـمُـنِـي كَـلِـمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا ، فَـخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ ، قَالَ: ((مَا هِيَ؟)) قَالَ: قَالَ لِـي: إِذَا أَوَيْـتَ إِلَـى فِـرَاشِكَ ، فَـاقْـرَأْ آيَةَ الْـكُـرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ اللّٰهُ لا إِلَـهَ إِلا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ، وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَـلَيْكَ مِـنَ اللّٰهِ حَافِظٌ ، وَلا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّـى تُـصْبِـحَ ، وَكَـانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْـخَيْـرِ ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا إِنَّـــهُ قَـدْ صَـدَقَكَ وَهُـوَ كَـذُوبٌ ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟)) قَالَ: لا ، قَالَ: ((ذَاكَ شَيْطَانٌ۔))

انتظار میں تھا کہ اس نے پھر تیسری رات آ کر غلہ اٹھانا شروع کیا، تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا کر رہوں گا، یہ تیسرا موقع ہے اور ہر مرتبہ تم یقین دلاتے رہے کہ پھر نہیں آؤ گے لیکن تم باز نہیں آئے۔ اس نے کہا: اس مرتبہ مجھے چھوڑ دے تو میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے کہا: وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا: جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، ایک نگران فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے پاس نہیں آ سکے گا۔ اس مرتبہ پھر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''گزشتہ رات تمہارے قیدی نے تم سے کیا معاملہ کیا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے مجھے چند کلمات سکھائے اور یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے گا، اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''وہ کلمات کیا ہیں؟'' میں نے عرض کیا: اس نے بتایا تھا کہ جب بستر پر لیٹو تو آیۃ الکرسی پڑھ لو، شروع ﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ....﴾ سے آخر تک۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ایک نگران فرشتہ مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آ سکے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین خیر کو سب سے آگے بڑھ کر لینے والے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ جھوٹا تھا لیکن تم سے یہ بات سچ کہہ گیا ہے، اے ابوہریرہ! تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا معاملہ کس سے تھا؟'' انہوں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔''

(۱۱۹۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَيُّوبَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ......

حَدَّثَنِي ابْنُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ لَهُمْ جُرْنٌ فِيهِ تَمْرٌ، وَكَانَ أُبَيٌّ مِمَّا يَتَعَاهَدُهُ، فَيَجِدُهُ يَنْقُصُ، فَحَرَسَهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَإِذَا هُوَ بِدَابَّةٍ كَهَيْئَةِ الْغُلَامِ الْمُحْتَلِمِ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ، فَرَدَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ أَجِنٌّ أَمْ إِنْسٌ؟ فَقَالَ: جِنٌّ، فَقُلْتُ: نَاوِلْنِي يَدَكَ، قَالَ: فَنَاوَلَنِي يَدَهُ، فَإِذَا يَدُ كَلْبٍ، وَشَعَرُ كَلْبٍ، فَقُلْتُ: هَكَذَا خَلْقُ الْجِنِّ؟ فَقَالَ: لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنُّ أَنَّهُ مَا فِيهِمْ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنِّي سَيْرًا، فَقُلْتُ: مَا يَحْمِلُكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُصِيبَ مِنْ طَعَامِكَ، فَقُلْتُ: فَمَا الَّذِي يُجِيرُنَا مِنْكُمْ؟ قَالَ: هَذِهِ الآيَةُ، آيَةُ الْكُرْسِيِّ، قَالَ: فَتَرَكَهُ، وَغَدَا أُبَيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَدَقَ الْخَبِيثُ۔))

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بیٹے اپنے والد (ابی رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ ہمارا کھلیان تھا، وہاں کھجوریں پڑی تھیں اور اُبی رضی اللہ عنہ اس کی نگرانی پر مامور تھے، انہوں نے محسوس کیا کہ کھجوریں کم ہوتی جارہی ہیں تو ایک رات انہوں نے سخت چوکیداری کی، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جانور نما نوجوان لڑکا ہے، اُبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ جن ہو یا انسان؟ اس نے کہا: جن ہوں، میں نے کہا: اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ، اس نے اپنا ہاتھ مجھے تھما دیا، ناگہاں وہ ہاتھ کتے جیسے اور اس پر ویسے ہی بال ہیں، میں نے پوچھا: کیا جنوں کی تخلیق یونہی ہے؟ اس نے کہا: تمام جنات کو معلوم ہے کہ ان کے اندر میری طرح کا تیز رفتار اور پھرتیلا کوئی نہیں، میں نے دریافت کیا: تجھے ایسے کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ صدقہ وخیرات نکالنا پسند کرتے ہیں، تو میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کے غلے سے کچھ حاصل کر لوں، میں نے کہا: ہم تمہاری دست درازی سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ اس نے کہا: یہ آیت جسے آیت الکرسی کہا جاتا ہے (اس کے ذریعے تم بچ سکتے ہو)۔ اُبی رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ

(۱۱۹۷) صحیح ......أخرجه النسائي في "عمل اليوم والليلة": ۵۳۳/ ۹۶۰، وابن حبان: ۱۷۲٤، وابوداود الطيالسي، والحاكم: ۱/ ۵٦۱، الصحيحة: ۳۲٤۵

دیا اور صبح ہوتے ہی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا ماجرہ کہہ سنایا، آپ نے فرمایا: ''خبیث نے سچ کہا ہے۔''

(١١٩٨)۔ أَخْبَـرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَـعْـفَـرٍ الـرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْـدِ الـرَّحْـمَـنِ بْـنِ أَبِـى بَـكْـرٍ هُوَ الْمُلَيْكِيُّ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ أَبِى سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَـنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَـالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَرَأَ حِينَ يُـصْبِـحُ آيَةَ الْـكُـرْسِـيِّ وَآيَتَيْـنِ مِنْ أَوَّلِ حم تَـنْـزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ حُفِظَ فِـى يَـوْمِـهِ ذَلِكَ حَتَّـى يُـمْسِىَ، فَإِنْ قَرَأَهُمَا حِيـنَ يُـمْسِـى، حُـفِـظَ فِى لَيْلَتِهِ تِلْكَ حَتَّى يُصْبِحَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت آیت الکرسی اور دو آیتیں جن کا آغاز ﴿حٰمٓ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ (سورہ غافر: ۱،۲) سے ہوتا ہے، پڑھ لیں تو وہ اس دن شام تک محفوظ ہوگیا اور اگر ان دونوں چیزوں کو شام کے وقت پڑھ لیا تو پوری رات صبح تک وہ حفاظت میں ہو گیا۔''

شرح: عبدالرحمٰن بن ابوبکر مُلیکی نے یہ وضاحت بھی بیان کی ہے کہ ﴿حٰمٓ الْمُؤْمِن﴾ سے ﴿إِلَيْهِ الْمَصِيرُ﴾ تک پڑھے۔

(١١٩٩)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِى، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْـحَسَـنِ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، وَأَحْمَدُ بْنُ شَيْبَانَ، قَالَا: نا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ......

عَـنْ أَبِى مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الآيَتَان مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَبِهِمَا فِى لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ۔))

سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رات کے وقت سونے سے پہلے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لیں وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔''

(١١٩٨) هذا حديث ضعيف ......أخرجه الترمذى: ٢٨٧٩

(١١٩٩) أخرجه البخارى: ٥٠٠٩، و مسلم: ٨٠٧

(١٢٠٠)۔ أَخْبَـرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ التُّرَابِيُّ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ، أَخْبَـرَنَـا الْـحَـاكِـمُ أَبُـو الْـفَـضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ الْحَدَّادِيُّ، سَنَةَ أَرْبَعٍ وَثَمَانِينَ وَثَلاثِمِائَةٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَزِيدَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْـحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ زُرَيْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ عِنْدَهُ جِبْرِيلُ، إِذْ سَمِعَ نَـقِـيـضًـا مِـنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ جِبْرِيلُ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: هٰذَا بَابٌ فُتِحَ مِنَ السَّمَاءِ مَا فُتِـحَ قَطُّ، فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ، فَـقَالَ: أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُـمَـا لَـمْ يُـؤْتَهُـمَـا نَبِيٌّ قَبْلَكَ، فَاتِحَةِ الْـكِتَـابِ، وَخَـوَاتِمِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ حَرْفًا مِنْهُمَا إِلا أُعْطِيتَهُ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے دروازہ کھلنے کی زوردار آواز سنی، جبریل علیہ السلام نے اپنی نظر آسمان کی جانب اٹھائی اور بتایا کہ یہ آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے (جو آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا) اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا: آپ کو دو نور مبارک ہوں، جو آپ کو عطا کیے گئے، آپ سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے، سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات، جو شخص یہ دو آیات پڑھے گا اسے اس کی مانگی ہوئی چیز ضرور دی جائے گی۔"

شرح ((سَمِعَ نَقِيضًا۔)) آواز سنی۔

(١٢٠١)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَـدَّثَنَا الْعَلاءُ بْنُ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْجَرْمِيِّ، عَنْ أَبِي قِلابَةَ، عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ......

عَـنِ الـنُّـعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(١٢٠٠) أخرجه مسلم: ٨٠٦

(١٢٠١) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٨٨٢

قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ، فَأَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، فَلَا تُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ۔))

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اور اس میں سے دو آیات اتاریں جن پر سورۂ بقرہ ختم ہوتی ہے، اگر یہ آیات مسلسل تین رات تک کسی گھر میں پڑھی جائیں تو شیطان اس گھر کے قریب بھی نہیں بھٹکے گا۔''

(7)......بَابُ السَّبْعِ الطِّوَلِ

سات طویل سورتیں

(۱۲۰۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهْ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ حَبِيبِ بْنِ هِنْدٍ الأَسْلَمِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَخَذَ السَّبْعَ فَهُوَ حَبْرٌ۔)) يَعْنِي بِذَلِكَ السَّبْعَ الطُّوَلَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے سات سورتوں کو حاصل کیا وہ عالم ہے۔'' آپ کی مراد قرآن کے شروع والی طویل سورتیں ہیں۔

تشریح **فائدہ:** (السَّبْعُ الطُّوَلُ) ''سات طویل سورتیں'' درج ذیل ہیں:

سورۂ بقرہ، سورۂ آلِ عمران، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ، سورۂ انعام، سورۂ اعراف اور سورۂ انفال۔

(8)......بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ

سورۂ کہف کی فضیلت

(۱۲۰۴)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهْ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ،

(۱۲۰۳) اسناده حسن ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۲٤٤٤۳

(۱۲۰٤) أخرجه مسلم: ۸۰۹

حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيُّ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ......

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔))

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کر لیں، وہ فتنۂ دجال سے بچالیا گیا۔''

(١٢٠٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ زَبَّانَ......

عَنْ سَهْلٍ هُوَ ابْنُ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ أَوَّلَ سُورَةِ الْكَهْفِ وَآخِرَهَا، كَانَتْ لَهُ نُورًا مِنْ قَدَمِهِ إِلَى رَأْسِهِ، وَمَنْ قَرَأَهَا كُلَّهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا مِنَ الأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ۔))

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۂ کہف کی پہلی اور آخری آیات کی تلاوت کی، اس آدمی کو سر سے پاؤں تک نور نصیب ہوگا اور جس نے مکمل سورت پڑھی اسے زمین سے لے کر آسمان تک نور ملے گا۔''

(١٢٠٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ، وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ، فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَدْنُو، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ۔))

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی (اللہ کے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے) سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا جبکہ اس کے پہلو میں گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا، اس کے اوپر بدلی سایہ فگن ہوئی اور دھیرے دھیرے قریب سے قریب ہونے لگی، اس کا گھوڑا بدکنے لگا، صبح ہوئی تو وہ شخص نبی ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا اور رات کا واقعہ سنایا، آپ نے فرمایا: ''یہ سکینت تھی جو قرآن مجید کی وجہ سے اتر رہی تھی۔''

شرح: صحیح سند سے سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رات کے وقت سورۂ بقرہ کی تلاوت کر

(١٢٠٥) اسناده ضعيف ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٥٦٢٦

(١٢٠٦) أخرجه البخاري: ٥٠١١، و مسلم: ٧٩٥

رہے تھے، اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا، انہوں نے تلاوت بند کر دی تو گھوڑا بھی رک گیا، پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا، اس مرتبہ بھی جب انہوں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا خاموش ہو گیا، تیسری مرتبہ جب انہوں نے تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا، انہوں نے نماز ختم کر دی، کہتے ہیں کہ میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے، وہ چھتری اوپر چڑھ گئی حتی کہ میں نے اسے نہیں دیکھا، صبح کے وقت انہوں نے یہ واقعہ اللہ کے نبی ﷺ کو سنایا تو آپ نے فرمایا: ''وہ فرشتے تھے، تمہاری آواز سننے کے لیے قریب ہو رہے تھے، اگر تم رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے اور وہ لوگوں سے چھپتے نہیں۔''

(صحیح بخاری: ۵۰۱۸، صحیح مسلم: ۷۹۶)

((الــحــصــان۔)) نر گھوڑے کو کہتے ہیں۔ پاکدامن عورت کو بھی کہتے ہیں مگر وہ لفظ حاء کے فتحہ کے ساتھ (حَصان) پڑھا جاتا ہے۔

((شطن)) مضبوط باریک اور لمبی رسی کو کہتے ہیں۔

(9)......بَابٌ فِيْ ﴿الٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَة وَتَبَارَكَ﴾

سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک کا تذکرہ

(۱۲۰۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ تَبَارَكَ وَ الم تَنْزِيلُ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے ضرور سورۂ ﴿تَبَارَك﴾ اور سورۂ ﴿الٓمٓ تَنْزِيْل﴾ پڑھتے تھے۔

(۱۲۰۸)۔ أَخْبَرَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ فَارِسٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُرْعُرَةَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، جميعا، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لا يَنَامُ حَتَّى

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس

(۱۲۰۷) انظر الحديث الآتی

(۱۲۰۸) صحيح ......أخرجه الترمذی: ۲۸۹۲

يَقْرَأَ تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وَ ﴿تَبَارَكَ﴾۔

وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورۂ ﴿تبارك﴾ اور سورۂ ﴿الم تنزيل سجده﴾ نہ پڑھ لیتے۔

شرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن مجید میں تیس آیات کی ایک سورت ہے جو (اس کے پڑھنے والے کے لیے) سفارش کرے گی حتی کہ اسے بخش دیا جائے گا اور وہ سورۂ ﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ ہے۔'' (حسن، ابوداود: ۱۴۰۰، ترمذی: ۲۸۹۱، ابن ماجہ: ۳۷۸۶)

(10)......بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الإِخْلَاصِ

سورۂ اخلاص کی فضیلت

(۱۲۰۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلا سَمِعَ رَجُلا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ۔))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو سنا کہ وہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ بار بار پڑھ رہا تھا، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس بات کا آپ سے ذکر کیا...... وہ گویا اس کو کم سمجھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

(۱۲۱۰)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي أُحِبُّ هَذِهِ السُّورَةَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ قَالَ: ((حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں۔ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ آپ نے فرمایا: ''اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔''

(۱۲۰۹) أخرجه البخاري: ۵۰۱۳، و مسلم: ۸۱۱

(۱۲۱۰) حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ۲۹۰۱

شرح عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فِي رَجُلٍ، قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَهَا لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ۔))...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک آدمی کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ اس نے کہا: میں اس سورت کو پڑھنا پسند کرتا ہوں کیونکہ اس کے اندر رحمان کی صفات بیان ہوئی ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے بتادو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔''

(صحیح بخاری: ۷۳۷۵، صحیح مسلم: ۸۱۳)

(۱۲۱۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، حَدَّثَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، مَوْلَى آلِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّهُ قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَجُلا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَجَبَتْ۔)) فَسَأَلْتُهُ: مَاذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((الْجَنَّةُ)) فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ إِلَى الرَّجُلِ فَأُبَشِّرَهُ، ثُمَّ فَرِقْتُ أَنْ يَفُوتَنِي الْغَدَاءُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآثَرْتُ الْغَدَاءَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ ذَهَبَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کسی سفر سے واپس آ رہا تھا، آپ ﷺ نے ایک آدمی کو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ○ اللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ پڑھتے ہوئے سنا، تو آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے واجب ہوگئی۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: ''جنت۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا ارادہ بنا کہ میں اس شخص کے پاس جاکر اسے خوشخبری دوں لیکن مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کا کھانا کھانے کی سعادت سے محروم ہو جانے کا خدشہ لاحق ہوا، لہٰذا میں نے آپ کے ساتھ کھانے کو ترجیح دی، بعد ازاں میں اس شخص کے پاس گیا لیکن وہ کہیں جا چکا تھا۔

(11)......بَابُ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

معوذتین کی فضیلت

(۱۲۱۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجُوزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ

(۱۲۱۱) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۲۸۹۷، والنسائي: ۲/ ۱۷۱

(۱۲۱۲) أخرجه البخاري: ۵۰۱۷

أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، وَنَفَثَ فِيهِمَا وَقَرَأَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَصْنَعُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جب بستر پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے اوران پر پھونک مارتے اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے، پھر اپنے جسم مبارک پر جہاں تک ہوسکتا دونوں ہتھیلیاں پھیرتے۔ پہلے سر مبارک پر ہاتھ پھیرتے پھر چہرۂ مبارک اور سامنے کے بدن پر پھیرتے، آپ ﷺ یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

شرح: ((فنفث فيهما۔)) ''تھوک کے بغیر پھونک مارتے۔'' جس پھونک میں کچھ نہ کچھ تھوک کی آمیزش بھی ہو عربی میں اسے التفل کہا جاتا ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جن وانس کی نظر سے بچاؤ کی دعا کیا کرتے تھے، جب معوذتین (سورۂ فلق اور ناس) نازل ہوئیں تو آپ نے انہیں پڑھنا شروع کر دیا اور دوسری پناہ والی دعائیں چھوڑ دیں۔(صحیح، ترمذی: ۲۰۵۸، ابن ماجہ: ۳۵۱۱، نسائی: ۵۴۹۴)

(۱۲۱۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَتْحِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَاكِمُ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُؤَدِّبُ، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ هُوَ ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ أَسْلَمَ......

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ رَاكِبٌ، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى قَدَمِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَقْرَأُ مِنْ سُورَةِ هُودٍ، أَوْ مِنْ سُورَةِ يُوسُفَ؟ قَالَ: ((لَنْ تَقْرَأَ بِشَيْءٍ أَبْلَغَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔))

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا جبکہ آپ سوار تھے، میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور عرض کی: میں سورۂ ہود یا سورۂ یوسف کا کچھ حصہ پڑھنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''تو کوئی ایسی سورت نہیں پڑھے گا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورۂ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ سے زیادہ عظمت والی ہو۔''

(۱۲۱۳) صحیح ......أخرجه النسائي: ٥٤٣٩

فــائـدہ: ''عظمت والی'' یعنی پناہ طلب کرنے کے بارے میں، ورنہ کسی اور لحاظ سے کوئی اور سورت افضل ہوسکتی ہے۔(ع،س)

فائدہ: نسائی کی روایت میں سورۂ فلق کے ساتھ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾یعنی سورۂ ناس کا بھی ذکر ہے، یعنی یہ فضیلت ان دونوں سورتوں کی ہے۔(م،م)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آج رات مجھ پر ایسی آیات اتاری گئی ہیں کہ (استعاذے کے سلسلے میں) کوئی اور آیات ان جیسی نہیں ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (صحيح مسلم: ٨١٤)

(12)......بَابُ كَيْفِيَّةِ الْقِرَاءَةِ وَالتَّرْجِيعِ فِيهَا

قراءت کیسے کرنی چاہیے؟ نیز عمدہ لحن سے قرآن پڑھنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ .... ''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجیے۔'' (سورۂ مزمل: ۴)

اللہ عزوجل کا فرمان ذی شان ہے: ﴿وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا﴾ .... ''ہم نے اسے خوب ٹھہر ٹھہر کر ہی پڑھ سنایا ہے۔'' (سورۂ فرقان: ۳۲) یعنی ہم نے اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔

(١٢١٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ......

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا، ثُمَّ قَرَأَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ۔

جناب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی قراءت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ الفاظ کو مد کے ساتھ کھینچ کر پڑھا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ کو پڑھ کر بتایا اس طرح کہ بِسْمِ اللّٰهِ کو کھینچ کر پڑھا پھر الرَّحْمَنِ کو اور الرَّحِيمِ کو لمبا کر کے پڑھا۔

(١٢١٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: نا شُعْبَةُ، قَالَ: نا أَبُو إِيَاسٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ، قَالَ: رَأَيْتُ

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

(١٢١٤) أخرجه البخاري: ٥٠٤٦

(١٢١٥) أخرجه البخاري: ٥٠٤٧، و مسلم: ٧٩٤

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ، أَوْ جَمَلِهِ، وَهِيَ تَسِيرُ بِهِ، وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ، أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَائَةً لَيِّنَةً، وَهُوَ يُرَجِّعُ۔

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ اونٹنی یا اونٹ پر سوار تھے اور وہ آپ کو لے کر چل رہی تھی، آپ سورۂ فتح یا فتح کا کچھ حصہ پڑھ رہے تھے، آپ نرمی اور آہستگی کے ساتھ قراءت کر رہے تھے اور آپ ترجیع کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔

شرح کر فائدہ: ترجیع سے مراد آواز کو حلق میں لوٹانا اور بلند کرنا ہے تاکہ لحن لذیذ بن جائے جو کہ حسن صوت کی صورت ہے۔ (ع،س)

(١٢١٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجُوزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ......

عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَائَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَائَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔

یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کی قراءت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ جب پڑھتے تو ایک ایک حرف الگ الگ ہوتا تھا۔

(13)......بَابُ التَّغَنِّي بِالْقُرْآنِ
قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا

(١٢١٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ كَأَذَنِهِ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ۔)) أَيْ يَجْهَرُ بِهِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے نبی ﷺ کا قرآن بہترین آواز کے ساتھ پڑھنا ہے۔'' یعنی آپ قرآن پاک بلند آواز اور خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔

(١٢١٦) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٢٩٢٣، وابوداود: ١٤٦٦، والنسائي: ١٠٢٢

(١٢١٧) أخرجه البخاري: ٥٠٢٣، و مسلم: ٧٩٢

شرح ((ما اذن الله لشيء كاذنه۔)) ''یعنی جتنی توجہ سے اللہ کریم اپنے نبی ﷺ کا قرآن پڑھنا سنتا ہے کوئی اور چیز نہیں سنتا۔'' اللہ تعالیٰ کا معاملہ انسان کی طرح نہیں کہ ایک چیز سننے میں مشغول ہوتا ہے تو دوسری طرف کی کوئی چیز نہیں سن پاتا، اللہ تعالیٰ ہمہ وقت، ہر قسم کی باتیں، آوازیں سننے پر قادر ہے اور یہ سننا اس کی شان وعظمت کے لحاظ سے ہے۔ حبیب بن ثابت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے: ﴿وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا﴾ .... ''اور اپنے رب کے حکم پر آسمان کان لگائے گا۔'' (سورۃ انشقاق: ۲) یعنی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے۔ بعض روایات میں یہ لفظ ہیں: ((لاذنه لكل يتغنى بالقرآن)) ''اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی آواز کو توجہ سے سنتا ہے جو قرآن مجید بلند آواز اور خوش آوازی سے پڑھتا ہے۔'' یعنی الفاظ میں عموم ہے صرف نبی ﷺ کا تذکرہ نہیں ہے۔

کچھ علماء نے ((يجهر به۔)) کے الفاظ کو (يتغنى) کی تفسیر ووضاحت سمجھا ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ''بلند آواز اور خوش الحانی سے پڑھنا'' جبکہ بعض دیگر نے فرق کیا ہے اور پھر وہ حدیث میں وارد الفاظ يتغن کے معنی میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔

فائدہ: ایسی تلاوت تو قطعاً منع ہے جس میں گویوں کی نقل کی جائے البتہ قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنا، تاکیدی ارشاد ہے۔ لہٰذا بچوں کو اوائل عمری سے اس کی تربیت دی جانی چاہیے۔ مگر یہ درس ماہر اساتذہ سے لیا جائے، از خود مشق کرنے اور کیسٹیں سن کر تربیت لینے سے بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں اور گانے کے انداز سے بہت مشابہت ہو جاتی ہے جو کہ ممنوع ہے علاوہ ازیں تصنع بھی نہیں ہونا چاہیے۔ ممانعت کے باوجود آج پیشہ ور قاریوں نے قراءت کے موجودہ جو طور وطریق ایجاد کیے اور اپنا رکھے ہیں قابل مذمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ درست راستہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ع،س)

(۱۲۱۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔''

شرح ((التغني)) کا مفہوم علماء کے ایک گروہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد عمدہ آواز، مشروع لحن اور سوز وگداز سے پر آواز کے ساتھ پڑھنا ہے کہ ایسا انداز تلاوت رونگٹے کھڑے کر دینے والا، دلوں میں اترنے

(۱۲۱۸) أخرجه البخاري: ۷۵۲۷

والا، مزاج میں نرمی پیدا کر دینے والا اور عمل کے داعیوں کو متحرک کر دینے والا ہوتا ہے۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔''

(صحیح، ابوداود: ۱٤٦۸، ابن ماجه: ۱۳٤۲، نسائی: ۲/ ۱۷۹، ورواه البخاری معلقا: کتاب التوحید، باب قول النبی ﷺ "الماهر بالقرآن......")

بعض علماء اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں مقلوب ترکیب (علم بیان کی ایک صفت کا نام ہے کہ جس کی عبارت الٹی سیدھی جس طرح بھی پڑھی جائے مفہوم وہی رہے) استعمال ہوئی ہے اور اصل یہ ہے کہ ''اپنی آوازوں کو قرآن سے زینت دو۔'' یعنی اس کی قراءت کو اپنا معمول وشعار بنالو۔ اس مفہوم میں وہ ایک روایت بھی لائے ہیں اور جیسے عرب کہتے ہیں: عرضت الناقة على الحوض ''میں نے اونٹنی کو حوض پر پیش کیا۔'' مراد یہ ہے کہ میں نے تالاب کو اونٹنی پر پیش کیا، مگر بولنے میں الٹ کہہ دیا گیا ہے۔

اس مفہوم میں دلیل ہے کہ جب پڑھنے والا پڑھ رہا ہو تو قرآن کا سننا مقصود ہونا چاہیے نہ کہ آواز و نغمگی اور ادا و انداز۔

فائدہ: عمدہ آواز اور حجازی لحن سے قرآن پڑھنے میں لذت آتی ہے اور سننے میں دل لگتا ہے اور اس کے برعکس آواز بھدی اور لحن غلط اور غیر مشروع ہو تو طبیعت میں گرانی محسوس ہوتی ہے۔ البتہ اس سب کچھ کے باوجود اصل توجہ قرآن مجید کے مفہوم ومعنی پر ہونی چاہیے کہ مقصودِ اصلی یہی ہے۔ (ع،س)

اس حدیث کا ایک دوسرا مفہوم بھی ذکر کیا گیا ہے جسے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ (لم یتغن) بمعنی (لم یستغن) ہے۔ یعنی جو شخص قرآن پڑھ کر اس کا علم حاصل کر کے طلب دنیا اور دیگر لایعنی علوم بالخصوص لغو قسم کے شعر وسخن سے بے پروا نہ ہو جائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (شاید یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہو کہ قرآن مجید کے بعد اسے اخلاق ومعاشرت اور سیاست وغیرہ کے لیے کسی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں بالخصوص کفار اور ملحدین کی حیا باختہ اور ایمان شکن یورپی تہذیب کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنا اور اسے اپنانا کیونکہ قرآن مجید میں ان سے ممانعت بدرجہ اتم موجود ہے۔ (ع،س)

ابن اعرابی سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اہل عرب اونٹوں پر سواری کے دوران میں اور اپنے گھروں کے آنگن میں کچھ نہ کچھ گنگناتے رہنے کے عادی تھے۔ جب قرآن مجید نازل ہوا تو رسول کریم ﷺ نے اس مزاج اور نفسیات کو بدلا اور شعر وسخن کی جگہ قرآن مجید پڑھتے رہنے کی تلقین فرمائی کہ اب بجائے دوہڑوں، ماہیوں اور ٹپوں کے قرآن پاک ان کی زبان پر ہو۔ (''من لم یتغن بالقرآن'' کا یہ مفہوم ابن الاعرابی کا بیان کردہ ہے)

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر (یتغنی بالقرآن) کا معنی استغنائے نفس والا ہوتا (یعنی جو شخص قرآن پڑھ کر اس

کا علم حاصل کر کے دنیا کے مال و دولت کو جمع کرنے اور لغو مشاغل سے بالاتر نہ ہو جائے) تو حدیث میں الفاظ (یتغانی) کے استعمال ہونے چاہئیں تھے۔

ادھر عربی زبان میں خوش آوازی اور عمدہ لحن کے لیے (یتغنی) کے الفاظ ہی مستعمل ہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: خوش الحانی اور پرسوز آواز کے ساتھ قرآن پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، مجھے حدر کے انداز اور پُرسوز آواز سے قرآن پڑھنا پسند ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی نے ان لحنوں میں سے ایک لحن کے مطابق قرآن مجید پڑھا تو انہوں نے پسند کیا۔ جناب محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ان لحون کو بدعت اور بعد کی ایجاد سمجھتے تھے۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی ناراضی اور ناپسندیدگی غیر مشروع لحن سے قرآن مجید پڑھنے پر ہوگی یا سات قراءتوں سے ہٹ کر قرآن مجید پڑھنے پر ہوگی وگرنہ سات حروف کے مطابق قرآن پڑھنا تو جائز ہے۔ اس سے وہ لغات اور اسالیب نطق مراد ہیں جو اہم سات قبائل عرب میں مروج تھے۔ ان لوگوں کے لیے اس دور میں کسی دوسرے قبیلے کی لغت اور اسلوب کو قبول کر لینا بعض اسباب کی وجہ سے از حد مشکل تھا۔ وہ قبائل یہ ہیں: حجاز، ہذیل، ہوازن، یمن، طے، ثقیف اور بنی غیم۔ (ع،س)

(۱۲۱۹)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَسَمِعَ قِرَائَةَ رَجُلٍ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قِيلَ: هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: ((لَقَدْ أُوتِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک آدمی کی تلاوت کی آواز سنائی دی، آپ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' عرض کی گئی: عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرمایا: ''اسے تو آلِ داود علیہ السلام کا ایک ساز مل گیا ہے۔''

شرح: ((من مزامیر آل داود۔)) اس سے خود حضرت داود علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ اس بات کا کہیں ذکر نہیں کہ آل داود (نسل داود) سے کسی کو داود علیہ السلام جیسی خوش کن آواز دی گئی ہو۔ حسن بصری رحمہ اللہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تو بایں الفاظ پڑھتے: (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى آلِ اَحْمَدَ۔) اور آل احمد سے مراد خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیتے کہ ان کی ذات والا صفات پر ہی درود و سلام بھیجنا فرض ہے۔

(۱۲۱۹) رواه ابن ماجه: ۱۳۴۱، والنسائی: ۱۰۱۹، و أخرجه البخاری: ۵۰۴۸، و مسلم: ۷۹۳ عن ابی موسی

جناب عمر بن شبّہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے وصیت کرتے وقت یہ الفاظ کہے کہ ''میں اس مال کی فلاں شخص کی آل کے لیے وصیت کرتا ہوں'' تو کیا خود اس آدمی کے لیے اس مال میں تصرف جائز ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے کہا: ہاں جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اَدْخِلُوْٓا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ .... ''آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔'' آل فرعون سے مراد سب سے پہلے فرعون، پھر اس کی قوم اور اس کے سارے پیروکار ہیں۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آل داؤد سے مراد ان کا پورا خانوادہ ہی ہو، ایسا اکثر ہوتا ہے کہ کسی خاندان کے ہر ہر فرد کی آواز خوبصورت، عمدہ، پرتاثیر اور پرسوز ہوتی ہے اور یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے۔ ممکن ہے داؤد علیہ السلام کے خاندان کو بھی یہ اعزاز حاصل ہو۔ واللہ اعلم

(14)......بَابُ سِمَاعِ الْقُرْآنِ
قرآن سننا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ﴾ .... ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو۔'' (سورۂ اعراف: ۲۰۴)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ﴾ .... ''میرے بندوں کو خوش خبری سنا دیجئے، جو بات کان لگا کر سنتے ہیں، پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں۔'' (سورۂ زمر: ۱۸)

مزید فرمایا: ﴿فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ﴾ .... ''اور ان کے دل اس کی طرف جھک جائیں۔'' (سورۂ حج: ۵۴) یعنی کلام الٰہی سے ان کے دلوں میں ایمان ویقین میں اضافہ ہو جائے اور وہ سمجھ جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ بات یعنی قرآن حق ہے۔

(۱۲۲۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ)) قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: ((إِنِّي أُحِبُّ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔'' میں نے عرض کیا: کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں حالانکہ

(۱۲۲۰) أخرجه البخاري: ۵۰۵٦

أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِی۔)) آپ پر قرآن نازل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں قرآن مجید کسی دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔''

شرح ایک دوسری سند میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: چنانچہ میں نے آپ کو سورۂ نساء پڑھ کر سنائی، جب میں اس آیت ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ .... ''پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہر امت میں سے ایک گواہ ہم لائیں گے اور آپ کو ان تمام لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔'' (سورۂ نساء: ۴۱) پر پہنچا تو آپ نے فرمایا: ''اب بس کرو۔'' میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (صحيح بخاری : ٥٠٥٠)

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے تو مجھے کہا: ''مجھے پڑھ کر سناؤ۔''

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میں نے گذشتہ رات تمہاری تلاوت سنی ہے، تمہیں تو آلِ داؤد علیہ السلام کا ایک ساز مل گیا ہے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ کی موجودگی کا معلوم تھا اس لیے میں نے آپ کے لیے خوب تکلف سے کام لیا ہے اور بنا سنوار کے پڑھا۔ (سنن دارمی : ٢/ ٤٦٨)

فائدہ: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز واقعی بہت پیاری، رسیلی، پرکشش، درد بھری اور رقت آمیز تھی، ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنا کہ میں نے آپ کے لیے تکلف سے کام لیا ہے کسر نفسی کے طور پر تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ۔ (ع،س)

مروی ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے: ہمیں ہمارے پروردگار کی یاد دلایئے، تو ابوموسی رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دیتے اور خوب لحن وعمدہ آواز کے ساتھ پڑھتے۔

جناب ثابت بنانی کہتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ رات کے وقت قرآن پڑھتے رہتے، اختتام کا مرحلہ آتا تو کچھ حصہ صبح کے لیے چھوڑ دیتے، صبح اپنے بال بچوں کو جمع کرتے اور ان کی موجودگی میں بقیہ حصے کی تلاوت کرتے۔

(سنن دارمی : ٢/ ٤٧٠)

جناب مصعب بن سعد اپنے والد سعد سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: جب کوئی شخص رات کے ابتدائی حصے میں قرآن مجید کی منزل مکمل کرے تو صبح تک ملائکہ اس کے حق میں رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور جو رات کے آخری حصے میں قرآن مجید کی منزل پوری کرے تو فرشتے شام تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں، ہمارا معمول تھا کہ قرآن مجید پڑھتے پڑھتے جب اس کا تھوڑا حصہ باقی رہ جاتا تو ہم پڑھنا موقوف کر دیتے اور شام کو یا صبح کو اپنی منزل مکمل کرتے (تاکہ ہم فرشتوں کی دعاؤں کے مستحق بن سکیں)

(15)......بَابُ تَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَوَعِيدِ مَنْ نَسِيَهُ

قرآن مجید کو یاد رکھنا اور بھول جانے والے کی سزا

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ .... ''اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی۔'' (سورۂ طٰہ: ۱۲۴)

(۱۲۲۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن یاد کرنے والے کی مثال پاؤں سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے، اگر اس کا مالک اس کی نگرانی رکھے گا تو اسے روک سکے گا ورنہ وہ نکل جائے گا۔''

فائدہ: اونٹ کا اگلا پاؤں اس کے زانو سے باندھ دیا جاتا ہے تا کہ وہ چل نہ سکے لیکن اونٹ کوشش کر کے تین پاؤں سے بھی چل پڑتا ہے۔ جس رسی سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے اسے (عقال) کہتے ہیں۔ اکثر حفاظ قرآن مجید حفظ کرنے بعد سستی اور کاہلی برتتے ہیں، کھیل کود، عصری تعلیم، کام کاج اور دیگر مشاغل میں مصروف رہتے ہوئے، قرآن مجید نہیں پڑھتے تو آہستہ آہستہ ساری محنت برباد ہو جاتی ہے، منزل بھول جاتی ہے اور وہ دو رکعت بھی نہیں پڑھا سکتے۔ مولیٰ کریم سے استدعا ہے کہ اس کتاب حکیم کی قدر کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔ (ع،س)

(۱۲۲۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرْعُرَةَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِئْسَمَا لأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ: نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ نُسِّيَ، وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لیے یوں کہنا بہت برا ہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہنا چاہیے: میں فلاں آیت بھلا دیا گیا، قرآن مجید مسلسل پڑھتے رہو کیونکہ انسانوں کے

(۱۲۲۱) أخرجه البخاري: ۵۰۳۱، و مسلم: ۷۸۹

(۱۲۲۲) أخرجه البخاري: ۵۰۳۲، و مسلم: ۷۹۰

مِنَ النَّعَمِ۔)) دلوں سے نکل جانے کے لحاظ سے وہ اونٹ کے بھاگنے سے بھی بڑھ کر ہے۔''

شرح مسلم کی روایت میں ہے: ((من النعم بعقلها۔)) ''جانور کے اپنی رسی تڑوا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے۔'' کے الفاظ ہیں۔

((نُسِّی)) ''بھلا دیا گیا۔'' یعنی کسی گناہ کی پاداش میں یا قرآن مجید کے ساتھ تعلق کم ہونے کی بنا پر۔ ابوعبید نے کہا: قرآن مجید سے تغافل برتنے والے، پہلوتہی کرنے والے اور تلاوت قرآن سے جی چرانے والے اور گریزاں رہنے والے شخص کے لیے یہ لفظ بولا گیا ہے۔ آپ کے الفاظ ''قرآن مجید پڑھتے رہا کرو۔'' کے الفاظ سے یہی مفہوم سمجھ آتا ہے۔ بھول جانے کی نسبت اپنی طرف کرنے سے منع کیا گیا ہے کہ اس میں قرآن مجید سے حد درجہ دوری، بے اعتنائی اور مجرمانہ غفلت کا پہلو پایا جاتا ہے جبکہ ((نُسِّی)) ''بھلا دیا گیا۔'' میں نسبت شیطان کی طرف ہے۔ یہ حسن ادائیگی کا بہترین انداز ہے۔ نیز اس میں ندامت اور معذرت کا پہلو بھی ہے کہ میں نے یاد رکھنے کی کوشش کی مگر مجھے بھلا دیا گیا لہٰذا پہلے لفظ کی بجائے دوسرا لفظ استعمال کرنا چاہیے۔

جناب ضحاک بن مزاحم کہتے ہیں: قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد اسے بھول جانا گناہ کی پاداش ہی میں ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ .... ''تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے۔'' (سورۂ شوریٰ: ۳۰) ۔ قرآن مجید کا بھولنا تو بہت بڑی مصیبت ہے۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں: وہ شخص جو قرآن مجید یاد کرنے میں پوری مستعدی سے کام لیتا ہو، مقدور بھر کوشش کرتا ہو، تلاوت قرآن مجید اس کا شب و روز کا مشغلہ ہو، اس کے باوجود اسے بھول جائے تو وہ اس وعید کی ذیل میں نہیں آتا، اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث مبارکہ ہے، کہتی ہیں: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو رات کے وقت تلاوت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، اس نے مجھے ایک آیت یاد دلا دی جو میں بھلا دیا گیا تھا۔''

((أَشَدُّ تَفَصِّيًا۔)) ''بہت جلد نکل جانے والا، جلدی سے چھوٹ جانے والا۔'' ایک چیز جو دوسری چیز کے ساتھ منسلک اور منتھی ہو اور الگ ہو جائے تو یہ لفظ بولتے ہیں۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہو یا بیماری وغیرہ میں مبتلا ہو اور اس سے جان چھوٹ جائے تو اہل عرب یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔

امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: ((بل نُسِّی۔)) ''بلکہ میں بھلا دیا گیا۔'' ہوسکتا ہے یہ لفظ کہنے کا حکم زمانۂ نبوت کے ساتھ خاص ہو کہ اس وقت قرآن مجید میں نسخ کا سلسلہ جاری تھا، اس وقت ایسا ہوتا تھا کہ جب کوئی آیت یا حکم منسوخ کرنا مقصود ہوتا تو لوگوں کے دلوں سے اس آیت کو بھلا دیا جاتا، بعد ازاں اس لفظ کے استعمال سے منع کر دیا گیا کہ اس

سے محکم قرآن کے منسوخ ہو جانے کا شبہ نہ ہو اور واضح کر دیا گیا کہ نسخ من جانب اللہ ہوتا ہے اور بہت ساری حکمتوں کے پیش نظر ہوتا ہے۔

(16)......بَابُ فِيْ كَمْ يُقْرَأُ

کتنے دنوں میں قرآن مجید مکمل کیا جائے؟

(١٢٢٣)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي كَمْ أَخْتِمُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: ((اخْتِمْهُ فِي شَهْرٍ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ: ((اخْتِمْهُ فِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ)) قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ: ((اخْتِمْهُ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ۔)) قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ: ((اخْتِمْهُ فِي عَشْرٍ)) قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ: ((اخْتِمْهُ فِي خَمْسٍ)) قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ: ((لَا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کتنی مدت میں قرآن مجید ختم کروں؟ آپ نے فرمایا: ''مہینے میں ایک مرتبہ۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے، آپ نے فرمایا: ''پھر پچیس دنوں میں ختم کرو۔'' میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پندرہ روز میں مکمل کرو۔'' میں عرض گذار ہوا: میں اس سے زیادہ کی طاقت پاتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دس روز میں ختم کرو۔'' میں نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی ہمت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ دونوں میں ختم کرو۔'' میں نے کہا: میں طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' (اس سے کم دنوں میں ختم کرنے کی اجازت نہیں۔)

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''قرآن مجید ہر مہینے میں ایک بار ختم کیا کرو۔'' میں نے کہا: مجھ کو زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بیس راتوں میں ختم کیا کرو۔'' میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''سات راتوں میں ختم کیا کرو، اس سے زیادہ مت پڑھو (کہ سات دنوں سے پہلے تکمیل ہو جائے)۔''

(صحیح بخاری: ٥٠٥٤، صحیح مسلم: ١١٥٩)

(١٢٢٣) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٩٤٦

فائدہ: سنن ابوداود کی روایت کے مطابق بالآخر آپ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو تین ایام میں قرآن مجید کی تکمیل کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ (م،م)

جناب وہب بن منبہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حکم فرمایا: ''قرآن مجید چالیس دنوں میں پڑھو۔'' (صحیح، ابوداود: ۱۳۹۵، ترمذی: ۲۹۴۷)

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض اہل علم کے ہاں مختار بات یہ ہے کہ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر سکون واطمینان کے ساتھ پڑھا جائے۔

اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں: یہ بات کسی شخص کے حق میں انتہائی نامناسب ہے اور غیر پسندیدہ ہے کہ چالیس دنوں میں وہ قرآن مجید کا ایک دور پورا نہ کر سکے۔ انہوں نے یہ بات چالیس دنوں والی حدیث کو سامنے رکھ کر کہی ہے۔

بعض محدثینِ کرام کا کہنا ہے کہ تین روز سے کم مدت میں قرآن مجید ختم نہ کیا جائے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن مجید پڑھا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔'' (صحیح، ابوداود: ۱۳۹۰، ترمذی: ۲۹۴۹، ابن ماجہ: ۱۳۴۷)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جس آدمی نے تین دن سے کم مدت میں قرآن مجید کو پڑھا اس نے قرآن نہیں پڑھا بلکہ رجز گوئی کی ہے۔

فائدہ: دشمن کے مقابل آکر اپنے حسب ونسب، کارناموں اور آباء کے مفاخر وغیرہ پر مبنی اشعار پڑھے جاتے تھے جس سے مقصود دشمن پر دھاک بٹھانا ہوتا تھا ایسے اشعار کو ''رجز'' کہتے ہیں۔ اشعار بالعموم تیز تیز پڑھے جاتے تھے اس لیے فرمایا کہ اس نے شعر گوئی کی ہے قرآن تھوڑا ہی پڑھا ہے۔ (ع،س)

بعض اہل علم نے تین روز سے کم مدت میں قرآن مجید ختم کرنے کی اجازت دی ہے۔

مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ وتروں کی آخری رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا کرتے تھے۔

سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کے اندر ایک رکعت میں قرآن پاک مکمل پڑھا۔

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔

فائدہ: احادیث کی رو سے تین دن سے کم مدت میں قرآن مجید ختم کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔ ایک رات میں قرآن ختم کرنا مکروہ اور غلط ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت فہم پر مبنی ہونی چاہیے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ کچھ لوگ جو اپنے آئمہ کی شان میں یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رات کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے، رات کو ہزار رکعت پڑھتے اور قرآن مجید ختم کرتے تھے، تو یہ سب باتیں نادان دوستوں کی خود ساختہ ہیں ان میں ان بزرگوں کی طرف غلطی اور سنت کی مخالفت کی نسبت ہے۔ مندرجہ بالا تین حوالے بھی (سعید بن جبیر، سیدنا تمیم داری اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق) بھی

شرح السنہ میں بغیر سند اور حوالہ کے مذکور ہیں۔ ممکن ہے ان بزرگوں کو منع والی احادیث کا علم نہ ہو، یا وہ اپنے لیے کوئی تاویل کرتے ہوں، بصورت دیگر یہ ان کا ذاتی عمل سمجھا جائے گا اور ہمارے لیے بطورِ عمل آپ ﷺ کی سنت کافی ہے۔ (ع،س)

(17)......باب

(١٢٢٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ......

عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ، وَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ۔))

سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید کی تلاوت اس وقت تک کرو جب تک تمہارے دل اس میں لگے رہیں، جب دل اکتا جائے تو چھوڑ دو۔''

(18)...... بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ))

نبی ﷺ کا فرمان کہ قرآن سات قرأتوں میں نازل کیا گیا ہے

(١٢٢٥)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْن عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمِيدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، وَاللَّفْظُ لَهُ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ، فَرَاجَعْتُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے مجھ کو (پہلے) ایک قراءت میں قرآن پڑھایا، تو میں نے ان سے کہا: (کہ اس میں بہت مشکل ہوگی) میں مسلسل ان سے کہتا رہا کہ اور حروف میں بھی پڑھنے کی اجازت دو، یہاں تک کہ سات حروف کی اجازت مل گئی۔''

(١٢٢٤) أخرجه البخاري: ٥٠٦٠، و مسلم: ٢٦٦٧

(١٢٢٥) أخرجه البخاري: ٤٩٩١ و مسلم: ٨١٩

شرح امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان سات حروف کا معنی ایک ہی ہے۔ صرف الفاظ کی ادائیگی میں فرق ہے یعنی لغات اور اسالیب نطق مختلف ہیں اس سے حلال وحرام میں کوئی خلل نہیں پڑتا، جو چیز حلال ہے وہ حلال ہی ہے اور جو حرام ہے وہ حرام ہے۔

(١٢٢٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِءِ، أَنَّهُ قَالَ......

سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيهَا، فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُ حَتَّى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اقْرَأْ)) فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَكَذَا أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ لِي: ((اقْرَأْ فَقَرَأْتُ)) فَقَالَ: ((هَكَذَا أُنْزِلَتْ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔))

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا، وہ ایسے الفاظ پڑھ رہے تھے جو میں نہیں پڑھتا تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے مجھے وہ سورت سکھائی تھی، قریب تھا کہ میں جلد بازی کرتے ہوئے انہیں فوراً (نماز ہی میں) پکڑلتا، مگر میں نے صبر کیا حتی کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں انہی کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہیں سورۂ فرقان اس قراء ت سے مختلف الفاظ کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے جس طرح آپ نے مجھے پڑھائی۔ آپ نے انہیں فرمایا: ''پڑھو۔'' انہوں نے وہی پڑھا جو میں نے انھیں پڑھتے سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اسی طرح اتاری گئی ہے۔'' پھر مجھ سے فرمایا: ''تم پڑھو۔'' میں نے پڑھا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسی طرح اتاری گئی ہے، یہ قرآن سات لہجوں میں اتارا گیا ہے چنانچہ جو آسان ہو پڑھو۔''

شرح ((لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ۔)) ''میں انھیں کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر انھیں کھینچتے ہوئے لے آیا۔''

(١٢٢٦) أخرجه البخاري: ٢٤١٩، و مسلم: ٨١٨

(١٢٢٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ الْجُرْجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ جَدِّهِ......

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ، قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ ، فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي ، فَقَرَأَ قِرَاءَةً ، أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ ، فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ ، فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: إِنَّ هَذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ، وَدَخَلَ آخَرُ ، فَقَرَأَ سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ ، فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَءَ ، فَحَسَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَأْنَهُمَا ، فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ ، وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ غَشِيَنِي ، ضَرَبَ فِي صَدْرِي ، فَفِضْتُ عَرَقًا ، وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَرَقًا ، فَقَالَ لِي: ((يَا أُبَيُّ! أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنِ اقْرَإِ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ ، فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي ، فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَأْهُ عَلَى حَرْفَيْنِ ، فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي ، فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ ، وَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا ، فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي ،

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا کہ ایک آدمی آیا اور نماز پڑھنے لگا، اس نے قراءت کی جس کو میں نے اپنی قراءت کے خلاف پایا، پھر ایک اور شخص آیا، اس نے اپنے ساتھی کی قراءت سے بھی ہٹ کر پڑھا، جب ہم نے نماز پوری کر لی تو ہم سب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے کہا: اس نے میری قراءت سے مختلف پڑھا، دوسرا شخص آیا تو اس نے اپنے ساتھی کی قراءت سے مختلف پڑھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو پڑھنے کے لیے کہا تو انہوں نے پڑھ کر سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تصویب فرمائی، تو میرے دل میں کچھ تکذیب آ گئی جو زمانہ جاہلیت کی تکذیب کی طرح نہ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری صورت حال کو بھانپ لیا جس نے مجھے ڈھانپ لیا تھا تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پسینے سے شرابور ہو گیا اور مجھے گویا خوف کے مارے اللہ نظر آنے لگا۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اے اُبی! پہلے میری طرف حکم بھیجا گیا کہ میں قرآن کو ایک لہجے پر پڑھوں، تو میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ میری امت پر آسانی اور نرمی فرمائی جائے، دوبارہ مجھے حکم ملا کہ دو حروف میں قرآن پڑھوں، میں نے پھر عرض کیا کہ میری امت پر

(١٢٢٧) أخرجه مسلم: ٨٢٠

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لأُمَّتِي ، وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتَّى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.))

آسانی کیجئے، تیسری بار مجھے حکم ہوا کہ سات حروف پر قرآن پڑھوں اور ارشاد ہوا کہ تم نے جتنی مرتبہ امت پر آسانی کے لیے عرض کیا ہر مرتبہ کے عوض ایک دعا مقبول ہے، تم ہم سے مانگ لو، میں نے کہا: اے اللہ! میری امت کو بخش دے، اے اللہ! میری امت کو بخش دے، اور میں نے تیسری دعا اس دن کے لیے مؤخر کر دی ہے جس دن تمام مخلوق میری طرف رغبت کرے گی حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔''

(١٢٢٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَعِيدٍ مَوْلَى الْحَضْرَمِيِّ......

عَنْ أَبِي جُهَيْمٍ الأَنْصَارِيِّ: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَارَيَا فِي آيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ كِلاهُمَا يَزْعُمُ أَنَّهُ تَلَقَّاهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَاشَيَا جَمِيعًا حَتَّى أَتَيَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَكِلاهُمَا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمَا سَمِعَا مِنْهُ ، فَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ نُزِّلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ ، فَلا تُمَارُوا فِي الْقُرْآنِ ، فَإِنَّ مِرَاءً فِيهِ كُفْرٌ.))

سیدنا ابوجہیم انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو آدمی قرآن کی ایک آیت کے متعلق جھگڑنے لگے، ان میں سے ہر ایک یہ یقین دلا رہا تھا کہ میں نے اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے (جبکہ لہجوں کا اختلاف تھا) چنانچہ وہ دونوں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وضاحت کی کہ ہم نے آپ ہی سے سیکھا ہے۔ راوی نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے (لہٰذا جو آسان لگے پڑھو) اور قرآن مجید میں جھگڑا نہ کرو، یقیناً اس میں جھگڑنا کفر ہے۔''

(١٢٢٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا

(١٢٢٨) اسناده صحيح على شرط الشيخين ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٧٥٤٢

(١٢٢٩) أخرجه البخاري: ٣٤٧٦

مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَیْسَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهِلَالِیَّ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ، وَسَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ خِلَافَهَا، فَجِئْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَعَرَفْتُ فِی وَجْهِهِ الْكَرَاهِیَةَ، وَقَالَ: ((كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ، فَلَا تَخْتَلِفُوا، فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا۔))

جناب نزّال بن سبرہ ہلالی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایک شخص (اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ) کوقرآن پڑھتے ہوئے سنا جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے برعکس پڑھتے سنا تھا۔ تو میں اس آدمی کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور پورا ماجرا سنا دیا۔ میں نے آپ کے چہرۂ انور پر ناگواری کے اثرات محسوس کیے اور آپ نے فرمایا: ''تم دونوں صحیح ہو اختلاف نہ کیا کرو، تم سے پہلے کی امتوں نے اختلاف کیا جس کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم نے سات حروف کے بارے میں شدید اختلاف کیا ہے اور اس کے متعلق بے شمار اقوال ہیں۔ ایک قوم نے کہا: سات حروف سے مراد (۱) قرآن مجید میں دیئے گئے وعدہ ہائے ثواب وجنت ہیں۔ (۲) وعید اور سزائیں۔ (۳) حلال امور کا تذکرہ۔ (۴) حرام اشیاء کا ذکر۔ (۵) مواعظ ونصائح۔ (۶) امثال ونظائر۔ (۷) حجتیں اور دلائل وبراہین۔ (توحید اور رسالت) جبکہ کچھ دوسرے علماء کا کہنا ہے اس سے مراد (۱) اوامر۔ (۲) نواہی۔ (۳) محظورات۔ (۴) مستحبات۔ (۵) ماضی کی اخبار۔ (۶) آئندہ کے حالات۔ اور (۷) امثال قرآنیہ ہیں۔

ان تمام اقوال میں سے راجح اور صحیح ترین قول جو احادیث کے ظاہری مفہوم سے ہم آہنگ ہے وہ یہ ہے کہ ان حروف سے مراد لہجوں کا اختلاف ہے۔ عرب کا ہر قبیلہ اپنی لغت اور اپنے اسلوب نطق کے مطابق پڑھتا تھا تو اس میں ادغام، امالہ، تفخیم، اشمام، اتمام، ہمزہ، ترقیق، قصر، مدہ وغیرہ کے اختلاف شامل ہیں۔ جو سات اہم قبائل عرب میں مروج تھے۔ اس طرح ایک لفظ کو بعض دفعہ سات طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اس اختلاف کو یوں سمجھیں جس طرح تمہارا کوئی کسی کو بلانے کے لیے (هَلُمَّ، تَعَالَ، اَقْبِلْ) کہے یہ الفاظ تو مختلف ہیں مگر مطلب سبھی کا ایک ہی ہے۔ (روایة منقطعة)

جناب ابن سیرین رحمہ اللہ نے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قراءت میں یوں ہے: ﴿إِنْ كَانَتْ إِلَّا زَقْیَةً وَاحِدَةً﴾ اور ہماری یعنی جمہور کی قراءت میں ﴿صَیْحَةً وَّاحِدَةً﴾ ہے اور معنی دونوں کا ایک ہے۔

ابو عبید نے کہا: ''سات حروف'' سے مراد سات لغات ہیں جو اہم سات قبائل عرب میں رائج تھیں اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک حرف کو سات انداز واسالیب سے پڑھا جا سکتا ہے۔ ان سات حروف سے مراد اختلاف قراءت کی سات نوعیتیں ہیں جو قرآن مجید کے مختلف مقامات پر استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً قریش کسی لفظ کو ایک طرح پڑھتے ہیں اور اہل یمن کے ہاں اور۔ اسی طرح باقی لغات کو سمجھ لیجیے، اس طرح مفہوم ومعنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہر کیف سات قراءتوں کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھنے والے کو سات اسالیب سے پڑھنے کی اجازت ہے، وہ ان سات متواتر قراءتوں میں سے جس کے مطابق چاہے پڑھ سکتا ہے۔ آئمہ کرام کا کہنا ہے کہ یہ اجازت امت کو آسانی، سہولت اور وسعت کے پیشِ نظر دی گئی ہے اور یہ امت مسلمہ پر اللہ کریم کا خاص فضل وکرم ہے۔ اگر اس بات کا حکم دیا جاتا کہ ہر قبیلہ اپنی زبان واسلوب جس کو وہ صدیوں اور نسلوں سے بولتے چلے آتے تھے، چھوڑ کر لغت قریش کے مطابق پڑھے تو ان لوگوں کے لیے اس دور میں کسی دوسرے قبیلے کی لغت اور اسلوب کو قبول کر لینا بعض اسباب کی وجہ سے از حد مشکل تھا۔

اس پہلو پر سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت دلالت کناں ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل امین سے ملے اور فرمایا: ''اے جبریل! مجھے اُمّی لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے، ان میں بوڑھی عورتیں، عمر رسیدہ افراد، نوعمر لڑکے، لڑکیاں اور ایسے افراد بھی ہیں جو لکھنے پڑھنے سے بالکل نابلد ہیں۔'' (تو ان کے لیے قرآن مجید ایک قراءت کے مطابق پڑھنے میں دشواری اور دقت ہوگی۔) جبریل علیہ السلام نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بلاشبہ قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔'' (حسن صحیح، ترمذی: ۲۹۴٤)

اس حدیث مبارکہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ سبعہ حروف سے مراد سات لغات ہیں۔ اگر اس سے مراد، اوامر، نواہی، وعدہ وعید وغیرہ ہوتے تو پھر ایک قراءت کا دوسری کی نسبت سے آسان ہونے کا کیا مطلب ہوا؟ یقیناً ایک لہجہ ہی دوسرے لہجے سے سہل اور آسان ہوسکتا ہے اور دیکھئے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو الگ الگ انداز اور لغت میں پڑھنے والوں سے فرمایا تھا: ((هٰـكَذَا أُنْزِلَتْ۔)) ''اسی طرح نازل کیا گیا ہے۔'' اگر دونوں کے درمیان اختلاف حلال وحرام وغیرہ میں تھا تو آپ دونوں حضرات کی تصدیق وتصویب نہ فرماتے کیونکہ اس سے تو نقص اور اختلاف لازم آتا ہے جبکہ اللہ کا کلام اس بات سے پاک، مبرا اور منزہ ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قراءت اور لہجات کا اختلاف کچھ برا نہیں بلکہ ایک بدیہی چیز ہے۔ اس سے اصل کلام میں فرق نہیں پڑتا۔ یہ کتاب اللہ میں تعارض اور تناقض کے زمرے میں بھی نہیں آتا جس کی قرآن مجید میں نفی کی گئی ہے: ﴿لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ ''اگر یہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف ہوتا۔'' (سورۂ نساء: ۸۲)

پھر یہ بھی یاد رہے کہ سات حروف پر پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہر کوئی آزادانہ، بلا روک ٹوک جیسے چاہے اپنی زبان

کے مطابق پڑھتا چلا جائے بلکہ قراءت کی سات نوعیتیں توقیفی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد کردہ ہیں ان کے مطابق پڑھنا، اللہ تعالیٰ کے اسی کلام کو پڑھنا ہے جو روح الامین جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر آئے اور یہ سب کچھ مولیٰ کریم کی منشاء، مرضی اور اجازت سے ہے۔ اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذی شان دلالت کرتا ہے: ''بلاشبہ یہ قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔'' آپ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ سات حروف بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان المبارک میں جتنا قرآن نازل ہو چکا ہوتا اس کا جبریل علیہ السلام کے ساتھ دور کرتے تو جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تبدیلی فرما دیتے یا منسوخ کر دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ الگ قراءت میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ دور کرتے جو منزل من اللہ اور مباح ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی اجازت تھی کہ ان سب قراءتوں کے مطابق پڑھیں اور امت کو تعلیم فرمائیں۔ ان تمام حروف یا الفاظ اور الفاظ کی ادائیگی وغیرہ میں ضرور فرق ہوتا ہے مگر معانی ومطالب میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا یعنی ''احرف'' کے اختلاف سے مطالب قرآن میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور نفس مضمون ویسے ہی رہتا ہے۔

یہ سات مختلف حروف ایک ہی معنی ومفہوم کے حامل ہوتے ہیں۔ ان سے حلال وحرام میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ حدیث مبارکہ میں بھی ایسے ہی مروی ہے۔ جناب عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد (سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: قرآن مجید کو ایک حرف پر پڑھیں، میکائیل علیہ السلام نے ان سے کہا: زیادہ کی اجازت دیجئے، تو انہوں نے کہا: دو حرفوں پر، حتی کہ بات سات حرفوں تک پہنچی، ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے جیسے آپ کسی سے کہیں ''ھلُمَّ'' یا ''تعال'' (دونوں لفظوں کا معنی ایک ہی ہے ''ادھر آؤ'')۔ مگر کسی آیت عذاب کو رحمت کے ساتھ یا کسی آیت رحمت کو عذاب کے ساتھ نہ بدلیں۔ (مسند احمد: ۲۰۵۳۷، صحیح، لیکن اس حدیث کا آخری حصہ ''ھلُمَّ'' یا ''تعال'' ضعیف ہے)

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اُبی! مجھے قرآن پڑھایا گیا تو کہا گیا: ایک حرف پر (پڑھنا پسند کرتے ہو) یا دو حرفوں پر؟ تو وہ فرشتہ جو میرے ساتھ تھا، اس نے کہا کہ کہو: دو حرفوں پر، تو میں نے کہا: دو حرفوں پر، پھر مجھے کہا گیا: دو حرفوں پر یا تین حرفوں پر؟ وہ فرشتہ جو میرے ساتھ تھا اس نے کہا: کہو: تین حرفوں پر، میں نے کہا: تین حرفوں پر حتی کہ بات سات حرفوں تک پہنچی۔ پھر کہا: ان میں سے ہر ایک حرف شافی کافی ہے۔ اگر آپ ﴿سَمِيْعًا عَلِيْمًا﴾ کی بجائے ﴿عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ کہہ دیں تو صحیح ہے مگر کسی آیت عذاب کو رحمت کے ساتھ یا کسی آیت رحمت کو عذاب کے ساتھ نہ بدلیں۔'' (صحیح، ابوداود: ۱٤۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور کچھ دیر بعد تک تو معاملہ اسی طرح رہا، لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمودہ قراءت کے مطابق پڑھتے رہے (کیونکہ عرب تو عربی کے مختلف لہجوں کے فرق کو سمجھتے تھے) اوائل خلافت عثمان رضی اللہ عنہ

تک ان قراءتوں اور حروف میں قرآن پڑھا جاتا رہا، مگر جب مملکت اسلامیہ کی حدود از حد وسیع ہوگئیں اور عجم کی کثیر تعداد اسلام میں داخل ہوگئی تو مختلف قراءتوں سے ان کے آپس میں الجھنے اور دست وگریبان ہونے کے واقعات میں کثرت آگئی اور معاملہ انتہائی گھمبیر ہوگیا، لوگ ایک دوسرے سے براءت کا اظہار کرنے لگے اور کفر کے فتوے لگانے لگے، شدید اختلاف اور تفرقہ رونما ہوا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل علم صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور دیگر اصحاب حل وعقد کے مشورے سے ایک قراءت (قراءت قریش) پر مصحف تیار کیا اور اس کی نقلیں تیار کروا کے مملکت میں پھیلا دیں تاکہ امت اختلاف وافتراق سے محفوظ رہے۔ یہ نسخہ (مصحف عثمانی) وہی تھا جس کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ آخری مرتبہ دور فرمایا تھا یعنی لغت قریش کے مطابق اور اسی قراءت کے مطابق ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں ستر قراء صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی شہادت کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے مشورے کے ساتھ چمڑے کے ٹکڑوں، شانے کی ہڈیوں اور پالان وغیرہ کی لکڑیوں سے اکٹھا کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس وقت اس بات کا شدید اندیشہ محسوس کیا جارہا تھا کہ اگر جنگوں میں اس کثرت سے حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوتے رہے تو کہیں قرآن مجید ضائع نہ ہوجائے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرکاری اہتمام سے ایک مصحف تیار کروایا اور وہی پوری امت کے لیے اصل اور قابل اعتماد قرار پایا۔ بعد ازاں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم فرمایا تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک جماعت نے اسے مرتب کیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں حکم دیا کہ اگر تمہارا کسی چیز میں اختلاف ہوجائے تو قریش کی لغت پر لکھنا کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دیگر قراءت والے نسخہ جات جلا دیے تھے تاکہ عجمی لوگوں کے لیے وہ فتنہ نہ بن جائیں کیونکہ عرب تو عربی کے مختلف لہجوں کے فرق کو سمجھتے تھے مگر عجمی تو انہیں سات قرآن ہی کہتے تھے لہٰذا انہوں نے اس کا سدِ باب کر دیا۔ رضی اللہ عنہم وارضاعنہم۔

یہ نسخہ جو اب امت کے سامنے دو گتوں میں محفوظ ہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کی سند حاصل ہے۔ امت کے لیے یہی نسخہ پیشوا، رہنما اور اصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ امت کے کسی فرد کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس کے الفاظ وحروف اور کتابت کے انداز سے تجاوز کرے۔

باقی رہا مختلف قراءات اور لغات کے مطابق قرآن مجید پڑھنے کی اجازت کا ہونا تو یہ امت کی آسانی اور سہولت کے پیش نظر ہے اور یہ تیسیر اور وسعت اب بھی موجود ہے کیونکہ ان کو مشہور قرائے کرام نے نقل صحیح اور تواتر کے ساتھ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بیان کیا ہے اور حضرات صحابہ جن کی عدالت وثقاہت پر امت کا اتفاق ہے، نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہے۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: قرآن مجید کی قراءت وتلاوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اخذ کردہ اور توقیفی (من جانب اللہ) ہے، یعنی حروف پڑھنے اور قراءت کے انداز واسلوب میں امت کے سلف کی پیروی کی جائے گی اور اس سے قطعاً انحراف نہیں کیا جائے گا، مصحف امام (راہنما نسخہ) اور مشہور متواتر قراءتوں کی مخالفت جائز نہیں۔ اگر چہ عربی زبان میں ان کے علاوہ بھی لغات اور اسالیب موجود ہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام نیز بعد کے دور کے آئمہ اور اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسے حرف کے مطابق قرآن پڑھے جو رسول اللہ ﷺ سے باسند صحیح ثابت نہیں اور آپ نے اس کے مطابق امت کو پڑھایا نہیں، قراءت میں بھی آپ کی سنت اور طریقے کو محفوظ رکھا جائے گا۔

حدیث میں (سبعة احرف) کے بارے میں مذکور ہے کہ ((کلها شاف کاف۔)) ''ہر ایک حرف شافی کافی ہے۔'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان میں سے جس حرف کے مطابق بھی قرآن پڑھا جائے اس سے مومنوں کے سینے ٹھنڈے ہوتے ہیں اور انہیں پوری طرح اطمینان نصیب ہوتا ہے کیونکہ یہ ادائیگی حروف کی محض سات نوعیتیں ہیں، ان سے معنی ومفہومِ قرآن میں کچھ فرق نہیں پڑتا اور ان کا پڑھنا وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ﴾ .... ''کہہ دیجئے! یہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور شفا کا باعث ہے۔'' (سورۂ فصلت: ۴۴)

اور یہ اَحرف اللہ کے رسول ﷺ کی سچائی اور قرآن مجید کے معجز کلام ہونے پر بطور حجت اور دلیل کافی ہیں، پوری انسانیت قیامت تک کے لیے اس قرآن کا مثل لانے سے عاجز اور درماندہ ہے۔

(19)......بَابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ
قرآن مجید جمع کرنے کا بیان

(۱۲۳۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَبُو ثَابِتٍ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا: یمامہ کی جنگ میں بہت بڑی تعداد قرآن کے قاریوں کی شہید

(۱۲۳۰) أخرجه البخاري: ٤٩٨٦، ٧١٩١

فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعْ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنْ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِي حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللّٰهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَيَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنْ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ فِي آخِرِ سُورَةِ التَّوْبَةِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ.....﴾ إِلَى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا وَكَانَتْ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ۔

ہو گئی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اگر اسی طرح کفار کے ساتھ جنگوں میں قرآن مجید کے قرّا قتل ہوتے رہے تو یوں قرآن کے جاننے والوں کی بہت بڑی تعداد ختم ہو جائے گی، اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید کو (باقاعدہ کتابی شکل میں) جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں ایک ایسا کام کس طرح کروں جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں نہیں کیا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ تو ایک کارِ خیر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ بات مجھ سے بار بار کہتے رہے، آخر اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں میرا سینہ کھول دیا جس میں عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھلا تھا اور اب میری بھی وہی رائے ہو گئی ہے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ (زید رضی اللہ عنہ) جوان اور عقلمند ہیں، آپ کو معاملہ میں متہم بھی نہیں کیا جاسکتا اور آپ رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھتے بھی رہے ہیں، اس لیے آپ قرآن مجید کو پوری تلاش اور محنت کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیں۔ (زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) اللہ کی قسم! اگر وہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹانے کے لیے کہتے تو میرے لیے یہ کام اتنا مشکل نہیں تھا جتنا کہ ان کا یہ حکم کہ میں قرآن مجید کو جمع کر دوں۔ میں نے کہا: آپ لوگ ایک ایسے کام کو کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے خود نہیں کیا؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ ایک عمل خیر ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ جملہ برابر دہراتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی ان کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرح سینہ کھول دیا اور میری بھی وہی رائے ٹھہری جو ان دونوں بزرگوں کی تھی چنانچہ میں

نے قرآن مجید کی تلاش شروع کر دی اور قرآن مجید کو کھجور کی چھلی ہوئی شاخوں، چمڑے کے ٹکڑوں، پتلے اور سفید پتھروں سے (جن پر قرآن لکھا گیا تھا) اور لوگوں کے سینوں کی مدد سے جمع کرنے لگا۔ سورۂ توبہ کی آخری آیت ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ....﴾ مجھے سیدنا خزیمہ یا ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملی تو میں نے اس کو سورۂ توبہ کے ساتھ لگا دیا۔ جمع کے بعد قرآن کے یہ صحیفے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھے، پھر ان کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے، جب تک کہ وہ زندہ رہے، پھر وہ ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہے۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے دو سندیں ذکر کر کے وضاحت کی ہے کہ سورۂ توبہ کی آیت سیدنا ابوخزیمہ نہیں بلکہ خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔

((اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ۔)) ''بہت زیادہ شہادتیں ہوئیں۔'' عرب لوگ ناپسندیدہ کاموں کی نسبت گرمی کی طرف کرتے تھے اور پسندیدہ امور کی نسبت سردی کی جانب۔ مثال مشہور ہے: (وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰى قَارَّهَا۔) یعنی جس نے کسی چیز سے منفعت اٹھائی ہو نقصان اور تاوان کا بھی وہی ذمہ دار ہے۔

((الْعُسُب)) ''کھجور کے ڈنٹھل۔''

((اللِّخَاف)) ابو عبید نے کہا: اس سے مراد سفید باریک پتھر ہیں۔

(۱۲۳۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَا خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ....﴾

أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، قَالَ: لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ، فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نے قرآن مجید کو مصاحف میں درج کر دیا تو میں نے سورۂ احزاب کی آیت کو گم پایا، میں رسول اللہ ﷺ کو یہ

(۱۲۳۱) أخرجه البخاري: ٤٧٨٤

يَـقْـرَؤُهَا ، لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلا مَعَ خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔

آیت پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا، میں نے اس آیت کریمہ کو سیدنا خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں پایا جن کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے برابر قرار دی تھی ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ .... ''مومنوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔'' (سورۂ احزاب: ۲۳)

فائدہ: یہ آیت ان بعض صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اس موقعہ پر جاں نثاری کے عجیب وغریب جوہر دکھائے تھے۔ سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ بھی اس آیت کے مصداق ہو سکتے ہیں کہ انہوں نے گھوڑے کی خرید کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دی تھی۔ ہوا یوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا، بھاؤ کے بعد آپ رقم لینے کے لیے گھر تشریف لائے۔ اتنے میں وہ شخص سودے سے منحرف ہو گیا اور کہنے لگا: میں نے آپ کو گھوڑا فروخت ہی نہیں کیا، کیا ہے تو گواہ پیش کیجئے، اتفاقاً سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے گواہی دے ڈالی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: خزیمہ! تم نے گواہی کیونکر دے ڈالی، تم تو سودے کے وقت موجود نہ تھے؟ سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو رسول مانا ہے اور قول وفعل میں سچا جان کر ہی تسلیم کیا ہے، آپ جو فرما رہے تھے کہ میں نے اتنے میں خریدا ہے لہٰذا میں نے آپ کی تصدیق کر دی۔ اس جان نثاری اور عدیم المثال اعتماد کی بنا پر اعزازاً سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو افراد کے قائم مقام قرار دیا۔ (ع،س)

تشریح: ((لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ اِلَّا مَعَ خُزَيْمَه۔)) ''میں نے اس آیت کریمہ کو سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے پاس نہ پایا۔'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن مجید کی یہ آیت امت میں سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو یاد ہی نہیں تھی بلکہ یہ مراد ہے کہ کسی اور کے پاس لکھی ہوئی موجود نہ تھی وگرنہ خود سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور یہ بھی معلوم تھا کہ یہ سورۂ احزاب کی آیت ہے۔ اسی طرح دیگر صحابہ کرام کو بھی یاد تھی البتہ بعض بھول چکے تھے۔ جب اس آیت کو سنا تو یاد آ گئی۔

لوگوں سے قرآن مجید کے سلسلہ میں جستجو کرنا اور ٹوہ لگانا اس غرض سے نہ تھا کہ قرآن مجید کا کچھ حصہ مستور تھا اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا بلکہ یہ ساری محنت وکاوش اور دقت اس غرض سے تھی کہ اطمینان قلب حاصل ہو اور قرآن مجید کا معاملہ واضح اور روشن ہو جائے وگرنہ یہی قرآن اسی ترتیب کے ساتھ نمازوں میں پڑھا جاتا تھا اور آپ نے اپنی زندگی کے آخری سال دو مرتبہ جبریل علیہ السلام کے ساتھ اسی کے مطابق دور فرمایا۔ نیز سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ

منقول ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا: نبی ﷺ کے دور مسعود میں کونسے صحابہ نے قرآن مجید کو اکٹھا کیا؟ تو انہوں نے کہا: چار نے، سبھی کا تعلق انصار سے ہے: اُبی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ایک روایت میں ہے کہ ابودرداء، معاذ بن جبل، زید اور ابوزید رضی اللہ عنہم اجمعین نے۔ ان حضرات کے علاوہ اس عظیم اور مقدس کام میں دیگر صحابہ بھی شریک رہے ہیں چونکہ یہ کام ان کی سرکردگی میں ہوا اس لیے یہ زیادہ مشہور ہیں۔

صحیح سند کے ساتھ نبی ﷺ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ''چار حضرات سے قرآن مجید پڑھا کرو: عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، اُبی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے۔'' (صحیح بخاری: ۳۷۵۸، صحیح مسلم: ۲٤٦٤)

مشہور و معروف قرائے کرام اپنی اپنی قراءت کی سند حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تک پہنچاتے ہیں۔ مثلاً جناب عبداللہ بن کثیر اور جناب نافع رحمہ اللہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ تک، جناب عبداللہ بن عامر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تک، جناب عاصم رحمہ اللہ سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا زید رضی اللہ عنہم اجمعین تک، جناب حمزہ سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما تک پہنچاتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی ﷺ ہی سے قرآن پڑھا اور سیکھا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید بطور حفظ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں جمع شدہ اور محفوظ تھا البتہ صرف سورۂ براءت کا محل واضح نہیں تھا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ تم نے کیا کیا کہ سورۂ انفال، جو مثانی میں سے ہے اسے سورۂ براءت جو کہ مئین میں سے ہے، کے ساتھ اکٹھا لکھ دیا ہے اور تم نے ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بھی نہیں لکھا؟ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں قرآن مجید اترتا تھا، جب کوئی سورت یا آیات نازل ہوتیں تو آپ کاتبینِ وحی کو بلاتے اور فرماتے کہ اس سورت یا آیت کو فلاں جگہ درج کردو، فلاں آیت کے بعد اور فلاں آیت سے پہلے۔ سورۂ انفال مدینہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی جبکہ سورۂ براءت آخری تنزیلات میں سے ہے اور ان دونوں میں بیان کردہ مضمون باہم ملتا جلتا اور حد درجہ مشابہ ہے اب ہوا یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ فوت ہو گئے اور یہ وضاحت نہ ہو سکی کہ سورۂ براءت کا تعلق سورۂ انفال سے ہی ہے یا نہیں؟ مضمون کی ہم آہنگی کے پیش نظر میں نے ان دونوں کو یکجا لکھ دیا اور نبی ﷺ کی طرف سے وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی گئی۔ (ضعیف، ابوداود: ۷۸٦، ترمذی: ۳۰۸٦)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید اسی ترتیب کے ساتھ اکٹھا موجود تھا اور سورۂ براءت کے متعلق وضاحت نہ ہونے کی وجہ ممکن ہے یہ ہو کہ تلاوت کے نسخ کا امکان ہو جس طرح احکام کا نسخ ہوتا رہتا تھا، اگر آپ یکجا لکھوا دیتے اور پھر کچھ حصے کی تلاوت منسوخ ہو جاتی تو اس سے یک گونہ اختلاف جنم لیتا اور دین کا معاملہ مشتبہ ہو جاتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کیفیت سے مسلمانوں کے دلوں کو محفوظ رکھا تا آنکہ نسخ ہونے کا زمانہ ختم ہو گیا تو اس نے اپنے نبی کے خلفاء کو قرآن مجید کے جمع و تدوین کی توفیق ارزانی فرمائی۔ فَلَهُ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَآخِرًا۔

(١٢٣٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ......

نَا ابْنُ شِهَابٍ، ﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ....﴾ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّأْمِ فِي فَتْحِ إِرْمِينِيَةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ارمینیہ اور آذربیجان کی فتح کے سلسلہ میں شام کے غازیوں کے لیے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی قراءت کے اختلاف کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ آپ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المومنین! اس سے پہلے کہ یہ امت بھی یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے، آپ اس کو سنبھال لیجئے۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کہلایا کہ صحیفے (جنہیں سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے جمع کیا تھا اور جن پر مکمل قرآن مجید لکھا ہوا تھا) ہمیں دے دیں تاکہ ہم انہیں مصاحف میں (کتابی شکل میں) نقل کروالیں، پھر اصل تم کو لوٹا دیں گے، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیے اور آپ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حکم دیا کہ وہ ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کرلیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کے تین قریشی صحابیوں سے کہا: اگر آپ لوگوں کا قرآن مجید کے کسی لفظ سے سلسلہ میں سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہوتو اسے قریش کی زبان کے مطابق

(١٢٣٢) أخرجه البخاري: ٤٩٨٧

لکھنا کیونکہ قرآن مجید بھی قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا تھا، چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جب تمام صحیفے مختلف نسخوں میں نقل کر لیے گئے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو واپس لوٹا دیا اور اپنی سلطنت کے ہر علاقے میں نقل شدہ مصحف کا ایک ایک نسخہ بھجوا دیا اور حکم دیا کہ اس کے سوا کوئی چیز اگر قرآن کی طرف منسوب کی جاتی ہے خواہ وہ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہو تو اسے جلا دیا جائے۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں روز روشن سے بھی واضح دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے دوگتوں کے مابین جس قرآن کو جمع کیا یہ وہی قرآن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس میں رتی بھر کمی بیشی نہیں کی، اس جمع وتدوین کا سبب اور باعث کیا بنا اس کا بیان مندرجہ صدر حدیث مبارکہ میں مذکور ہے۔ قرآن مجید تحریری صورت میں متفرق طور پر موجود تھا مثلاً کھجور کی شاخوں، باریک سلوں، ہڈیوں، پالان کی لکڑیوں پر لکھا ہوا تھا اور زبانی طور پر لوگوں کو یاد تھا مگر سارا قرآن ایک جگہ ایک مصحف میں نہیں جمع ہوا تھا۔ اس لیے خطرہ محسوس ہوا کہ اگر حفاظ کرام جنگوں میں شہادت سے ہمکنار ہوتے رہے اور قرآن مجید منتشر انداز ہی میں پڑا رہا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ امت مسلمہ اپنی کتاب کے کچھ حصے سے محروم ہو جائے۔ بایں وجہ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور جانشین کے پاس گھبرائے ہوئے چلے آئے اور انہیں اس کتاب مقدس کی جمع وتدوین کے لیے کہا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور اصحاب حل وعقد کی متفقہ رائے کے ساتھ ایک جگہ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم صادر فرمایا تو لکھنے والوں نے بغیر کچھ آگے پیچھے کیے قرآن مجید تحریر کیا، قرآن کی ترتیب بھی قطعی طور پر توقیفی ہی رکھی، اس میں سرمو انحراف نہیں کیا گیا، وہی ترتیب جو جبریل امین علیہ السلام نے اللہ تعالی سے وصول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ جبریل علیہ السلام کہتے تھے کہ اس سورت کو فلاں جگہ رکھا جائے، اس آیت کا محل فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد ہے وغیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات مبارکہ میں جس ترتیب کے ساتھ قرآن پڑھا کرتے تھے اور جس کے مطابق آپ نے صحابہ کرام کو قرآن کی تعلیم دی تھی اسی ترتیب کے مطابق سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید ایک جگہ مرتب کروایا تھا اور یہ ان کا امت پر بہت بڑا احسان ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ

یہ تفصیل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورتوں کا فرق نہ پہچانتے تھے حتی کہ ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ نازل کی جاتی اور جب بسم اللہ نازل ہو جاتی تو آپ کو پتہ

چل جاتا کہ سورت اختتام پذیر ہوگئی ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کوشش وکاوش اور محنت ومشقت قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کرنے میں تھی، ترتیب لگانے میں نہ تھی کیونکہ قرآن مجید تو ہمارے مصاحف کی ترتیب کے مطابق لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا اوراسی طرح نازل ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یکبارگی ماہِ رمضان میں شب قدر میں آسمانِ دنیا پر نازل کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ﴾ .... ''ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۸۵) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ .... ''یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔'' (سورۂ قدر: ۱)

پھر وہاں سے آہستہ آہستہ قسط وار، تھوڑا تھوڑا، حسب ضرورت، واقعات وحالات کے مطابق آپ کی زندگی میں نازل کیا گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ﴾ .... ''قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے اتارا ہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں۔'' (سورۂ اسراء: ۱۰۶)

یاد رہے کہ قرآن کی جمع وتدوین بدعت کے زمرے میں نہیں آتی کہ بدعت وہ کام ہے جس کا ثبوت قرون ثلاثہ سے نہ ہو اور قرآن مجید تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زندگی میں لکھوایا تھا، لہٰذا بدعت کیسے ہوا؟ البتہ متفرق اجزا کو سیدنا ابو بکرصدیق، عمر فاروق اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین نے صحابہ کے مشورے سے ایک جگہ مرتب کر دیا۔ اس طرح قرآن پہلی کتابوں کی طرح شدید اختلاف اور ضائع ہونے سے بچ گیا اور حفاظت قرآن کا خدائی وعدہ پورا ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ﴾ .... ''ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' (سورۂ حجر: ۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سات حروف کے مطابق قرآن پڑھتے رہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم فرما گئے تھے حتی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قراء کے مابین اختلاف رونما ہو گیا اور معاملہ شدت پکڑ گیا۔ لوگوں نے مختلف شہروں اور دور دراز کے علاقوں سے اس کی رپورٹ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دی اور ان پر زور ڈالا کہ مسلمانوں کی اجتماعیت کو بچائیں اور قبل اس کے کہ معاملہ پوری طرح شدت پکڑ جائے اسے کنٹرول کیا جائے۔ ادھر حذیفہ رضی اللہ عنہ آرمینیہ کی جنگ کے بعد واپس آئے تو انہوں نے خلیفۃ المسلمین سے بالمشافہ اس نازک صورتحال کے متعلق گفتگو کی، اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار کو جمع کر کے مشورہ کیا تو سب نے قرآن مجید کو ایک مصحف (لغت قریش کے مطابق) جمع کر دینے کی رائے دی تا کہ اختلاف اور تشکیک کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور مسلم

امہ کی اجتماعیت برقرار ہے۔ تمام اصحاب رائے نے اس کام کی زبردست تائید وتصویب کی اور حوصلہ دلایا اور اس کام کو قرآن عزیز کی عظیم خدمت گردانا، حفاظت قرآن کے سلسلہ میں اسے انقلابی قدم سمجھا گیا نیز حزم واحتیاط کے پہلو سے از حد ضروری قرار دیا گیا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا اور سرکاری نسخہ (جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں تیار کیا گیا تھا) منگوایا، اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین افراد پر مشتمل قریش کے ایک پینل کو اس کام کی ذمہ داری سونپ دی، انہوں نے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچایا، متعدد نسخے تیار ہونے کے بعد انہیں مختلف شہروں میں بھیج دیا گیا۔

مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں میں قرآن کے حوالہ سے اختلاف زور پکڑ گیا، کوئی کہتا میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت (نسخے) کے مطابق پڑھتا ہوں، دوسرا کہتا: میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت کے موافق پڑھ رہا ہوں، تیسرا کہتا: میری قراءت سیدنا سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی قراءت سے ہم آہنگ ہے، تو اس صورتحال کے پیش نظر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام کو اکٹھا کر کے قرآن مجید کو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حرف کے مطابق لکھنے کی تجویز پیش کی اور یہ کہ اس نسخہ کی نقلیں مختلف شہروں میں روانہ کر دی جائیں۔ سب حاضرین نے اس تجویز کو پسند فرمایا، آپ نے پوچھا: وجوہِ اعراب (گرامر) کے متعلق زیادہ کون واقف ہے؟ لوگوں نے کہا: سعید بن عاص رضی اللہ عنہ۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: سب سے زیادہ خوشنویس کون ہے؟ لوگوں نے کہا: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وحی لکھتے رہے ہیں، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: سعید لکھائے گا اور زید لکھے گا، چنانچہ انہوں نے نقلیں تیار کیں اور مختلف شہروں کو روانہ کیں۔ راوی نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو یہ تبصرہ کرتے ہوئے سنا اور دیکھا ہے کہ اللہ کی قسم! عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت عمدہ کام کیا ہے۔

جناب سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: لوگو! اللہ سے ڈرو اور عثمان رضی اللہ عنہ کی بابت غلو آمیز زبان درازی سے باز آجاؤ، تم انہیں مصاحف جلانے والا کہتے ہو، اللہ کی قسم! انہوں نے مصاحف قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مشورے سے جلایا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ہم سے پوچھا کہ ان مختلف لہجات کے متعلق تمہارا کیا نقطہ نظر ہے؟ جس میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں، کوئی کہتا ہے میرا لہجہ تیرے لہجے سے بہتر ہے، دوسرا کہتا ہے کہ میری قراءت تیری قراءت سے افضل ہے، یہ انداز تو کفر سے ہم رنگ ہے، ہم نے جواب دیا: امیر المؤمنین! آپ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میری رائے تو یہ ہے کہ تمام لوگوں کو ایک مصحف پر اکٹھا کر دوں، اگر ابھی سے اختلاف رونما ہو چکا ہے تو

جوں جوں وقت گزرتا جائے گا اختلاف وتشتت میں شدت آتی جائے گی۔ہم نے کہا: آپ کی رائے بہت خوب ہے، اس کے بعد انہوں نے سیدنا زید بن ثابت اور سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں بلا کر حکم دیا کہ تم دونوں میں سے ایک لکھوائے اور دوسرا لکھے۔ جب تمہارا کسی چیز کے متعلق اختلاف ہو جائے تو میرے پاس آ جانا، ان دونوں بزرگوں کو اختلاف نہیں ہوا سوائے سورۂ بقرہ کے ایک لفظ پر، سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ﴿التابوت﴾ لکھا جائے جبکہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ﴿التابوة﴾ لکھا جائے، یہ بات سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچائی گئی تو انہوں نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا: ﴿التابوت﴾ لکھو۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر یہ اہم کام (قرآن کی تدوین) میرے ذمہ ہوتا تو میں بھی یقیناً وہی کرتا جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا۔

ابومجلز کہتے ہیں: اللہ تعالی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے! اگر وہ لوگوں کو ایک قراءت پر اکٹھا نہ کرتے تو لوگ اشعار کی طرح الگ الگ طور پر قرآن پڑھتے۔

(یعنی جس طرح اشعار کے قصائد میں الفاظ وحروف کا اختلاف ہوتا ہے اور ضبط کا پوری طرح اہتمام نہیں ہوتا تو قرآن مجید کا بھی یہی حشر ہوتا۔ ع،س)

جناب ابوعبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں: سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان، سیدنا زید نیز مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اجمعین کی قراءت ایک ہی ہے۔ وہی عمومی قراءت (لغت قریش کے مطابق) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ جس کے مطابق آپ نے اپنی وفات والے سال جبریل علیہ السلام سے دو مرتبہ دور کیا اور جو اب تک مصحف عثمانی کی صورت میں پڑھی جاتی ہے اور جس نسخے کو ''امام'' کہا جاتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس آخری دَور میں موجود تھے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ کیا اور اسی مرتبہ آپ نے وضاحت فرمائی کہ کون سی آیات منسوخ ہیں اور کونسی باقی۔

جناب ابوعبدالرحمٰن سلمی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام کی وفات والے سال دو مرتبہ آپ کو قرآن سنایا، اس قراءت کو ''زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قراءت'' کے نام سے جانا جاتا ہے کیونکہ آپ کاتب وحی تھے، اسی کے مطابق انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا، آخری دَور میں موجود رہے اور اسی کے مطابق اپنی وفات تک لوگوں کو پڑھاتے رہے۔ انہی خوبیوں اور اوصاف کی بنا پر سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید جمع کرنے کے سلسلہ میں آپ پر اعتماد کیا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی مصاحف لکھوانے کے موقع پر یہ اہم اور نازک ذمہ داری آپ ہی کے سپرد کی۔

جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو کہا گیا تھا کہ مصحف امام کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھیے اور دو سورتوں میں امتیاز کرنے کے لیے خط کھینچ دیجیے۔

(20)......بَابُ لَا يُسَافَرُ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ
مصحف کو لے کر دشمن کے علاقے میں نہ جانا

(۱۲۳۳)۔ نا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے کر جانے سے منع فرمایا، اس اندیشہ کے پیش نظر کہ کہیں دشمن اس کی بے حرمتی نہ کردیں۔

(۱۲۳۴)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے کر جانے سے منع فرمایا تھا۔

تشریح: امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ دشمن کے علاقوں میں قرآن پاک لے کر جانے سے اس لیے روکا تاکہ کفار اس کی بے حرمتی نہ کریں کیونکہ جنگ وغیرہ کے موقع پر ایسا ممکن ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا کہ لکھا ہوا قرآن مجید دشمنان اسلام کی طرف لے کر جانا مکروہ ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں مذکور ہے البتہ کسی کافر کو مکتوب تحریر کرتے وقت قرآن مجید کی کوئی آیت لکھ دینے میں کوئی حرج نہیں، آپ ﷺ نے فرماں روائے روم، ہرقل کو خط لکھا تو یہ آیت کریمہ لکھی: ﴿قُلْ يَآ أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ .... ”آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے۔“ (سورۂ آلِ عمران: ٦٤) (یہ صحیح بخاری کی حدیث نمبر ۷ کا ایک ٹکڑا ہے)

دیواروں، لکڑی کے تختوں اور کپڑوں پر قرآن مجید کی آیات یا دیگر حدیثی جملے اور اذکار والی عبارات لکھنا اور کندہ کرنا ناپسندیدہ ہے۔ بعض اہل علم نے اللہ کے ذکر پر مبنی اوراق کی رخصت دی ہے۔ جناب طاؤس کہتے ہیں:

(۱۲۳۳) انظر الحدیث الآتی

(۱۲۳۴) أخرجه البخاری: ۲۹۹۰، و مسلم: ۱۸۶۹

میرے والد محترم (قرآنی آیات پر مشتمل) صحائف (خطوط وغیرہ) کو جمع کرتے رہتے اور آخر کار جلا دیتے۔

جناب ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ کیا قرآن مجید کو (ضرورت کے تحت) منتشر اور علیحدہ علیحدہ کیا جاسکتا ہے؟ تو انہوں نے قرآن مجید کا ایک منتشر نسخہ دکھا کر کہا: مجھے والد گرامی نے دادا جان (جو صحابی تھے) کے حوالہ سے بتایا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وہ قرآن مجید کی نقلیں تیار کرنے والوں کے ہمراہ تھے اور انہوں نے مصاحف کو اس انداز میں کھول رکھا تھا۔

(14)......كِتَابُ الدَّعْوَاتِ
دعاؤں کی کتاب

(1)......بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ لِأُمَّتِهِ
نبی ﷺ کا اپنی امت کے حق میں دعا کرنا

(١٢٣٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، نَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ تُسْتَجَابُ لَهُ، فَأُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَدَّخِرَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ اپنی دعا کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے ذخیرہ رکھوں۔''

(١٢٣٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُو بِهَا، فَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِءَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کو ایک دعا حاصل ہوتی ہے (جس کی قبولیت یقینی ہوتی ہے) جو وہ مانگتا ہے، سو میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعا کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا کر (محفوظ) رکھوں۔''

(١٢٣٥) أخرجه البخاري: ٦٣٠٤، و مسلم: ١٩٨

(١٢٣٦) انظر الحديث السابق

(۱۲۳۷)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا يَعْلَى، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لأُمَّتِي، وَهِيَ نَائِلَةٌ مِنْكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ لا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلا شبہ ہر نبی کو ایک دعا کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جس کی قبولیت یقینی ہوتی ہے اور میں نے اپنی دعا کو امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھا ہوا ہے اور وہ ان شاء اللہ ہر اس شخص کو ضرور پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیے بغیر فوت ہوا۔''

(۱۲۳۸)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِي، قَالا: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً ہر نبی کو ایک دعا کرنے کو کہا گیا (جس کی قبولیت قطعی ہے) تو ہر نبی نے (دنیا میں) اپنی امت کے لیے وہ دعا کر دی اور میں نے اپنی دعا قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔''

(2)......بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَنْ لَعَنَهُ مِنْ أُمَّتِهِ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ قُرْبَةً

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے جس آدمی پر لعنت کی ہو اس کے حق میں آپ کی دعا کہ اسے اس شخص کے حق میں قربت الٰہی کا ذریعہ بنا دے

(۱۲۳۹)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْعَلَوِيُّ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ بَالُوَيْهِ الْمُزَكِّي، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ

(۱۲۳۷) أخرجه مسلم: ۱۹۹　　(۱۲۳۸) أخرجه مسلم: ۲۰۰

(۱۲۳۹) أخرجه البخاري: ٦٣٦١، و مسلم: ۲٦۰۱

مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَهُ، إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ آذَيْتُهُ أَوْ شَتَمْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ أَوْ لَعَنْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً وَزَكَاةً، وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ بَالُوَيْهِ: ((اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ))

وَقَالَ الْقَطَّانُ: ((فَاجْعَلْهَا صَلَاةً۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھ سے عہد لیتا ہوں جس کی خلاف ورزی تو نہیں کرے گا، میں تو صرف بشر ہوں، چنانچہ جس مومن کو میں نے تکلیف پہنچائی، برا بھلا کہا، مارا یا لعنت کی تو اس کے حق میں ان باتوں کو رحمت، پاکیزگی اور قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنادے۔''

شرح: ابن بالُویہ کی روایت کے الفاظ ((اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ۔)) ہیں اور محدث قطان نے ((فَاجْعَلْهَا صَلَاةً۔)) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند اخلاق وکردار اور مزاج کے حامل تھے، اپنی زندگی بھر میں کبھی کسی مومن کو برا نہیں کہا لہٰذا آپ کا یہ ارشاد گرامی کمال تواضع، حددرجہ انکسار اور اہل ایمان سے شفقت ورأفت کی بنا پر ہے۔ حالت غضب میں بھی آپ حق وسچ کے علاوہ کچھ نہ فرماتے تھے مگر اس کے باوجود آپ نے اس دعا کے ذریعے سے لعنت وملامت کو بھی ان کے حق میں برکت کردیا، یہ معاملہ مسلمان سے خاص ہے، کافر اور منافق اس دعا کے ذیل میں نہیں آتے کیونکہ وہ تو لعنت کے حقیقی مستحق ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث مبارکہ پر جو باب قائم کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: ''جس پر آپ نے لعنت کی اور وہ لعنت کے لائق نہ تھا اس پر رحمت ہوگی۔'' (ع،س)

(3)......بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ

اللہ تعالیٰ کے ذکر اور مجالس ذکر کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ﴾ .... ''تم میرا ذکر کرو میں بھی تمھیں یاد کروں گا۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۵۲)۔ اللہ عزوجل کا مزید فرمان ہے: ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ .... ''بے شک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔'' (سورۂ عنکبوت: ۴۵)۔

جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: آیات میں مذکور ذکر سے مراد اللہ کریم کی اطاعت وفرماں برداری ہے۔ جس نے مولیٰ کریم کی اطاعت کی اور تسلیم ورضا کا شیوہ اپنایا گویا اس نے اللہ کا ذکر کیا اور جس نے اپنے خالق کی اطاعت وانقیاد سے سرتابی کی، اوامر ونواہی کی بجا آوری میں غفلت برتی، احکامت الٰہیہ سے اعراض کرتا رہا وہ ذکر کرنے والا نہیں خواہ صبح شام کتنی ہی تسبیحات پڑھتا رہے اور تلاوت قرآن میں کتنا ہی وقت کیوں نہ صرف کرتا رہے۔

(۱۲۴۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بْنِ الصَّلْتِ سَنَةَ أَرْبَعِمِائَةٍ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا خَلادُ بْنُ أَسْلَمَ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعْتُ الأَغَرَّ......

قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلا حَفَّتْهُمُ الْمَلائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ۔))

جناب اغرّ کہتے ہیں: میں سیدنا ابوہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ دونوں گواہی دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی قوم ایسی مجلس میں نہیں بیٹھتی جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر کیا ہو مگر انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینت اترتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتا ہے۔''

(۱۲۴۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الزَّاهِدُ بِنَيْسَابُورَ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدِ بْنُ الأَعْرَابِيِّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْوَلِيدِ الْجَسَّاسُ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ......

(۱۲۴۰) أخرجه مسلم: ۲۷۰۰

(۱۲۴۱) أخرجه البخاري: ۶۴۰۸، و مسلم: ۲۶۸۹

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ لِلَّهِ مَلائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَبْتَغُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ يَحُفُّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَحُولَ مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الأَرْضِ يُسَبِّحُونَكَ، قَالَ: وَمَا يَسْأَلُونِي؟ قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ جَنَّتَكَ، وَقَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: لا يَا رَبِّ، قَالَ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ، قَالَ: مِمَّ يَسْتَجِيرُونِي؟ قَالُوا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ، قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: لا، قَالَ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي قَالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ، فَيَقُولُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُونِي، وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُونِي، قَالَ: فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا فِيهِمْ فُلانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ، فَيَقُولُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُ، هُمُ الْقَوْمُ لا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چلتے پھرتے رہتے ہیں جو نامہ اعمال لکھنے والوں کے علاوہ ہیں، وہ مجالس ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں، پھر جہاں وہ ایسی مجلس پالیتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے تو ان کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتے رہتے ہیں حتی کہ ذکر کرنے والوں اور پہلے آسمان تک کا خلا فرشتوں سے بھر جاتا ہے۔ تو جب وہ بکھر جاتے ہیں تو یہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں، کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے، تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہم زمین سے آئے ہیں تیرے بندوں کے پاس سے جو تیری تسبیح پڑھتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں، کہا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے: کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں، اے رب! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتوں نے کہا اور وہ آپ سے پناہ مانگتے ہیں: اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتوں نے جواب دیا: اے پروردگار! تیری آگ سے، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوا؟ فرشتوں نے کہا: وہ آپ سے معافی اور بخشش مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے انہیں معاف کر دیا، اور جو انہوں نے مجھ سے مانگا ہے وہ انہیں عنایت کر دیا، اور جس

چیز سے انہوں نے پناہ مانگی ہے میں نے انہیں پناہ دے دی ہے۔ بیان کیا کہ پھر فرشتے کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ان میں سے فلاں خطا کار شخص بھی تھا جو کسی ضرورت سے گزر رہا تھا تو ان کے پاس بیٹھ گیا (ذاکرین میں سے نہیں تھا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اسے بھی معاف کر دیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین نامراد نہیں رہتا۔''

شرح: ایک روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں: ''اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ اسے بخوبی علم ہے: تم کہاں سے آئے ہو؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: ہم زمین سے آئے ہیں، تیرے بندوں کے پاس سے جو تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری بڑائی بیان کرتے تھے، تیری حمد کرتے تھے، تہلیل (لا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ) پڑھتے تھے اور تجھ سے مانگتے تھے۔'' (صحیح بخاری: ٦٤٠٨، صحیح مسلم: ٢٦٨٩)

(١٢٤٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا مَعَ عَبْدِي مَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اپنے ہونٹ میری یاد میں ہلاتا ہے۔''

(١٢٤٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلُ

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

(١٢٤٢) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٣٧٩٢، ورواه البخاري معلقا: كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: لاتحرك به لسانك

(١٢٤٣) أخرجه البخاري: ٦٤٠٧، و مسلم: ٧٧٩

الَّـذِي يَـذْكُـرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لا يَذْكُرُ رَبَّهُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔))

فرمایا:''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔''

(١٢٤٤)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرَانَ، بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ صَفْوَانَ الْبَرْدَعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْـنُ مُـحَمَّدِ بْنِ أَبِي الدُّنْيَا، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ أَبُو عَلِيٍّ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَـاضٍ ح وَأَخْبَـرَنَـا أَبُـو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُـحَـمَّـدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْـنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي أَبُو ضَمْرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ مَوْلَى ابْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ......

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((أَلا أُنَبِّـئُـكُـمْ بِخَيْرِ أَعْـمَـالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِـي دَرَجَـاتِـكُـمْ، وَخَيْرٍ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْـوَرِقِ، وَأَنْ تَـلْـقَـوْا عَـدُوَّكُمْ، فَتَضْرِبُوا أَعْـنَـاقَهُـمْ، وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ)) قَالُوا: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((ذِكْرُ اللّٰهِ۔))

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب اعمال سے بہتر عمل کی اطلاع نہ دوں؟ تمہارے بادشاہ کے نزدیک پاکیزہ تر نیز تمہارے درجات کو بہت بلند کر دینے والے اور سونا، چاندی خرچ کرنے سے بہتر اور اس سے بھی عمدہ کہ تم دشمن کے مقابل صف آراء ہو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کونسا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ذکر۔''

(١٢٤٥)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُـرَيْـحٍ، حَـدَّثَـنَـا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ السَّكُونِيُّ......

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ بُسْرٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: جَاءَ أَعْـرَابِـيٌّ إِلَـى رَسُولِ اللّٰـهِ ﷺ، فَـقَالَ: أَيُّ

سیدنا عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر پوچھا:

(١٢٤٤) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٣٣٧٧، وابن ماجه: ٣٧٩٠

(١٢٤٥) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٢٣٢٩، وابن ماجه: ٣٧٩٣

النَّاسِ خَيْرٌ؟ فَقَالَ: ((طُوبَى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔))

لوگوں میں بہتر شخص کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مبارک باد کا مستحق ہے وہ آدمی جس کی عمر لمبی اور عمل صالح ہو۔'' اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! افضل عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تو دنیا سے اس حال میں جائے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔''

(١٢٤٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ: أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: ((الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ كَثِيرًا۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ الْكُفَّارَ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى يَنْكَسِرَ أَوْ يَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرُ لِلّٰهِ كَثِيرًا أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: قیامت کے روز بندوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں کون افضل مرتبے والا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہوگا؟ آپ فرمایا: ''اگر چہ مجاہد اپنی تلوار سے کافروں اور مشرکوں کو مارے یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون آلود ہو جائے تب بھی ذکر کرنے والا اس سے افضل ہے۔''

(١٢٤٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُظَفَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَمَانٍ، بِمِصْرَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: قیامت کے روز بندوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں کون افضل مرتبے والا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ (جہاد کرنے

(١٢٤٦) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٣٣٧٦

(١٢٤٧) انظر الحديث السابق

لَهِيعَةَ ، بِهَذَا الإِسْنَادِ ، مِثْلَهُ

والا) اپنی تلوار سے کافروں اور مشرکوں کو مارے یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون آلود ہو جائے تب بھی ذکر کرنے والا اس سے افضل ہے۔''

تشریح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مُفَرِّد لوگ سبقت لے گئے۔'' لوگوں نے عرض کیا: مفرد کون ہیں؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔'' (صحيح مسلم: ٢٦٧٦)

امام قتیبی رحمہ اللہ نے کہا: مفردین وہ اشخاص ہیں جن کو ذکر اذکار کی پختہ عادت ہوتی ہے گویا ذکر کرنا ان کی فطرت ثانیہ ہوتا ہے، زمانے گزر جاتے ہیں، حالات کروٹیں بدلتے ہیں، تنگی ترشی اور سہولت وآسانی کے کئی سمے بیت جاتے ہیں مگر وہ یاد الٰہی اور ذکرِ خدا سے غافل نہیں ہوتے۔

ابن الاعرابی نے کہا: مفرد، سمجھدار اور صاحب شعور شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں سے الگ تھلک رہ کر زندگی گزارتا ہے اور اپنی بساط کے مطابق امر و نہی کا فریضہ سرانجام دیتا رہتا ہے۔

(4)......بَابُ التَّقَرُّبِ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى بِالنَّوَافِلِ وَالذِّكْرِ
نوافل اور اذکار کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا

(١٢٤٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ، حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ، قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا ، فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ ، فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ ، وَبَصَرَهُ الَّذِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے، اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھے اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہیں (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں) اور میرا بندہ نفل عبادت کر کے مجھ

(١٢٤٨) أخرجه البخاري: ٦٥٠٢

يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَائَتَهُ۔))

سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں (پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں) تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں، اگر وہ میری پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ جسمانی تکلیف پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔''

تشریح: ((كنت سمعه الذى يسمع۔)) ''میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔'' شیخ ابوعثمان الحیری رحمہ اللہ سے اس حدیث مبارکہ کا معنی ومفہوم پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

امام ابوسلیمان رحمہ اللہ کے نزدیک اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ ان اعضاء سے سرزد ہونے والے اعمال وافعال میں مرتبہ محبوبیت پر فائز ہونے والا بندہ پوری طرح شریعت کے تابع ہو جاتا ہے۔ وہ ہاتھ، پاؤں، کان اور آنکھ سے صرف وہی کام لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوں۔ خلاف شریعت اس سے کوئی کام سرزد نہیں ہوتا، وہ ہر لمحہ اور ہر حال میں مولیٰ کریم کی رضا اور خوشنودی کا طلبگار رہتا ہے اور اس کی ناراضی اور آگ میں داخلے کا موجب بننے والے امور سے مجتنب رہتا ہے۔ ایک انسان کے اعمال کا انحصار اور اس کی تگ ودو ان چار اعضاء کے رہین منت ہوتی ہے لہٰذا ان کا تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آدمی کی دعا بھی جلد شرف قبولیت پا لیتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بندہ خدا ہو جاتا ہے جیسے معاذ اللہ الحادیہ اور حلولیہ کہتے ہیں بلکہ حدیث کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ سلف امت سے یہی معنیٰ ماثور ہے۔ (ع، س)

''میں جس کام کو کرنا چاہتا ہوں تو اتنا پس وپیش نہیں کرتا جتنا کہ ایک مومن کی جان نکالتے وقت مجھے ہوتا ہے۔'' یہ بیان وادا کا ایک انداز ہے وگرنہ ذات باری تعالیٰ تردد اور پس وپیش کی کیفیت سے پاک اور منزہ ہے البتہ حدیث میں وارد اس جملے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں، اولا یہ کہ تردد سے مراد آفات وبلیات کا مومن سے ٹالنا ہے، ایک مومن شخص اپنی

حیات مستعار میں گونا گوں حوادث کا شکار ہوتا ہے اور طرح طرح کی جان لیوا بیماریوں میں گرفتار ہوتا رہتا ہے، اسے ڈھیروں جانکاہ صدمے سہنے پڑتے ہیں، کئی دفعہ وہ زندگی کی بازی ہارتے ہارتے بچتا ہے، موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے جہاں سب امیدیں ٹوٹتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں مگر اپنے اللہ سے دعا والتجا کا تعلق بھی پوری طرح قائم رہتا ہے بلکہ اور بھی مستحکم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شفایاب فرما دیتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے اور موت آن پہنچتی ہے۔ اس معنٰی کی تائید اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے: ''بلاشبہ دعا مصیبت کو ٹال دیتی ہے۔''

فائدہ: اس مفہوم کی ایک حدیث یہ ہے: سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يَـرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِيْ الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ۔)) ...... دعا ہی ہے جو تقدیر کو بدل سکتی ہے اور نیکی ہی ہے جو عمر میں اضافہ کرتی ہے۔'' (حسن، ترمذی: ۲۱۳۹) (م،م)

ثانیا: اس کا معنٰی ہے: جان نکالنے والے فرشتوں کو واپس کر دینا یعنی جس کام کو سرانجام دینے کا میں فرشتوں کو حکم دے دوں تو کبھی حکم واپس نہیں لیتا بخلاف مومن کی جان قبض کرنے کے۔ اس بات کی نظیر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو ان کی طرف بھیجا، جناب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی آنکھ پر تھپڑ رسید کر دیا، وہ شکایت لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور گئے تو انہیں دوبارہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا گیا۔ بہر حال دونوں صورتوں کا لب لباب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں پر لطف وکرم فرماتے ہیں اور ان پر حد درجہ شفیق ہیں۔ واللہ اعلم

''وہ تو موت کو بوجہ جسمانی تکلیف پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔'' موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔ موت ہی سے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور جنت کا مستحق بنتا ہے۔ جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی مرنے کے بعد ہی ہوگا۔ یہاں تکلیف سے مراد موت کی سختی، ہولناکی اور شدت ہے جسے اللہ کریم مومن کے حق میں ناگوار جانتے ہیں۔

(۱۲۴۹)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْـمَـدُ بْـنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَـدَّثَـنَـا أَبُـو بَـكْـرٍ مُـحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنِ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ الْـفَـضْـلِ الْبَـجَـلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ الْكَتَّانِيُّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرِيلَ، عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں:

(۱۲۴۹) ضعیف جدا ...... رواہ البیھقی فی "الأسماء والصفات": ص ۱۲۱، مصر، تقدم بعضه فی (۱۲۴۸)، انظره لزاما

قَالَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ أَهَانَ لِي وَلِيًّا، فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْمُحَارَبَةِ، وَإِنِّي لأَغْضَبُ لأَوْلِيَائِي، كَمَا يَغْضَبُ اللَّيْثُ الْحَرِدُ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي الْمُؤْمِنُ بِمِثْلِ أَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا زَالَ عَبْدِي الْمُؤْمِنُ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ، كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا وَيَدًا، وَمُؤَيِّدًا، إِنْ دَعَانِي أَجَبْتُهُ، وَإِنْ سَأَلَنِي أَعْطَيْتُهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ فِي شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي فِي قَبْضِ رُوحِ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَكْرَهُ مَسَائَتَهُ، وَلا بُدَّ لَهُ مِنْهُ، وَإِنَّ مِنْ عِبَادِي الْمُؤْمِنِينَ لَمَنْ يَسْأَلُنِي الْبَابَ مِنَ الْعِبَادَةِ، فَأَكُفُّهُ عَنْهُ أَلا يَدْخُلَهُ عُجْبٌ، فَيُفْسِدَهُ ذَلِكَ، وَإِنَّ مِنْ عِبَادِي الْمُؤْمِنِينَ لَمَنْ لا يُصْلِحُ إِيمَانَهُ إِلا الْغِنَى، وَلَوْ أَفْقَرْتُهُ لأَفْسَدَهُ ذَلِكَ، وَإِنَّ مِنْ عِبَادِي الْمُؤْمِنِينَ لَمَنْ لا يُصلِحُ إِيمَانَهُ إِلا الْفَقْرُ، وَلَوْ أَغْنَيْتُهُ لأَفْسَدَهُ ذَلِكَ، وَإِنَّ مِنْ عِبَادِي الْمُؤْمِنِينَ لَمَنْ لا يُصْلِحُ إِيمَانَهُ إِلا الصِّحَةُ، وَلَوْ أَسْقَمْتُهُ لأَفْسَدَهُ ذَلِكَ، وَإِنَّ مِنْ عِبَادِي الْمُؤْمِنِينَ لَمَنْ لا يُصْلِحُ إِيمَانَهُ إِلا السَّقَمُ، وَلَوْ أَصْحَحْتُهُ لأَفْسَدَهُ ذَلِكَ، إِنِّي أُدَبِّرُ أَمْرَ عِبَادِي بِعِلْمِي بِقُلُوبِهِمْ، إِنِّي عَلِيمٌ خَبِيرٌ.))

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جس نے میرے کسی ولی کی اہانت کی گویا اس نے مجھ سے اعلان جنگ کیا، میں اپنے دوستوں کی خاطر بہت غصہ کرتا ہوں، جس طرح بپھرا ہوا شیر غضبناک ہوتا ہے۔ میرا مومن بندہ فرائض کی ادائیگی سے بڑھ کر کسی اور چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور میرا مومن بندہ نفلی عبادات کی بجا آوری سے مسلسل میرے نزدیک ہوتا رہتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان، آنکھ، ہاتھ اور مددگار بن جاتا ہوں، اگر وہ مجھے پکارتا ہے تو میں جواب دیتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے، وہ تو موت کو (بوجہ جسمانی تکلیف) ناپسند کرتا ہے اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا بُرا لگتا ہے، اوراس کے لیے موت کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں، بلاشبہ میرے ایمان دار بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو مجھ سے ڈھیر ساری عبادت کرنے کی توفیق مانگتے ہیں مگر میں نہیں دیتا مبادا وہ عجب اور تکبر میں نہ پڑ جائیں اور یہ چیز ان کی خرابی کا باعث ہو، یقیناً میرے مومن بندوں میں سے ایسے بھی ہیں جن کا ایمان مالداری اور آسودگی ہی سے درست رہ سکتا ہے۔ اگر میں انہیں فاقہ کشی میں مبتلا کر دوں تو ان کا ایمان جاتا رہے، بے شک میرے صاحب ایمان بندوں میں سے ایسے بھی ہیں جن کا ایمان فاقہ مستی اور مفلسی ہی سے صحیح رہ سکتا ہے۔ اگر میں انہیں مالدار کردوں تو یہ چیز ان کے بگاڑ کا سبب ہو، بالیقین

میرے مومن بندوں سے ایسے بھی ہیں جن کا ایمان صحت وتندرستی کے بغیر درست نہیں رہ سکتا، اگر میں انہیں مبتلائے مرض کردوں تو یہ چیز ان کے فساد کا ذریعہ ہو، میرے مومن بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کا ایمان بیماری ہی سے درست رہ سکتا ہے اگر میں انہیں صحت وتندرستی سے حصہ وافر عطا کردوں تو یہ چیز ان کے لیے موجب فساد ثابت ہو۔ میں اپنے بندوں کے معاملات کو ان کے دلوں کی کیفیات کے اعتبار سے چلاتا ہوں جن کا مجھے علم ہوتا ہے، بے شک میں پوری طرح علم رکھنے والا اور اچھی طرح خبردار ہوں۔''

تشریح: ایک روایت ((وَإِنِّـي لأَغْضَبُ لأَوْلِيَائِي ، كَمَا يَغْضَبُ اللَّيْثُ الْحَرِدُ)) کے الفاظ کے علاوہ سابقہ روایت کی مانند ہے۔

(۱۲۵۰)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ اذْكُرْنِي فِي نَفْسِكَ أَذْكُرْكَ فِي نَفْسِي ، فَإِنْ ذَكَرْتَنِي فِي مَلإٍ ذَكَرْتُكَ فِي مَلإٍ مِنَ الْمَلائِكَةِ)) أَوْ قَالَ: ((فِي مَلإٍ خَيْرٍ مِنْهُ ، فَإِنْ دَنَوْتَ مِنِّي شِبْرًا دَنَوْتُ مِنْكَ ذِرَاعًا ، وَإِنْ دَنَوْتَ مِنِّي ذِرَاعًا ، دَنَوْتُ مِنْكَ بَاعًا ، وَإِنْ أَتَيْتَنِي تَمْشِي ، أَتَيْتُكَ أُهَرْوِلُ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: اے آدم کے بیٹے! تو مجھے اپنے دل میں یاد کر میں بھی تجھے اپنے دل میں یاد کروں گا، اگر تو نے مجھے جماعت میں یاد کیا تو میں بھی تجھے فرشتوں کی جماعت میں یاد کروں گا، یا فرمایا: ایسی جماعت میں یاد کروں گا جو اس سے بہتر ہوگی، اگر تو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا تو میں ایک ہاتھ تیرے قریب ہوں گا اور اگر تو ایک ہاتھ میرے نزدیک ہوگا، میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر تیرے نزدیک ہوں گا، اور جب تو میرے پاس چلتا ہوا آئے گا تو میں تیرے پاس دوڑتا ہوا آؤں گا۔''

(۱۲۵۰) هذا حديث صحيح

شرح جناب قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور بخشش نہایت سرعت انگیز ہے۔

فائدہ: معتزلہ اس حدیث سے اس بات کی اصل پکڑتے ہیں کہ فرشتے پیغمبروں سے افضل ہیں مگر اہل السنہ والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں اور اس حدیث سے فرشتوں کی انبیاء علیہم السلام پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی بلکہ عام مومنوں پر ثابت ہوتی ہے۔ (ع،س)

(١٢٥١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلإٍ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں (یعنی میرا بندہ جیسا میرے ساتھ گمان کرے گا میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کروں گا) جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوں، اگر اس نے مجھے اپنے دل میں یاد کیا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد رکھتا ہوں اور اگر اس نے مجھے کسی جماعت میں یاد کیا تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوا تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا، اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہوگا تو میں ایک باع (دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر) اس کے نزدیک ہوں گا اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی جانب دوڑتے ہوئے آتا ہوں۔''

(١٢٥٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

(١٢٥١) أخرجه البخاري: ٧٤٠٥، و مسلم: ٢٦٧٥

(١٢٥٢) انظر الحديث السابق

عَـنْ هَـمَّـامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ: ((قَـالَ الـلّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْـدِى بِـى، إِذَا تَـلَقَّانِى عَبْدِى بِشِبْرٍ تَلَقَّيْتُهُ بِذِرَاعٍ، وَإِذَا تَلَقَّانِى بِذِرَاعٍ تَلَقَّيْتُهُ بِبَاعٍ، وَإِذَا تَلَقَّانِى بِبَاعٍ جِئْتُهُ، أَوْ قَالَ: أَتَيْتُهُ بِأَسْرَعَ.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے فرمایا: میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں، جب میرا بندہ بالشت بھر قریب ہو کر مجھ سے ملتا ہے تو میں ایک ہاتھ آگے بڑھ کر ملاقات کرتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ آگے نکل کر ملاقات کرتا ہے تو میں ایک باع آگے بڑھ کر ملتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک باع آگے بڑھ کر ملتا ہے تو میں اس کی طرف چل پڑتا ہوں یا کہا: میں تیز تیز چل پڑتا ہوں۔'' (باع سے مراد دو ہاتھوں کے پھیلاؤ کا فاصلہ ہے)۔

(١٢٥٣)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُسْلِمٍ غَالِبُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْـنِ إِبْـرَاهِيـمَ بْـنِ غَـالِـبٍ الـرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِى السَّرِيِّ الْـكُـوفِـيُّ، حَـدَّثَـنَـا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ الأَسَدِيِّ......

عَـنْ هَـمَّامٍ عَنْ أَبِى ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَـعَـالَى: مَنْ أَتَانِى بِحَسَنَةٍ، فَعَشَرَةُ أَمْثَالِهَا، أَوْ أَزِيـدُ، وَمَـنْ أَتَـانِـى بِسَـيِّـئَةٍ، فَمِثْلُهَا، أَوْ أَعْـفُـو، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّى شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًـا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّى ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَـاعًا، وَمَنْ أَتَانِى مَشْيًا، أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً، وَمَنْ أَتَـانِـى بِـقُـرَابِ الأَرْضِ خَـطِيئَةً بَعْدَ أَنْ لَا يُشْرِكَ بِى شَيْئًا، جَعَلْتُ لَهُ مِثْلَهَا مَغْفِرَةً.))

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اس کا بدلہ دس گنا دیا جاتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور جو کوئی برائی کرتا ہے اس کا بدلہ ویسا ہی ہے بلکہ میں معاف کر دیتا ہوں (جب کوئی مغفرت کا طلبگار ہو) اور جو مجھ سے ایک بالشت کے برابر نزدیک ہوتا ہے میں ایک ہاتھ برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو ایک ہاتھ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے میں ایک باع کے برابر اس سے نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے میں اس کے پاس دوڑتا ہوا جاتا ہوں اور جو میرے پاس زمین بھرنے کے بقدر خطائیں لے کر آئے بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو

(١٢٥٣) أخرجه مسلم: ٢٦٨٧

تو میں اتنی ہی بخشش اس کو عطا کر دیتا ہوں۔''

شرح: جناب اعمش رحمہ اللہ ((تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا۔)) ''میں ایک ہاتھ کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔'' کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد مغفرت اور رحمت فرمانا ہے۔ دیگر اہل علم نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے کہ جب کوئی بندہ اطاعت و بندگی، شریعت پر عملداری کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے، اتباع شریعت میں گرم جوشی ہوتی ہے تو اللہ کریم اپنی رحمت اور مغفرت کے دریا بہا دیتا ہے۔ جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ قرآن مجید کی اس آیت ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ .... ''تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۵۲) کی بابت کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے تم اطاعت و فرمانبرداری سے مجھے یاد رکھو تو میں مغفرت اور احسانات سے تمہیں یاد رکھوں گا۔ ''زمین کے برابر گناہوں'' کا مطلب ہے کہ اگر کسی شخص کے پاپ اور گناہ اس قدر کثیر تعداد میں ہوں تو اسے مایوس اور قنوطیت کا شکار ہونے کی ضرورت ہرگز نہیں، میں سچی اور خلوص دل سے کی ہوئی توبہ کی بنا پر تمام خطائیں نہ صرف معاف کر دیتا ہوں بلکہ انہیں نیکیوں میں بدل دیتا ہوں۔

(5)......بَابُ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ

جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے

(١٢٥٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ نَبْهَانَ مَوْلَى التَّوْءَمَةِ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ، وَلَمْ يُصَلُّوا فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُمْ، وَإِنْ شَاءَ أَخَذَهُمْ بِهَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھیں جس میں وہ نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان کے لیے باعث حسرت ہوگی، اگر اللہ چاہے گا تو انہیں معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو اس مجلس کی وجہ سے انہیں عذاب میں گرفتار کرے گا۔''

(١٢٥٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُظَفَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ

(١٢٥٤) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٨٥٦، والترمذي: ٣٣٨٠

(١٢٥٥) حديث صحيح ......أخرجه الامام احمد في المسند: ٩٨٥٠

يُوسُفَ السَّهْمِيُّ ، أَخبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ ، أَخْبَرَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْءَمَةِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ ، وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھیں جس میں نہ اللہ تعالیٰ کو یاد کریں، نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان کے حق میں باعث افسوس ہوگی۔''

تشریح: ((تِرَةً)) کے لغوی معنی نقص وکمی کے ہیں، یعنی اعمال صالحہ میں کمی واقع ہوگی جس کا مداوا نہیں ہو سکے گا اور حسرت وافسوس ہی باقی رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ﴾ .... ''ناممکن ہے کہ وہ تمہارے اعمال ضائع کردے۔'' (سورۂ محمد: ۳۵) بلکہ وہ اس پر پورا اجر دے گا اور اس میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔

(6)......بَابُ أَسْمَاءِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ناموں کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ .... ''اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔'' (سورۂ اعراف: ۱۸۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ .... ''کہہ دیجئے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔'' (سورۂ اسراء: ۱۱۰)

اسم سے مراد مسمّٰی ہے یعنی ذات باری تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى﴾ .... ''ہم تجھے ایک بچے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحیٰی ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس کا نام یحیٰی ہے، پھر دوسرے مقام پر نام لے کر آواز دی: ﴿يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ﴾ .... ''اے یحیٰی! میری کتاب کو مضبوطی سے تھام لے۔'' (سورۂ مریم: ۱۴)

ایک قول کے مطابق اسماء اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ ایسی صفات جن کا اطلاق مخلوق کے لیے جائز نہیں۔

(۱۲۵۶)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۱۲۵۶) أخرجه البخاری: ۲۷۳۶ ، ٦٤١٠ ، و مسلم: ۲٦٧٧

أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةً إِلا وَاحِدَةً، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، إِنَّهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ.))

فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں، جو ان کو شمار کرے گا جنت میں داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔''

شرح ''جو ان کو شمار کرے گا۔'' مراد گننا اور وظیفہ کے طور پر اخلاص کے ساتھ پڑھنا یا ان کے معانی کا جاننا، ان پر ایمان رکھنا ہے۔ عرب لوگ سمجھدار اور عقل وشعور سے متصف شخص کو فُلَانٌ ذُوْ حَصَاةٍ۔ کہتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے: ((مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) ''جس نے ان ناموں کو یاد کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا﴾ .... ''اور اس نے ہر چیز کی گنتی کا شمار کر رکھا ہے۔'' (سورۂ جن: ۲۸)

اس آیت کریمہ میں لفظ ﴿أَحْصَىٰ﴾ جاننے اور علم رکھنے کے معنی میں ہے، یعنی وہی عالم الغیب ہے، جو ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا سب کچھ اس کے علم میں ہے۔

ایک قول کے مطابق ((مَنْ اَحْصَاهَا۔)) کا معنی ہے جس نے ان سے اپنے آپ کو متصف کیا اور ان اسماء سے تخلق اور تعلق پیدا کیا اور ان ناموں کے مقتضٰی کے مطابق عمل کیا۔ اس معنی کی دلیل اس ارشاد باری تعالیٰ میں ہے: ﴿عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ﴾ .... ''وہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم اسے ہرگز نہ نبھا سکو گے۔'' (سورۂ مزمل: ۲۰)

مثلاً جب کوئی اللہ کو رزاق کہہ کر پکارتا ہے تو اسے کامل یقین ہونا چاہیے کہ رزق اور روزی کا مالک وہی ذات بے ہمتا ہے اس کے بغیر کوئی رزق دینے پر قادر نہیں اور جب نافع اور ضار کہہ کر بلاتا ہے تو ان کے مطابق معانی پر پورا یقین ہونا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ پھر ادھر ادھر ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی جن صفات سے تعلق پیدا ہو سکتا ہے اور ان کو اپنایا جا سکتا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والے اور پردہ ڈالنے والے ہیں تو ایک مومن کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔

(۱۲۵۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الضَّحَّاكُ الطُّوسِيُّ بِهَا، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ أَحْمَدَ الأَغَرِّيُّ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا الْحَاكِمُ أَبُو أَحْمَدَ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ، حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ صَالِحِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۲۵۷) "إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" صحيح، و ضعيف بسرد الاسماء ......أخرجه الترمذي: ۳۵۰۷، وابن ماجه: ۳۸۶۱

((إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، هُوَ اللّٰهُ الَّذِى لا إِلَهَ إِلا هُوَ، الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوسُ، السَّلامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِءُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ، الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِيمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِيفُ، الْخَبِيرُ، الْحَلِيمُ، الْعَظِيمُ، الْغَفُورُ، الشَّكُورُ، الْعَلِيُّ، الْكَبِيرُ، الْحَفِيظُ، الْمُقِيتُ، الْحَسِيبُ، الْجَلِيلُ، الْكَرِيمُ، الرَّقِيبُ، الْمُجِيبُ، الْوَاسِعُ، الْحَكِيمُ، الْوَدُودُ، الْمَجِيدُ، الْبَاعِثُ، الشَّهِيدُ، الْحَقُّ، الْوَكِيلُ، الْقَوِيُّ، الْمَتِينُ، الْوَلِيُّ، الْحَمِيدُ، الْمُحْصِى، الْمُبْدِءُ، الْمُعِيدُ، الْمُحْيِى، الْمُمِيتُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْوَاجِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الأَوَّلُ، الآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِى، الْمُتَعَالِى، الْبَرُّ، التَّوَّابُ، الْمُنْتَقِمُ، الْعَفُوُّ، الرَّئُوفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُو الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ، الْمُقْسِطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِيُّ، الْمُغْنِى، الْمَانِعُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، النُّورُ،

فرمایا: ”بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جو ان کو شمار کرے گا، جنت میں داخل ہوگا، وہ نام یہ ہیں: اَللّٰہُ، الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوسُ، السَّلامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِءُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ، الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِيمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِيفُ، الْخَبِيرُ، الْحَلِيمُ، الْعَظِيمُ، الْغَفُورُ، الشَّكُورُ، الْعَلِيُّ، الْكَبِيرُ، الْحَفِيظُ، الْمُقِيتُ، الْحَسِيبُ، الْجَلِيلُ، الْكَرِيمُ، الرَّقِيبُ، الْمُجِيبُ، الْوَاسِعُ، الْحَكِيمُ، الْوَدُودُ، الْمَجِيدُ، الْبَاعِثُ، الشَّهِيدُ، الْحَقُّ، الْوَكِيلُ، الْقَوِيُّ، الْمَتِينُ، الْوَلِيُّ، الْحَمِيدُ، الْمُحْصِى، الْمُبْدِءُ، الْمُعِيدُ، الْمُحْيِى، الْمُمِيتُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْوَاجِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الأَوَّلُ، الآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِى، الْمُتَعَالِى، الْبَرُّ، التَّوَّابُ، الْمُنْتَقِمُ، الْعَفُوُّ، الرَّئُوفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُو الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ، الْمُقْسِطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِيُّ، الْمُغْنِى، الْمَانِعُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، النُّورُ، الْهَادِى، الْبَدِيعُ، الْبَاقِى، الْوَارِثُ، الرَّشِيدُ، الصَّبُورُ۔“

الْهَــادِي، الْبَــدِيــعُ، الْبَــاقِــي، الْــوَارِثُ، الرَّشِيدُ، الصَّبُورُ۔))

شرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بہت ساری روایات میں ان اسماء کا ذکر نہیں ہے سوائے جامع ترمذی کی موجودہ روایت کے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: ممکن ہے ان ناموں کا اضافہ کسی راوی کی طرف سے ہوا ویسے یہ تمام نام قرآن مجید میں موجود ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی ان کا ذکر لفظاً یا معناً پایا جاتا ہے۔

فائدہ: جن روایات میں ان ننانوے ناموں کو ذکر کیا گیا ہے وہ روایات ضعیف ہیں اور علماء نے انہیں مدرج قرار دیا ہے (یعنی راویوں کا اضافہ)۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا حصہ نہیں ہے اس سلسلہ میں تفصیل اور عمدہ معلومات کے لیے قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کی کتاب ''معارف اسماء الحسنی'' کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ (ع،س)

اللہ تعالیٰ کے نام جو جامع ترمذی کی اس روایت میں گنوائے گئے ہیں کے علاوہ بھی قرآن وسنت میں پائے جاتے ہیں، مثلاً رب ، المولیٰ......ذو المعارج وغیرہ۔ شاید بعض ناموں کا تذکرہ شہرت کی بنا پر کر دیا گیا ہے۔

ایک قول کے مطابق ((من احصاها۔)) کا مطلب ہے: اللہ کے ناموں میں سے ننانوے ناموں کو شمار کرنے والا جنت میں داخل ہوگا، وہ کوئی سے بھی ہوں خواہ جامع ترمذی کی حدیث میں مذکور ہوں یا نہ ہوں بہرکیف وہ قرآن و سنت میں وارد ہوئے ہوں۔ یہ مفہوم شیخ احمد بیہقی رحمہ اللہ کا بیان کردہ ہے۔

فائدہ: ناموں کے ذکر کے بغیر یہ حدیث صحیحین کی ہے دیکھیے: بخاری، کتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غير واحد اور مسلم، کتاب الذکر، باب فی اسماء اللہ تعالیٰ وفضل من احصاها۔

اور اچھے ناموں سے مراد اللہ کے وہ نام ہیں جن سے اس کی مختلف صفات، اس کی عظمت، جلالت اور اس کی قدرت وطاقت کا اظہار ہوتا ہے۔ (ع،س)

(7)......بَابُ مَا قِيلَ فِي الْإِسْمِ الْأَعْظَمِ
اسم اعظم کونسا ہے؟

(۱۲۵۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ يَحْيَى بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ السِّمْنَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْمُخَلِّصُ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدٍ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ الْهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ أَخِي أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ — سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں

(۱۲۵۸) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱٤۹٥، والنسائی: ۱۲۹۹، وابن ماجه: ۳۸٥۸، والترمذی: ۳٥٤٤

النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ، وَرَجُلٌ يُصَلِّی، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ، لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ الْمَنَّانُ، بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ، يَا حَیُّ يَا قَيُّومُ أَسْأَلُكَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا دَعَا؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الأَعْظَمِ الَّذِی إِذَا دُعِیَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى۔))

رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے دعا کی: (اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ، لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ الْمَنَّانُ، بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ، يَا حَیُّ يَا قَيُّومُ أَسْأَلُكَ) ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لیے کی تیری ہی تعریف ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو بے انتہا احسان کرنے والا ہے، آسمان وزمین کو بے نمونہ پیدا کرنے والا ہے، اے اللہ جلال واکرام والے! اے زندہ، اے نگرانی کرنے والے! میں تجھ سے مانگتا ہوں۔'' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو اس نے کونسی دعا کی ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے اللہ سے اس کے اس عظیم نام کے واسطے سے دعا کی ہے جس سے دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے، مانگا جائے تو وہ دیتا ہے۔''

(۱۲۵۹)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِیٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِی، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الشَّاهِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُورِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَمْرٍو عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ الضَّبِّیُّ بِالْبَصْرَةِ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ......

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ، وَيَدِی فِی يَدِهِ، فَإِذَا رَجُلٌ يُصَلِّی، يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الأَحَدُ، الصَّمَدُ، الَّذِی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، قَالَ:

عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے، ان کے والد کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا جبکہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ مبارک میں تھا، ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا: ((اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ))

(۱۲۵۹) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۱۴۹۳، والترمذی: ۳۴۷۵، والنسائی: ۱۳۰۰، وابن ماجه: ۳۸۵۷

فَـقَـالَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((دَعَـا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الأَعْظَمِ الَّذِى إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْـطَـى، وَإِذَا دُعِـىَ بِهِ أَجَابَ)) فَلَمَّا كَانَتِ الـلَّيْـلَةُ الثَّـانِيَةُ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ، قَالَ: فَإِذَا ذٰلِكَ الـرَّجُـلُ يَـقْـرَأُ، قَـالَ: فَـقَالَ لِى رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَتُرَاهُ مُرَائِيًا؟)) ثَـلاثَ مَـرَّاتٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ هُوَ مُؤْمِنٌ مُنِيبٌ، عَبْـدُ الـلّٰـــهِ بْـنُ قَيْـسٍ، أَوْ أَبُو مُوسَى أُوتِىَ مِـزْمَـارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِـىَّ الـلّٰهِ أَلا أُبَشِّرُهُ، قَالَ: ((بَلَى، فَبَشَّرْتُهُ، فَكَانَ لِى أَخًا۔))

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ تو ہی اللہ ہے، ذات اور صفات میں تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا اور نہ جنا ہی گیا اور کوئی بھی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔'' سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے اللہ سے اس اسم اعظم کے واسطے سے دعا کی ہے کہ جس سے مانگا جائے تو وہ دیتا ہے اور جس سے دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے۔'' پھر جب دوسری رات ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد آیا، وہی شخص پڑھ رہا تھا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس شخص کو ریاکار خیال کرتے ہو۔'' آپ نے تین مرتبہ کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تو پکا مومن اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے والا عبداللہ بن قیس ہے۔'' یا کہا: ''ابو موسیٰ اشعری ہے، اسے آلِ داؤد علیہ السلام کے سازوں میں سے ایک ساز (خوش آوازی) دیا گیا ہے۔'' سیدنا بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا میں اسے خوشخبری نہ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' چنانچہ میں نے انہیں مژدہ سنایا وہ میرے اسلامی بھائی تھے۔

شرح **فائدہ**: سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ تھا اور ان کی آواز نہایت سریلی، وجد آفریں اور پرسوز تھی۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری سننے کے بعد محبت کرنے لگ گئے اور ان کا تعلق سگے بھائیوں کی طرح مستحکم ہو گیا، ہمیں بھی اپنی دوستی کا معیار تقویٰ وطہارت بنانا چاہیے۔ (ع،س)

(١٢٦٠)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِدِ الْمَلِيحِىُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِىُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ......

جناب مالک بن مغول نے اسی سند سے مذکورہ دعا ذکر کی

حَدَّثَنِى مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، بِهٰذَا الإِسْنَادِ هٰذَا

الدُّعَاءَ ، وَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّى أَسْأَلُكَ بِأَنِّى أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ ، الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِى لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔

ہے:اللّٰهُمَّ إِنِّى أَسْأَلُكَ بِأَنِّى أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ ، الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِى لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا اور نہ جنا ہی گیا اور کوئی بھی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔''

شرح امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: احد کا معنٰی ہے: ذات کے اعتبار سے اکیلا اور واحد کا معنٰی ہے: صفات کے اعتبار سے منفرد اور تنہا۔ یعنی لفظ احد تعداد کی نفی کے لیے استعمال ہوتا ہے اور واحد نظیر ومماثل کی نفی کے لیے اور وحید کا لفظ انفرادیت کے اظہار کے لیے آتا ہے۔

(۱۲۶۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، وَأَبُو عَاصِمٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِى زِيَادٍ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ هِىَ بِنْتُ يَزِيدَ ، أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ فِى هَاتَيْنِ الآيَتَيْنِ اسْمَ اللّٰهِ الأَعْظَمَ ، ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ﴾ وَ ﴿الم اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾۔))

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ﴾ .... ''تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۶۳)۔ اور ﴿الم اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ .... ''الم، اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا نگہبان ہے۔'' (سورۂ آلِ عمران: ۱، ۲)

(۱۲۶۱) حسن ......أخرجه ابوداود: ۱۴۹۶ ، والترمذی: ۳۴۷۸ ، وابن ماجه: ۳۸۵۵

(8)......بَابُ ثَوَابِ التَّسْبِيحِ
”سُبْحَانَ اللّٰهِ“ کہنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ .... ”آپ اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد بیان کرتے رہیں۔“ (سورۂ جمعہ: ۹۸)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾ .... ”ایسی کوئی چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔“ (سورۂ اسراء: ۴۴)

(١٢٦٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشَّيْرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وبحمده ”اللہ کی حمد کے ساتھ میں اس کی پاکی بیان کرتا ہوں۔“ پڑھے اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے بقدر ہوں۔“

شرح: صحیح سند سے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا ذکر افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے یا بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وبحمده ”پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی حمد و تعریف کے ساتھ۔“ (صحيح مسلم: ٢٧٣١)

(١٢٦٣)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ التَّاجِرُ، حَدَّثَنَا السَّرِيُّ بْنُ خُزَيْمَةَ الأَبِيوَرْدِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ، وَحِينَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص صبح اور شام کے وقت ”سُبْحَانَ اللّٰهِ

(١٢٦٢) أخرجه البخاري: ٦٤٠٥، و مسلم: ٢٦٩١

(١٢٦٣) أخرجه مسلم: ٢٦٩٢

يُمْسِي: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ، أَوْ زَادَ عَلَيْهِ۔))

وَبِحَمْدِهِ" سومرتبہ پڑھے گا، قیامت کے دن کوئی شخص اس سے افضل چیز لے کرنہیں آئے گا جو یہ لے کر آیا ہے، سوائے اس شخص کے جو اس کی مثل یا اس سے زیادہ کہے۔"

(۱۲۶۴)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، أَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو کلمے زبان پر بڑے ہلکے ہیں، میزان میں بڑے بھاری ہیں اور رحمان کو بڑے محبوب ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ "اللہ پاک ہے اور عظمت والا ہے، اپنی حمد وتعریف کے ساتھ پاک ہے۔"

(۱۲۶۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْجُلْفَرِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو الْقَاسِمِ تَمَّامُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيُّ بِدِمَشْقَ فِي جَامِعِهَا سَنَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبَزَّازُ، وَأَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَذْلَمٍ، وَابْنُ رَاشِدٍ، أَخْبَرَنَا بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ الصَّوَّافُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کہا: سُبْحَانَ اللّٰهِ العظيم وبحمده "عظمت والا اللہ اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔" اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگایا جاتا ہے۔"

(۱۲۶۶)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ

(۱۲۶۴) أخرجه البخاري: ٦٦٨٢، ٧٥٦٣، و مسلم: ٢٦٩٤

(۱۲۶۵) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٤٦٤

(۱۲۶۶) أخرجه مسلم: ٢٦٩٨

دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ بِالْكُوفَةِ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ......

عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ)) قَالُوا: وَكَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: ((يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ بِهَا أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ بِهَا أَلْفُ خَطِيئَةٍ۔))

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی ہر روز ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہر روز ہزار نیکیاں کرنا کیونکر ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا: ''سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے تو ہزار نیکیاں اس کے لیے لکھی جائیں گی اور ہزار گناہ اس کے مٹائے جائیں گے۔''

(١٢٦٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ كُرَيْبًا أَبَا رِشْدِينَ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ......

عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ غَدَاةٍ مِنْ عِنْدِهَا، وَكَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَحَوَّلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَرِهَ أَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ، فَخَرَجَ وَهِيَ فِي الْمَسْجِدِ، فَرَجَعَ بَعْدَ مَا تَعَالَى النَّهَارُ، فَقَالَ: ((مَا زِلْتِ فِي مَجْلِسِكِ هَذَا مُنْذُ خَرَجْتُ بَعْدُ)) قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَّ بِكَلِمَاتِكِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَى نَفْسِهِ، وَزِنَةَ

ام المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صبح ان کے پاس سے گزرے، ان کا پہلا نام برّہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رکھ دیا، آپ نے اچھا نہیں جانا کہ کوئی کہے: برّہ (نیک اور صالحہ) میرے پاس سے چلی گئی ہے۔ وہ اپنی نماز کی جگہ پر تھیں، پھر آپ دن چڑھے واپس آئے تو آپ نے فرمایا: ''میں جب سے تمہارے پاس سے گیا ہوں تم بدستور اسی حالت میں بیٹھی ہو؟'' جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''میں نے تمہارے بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں، اگر ان کو تمہاری تسبیحات اور ذکر سے وزن کیا جائے تو میرے کلمات بھاری ہو جائیں گے:

(١٢٦٧) أخرجه مسلم: ٢٧٢٦

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَى نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔)) ''میں پاکیزگی بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اس کی تعریف کے ساتھ، اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر، اس کے نفس کی رضا کے برابر، اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

شرح: ((مِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔)) ''اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔'' یعنی کثرت اور تعداد میں سیاہی کے برابر اس کی تعریفات بیان کرتا ہوں۔

(9)......بَابُ عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ
انگلیوں پر تسبیح پڑھنا

(١٢٦٨)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاذٍ الشَّاهُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُبَشِّرٍ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ، حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ لِلتَّسْبِيحِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح شمار کرتے تھے۔

فائدہ: ابوداود کی روایت میں دائیں ہاتھ کا بھی ذکر ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح شمار فرماتے تھے۔ (م،م)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم انگلیوں پر پڑھا کرتے اور یہی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ محبّ صادق کو انہی امور پر قانع رہنا چاہیے جو آپ نے ارشاد فرمائے ہیں تاہم حساب میں مشکل پیش آتی ہو اور آسانی کی غرض سے تسبیح پر پڑھنا مباح ہے مگر استحباب اور فضیلت کے خلاف ہے۔ اگر ریا کاری مقصد ہو تو سراسر حرام ہے۔ (ع،س)

شرح: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نمازوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسبیح، تحمید اور تکبیر پڑھتے ہوئے دیکھا۔

(١٢٦٨) صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٥٠٢، ٥٠٦٥، والترمذي: ٣٤١١، والنسائي: ١٣٤٧

(10)......بَابُ ثَوَابِ التَّحْمِيدِ

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہنے کا ثواب

(۱۲۶۹)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ الأَنْصَارِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَالِدِ بْنِ أَيُّوبَ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ بَشِيرٍ الْحَرَّانِيُّ الأَنْصَارِيُّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ خِرَاشٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ أَفْضَلَ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَأَفْضَلُ الذِّكْرِ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ۔))

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا ہے اور افضل ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنا ہے۔''

(۱۲۷۰)۔ أنا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو الطَّيِّبِ سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو الْحَارِثِ الْوَرَّاقُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ......

يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوَّلُ مَنْ يُدْعَى إِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يَحْمَدُونَ اللّٰهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت والے دن دخول جنت کے لیے سب سے پہلے ان لوگوں کو آواز دی جائے گی جو خوشحالی وبدحالی دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے رہے۔''

(۱۲۷۱)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

(۱۲۶۹) هذا حديث حسن غريب ......أخرجه الترمذي: ۳۳۸۳، وابن ماجه: ۳۸۰۰

(۱۲۷۰) هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه، قاله الحاكم ......أخرجه الحاكم في المستدرك: ۱۸۵۱، والطبراني في الصغير: صـ ۵۷

(۱۲۷۱) ضعيف

عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْحَمْدُ رَأْسُ الشُّكْرِ، مَا شَكَرَ اللّٰهَ عَبْدٌ لَا يَحْمَدُهُ))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا شکرگزاری کی اصل ہے، جو شخص اللہ کی حمد بیان نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکرگزار نہیں ہوسکتا۔''

تشریح: کچھ علماء نے کہا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا ہی کلمہ شکر ہے۔ حمد اور شکر میں فرق ہے، حمد کا مفہوم وسعت لیے ہوئے ہے، حمد زبانی تعریف کو کہتے ہیں خواہ وہ کسی احسان اور صلے کے بعد ہو یا اس کے بغیر، مثلاً کسی میں کوئی خوبی دیکھی، اس کے علم وفضل، تقویٰ وطہارت یا شجاعت وبسالت کا نظارہ کیا تو مدح وتوصیف کر دی، مدح کرنے والے کو ممدوح کی صفات کا ذاتی فائدہ ہو یا نہ ہو جبکہ شکر اس مدح وثنا کو کہتے ہیں جو ذاتی فائدہ پہنچنے کے بعد کی جائے۔ اس فرق کو یوں بھی بیان کیا گیا ہے کہ حمد کا تعلق کسی شخص کی لازم اور متعدی دونوں قسم کی صفات کے ساتھ ہے اور شکر صرف متعدی (جن کا فائدہ دوسروں کو پہنچتا ہے) صفتوں پر ہوتا ہے۔ ان کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے یعنی ہر حمد بیان کرنے والا شاکر بھی ہے جبکہ ہر شاکر حمد بیان کرنے والا نہیں۔

ایک فرق یہ بھی کیا گیا ہے کہ حمد کا تعلق زبان سے ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ .... ''اور آپ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔'' (سورۂ اسراء: ۱۱۱)۔ اور شکر کا تعلق دل، زبان اور ہاتھ پاؤں سے ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا﴾ .... ''اے آلِ داؤد! اس کے شکریے میں نیک عمل کرو۔'' (سورۂ سبا: ۱۳) واضح ہوا کہ دونوں کے مابین قول اور فعل کا فرق ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ شکریہ، تین طریقوں سے ہوسکتا ہے، اولا: دل کا شکریہ، یہ عقیدہ رکھنا کہ ہر قسم کی نعمتیں منجانب اللہ ہیں، وہی ذات ستودہ صفات ان کا منبع اور اصل ہے، یعنی اس کی نعمتوں کا اقرار کیا جائے۔

ثانیا: ''زبانی شکریہ'' عقیدے کے ساتھ ساتھ زبانی طور پر ان نعمتوں کا اظہار ہوتا رہے، جا بہ جا اس کے انعامات کے حسین تذکرے کیے جائیں، ناشکری، ناقدری اور کفران نعمت سے اجتناب برتا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ .... ''اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتے رہیے۔'' (سورۂ ضحیٰ: ۱۱)

مراد یہ ہے کہ اللہ کے انعامات کا تذکرہ اور ان کا اظہار اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، تکبر وفخر کے طور پر نہیں بلکہ اللہ کے فضل وکرم کے طور پر جذبات تشکر وممنونیت کے ساتھ بیان جاری رہے۔

ثالثا: ''اعضا کا شکریہ'' کا مفہوم یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں سے ان کاموں کے جوابات میں ایسے افعال صادر ہوں جو منعم کی بڑائی کو ظاہر کریں، یاد رہے! شکر میں بنیادی چیز یہی ہے کہ منعم کو راضی رکھنے کے لیے بھرپور کوشش کی جائے، یعنی

اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی سے بچا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا﴾ .... ''اے آلِ داؤد! اس کے شکریہ میں نیک عمل کرو۔'' (سورۂ سبا: ۱۳)

بہرحال جس طرح کلمہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ایمان کی اصل اور بنیاد ہے اسی طرح ''اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ'' کلمہ شکریہ اور حق بندگی ادا کرنے کے لیے ہے۔

علمائے کرام کتابوں کے آغاز میں جو خطبہ لکھتے ہیں اس میں مذکورہ بالا تینوں معانی کی گنجائش ہوتی ہے یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ہاتھ، زبان اور دل کی گہرائیوں سے ادا کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ .... ''اور ان کی اخیر بات یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے۔'' (سورۂ یونس: ۱۰) یعنی جنتیوں کی آخری دعا کلمہ اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا ہوگی۔ بسااوقات ''دعوی'' کا لفظ اقرار کرنے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے: ﴿فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا﴾ .... ''سو جس وقت ان پر عذاب آیا اس وقت ان کے منہ سے سوائے اس کے اور کوئی بات نہ نکلی کہ واقعی ہم ظالم تھے۔'' (سورۂ اعراف: ۵)۔

لفظ ''دعا'' مدد اور استعانت طلب کرنے کے لیے بھی آتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ .... ''مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔'' (سورۂ غافر: ۶۰)

یعنی جب تم پر کوئی مصیبت اور مشکل وقت آن پڑے تو مجھ سے مدد طلب کرو، میں تمہاری فریادرسی کروں گا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ کے فرمان ((دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ)) ''ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی: اے اللہ! تو پاک ہے (سورۂ یونس: ۱۰)۔ یعنی اہل جنت کو جب کسی چیز کی ضرورت ہوگی اور کسی چیز کو ان کا دل چاہے گا تو بے اختیار سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کہیں گے تو ان کا مقصود انہیں مل جائے گا اور جب جنت کی نعمتوں سے شادکام ہوں گے تو ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)) کہیں گے۔ جس طرح سانس کی آمد و رفت رہتی ہے اسی طرح اہل جنت کی زبان پر بغیر اہتمام کے حمد و تسبیح الٰہی کے ترانے رہیں گے اور ہر مرحلے میں آخری جملہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا ہوگا۔

(11)......بَابُ ثَوَابِ التَّهْلِيْلِ
''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى﴾ .... ''اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا۔'' (سورۂ فتح: ۲۶)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى﴾ .... ''اس نے کافروں کی بات پست کردی۔''

کافروں کی بات سے مراد شرک ہے۔ مزید ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾ .... ''اور بلند وعزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے۔'' (سورۂ توبہ: ۴۰)۔ مراد توحید ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً﴾ .... ''اور اس (ابراہیم علیہ السلام) نے اسی کو اپنی اولاد میں بھی باقی رہنے والی بات بنا دیا۔'' (سورۂ زخرف: ۲۸)۔ نیز اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى﴾ .... ''اسی کی بہترین اور اعلیٰ صفت ہے۔'' (سورۂ روم: ۲۷)۔ یعنی اتنے کمالات اور عظیم قدرتوں کا مالک، تمام مثالوں سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ اس سے مراد توحید باری تعالیٰ، مخلوقات کی پیدائش، حکم الٰہی کا نفوذ اور تمام معبودان باطلہ کی نفی ہے، یہ تمام چیزیں کلمہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے تحت آتی ہیں۔

(۱۲۷۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشَّيْرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلا أَحَدٌ عَمِلَ بِأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی ایک دن میں سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھتا ہے: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے مُلک اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' تو اس کے لیے دس گردنوں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس سے سو برائی مٹائی جائے گی اور اس دن شام تک شیطان سے اس کے لیے بچاؤ رہے گا اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا مگر جس نے اس سے زیادہ عمل کیا۔''

(۱۲۷۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا

(۱۲۷۲) أخرجه البخاري: ٦٤٠٣، و مسلم: ٢٦٩١

(۱۲۷۳) لم تتم دراسته

أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَالَ مُوسَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَبِّ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَذْكُرُكَ بِهِ، أَوْ أَدْعُوكَ بِهِ، فَقَالَ: يَا مُوسَى، قُلْ: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، فَقَالَ: يَا رَبِّ، كُلُّ عِبَادِكَ يَقُولُ هَذَا، إِنَّمَا أُرِيدُ شَيْئًا تَخُصُّنِي بِهِ، قَالَ: يَا مُوسَى لَوْ أَنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِي، وَالأَرَضِينَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِي كِفَّةٍ، وَلا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ فِي كِفَّةٍ، لَمَالَتْ بِهِنَّ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''پیغمبر موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! مجھے ایسا وظیفہ سکھا دے جس کے ساتھ میں تجھے یاد کرتا رہوں یا تجھے پکارتا رہوں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! کہہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! یہ تو تیرے سارے بندے ہی پڑھتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی خاص ورد وظیفہ بتایا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا ان میں رہنے والے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ والا پلڑا جھک جائے گا۔''

(١٢٧٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، فَقَالَ: ((أَيْ عَمِّ قُلْ: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ)) فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ، وَيُعِيدَانِهِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ

جناب سعید بن مسیّب اپنے والد (مسیّب بن حزن رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، دیکھا تو ان کے پاس اس وقت ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیّہ بن مغیرہ موجود تھے، آپ نے فرمایا: ''اے چچا! آپ ایک کلمہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہہ دیجئے تاکہ میں اس کلمے کو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے حق میں بطور دلیل پیش کرسکوں۔'' اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیّہ نے کہا: کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ

(١٢٧٤) أخرجه البخاري: ١٣٦٠، ٣٨٨٤، و مسلم: ٢٤

أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَاللّٰهِ لأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾

گے؟ رسول اللہ ﷺ برابر کلمۂ توحید اس پر پیش کرتے رہے، ابوجہل اور ابن ابی امیہ بھی اپنی بات دہراتے رہے، آخر ابو طالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں، انہوں نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا تا آنکہ مجھے منع نہ کر دیا جائے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا....﴾ ''نبی اور اہل ایمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے استغفار کریں۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں آیت نازل کی اور رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ .... ''آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔'' (سورۂ قصص:٥٦)۔

(١٢٧٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَ: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ بَعْدَ صَلاةِ الْغَدَاةِ كُنَّ لَهُ كَعَدْلِ أَرْبَعِ رِقَابٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ۔))

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت دس مرتبہ یہ دعا پڑھے: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مُلک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' اس کو اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے چار گردنیں آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔''

(١٢٧٥) أخرجه مسلم: ٢٦٩٣

(12)......بَابُ ثَوَابِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے کا ثواب

(١٢٧٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ......

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَرْبَعٌ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، لا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ، لا تُسَمِّ غُلامَكَ يَسَارًا وَلا رَبَاحًا، وَلا نَجَاحًا، وَلا أَفْلَحَ، فَإِنَّكَ تَقُولُ: ثَمَّ هُوَ؟ فَلا يَكُونُ، فَيَقُولُ: لا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ، فَلا تَزِيدُنَّ عَلَيَّ۔))

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں: لا إِلَـهَ إِلا الـلّٰـهُ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔'' اَللّٰهُ أَكْبَرُ ''اللہ سب سے بڑا ہے۔'' سُبْحَانَ اللّٰهِ ''اللہ تعالیٰ پاک ہے۔'' اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ''سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔'' ان الفاظ میں سے جس کے ساتھ بھی تو ابتداء کرے کوئی حرج نہیں۔''

(١٢٧٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعُطَارِدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لأَنْ أَقُولَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں یہ کلمے کہوں: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) ''اللہ پاک ہے، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔'' تو یہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی یہ کلمات کہنا مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔)

(١٢٧٦) أخرجه مسلم: ٢١٣٧

(١٢٧٧) أخرجه مسلم: ٢٦٩٥

(١٢٧٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ......

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي كَلامًا أَقُولُهُ، قَالَ: ((قُلْ: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ)) قَالَ: هَؤُلاءِ لِرَبِّي فَمَا لِي؟ قَالَ: ((قُلِ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي۔))

جناب مصعب بن سعد اپنے والد سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ایک دیہاتی شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ کلام تعلیم فرما دیجئے جو میں کہا کروں۔ آپ نے فرمایا: ''کہو: ((لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ)) ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے بہت بڑا، اور بہت ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ پاک ہے جو جہانوں کا رب ہے، کوئی طاقت نہیں اور نہ کوئی قوت ہے مگر اللہ کی مدد کے ساتھ جو غالب حکمت والا ہے۔'' دیہاتی نے کہا: یہ کلمات تو میرے رب کے لیے ہوئے، میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي۔)) اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔''

(١٢٧٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا الأَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

(١٢٧٨) أخرجه مسلم: ٢٦٩٦

(١٢٧٩) هذا حديث حسن غريب ......أخرجه ابوداود: ١٥٠٠، والترمذي: ٣٥٦٨

أَبِی هِلالٍ ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ خُزَيْمَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ ، عَنْ أَبِيهَا ، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى وَحَصًى تُسَبِّحُ بِهِ ، فَقَالَ: ((أَلا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هَذَا وَأَفْضَلُ؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الأَرْضِ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَلا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ۔))

عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے جبکہ اس عورت کے سامنے گٹھلیاں تھیں یا کنکریاں، وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس سے آسان تر یا افضل ہو۔'' فرمایا: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الأَرْضِ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَلا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ)) ''اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے آسمان میں پیدا کی، اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے زمین میں پیدا کی، اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے دونوں کے مابین پیدا کی، اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو وہ پیدا کرے گا، اور اَللّٰهُ أَكْبَرُ اسی کے مثل اور الْحَمْدُ لِلَّهِ اسی کے مثل اور وَلا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ اسی کے مثل اور وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ اسی کے مثل۔''

(١٢٨٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا جَدِّی عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ

(١٢٨٠) اسناده ضعيف ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ٢٦٩٧٧

مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبَانٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ، أَنَّهَا شَكَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْفًا بِهَا، فَقَالَ لَهَا: سَبِّحِي مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَإِنَّهَا خَيْرٌ مِنْ مِائَةِ رَقَبَةٍ تُعْتِقِينَهَا، وَاحْمَدِي مِائَةَ مَرَّةٍ، فَإِنَّهَا خَيْرٌ مِنْ مِائَةِ فَرَسٍ تَحْمِلِينَ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَكَبِّرِي مِائَةَ تَكْبِيرَةٍ، فَإِنَّهَا خَيْرٌ مِنْ مِائَةِ بَدَنَةٍ تُهْدِينَهَا إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ، وَقُولِي: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ مِائَةَ مَرَّةٍ، فَإِنَّهَا خَيْرٌ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، وَلَنْ يُرْفَعَ يَوْمَئِذٍ لأَحَدٍ عَمَلٌ أَفْضَلُ مِنْهُ إِلا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قُلْتِ أَوْ زَادَ۔))

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی کمزوری اور لاغری کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سومرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' پڑھا کر یہ اس سے بہتر ہے کہ تو سو گردنیں آزاد کرے، سو بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا کر یہ اس سے بہتر ہے کہ تو سو گھوڑے اللہ کی راہ میں صدقہ کرے، سو دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ، یہ ان سو اونٹنیوں سے بہتر ہے جن کو تو بیت اللہ کی طرف (ذبح کے لیے) بھیجے اور سومرتبہ لَا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' یہ وظیفہ آسمان اور زمین کے مابین جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے اور اس دن کسی شخص کا عمل اس سے بہتر (اللہ کی طرف) بلند نہیں ہوگا مگر جس نے اس کے مثل کہا جو تو نے کہا یا زیادہ عمل کیا۔''

(١٢٨١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، يُحَدِّثُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا عَلَى

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر موجود جو شخص یہ کہتا ہے: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ،

(١٢٨١) حسن ......أخرجه الترمذي: ٣٤٦٠

الأَرْضِ رَجُلٌ، يَقُولُ: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ، إِلا كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ، وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔))

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ پاک ہے، ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے، کوئی طاقت نہیں اور نہ کوئی قوت ہے مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔'' اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں خواہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔''

تشریح: حدیث کی سند میں مذکور راوی ابو بلج کا نام یحیٰی بن سُلیم یا ابن سُلیم ہے۔

(۱۲۸۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنِي دَرَّاجٌ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((اسْتَكْثِرُوا مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ)) قِيلَ: وَمَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْمِلَّةُ)) قِيلَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((التَّكْبِيرُ، وَالتَّهْلِيلُ، وَالتَّسْبِيحُ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باقیات صالحات کثرت سے پڑھا کرو۔'' آپ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''ملت۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! اس سے کیا مراد ہے؟ تو فرمایا: ''تکبیر، تہلیل، تسبیح اور ((الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ۔)) پڑھنا۔

فائدہ: ''ملت'' سے مراد وہ امور ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے ذریعے سے اپنے بندوں کے لیے مشروع قرار دیئے ہیں، لیکن اس حدیث میں اس لفظ سے مقصود مبالغہ ہے، یعنی یہ کلمات گویا مکمل دین ہیں، اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مضاف محذوف ہے، اصل عبارت یوں تھی: کلمات الملة یا اذکار الملة۔ پھر اس ترکیب کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ کلمات جن کا دین کے ساتھ خاص تعلق ہے اور جن کا علم صرف دیندار لوگوں کو ہے اور یہ حقیقت بالکل عیاں ہے کہ جس آدمی کے دل میں ان کلمات کی حقیقی معرفت جاگزیں ہوگئی، وہ راسخ دین داروں میں سے ہوگا۔ (م،م)

(۱۲۸۲) حسن لغیرہ ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ۱۱۷۱۳

(13)......بَابُ فَضْلِ لَا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ
لَا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ کی فضیلت کا بیان

(١٢٨٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، أَوْ قَالَ: لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ، أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، إِنَّكُمْ لا تَدْعُونَ أَصَمَّ، وَلا غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا، وَهُوَ مَعَكُمْ۔)) وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَنِي، وَأَنَا أَقُولُ: لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ، فَقَالَ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَلا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، قَالَ: ((لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ۔))

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر لشکر کشی کی یا یوں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے: اللّٰهُ أَكْبَرُ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ ''اللہ سب سے بلند و برتر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے کو یا ایسے کو نہیں پکار رہے ہو جو تم سے دور ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے بلکہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔'' میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا، میں نے جب: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا تو آپ نے سن لیا اور فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس!'' میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ!، پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟'' میں نے عرض کیا: ضرور بتایئے اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے فرمایا: '' ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔)) ''گناہوں سے بچنے کی طاقت، نیکی کرنے کی ہمت اسی وقت ممکن ہے جب اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو۔''

(١٢٨٣) أخرجه البخاري: ٤٢٠٥، و مسلم: ٢٧٠٤

شرح: ((ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ۔)) ''اپنے اوپر نرمی کرو۔'' مراد یہ ہے کہ چلا چلا کر ذکر نہ کرو کہ گلا بیٹھ جائے، منہ سرخ ہو جائے اور جسم درماندہ پڑ جائے۔

(١٢٨٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ۔))

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔''

شرح: ((حول)) کا معنی حرکت اور طاقت ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مدد کے بغیر نیکی کرنا ممکن ہے نہ گناہوں سے اجتناب کرنا ممکن ہے۔

(14)......بَابُ الإِسْتِغْفَارِ

استغفار کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ﴾ .... ''اور یہ کہ تم لوگ اپنے رب سے بخشش مانگو پھر اسی کی طرف متوجہ رہو۔'' (سورۂ ہود:۳)

(١٢٨٥)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ سَبْعِينَ مَرَّةً۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں دن میں ستر مرتبہ اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

(١٢٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ،

(١٢٨٤) صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٣٨٢٥

(١٢٨٥) أخرجه البخاري: ٦٣٠٧

(١٢٨٦) هذا حديث صحيح

أَخْبَـرَنَـا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَـالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

(۱۲۸۷)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنِ الأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّـهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ.))

سیدنا اغر مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے دل پر پردہ سا آجاتا ہے اور میں اللہ سے دن میں سو مرتبہ بخشش مانگتا ہوں۔''

تشریح: ((إِنَّـهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي.)) ''میرے دل پر پردہ سا آجاتا ہے۔'' سے مراد سہو (بھول) ہے کیونکہ آپ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ قربت اور مراقبے میں رہتے تھے، جب بعض اوقات ان میں کسی چیز سے کچھ غفلت ہو جاتی یا آپ بھول جاتے تو اسے اپنا گناہ شمار کرتے اور استغفار کی پناہ لیتے۔

غین کا معنی پردہ اور رکاوٹ ہے، بادل کو بھی عربی میں غین کہا جاتا ہے کیونکہ وہ انسانوں اور آسمان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

(۱۲۸۸)۔ أَخْبَـرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَـعْـفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ......

عَـنْ أَبِـي بُرْدَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ الأَغَرَّ يُحَدِّثُ ابْنَ عُـمَـرَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى رَبِّكُمْ، فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَى رَبِّي كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ.))

سیدنا اغر مزنی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرما رہے تھے: ''اے لوگو! اپنے رب کی طرف توبہ کرو، بے شک میں ایک دن میں اس کی جناب میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

(۱۲۸۷) أخرجه مسلم: ۲۷۰۲

(۱۲۸۸) أخرجه مسلم: ۲۷۰۲

فائدہ: گزشتہ روایات میں سیدنا اغر مزنی رضی اللہ عنہ نے خود نبی ﷺ سے حدیث بیان کی ہے جبکہ یہ روایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ہے، حدیث کا آخری جملہ مشترک ہے، ہوسکتا ہے پہلے یہ بات واسطے سے سنی ہو پھر خود رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے بھی سننے کا شرف نصیب ہوگیا ہو تو دونوں طرح بیان کردی۔ (ع،س)

(١٢٨٩)۔ أنا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَمُّوَيْهِ السَّرْخَسِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ خُزَيْمٍ الشَّاشِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْكَشِّيُّ ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ، يَقُولُ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي ، وَتُبْ عَلَيَّ ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ، مِائَةَ مَرَّةٍ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی توبہ استغفار گنتے تھے، ایک مجلس میں آپ سو مرتبہ یہ پڑھتے تھے ((رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔)) ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما، تو یقیناً توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

(١٢٩٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ......

عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، قَالَ: كَانَ قَاصٌّ بِالْمَدِينَةِ ، يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ عَبْدًا أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ: أَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ لِي ، قَالَ: فَقَالَ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ: عَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ ، فَغَفَرَ لَهُ ، فَمَكَثَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''ایک بندے نے بہت گناہ کیے اور کہا: میں نے گناہ کیے ہیں اے اللہ! انہیں معاف کردے، تو اللہ رب العزت نے فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے، پس اللہ نے اسے معاف کردیا، پھر بندہ رکا رہا جتنا اللہ نے چاہا اور پھر اس نے گناہ کیا اور عرض کیا: میرے رب! میں نے دوبارہ گناہ کر لیا ہے، اسے بھی

(١٢٨٩) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٥١٦ ، والترمذي: ٣٤٣٤ ، وابن ماجه: ٣٨١٤

(١٢٩٠) أخرجه البخاري: ٧٥٠٧ ، و مسلم: ٢٧٥٨

مَـا شَـاءَ الـلّٰـهُ ، ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا آخَرَ ، فَقَالَ: أَذْنَبْـتُ ذَنْبًـا فَاغْفِرْهُ لِي ، قَالَ: قَالَ رَبُّهُ: عَلِمَ عَبْـدِي أَنَّ لَـهُ رَبًّـا يَغْفِرُ الذَّنْبَ ، وَيَأْخُذُ بِهِ ، فَـغَفَرَ لَهُ ، فَمَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ، ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا آخَـرَ ، فَـقَـالَ: أَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ لِي ، قَالَ: قَالَ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ: عَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الـذَّنْـبَ ، وَيَـأْخُـذُ بِهِ ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ، فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ۔))

بخش دے۔'' راوی بیان کرتا ہے: اس کے رب نے فرمایا: ''میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے بدلے میں سزا بھی دیتا ہے، چنانچہ اللہ نے اسے معاف کر دیا۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا بندہ گناہ سے رکا رہا اور اس نے پھر گناہ کیا اور اللہ کے حضور میں عرض کیا: میں نے گناہ پھر کر لیا ہے تو مجھے بخش دے۔ کہا: اس کے رب عزت وجلال والے نے فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی وجہ سے سزا دیتا ہے، میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا، پس اب جو چاہے عمل کرے۔''

(١٢٩١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْـنِ الـلَّيْـثِ الْمَعْمَرِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَزِيدَ حَاتِمُ بْنُ مَحْبُوبٍ السَّامِيُّ ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ ، حَـدَّثَـنَـا مَـرْوَانُ بْـنُ مُـحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ التَّنُوخِيُّ ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ......

عَـنْ أَبِـي ذَرٍّ ، عَـنِ الـنَّبِـيِّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فِـيـمَـا رَوَى عَـنْ رَبِّهِ ، أَنَّهُ قَالَ: ((يَا عِبَـادِي إِنِّـي حَـرَّمْـتُ الـظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي ، فَـجَـعَـلْتُـهُ بَيْـنَكُمْ مُحَرَّمًا ، فَلَا تَظَالَمُوا ، يَا عِبَـادِي كُـلُّـكُـمْ ضَـالٌّ إِلَّا مَـنْ هَـدَيْتُـهُ ، فَـاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ ، يَا عِبَـادِي كُـلُّـكُـمْ عَـارٍ إِلَّا مَـنْ كَسَـوْتُـهُ ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ ، إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالـنَّهَـارِ ، وَأَنَـا أَغْـفِـرُ الـذُّنُـوبَ جَمِيعًا ،

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور تمہارے لیے بھی حرام قرار دیا ہے تو تم آپس میں ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر جس کو میں راہ سمجھاؤں، چنانچہ مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تم کو ہدایت سے بہرہ مند کروں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھلاؤں لہٰذا تم مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر جس کو میں پہناؤں، پس مجھ سے کپڑا مانگو میں تمہیں پہناؤں گا، تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں

(١٢٩١) أخرجه مسلم: ٢٥٧٧

فَاسْتَغْفِرُونِی أَغْفِرْ لَكُمْ ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي ، وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي ، فَتَنْفَعُونِي ، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ ، وَجِنَّكُمْ ، وَإِنْسَكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا ، لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا ، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَسْأَلَتَهُ ، فَأَعْطَيْتُهُ ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي ، إِلا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ فِي الْبَحْرِ ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ ، وَأُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ ، فَلا يَلُومَنَّ إِلا نَفْسَهُ-))

سب گناہوں کو بخشتا ہوں، مجھ سے گناہوں کی معافی کے طلبگار ہوو میں تمہیں معاف کر دوں گا، اے میرے بندو! تم مجھے کوئی ضرر اور نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ مجھے کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہو، اے میرے بندو! بلاشبہ اگر تمہارے اگلے پچھلے اور جن وانس تمام کے تمام ایک انتہائی پرہیزگار آدمی کی طرح ہو جائیں تو میری سلطنت میں اس سے کچھ اضافہ نہ ہوگا اور اگر تمہارے اگلے پچھلے نیز انسان اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں سے کوئی پرلے درجے کا فاسق وفاجر شخص ہو تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی کمی اور نقص واقع نہیں ہوگا، اے میرے بندو! بے شک اگر تمہارے پہلے اور بعد والے نیز تمام انسان اور جنات ایک میدان میں جمع ہو جائیں، پھر مجھ سے ہر کوئی اپنی اپنی ضرورت اور احتیاج کا سوال کرے اور میں ہر ایک کو عطا کرتا جاؤں تب بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہ ہوگا مگر اتنا جیسے سمندر میں سوئی ڈبو کر نکال لو (تو سمندر کا جتنا پانی کم ہو جاتا ہے اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو تمہارے لیے شمار کرتا رہتا ہوں، پھر قیامت کے دن تم کو ان اعمال کا پورا بدلہ دوں گا، سو جو شخص بھلائی پائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔''

(١٢٩٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ ، حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ السَّدُوسِيُّ ، حَدَّثَنَا الْمَهْدِيُّ بْنُ الْمَيْمُونِ ، حَدَّثَنَا غَيْلانُ بْنُ جَرِيرٍ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ ، عَنْ مَعْدِي كَرِبَ......

(١٢٩٢) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٥٤٠

عَنْ أَبِی ذَرٍّ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، قَالَ: ((قَالَ: ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ، ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ إِنْ تَلْقَنِي بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا لَقِيتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً بَعْدَ أَنْ لا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا، ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ إِنْ تُذْنِبْ حَتَّى يَبْلُغَ ذَنْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ تَسْتَغْفِرُنِي أَغْفِرْ لَكَ۔))

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں اور آپ اپنے رب سے بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ابن آدم! تو نے مجھے پکارا ہی نہیں اور نہ مجھ سے امید ہی وابستہ کی ہے۔ میں تجھے معاف کر دیتا خواہ کیسی ہی خطائیں ہوتیں، اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین کے برابر گناہ لے کر میرے پاس حاضر ہو بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں اتنی ہی تجھے مغفرت عنایت کر دوں گا، اے آدم کے فرزند! بلاشبہ اگر تو گناہ کرتا چلا جائے حتیٰ کہ وہ آسمان کے کناروں کو چھونے لگیں، پھر تو مجھ سے معافی کا طلب گار ہو تو میں تجھے معاف کر دوں گا۔''

تشریح: ایک سند میں یہ الفاظ ہیں: ((لَغَفَرْتُ لَكَ ثُمَّ لا أُبَالِي۔)) ''بلاشبہ میں تجھے معاف کر دوں مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔''

((عنان السماء۔)) ''آسمان کا نظر آنے والا حصہ۔'' بعض نے کہا: اس سے مراد بادل ہیں اور اس کی واحد عنانة ہے۔ مروی ہے کہ ((عنان السماء۔)) کا معنی اس کے کنارے ہیں۔

(١٢٩٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ......

عَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ، قَالَ: وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لا أَبْرَحُ أُغْوِي عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ، فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: وَعِزَّتِي وَجَلالِي، وَارْتِفَاعِ مَكَانِي، لا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان نے کہا: اے اللہ! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو گمراہ کرنے سے ہرگز نہیں ٹلوں گا، جب تک روح ان کے جسم میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میرے بلند و بالا مرتبہ کی قسم! جب تک وہ مجھ سے معافی طلب کرتے رہیں گے میں بدستور انہیں معاف کرتا رہوں گا۔''

(١٢٩٣) حديث حسن ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ١١٢٤٤

(١٢٩٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ، فَيَغْفِرُ لَهُمْ ـ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو ضرور اللہ تمہیں ختم کردے اور تمہاری جگہ ایسے لوگ لے آئے جو گناہ کریں، پھر اللہ سے معافی مانگیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے۔''

فائدہ: اس حدیث مبارکہ میں توبہ واستغفار کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے اور یہ کہ مولیٰ کریم کو یہ عمل کس قدر محبوب ہے۔ یہ زبان وبیان کا ایک انداز اور اسلوب ہے اس سے یہ غلط فہمی ہرگز نہیں ہونی چاہیے کہ گناہ کرنے کی ترغیب دلائی جارہی ہے۔ بس اس بات کا اظہار ہے کہ معاف کر دینا اور خطاؤں اور جسارتوں سے صرف نظر کر دینا اس ذات عالی کو کس قدر اچھا لگتا اور بھاتا ہے، ہمیں جیتے جی معافیوں کی اس لوٹ سیل سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلآبَائِنَا وَلاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَنْ لَهٗ عَلَيْنَا حَقٌّ۔ (ع،س)

(١٢٩٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ لا تُذْنِبُونَ، فَتَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ، فَيَغْفِرُ لَكُمْ، لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، ثُمَّ جَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ، فَيَغْفِرُ لَهُمْ، وَلَوْ تُخْطِئُونَ حَتَّى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ، ثُمَّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ کر کے اللہ سے معافی کے طلبگار نہ بنو کہ وہ تمہیں بخش دے تو ضرور اللہ تمہیں ہلاک کر دے، پھر تمہارے بدلے ایسی قوم لائے جو گناہ کریں اور مغفرت مانگیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردے، اور اگر تم

(١٢٩٤) أخرجه مسلم: ٢٧٤٩

(١٢٩٥) حسن صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٤٢٤٨

تَتُوبُونَ لَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ۔)) گناہ کرو یہاں تک کہ گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں، پھر تم توبہ کرو تو ضرور اللہ کریم تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔"

(١٢٩٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ حَاتِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا أَبِي أَبُو حَاتِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِدْرِيسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُصْعَبٍ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ لَزِمَ الاسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے استغفار کا التزام کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ اور ہر غم سے راحت کا سامان پیدا فرما دے گا اور ایسے ایسے مقامات سے رزق مہیا فرمائے گا جس کا اسے وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔"

شرح فائدہ: یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے تاہم استغفار کی اہمیت وفضیلت قرآن واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس لیے استغفار کی کثرت ہر صاحب تقویٰ کا شیوہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔﴾ .... "جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ اس کے لیے تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور ایسے مقام سے رزق دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔" (سورۂ طلاق: ۲،۳)۔ استغفار کے ہوتے ایک مومن متبع سنت کو کسی دست غیب اور بدعی عمل کی ضرورت نہیں۔ (ع،س)

(١٢٩٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ وَاقِدٍ الْعُمَرِيِّ......

عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ، قَالَ: لَقِيتُ مَوْلًى لأَبِي بَكْرٍ، فَقُلْتُ لَهُ: أَسَمِعْتَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا

ابونصیرہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام سے ملا تو میں نے پوچھا: کیا آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، میں نے انہیں یہ بیان کرتے

(١٢٩٦) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ١٥١٨، وابن ماجه: ٣٨١٩

(١٢٩٧) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ١٥١٤، والترمذي: ٣٥٥٩

أَصَـرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ ، وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً۔))

ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو استغفار کو اختیار کرلے وہ ''مـصـر'' (اصرار کرنے والے) لوگوں میں نہیں، خواہ ایک دن میں ستر بار گناہ کا اعادہ کرے۔''

(15)......بَابُ التَّوْبَةِ

توبہ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذی شان ہے: ﴿تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ .... ''تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو۔'' (سورۂ تحریم: ۸)

مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: خالص توبہ یہ ہے کہ جس گناہ سے وہ توبہ کررہا ہے اسے ترک کردے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم رکھے۔ اس کے معنیٰ ''سچی توبہ'' کے بھی کیے گئے ہیں، مراد وہی ہے۔ (نُصح) عربی میں سینے اور ملانے کے معنیٰ میں آتا ہے گویا نافرمانی اور عصیان شعاری انسان کو اپنے رب سے دور کردیتی ہے جس طرح کپڑا پھٹ جاتا اور تار تار ہو جاتا ہے، توبہ سے پیوند لگ جاتا ہے اور آدمی دوبارہ اپنے مالک کے قریب ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ .... ''تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو۔'' (سورۂ نور: ۳۱)

امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں، پھر انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ .... ''بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۲۲)

(۱۲۹۸)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْـحِيـرِيُّ ، حَـدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ......

عَـنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ الـلّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَدَا اللّٰهِ بُسْطَـانِ لِـمُسِـيءِ الـلَّيْـلِ لِيَتُوبَ بِالنَّهَارِ ، وَلِـمُسِـيءِ الـنَّهَارِ لِيَتُوبَ بِاللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا۔))

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، رات کے گنہگار کے لیے تاکہ وہ دن کو توبہ کرلے اور دن کے گنہگار کے لیے تاکہ وہ رات کو توبہ کرلے تا آنکہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔''

تشریح: ''اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو معاف کردینا چاہتا ہے اور آغوش

(۱۲۹۸) أخرجه مسلم: ۲۷۵۹

رحمت میں پناہ دینا چاہتا ہے۔جس طرح شفیق ماں اپنے بچے کے لیے بے تاب اور بے قرار ہوتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾ .... ''بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔''(سورۂ مائدہ:۶۴)۔امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں:جب کوئی آدمی بہت زیادہ سخی ہوتو کہا جاتا ہے:(يـد فلان بُسُطٌ۔) ''فلاں فراخ دست ہے۔'' باء اور سین کے ضمہ کے ساتھ۔

(۱۲۹۹)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَـالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جو شخص مغرب کی طرف سے سورج نکلنے سے پہلے پہلے توبہ کرلے اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادے گا۔''

(۱۳۰۰)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، وَأَبُو مَنْصُورٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَـلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ الْحَاكِمُ الطُّوسِيُّ، بِهَا، قَالا: حَـدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْـعَـلَـوِيُّ الْـحَسَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ بَالُوَيْهِ الْمُزَكِّي، حَدَّثَنَا أَحْـمَـدُ بْـنُ يُـوسُفَ السُّلَمِيُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ......

عَـنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَـالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيَـفْـرَحُ أَحَدُكُمْ بِرَاحِلَتِهِ إِذَا ضَلَّتْ مِنْهُ ثُمَّ وَجَدَهَـا؟))قَـالُـوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَالَّـذِي نَـفْـسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ إِذَا تَابَ، مِنْ أَحَدِكُمْ بِرَاحِلَتِهِ إِذَا وَجَدَهَا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم میں سے کسی ایک کی سواری گم ہونے کے بعد اگر مل جائے تو کیا اسے خوشی ہوگی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا:''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! یقیناً اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے کہیں بڑھ کر خوشی ہوتی ہے جس کی سواری گمشدگی کے بعد مل جائے۔''

(۱۲۹۹) أخرجه مسلم: ۲۷۰۳

(۱۳۰۰) أخرجه مسلم: ۲۶۷۵

(١٣٠١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ......

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ أَعُودُهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ، أَظُنُّهُ قَالَ: بِدَوِّيَّةٍ مُهْلِكَةٍ، مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَنَزَلَ، فَنَامَ، فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ هَلَكَتْ رَاحِلَتُهُ، فَطَافَ عَلَيْهَا حَتَّى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ، قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى حَيْثُ كَانَتْ رَاحِلَتِي، فَأَمُوتُ عَلَيْهِ، فَرَجَعَ فَأَغْفَى، فَاسْتَيْقَظَ، فَإِذَا هُوَ بِهَا عِنْدَهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ۔))

جناب حارث بن سوید کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوا تو انہوں نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔'' میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے کسی پرخطر جگہ پڑاؤ کیا ہو، اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو اور اس پر اس کے کھانے پینے کا ساز وسامان بھی ہو، وہ اترا اور سو گیا اور جب بیدار ہوا تو سواری کو غائب پایا، اس کی تلاش میں گھوما پھرا حتی کہ پیاس سے جاں بلب ہو گیا، اس نے دل میں ارادہ کیا کہ اپنے ساز وسامان کے پاس لوٹ جاتا ہوں اور وہیں موت کا انتظار کرتا ہوں، جب وہ واپس ہوا تو اس پر اونگھ طاری ہو گئی، اس نیند سے جب وہ بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ سواری اس کے پاس کھڑی ہے اور اس کا کھانا پینا بھی اس پر موجود ہے۔''

شرح: ((الدوية، الداويّة)) ''پرخطر بے آب وگیاہ، وسیع وعریض صحرا جہاں دور جاتے قافلوں کی آواز بھنبھناہٹ کی طرح محسوس ہوتی ہے۔

(١٣٠٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَعْقُوبَ الْفَارِسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمَّادٍ الأَصْبَهَانِيُّ، بِالرَّيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ

(١٣٠١) أخرجه البخاري: ٦٣٠٨، و مسلم: ٢٧٤٤

(١٣٠٢) أخرجه البخاري: ٦٣٠٨، و مسلم: ٢٧٤٤

الْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِی الدُّنْیَا، حَدَّثَنَا أَبُو خَیْثَمَةَ، حَدَّثَنَا جَرِیرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَیْرٍ......

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَیْدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ أَعُودُهُ وَهُوَ مَرِیضٌ، فَحَدَّثَنَا بِحَدِیثَیْنِ، حَدِیثٌ عَنْ نَفْسِهِ، وَحَدِیثٌ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْمُوْمِنَ یَرَى ذُنُوْبَهُ كَاَنَّهُ فِی اَصْلِ جَبَلٍ یَخَافُ اَنْ یَّقَعَ وَاِنَّ الْفَاجِرَ یَرَى ذُنُوْبَهُ مِثْلَ ذُبَابٍ مَرَّ عَلَى اَنْفِهِ فَذَبَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ((لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ فِی دَوِّیَّةٍ مُهْلِكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَیْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَنَامَ، فَاسْتَیْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ، فَقَامَ یَطْلُبُهَا حَتَّى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ، ثُمَّ قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِی كُنْتُ فِیهِ حَتَّى أَمُوتَ، قَالَ: فَوَضَعَ یَدَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِیَمُوتَ، فَنَامَ، فَاسْتَیْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَیْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَاللَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ هَذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ۔))

جناب حارث بن سوید کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیمارپرسی کے لیے ان کے ہاں گیا، وہ مریض تھے، انہوں نے ہمیں دواحادیث بیان کیں، ایک اپنی طرف سے اور دوسری اللہ کے رسول ﷺ سے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ ایک مومن شخص اپنے گناہوں کو ایسا محسوس کرتا ہے جیسے وہ کسی پہاڑ کے دامن میں ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں وہ پہاڑ اس کے اوپر نہ گر جائے اور بدکار شخص اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح ہلکا اور معمولی سمجھتا ہے کہ وہ اس کے ناک کے پاس سے گزری اور اس نے اسے اُڑا دیا ...... انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ مسرور ہوتا ہے جس نے کسی پُر خطر جگہ پڑاؤ کیا ہو، اس کے ہمراہ اس کی سواری بھی ہو اور اس پر کھانے پینے کی چیزیں موجود ہوں، وہ سو گیا، جب بیدار ہوا تو سواری کھو چکی تھی، وہ اٹھ کر تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ وہ پیاس سے ہلکان ہو گیا، پھر اس نے جی میں کہا: میں اپنے سازوسامان کے پاس جاتا ہوں حتی کہ مجھے موت آجائے، وہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی کلائی پر رکھ کر سو گیا اور مرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو گیا، اس پس وپیش میں اسے نیند آگئی، جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کی سواری اس کے پاس تھی، اس کا زادِراہ اور ناؤ ونوش کا سامان بھی موجود تھا (تو خیال کرو اس کو کس قدر خوشی ہوتی ہوگی؟) اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے کہیں بڑھ کر خوش ہوتا ہے

جس کو سواری اور سامان مل گیا ہو۔"

(١٣٠٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ يَعْقُوبَ الْفَارِسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمَّادٍ الأَصْبَهَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِي الدُّنْيَا، حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ ح وَأَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ......

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَهُوَ عَمُّهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَتْ رَاحِلَتُهُ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ، وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَأَيِسَ مِنْهَا، فَأَتَى شَجَرَةً، فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذَا هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهُ، فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي، وَأَنَا رَبُّكَ، أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ۔))

سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جب وہ اس کی جانب رجوع کرے، اس شخص سے بھی زیادہ مسرور ہوتا ہے جس کی سواری جنگل میں ہو اور چھوٹ جائے، اسی پر اس کا کھانا پینا ہو، وہ اس کے ملنے سے سخت ناامید ہو جائے اور ایک درخت کے نیچے سائے میں آ کر لیٹ جائے، وہ اپنی سواری کے معاملے میں ہر طرف سے مایوس ہو چکا ہو، وہ اسی ادھیڑ بُن میں ہو کہ اچانک اس کا جانور اس کے پاس کھڑا ہو، وہ اٹھے اور اس کی مہار تھام لے، پھر مارے خوشی کے یہ کہہ اٹھے: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ فرطِ خوشی میں آ کر اس سے سبقت لسانی ہو جائے۔"

شرح: امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ((لله افرح۔)) کا مفہوم ہے: اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے از حد خوش ہوتا ہے اور اس کی جانب توجہ کرتے ہیں۔ خوش ہونے کا وہ مفہوم جو انسانوں کے ساتھ متعلق ہے وہ یہاں مراد نہیں بلکہ وہی مفہوم مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے، اس کا معنیٰ راضی ہونا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ﴾ .... "ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پر اترا رہا ہے۔" (سورۂ مومنون: ٥٣)

(١٣٠٣) أخرجه البخاري: ٦٣٠٩، ومسلم: ٢٧٤٧

اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات مثلاً ضحك، استبشار (جیسا کہ ایک حدیث میں مروی ہے) وغیرہ کا مفہوم بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے۔

متقدمین اہل حدیث نے اس حدیث کو نیک اعمال کی ترغیب وتشویق اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی نوید قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو اس کے لیے ثابت کیا ہے، عقلی اور منطقی توجیہات میں نہیں پڑے اور خواہ مخواہ کی کرید اور بال کی کھال اتارنے سے گریز برتا ہے، نیز ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کی مشابہت سے پاک اور منزہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ .... ''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔'' (سورۂ شوریٰ:۱۱)۔ نہ ذات میں نہ صفات میں، پس وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے، واحد اور بے نیاز۔

(۱۳۰۴)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ التُّرَابِيُّ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمُّوَيْهِ السَّرْخَسِيُّ ثُمَّ الْهَرَوِيُّ، قَدِمَ عَلَيْنَا مَرْوَ، قَالَ: أنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خُزَيْمٍ الشَّاشِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْكَشِّيُّ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ مِنْهَا، وَإِنْ زَادَ زَادَتْ حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ، فَذَلِكُمُ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے اگر توبہ واستغفار کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر مزید گناہ کرتا چلا جائے تو سیاہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے حتی کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے اور یہی زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ذکر کیا ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ﴾ .... ''یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔'' (سورۂ مطففین:۱۴)

(۱۳۰۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ أَبِي النَّجُودِ......

(۱۳۰۴) حسن ......أخرجه الترمذي: ۳۳۳٤، وابن ماجه: ٤٢٤٤

(۱۳۰۵) حسن ......أخرجه الترمذي: ۳۵۳٦، وابن ماجه: ٤٠٧٠

عَـنْ زِرِّ بْـنِ حُبَيْـشٍ ، قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّـالٍ الْـمُـرَادِيَّ ، فَـذَكَـرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَـعَـلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا مَسِيرَةُ عَرْضِهِ سَبْعُونَ عَـامًـا لِلتَّوْبَةِ ، لا يُغْلَقُ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ مِـنْ قِبَلِهِ ، وَذَلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾))

جناب زید بن حبیش کہتے ہیں کہ میں سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے مغرب کی طرف ایک توبہ کا دروازہ قائم کیا ہے جس کی چوڑائی ستر برس (پیدل چلنے) کی مسافت کے برابر ہے، اسے بند نہیں کیا جائے گا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو اور یہی مراد ہے اللہ عزوجل کے اس فرمان میں: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ .... ''جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آ پہنچے گی، کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا۔'' (سورۃ انعام: ۱۵۸)

(۱۳۰۶)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُـرَيْـحٍ ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـقَـاسِـمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْبَانَ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ مَكْحُولٍ ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ ......

عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک انسان پر نزع کی حالت طاری نہیں ہوتی۔''

شرح: ((مَا لَمْ يُغَرْغِرْ)) ''جب تک اس کی روح حلق تک نہیں پہنچتی۔'' اس کیفیت کو غرغَرَ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۱۳۰۷)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُـرَيْـحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ هُوَ الثَّوْرِيُّ ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ يَعْنِي الْجَزَرِيَّ ، عَنْ زِيَادٍ هُوَ ابْنُ الْجَرَّاحِ ، عَنِ ابْنِ مَعْقِلٍ ......

(۱۳۰۶) حسن ......أخرجه الترمذی: ۳۵۳۷، وابن ماجه: ۴۲۵۳

(۱۳۰۷) صحیح ......أخرجه ابن ماجه: ۴۲۵۲

عَـنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((النَّدَمُ تَوْبَةٌ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گناہوں پر ندامت اور شرمندگی کرنا توبہ ہے۔''

تشریح: صحابیٔ رسول ابن معقل رضی اللہ عنہ کا پورا نام عبداللہ بن معقل بن مقرّن مزنی ہے اور ان کی کنیت ابو ولید ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے: گناہوں پر نادم اور شرمسار ہونا ہی توبہ ہے اور توبہ کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے جیسے اس سے گناہ سرزد ہوا ہی نہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ ابْـنِ آدَمَ خَـطَّـاءٌ وَخَيْـرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ۔)) ...... ''سارے انسان خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔''

(حسن، ترمذی: ٢٤٩٩، ابن ماجه: ٤٢٥١)

(16)......بَابُ اَفْضَلِ الإِسْتِغْفَارِ
سید الاستغفار کا بیان
(طلب مغفرت کے لیے افضل ترین کلمات)

(١٣٠٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ يُـوسُفَ، حَـدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنِي بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ......

حَـدَّثَـنِـي شَـدَّادُ بْنُ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَيِّدُ الاسْتِغْفَارِ، أَنْ يَـقُـولَ: الـلّٰهُـمَّ أَنْتَ رَبِّي، لا إِلَـهَ إِلا أَنْتَ، خَـلَـقْتَنِـي وَأَنَـا عَبْـدُكَ، وَأَنَـا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْـدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَـنَـعْـتُ أَبُـوءُ لَكَ بِـنِـعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ، قَالَ: وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سید الاستغفار (اللہ سے معافی طلب کرنے والی دعاؤں میں سے سردار کلمات) یہ ہے کہ آدمی کہے: ((اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ)) ''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق

(١٣٠٨) أخرجه البخاري: ٦٣٠٦

الْـجَـنَّةِ، وَمَـنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ، وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَـا، فَـمَـاتَ قَبْـلَ أَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔))

نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جس قدر طاقت رکھتا ہوں، میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مجھے تیری نعمتوں کا اعتراف ہے اور اپنے گناہوں کا بھی میں اعتراف کرتا ہوں، پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کونہیں بخش سکتا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یقین کی حالت میں اسے شام کے وقت پڑھ لے اور اسی رات فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اسی طرح جو شخص صبح کے وقت پڑھے اور شام تک فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

شرح: ''میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد جو ذمہ داریاں مجھ پر عائد ہوتی ہیں میں انہیں تسلیم کرتا ہوں مثلا اخلاص، انقیاد، اوامر ونواہی کی رعایت رکھنا، شریعت پر عملداری، قرآن وسنت میں بیان کردہ اجروثواب کا یقین اور نافرمانی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ سزاؤں اور وعیدات پر ایمان رکھنا، نیز اپنی بندگی، عاجزی اور انکساری کا اعتراف کرتا ہوں اور تکبر وخودسری سے مجتنب ہوں۔

''اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں۔'' مراد یہ ہے کہ سب نعمتیں اے اللہ! تیری طرف سے ہیں، میری لیاقت اور قابلیت کو ذرہ بھر دخل نہیں۔ ''اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔'' مجھے اپنے گناہوں اور غلطیوں کا پورا احساس ہے۔ میں ان پر مُصر اور اڑا ہوا نہیں ہوں، توبہ کے ساتھ ان کے ازالے کی فکر میں رہتا ہوں۔

(١٣٠٩)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ الطَّائِيُّ......

عَـنِ ابْـنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ، أَوْ حِينَ يُمْسِي: اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لا إِلَـهَ إِلا أَنْـتَ، خَـلَـقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا

سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یقین کی حالت میں اس دعا کو صبح کے وقت اور شام کے وقت پڑھ لے اور اسی دن یا رات فوت ہو جائے وہ جنت میں داخل ہوگا: ((اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لا إِلَهَ إِلا

(١٣٠٩) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٠٧٠، وابن ماجه: ٣٨٧٢

عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔))

أَنْتَ، خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ۔)) ''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جس قدر طاقت رکھتا ہوں، میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔''

(17)......بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ

بستر پر جا کر کیا پڑھا جائے؟

(۱۳۱۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجُوزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ الأَيْمَنِ، وَقَالَ: رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور پڑھتے: ((رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔)) ''اے اللہ! جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اس روز مجھے اپنے عذاب سے بچائے رکھنا۔''

شرح: یہ حدیث سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے اور اس میں مندرجہ بالا دعا کو تین بار پڑھنے کا ذکر ہے۔

(۱۳۱۰) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ۳۳۹۹

یہ ابوداود کی روایت ہے، لیکن تین بار کا ذکر ضعیف ہے، لہٰذا یہ دعا ایک بار پڑھنا ہی مسنون عمل ہے۔ (م،م)

(١٣١١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ صَاعِدٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَكِيمِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ......

أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَان، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَبِاسْمِكَ أَمُوتُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔))

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے، پھر یہ دعا پڑھتے: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا، وَبِاسْمِكَ أَمُوتُ۔)) ''اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔'' اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔)) ''سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں موت سے ہمکنار کرنے کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

(١٣١٢)۔ وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ مِهْرَانَ، حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ......

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوتُ)) وَإِذَا اسْتَيْقَظَ، قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔))

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر پہنچتے تو کہتے: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوتُ)) ''اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں۔'' اور جب جاگتے تو کہتے: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)) ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں زندہ

(١٣١١) أخرجه البخاري: ٦٣١٤، و مسلم: ٢٧١١

(١٣١٢) أخرجه ابو الشيخ في كتاب اخلاق النبي ﷺ باسناد صحيح

کیا اس کے بعد کہ ہمیں موت دے دی تھی اور اسی کی طرف جانا ہے۔“

(۱۳۱۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ، فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ، بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: ((بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر دراز ہو تو پہلے اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس پر آ گئی ہے اور پھر یہ دعا پڑھے: ((بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ۔)) ”تیرے ہی نام کے ساتھ اے میرے پروردگار! میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیرے ہی نام کے ساتھ اسے اٹھاؤں گا، پس اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم کر اور اگر چھوڑ دے تو اس کی حفاظت کر جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔“

تشریح: ابوعبیدہ نے کہا: ”ازار کے کنارے“ سے مراد تہبند کا وہ حصہ ہے جو باندھنے والے کے جسم کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔

فائدہ: آج کل ازار اور چادر کی جگہ شلوار قمیص اور دیگر ملبوسات نے لے لی ہے تاہم حدیث مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے رومال، تولیے یا کسی اور کپڑے سے بستر کو جھاڑ لینا چاہیے۔ آدمی نقصان سے بچ جاتا ہے اور سنت پر عمل کرنے کا ثواب الگ سے پاتا ہے۔ (ع،س)

(۱۳۱۴)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ يَحْيَى بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحُسَيْنِ

(۱۳۱۳) أخرجه البخاري: ٦٣٢٠، و مسلم: ٢٧١٤

(۱۳۱۴) انظر الحديث السابق

الأَشْعَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْعَوَّامِ الأَزْدِيُّ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ مِنْ أَصْلِ كِتَابِهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ الْغِفَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، عَنْ زُهَيْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ، ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: (بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص سونے کا ارادہ کرے تو اپنے بستر کو اپنی چادر کے پلو سے جھاڑے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد اس کی جگہ کیا چیز آئی ہے، پھر دائیں کروٹ کے بل لیٹ جائے اور یہ دعا پڑھے: ((بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ.)) ''تیرے نام ہی کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا، اور تیرے ہی نام کے ساتھ اسے اُٹھاؤں گا، پس اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم کر اور اگر چھوڑ دے تو تُو اس کی حفاظت کر جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔''

تشریح: ''وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد اس جگہ کیا چیز آئی ہے۔'' ہوسکتا ہے کوئی موذی اور زہریلا کیڑا مکوڑا یا سانپ سپولا بستر پر آ بیٹھا ہو، کچے گھروں میں بالخصوص ساون اور گرمی کے موسم میں ایسا اکثر ہو جاتا ہے کہ حشرات الارض اپنی بِلوں سے باہر نکل آتے ہیں اور تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔

(١٣١٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ......

قَالَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''جب تو اپنے بستر پر جائے تو نماز والا وضو کر پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جا اور یہ دعا پڑھ:

(١٣١٥) أخرجه البخاري: ٦٣١١، و مسلم: ٢٧١٠

لِلصَّلاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الأَيْمَنِ وَقُلِ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لا مَلْجَأَ وَلا مَنْجَا إِلا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ)) قُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ: ((وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ؟)) قَالَ: ((لا وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔))

((اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لا مَلْجَأَ وَلا مَنْجَا إِلا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) ''اے اللہ میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر لیا، اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا، اپنی پشت تیری طرف جھکائی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، نہ تجھ سے پناہ کی کوئی جگہ ہے اور نہ بھاگ کر جانے کی مگر تیری ہی طرف، میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے اتاری اور تیرے نبی پر جو تو نے بھیجا، (یہ دعا پڑھ کر سونے کے بعد) اگر تو فوت ہو گیا تو فطرت پر فوت ہو گا، اور (سونے سے قبل) تیرے آخری کلمات یہی ہونے چاہئیں۔'' میں نے کہا: کیا میں اس طرح پڑھ سکتا ہوں: ((وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ؟)) آپ نے فرمایا: ''نہیں ((وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) ہی پڑھو۔''

تشریح ''جب تو اپنے بستر پر جائے۔'' یعنی سونے کا پروگرام ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ .... ''قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔'' (سورۂ نحل: ۸۹) یعنی تلاوت کے آغاز میں (اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم) پڑھا جائے۔

آپ ﷺ نے دعائے مذکورہ میں سیدنا براء رضی اللہ عنہ کو الفاظ تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اس سے ان لوگوں کا مسلک ترجیح پاتا ہے جو ادعیہ ماثورہ میں الفاظ کی متابعت کا پورا دھیان رکھتے ہیں اور الفاظ بدلنے کو صحیح نہیں سمجھتے۔ واقعتاً آپ ﷺ کے الفاظ میں جو روحانیت، تاثیر اور برکت ہو سکتی ہے وہ خود ساختہ الفاظ میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔

(۱۳۱۶)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ،

(۱۳۱۶) انظر الحديث السابق

حَدَّثَنَا الْعَلاءُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، حَدَّثَنِي أَبِي......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لا مَلْجَأَ مِنْكَ إِلا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ۔))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لاتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، پھر کہتے: ((اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لا مَلْجَأَ مِنْكَ إِلا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) ''اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر لیا، اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا، اپنی پشت تیری طرف جھکائی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، نہ تجھ سے پناہ کی کوئی جگہ ہے اور نہ بھاگ کر جانے کی مگر تیری ہی طرف، میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے اتاری اور تیرے نبی پر جو تو نے بھیجا۔'' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یہ دعا پڑھی اور اسی رات فوت ہو گیا تو فطرت پر فوت ہوگا۔''

تشریح: ''تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے۔'' حدیث مبارکہ میں رغبت اور رہبت (ڈرنے) کو واؤ عاطفہ کے ساتھ ایک ہی انداز میں ذکر کیا گیا ہے حالانکہ ''رهبة منك۔'' ہونا چاہیے تھا۔ مگر عربی زبان وادب میں اس طرح عطف کرنے کی بہت مثالیں ہیں۔

(١٣١٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي أَبُو سَهْلٍ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ ایک آدمی کو فرما رہے تھے: ''جب تو

(١٣١٧) انظر الحديث السابق

يَـأْمُـرُ رَجُلا إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ، أَنْ يَـقُـولَ: ((الـلَّهُـمَّ أَسْـلَـمْـتُ نَفْسِى إِلَيْكَ، وَوَجَّهْـتُ وَجْهِـى إِلَيْكَ، وَفَـوَّضْـتُ أَمْرِى إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِى إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لا مَـنْـجَـا وَلا مَلْجَأَ مِنْكَ إِلا إِلَيْكَ، آمَـنْـتُ بِـكِتَـابِكَ الَّذِى أَنْزَلْتَ، وَبِرَسُولِكَ الَّـذِى أَرْسَـلْـتَ، فَإِنْ مَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ، مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحَ أَصْبَحَ وَقَدْ أَصَابَ خَيْرًا۔))

رات کے وقت اپنے بستر پر جائے تو کہے: ((اللَّهُمَّ أَسْـلَـمْـتُ نَفْسِـى إِلَيْكَ، وَوَجَّهْـتُ وَجْهِـى إِلَيْكَ، وَفَـوَّضْـتُ أَمْـرِى إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِى إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لا مَنْجَا وَلا مَـلْـجَـأَ مِـنْكَ إِلا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِى أَنْزَلْتَ، وَبِرَسُولِكَ الَّذِى أَرْسَلْتَ۔)) ”اے اللہ میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر لیا، اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا اور اپنی پشت تیری طرف جھکائی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، نہ تجھ سے پناہ کی کوئی جگہ ہے اور نہ بھاگ کر جانے کی مگر تیری طرف، میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے اتاری اور تیرے رسول پر جو تو نے بھیجا ہے۔ اگر یہ دعا پڑھ کر سونے والا شخص اس رات فوت ہو جاتا ہے تو فطرت پر فوت ہوتا ہے اور اگر صبح کرتا ہے تو خیر و بھلائی کے ساتھ صبح کا آغاز کرتا ہے۔“

شرح: ابو اسحاق راوی نے ((وان اصبح اصاب خیرا۔)) کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔ مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے کہا: ”اے فلاں! جب تو بستر پر جائے۔“ نیز ”اگر تو اس رات فوت ہو گیا تو فطرت پر فوت ہوگا اور اگر تو نے صبح کی تو خیر و برکت پائے گا۔“ فطرت سے مراد فطرت اسلام ہے۔ احادیث میں فطرت کا لفظ سنت کے معنیٰ میں بھی آیا ہے: ((عشر من الفطرة۔)) ”دس امور سنت نبویہ ہیں۔“ ان میں سے ایک ناک میں پانی ڈالنا ہے۔

(١٣١٨)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَـدَّثَـنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَـكْـرُ بْـنُ مُـحَـمَّـدٍ الْـمُـزَنِـيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنُ حَمْزَةَ،

(١٣١٨) أخرجه مسلم: ٢٧١٥

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا، وَسَقَانَا، وَكَفَانَا، وَآوَانَا، وَكَمْ مِمَّنْ لا كَافِيَ لَهُ وَلا مُؤْوِيَ.))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو پڑھتے: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا، وَسَقَانَا، وَكَفَانَا، وَآوَانَا، وَكَمْ مِمَّنْ لا كَافِيَ لَهُ وَلا مُؤْوِيَ.)) ''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کافی ہو گیا اور ہمیں جگہ دی، پس کتنے ہی لوگ ہیں جنھیں کوئی کفایت کرنے والا نہیں اور نہ کوئی جگہ دینے والا ہے۔''

(۱۳۱۹)۔ حَدَّثَنَا الْمُطَهِّرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ حَيَّانَ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارِسِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: نا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ......

حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا تَبَوَّأَ مَضْجَعَهُ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانِي، وَآوَانِي، وَأَطْعَمَنِي، وَسَقَانِي، وَمَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ، وَأَعْطَانِي فَأَجْزَلَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، اللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، وَمَلِكَ كُلِّ شَيْءٍ، وَإِلَهَ كُلِّ شَيْءٍ، وَلَكَ كُلُّ شَيْءٍ، أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ.))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر قرار پکڑتے تو یہ پڑھا کرتے تھے: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانِي، وَآوَانِي، وَأَطْعَمَنِي، وَسَقَانِي، وَمَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ، وَأَعْطَانِي فَأَجْزَلَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، اللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، وَمَلِكَ كُلِّ شَيْءٍ، وَإِلَهَ كُلِّ شَيْءٍ، وَلَكَ كُلُّ شَيْءٍ، أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ.)) ''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو مجھے کافی ہوا، جس نے مجھے جگہ دی، جس نے مجھے کھلایا پلایا اور مجھ پر

(۱۳۱۹) صحیح الاسناد ......أخرجه ابوداود: ۵۰۵۸

برتر انعامات کیے اور بڑے اکرامات سے نوازا، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں ہیں، اے اللہ! ہر چیز کے پروردگار، ہر چیز کے بادشاہ، ہر چیز کے معبود، ہر چیز تیری ہی ہے، میں آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔‘‘

(۱۳۲۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لا إِلَهَ إِلا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ، أَوْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ، أَوْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ، أَوْ عَدَدَ أَيَّامِ الدُّنْيَا۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص اپنے بستر پر آ کر تین مرتبہ پڑھے: ((أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لا إِلَهَ إِلا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ)) ’’میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے علاوہ کوئی حقیقی معبود نہیں اور وہ ہمیشہ زندہ اور قائم دائم رہنے والی ذات ہے۔‘‘ اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں یا ریت کے ٹیلوں کے برابر یا درخت کے پتوں کے برابر یا دنیا کے دنوں کے برابر ہوں۔‘‘

(۱۳۲۱)۔ نا أَبُو الْمُظَفَّرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَامِدٍ التَّيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ الْقَاسِمِ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِي نَصْرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ خَيْثَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَيْدَرَةَ الأَطْرَابُلْسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو قِلابَةَ الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خادم طلب کرنے کے لیے تشریف لائیں، آپ نے فرمایا: ’’کیا میں تجھے وہ چیز نہ بتاؤں جو

(۱۳۲۰) ضعیف ......أخرجه الترمذي: ۳۳۹۷

(۱۳۲۱) أخرجه مسلم: ۲۷۲۸

((أَلا أَدُلُّكِ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ خَادِمٍ؟ تُسَبِّحِينَ اللّٰهَ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَتَحْمَدِينَ اللّٰهَ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَتُكَبِّرِينَ اللّٰهَ أَرْبَعًا وَثَلاثِينَ عِنْدَ كُلِّ صَلاةٍ، وَعِنْدَ مَنَامِكِ.))

(تمہارے لیے) خادم سے بہتر ہو؟ جب تو سونا چاہے تو کہہ: سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ مرتبہ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ۔"

(۱۳۲۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي الْحَكَمُ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى......

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى، وَبَلَغَهَا أَنَّهُ جَائَهُ رَقِيقٌ، فَلَمْ تُصَادِفْهُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ، قَالَ: فَجَاءَنَا، وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا نَقُومُ، فَقَالَ: ((عَلَى مَكَانِكُمَا)) فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى بَطْنِي، فَقَالَ: ((أَلا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا، أَوْ أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا، فَسَبِّحَا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ.))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ آپ کو شکایت کریں کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ان کے ہاتھ کو تکلیف پہنچتی ہے، انہیں یہ اطلاع موصول ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقسیم کے لیے غلام آئے ہوئے ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہو پائی، اس لیے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا، جب آپ تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے ہم اس وقت بستروں میں لیٹ چکے تھے، ہم کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا: "اپنی جگہ ٹکے رہو۔" آپ میرے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھ گئے حتی کہ آپ کے پاؤں مبارک کی ٹھنڈک میں نے اپنے پیٹ پر محسوس کی، آپ نے فرمایا: "کیا میں تم دونوں کو وہ چیز نہ بتاؤں جو اس چیز سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا ہے؟ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہو، یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔"

(۱۳۲۲) أخرجه البخاري: ۳۵۶۱، و مسلم: ۲۷۲۷

(18)......بَابُ مَا يَقُولُ حِينَ يُصْبِحُ

صبح کے اذکار

(١٣٢٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ زِيَادٍ الْقُرَشِيِّ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّا أَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ، وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلائِكَتَكَ، وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ وَحْدَكَ لا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي يَوْمِهِ ذَلِكَ مِنْ ذَنْبٍ، وَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي، غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اللَّهُمَّ إِنَّا أَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ، وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلائِكَتَكَ، وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ وَحْدَكَ لا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ)) ”جو شخص صبح پڑھے: ”اے اللہ! ہم نے اس حال میں صبح کی کہ ہم تجھے گواہ بناتے ہیں اور تیرا عرش اُٹھانے والوں کو، تیرے فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوق کو گواہ بناتے ہیں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔“ تو اللہ تعالیٰ اس کے اس روز کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اگر اس دعا کو شام کے وقت پڑھے تو اللہ کریم اس رات کو ہونے والے گناہ معاف کر دیتا ہے۔“

(١٣٢٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَابِقَ بْنَ نَاجِيَةَ......

عَنْ أَبِي سَلامٍ، قَالَ: كُنَّا فِي مَسْجِدِ حِمْصَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ، فَقَالُوا: هَذَا قَدْ خَدَمَ

جناب ابو سلام کہتے ہیں: ہم حمص کی مسجد میں بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص داخل ہوا، لوگوں نے کہا: یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(١٣٢٣) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٥٠٦٩، والترمذى: ٣٥٠١

(١٣٢٤) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٥٠٧٢، ورواه الترمذى: ٣٥٠١

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَدَاوَلْهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ الرِّجَالُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقُولُ إِذَا أَمْسَى وَإِذَا أَصْبَحَ ثَلاثًا: رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا، إِلا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

کے خادم ہیں، ہم نے ان سے عرض کیا: آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیں جسے آپ نے بغیر واسطے کے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو، انہوں نے کہا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جو مسلمان آدمی تین مرتبہ صبح اور شام یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر ضروری ہو جاتا ہے کہ قیامت والے دن اسے راضی کرے: ((رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا)) ”میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر۔“

(۱۳۲۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَخْلَدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الثَّقَفِيُّ السَّرَّاجُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَصْبَحَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ)) وَإِذَا أَمْسَى، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ)) ”اے اللہ تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی اور تیرے نام کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے نام کے ساتھ ہم مریں گے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“ اور شام کے وقت پڑھتے تھے: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔)) ”اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہی ہم نے شام کی اور تیرے ہی نام کے ساتھ ہم نے صبح کی اور تیرے ہی نام

(۱۳۲۵) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۵۰۶۸، والترمذي: ۳۳۹۱

کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی نام کے ساتھ ہم مریں گے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

شرح: بعض روایات میں ((وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ۔)) ''اور تیری طرف اٹھ کر جانا ہے۔'' کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

(١٣٢٦)۔ أنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدٍ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى الْفَرْوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي مَوْدُودٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ......

عَنْ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ، وَلَا فِي السَّمَاءِ ثَلَاثًا، لَمْ تَفْجَأْهُ فَاجِئَةٌ حَتَّى يُمْسِيَ، إِذَا قَالَهَا حِينَ يُمْسِي، لَمْ تَفْجَأْهُ فَاجِئَةٌ حَتَّى يُصْبِحَ۔))

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے تو شام تک اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر شام کے وقت یہی دعا پڑھ لے تو صبح تک کوئی گزند نہیں پہنچے گا: ((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ، وَلَا فِي السَّمَاءِ)) ''اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔''

شرح: ایک سند میں ((وهو السميع العليم۔)) ''اور وہ خوب سننے والا، پوری طرح علم رکھنے والا ہے۔'' کے الفاظ زیادہ ہیں۔ (یہ الفاظ صحیح ثابت ہیں)۔

(١٣٢٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ سَالِمًا الْقَرَّاءَ......

حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الْحَمِيدِ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَهُ، أَنَّ أُمَّهُ، حَدَّثَتْهُ وَكَانَتْ تَخْدِمُ بَعْضَ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ بِنْتَ

جناب عبدالحمید بنو ہاشم کے مولیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری والدہ نے بتایا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کی خدمتگار تھیں، ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے بیان کیا

(١٣٢٦) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٠٨٨، والترمذی: ٣٣٨٨، وابن ماجه: ٣٨٦٩

(١٣٢٧) ضعيف......أخرجه ابوداود: ٥٠٧٥

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهَا، يَقُولُ: ((قُولِي حِينَ تُصْبِحِينَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، فَإِنَّهُ مَنْ قَالَهُنَّ حِينَ يُصْبِحُ، حُفِظَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَمَنْ قَالَهُنَّ حِينَ يُمْسِي، حُفِظَ حَتَّى يُصْبِحَ۔))

کہ مجھے نبی ﷺ نے یہ کلمات سکھائے تھے، آپ نے فرمایا: ''صبح کے وقت یہ دعا پڑھا کرو: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا)) ''پاک ہے اللہ اور اپنی حمد کے ساتھ، نہیں کوئی طاقت اور نہ قوت مگر اللہ کی مدد کے ساتھ، وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اور جو اللہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو علم کے لحاظ سے گھیر رکھا ہے۔'' جو شخص صبح کے وقت ان کلمات کو پڑھے گا شام تک ہر آفت سے محفوظ ہو جائے گا، اور جو شام کے وقت ان کو پڑھے گا وہ صبح تک ہر مصیبت اور پریشانی سے محفوظ ہو جائے گا۔''

(١٣٢٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَنْبَسَةَ......

عَنِ ابْنِ غَنَّامٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصبِحُ: اللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ، أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ، فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَكَ الشُّكْرُ، أَدَّى شُكْرَ ذَلِكَ الْيَوْمِ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ حِينَ يُمْسِي، فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ لَيْلَتِهِ۔))

سیدنا ابن غنّام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ دعا صبح کے وقت پڑھ لے تو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''جو شام کے وقت پڑھ لے تو اس نے اس رات کا شکر ادا کر دیا: ((اللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ، أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ، فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَكَ الشُّكْرُ)) ''اے اللہ! مجھ پر یا تیری

(١٣٢٨) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٥٠٧٣

مخلوق میں سے کسی پر جس نعمت نے بھی صبح کی ہے، وہ صرف تیری طرف سے ہے، تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں، پس تیرے ہی لیے حمد اور تیرے ہی لیے شکر ہے۔"

شرح: سیدنا ابن غنّام کا پورا نام عبداللہ بن غنام البیاضی ہے۔

(19)......بَابُ مَا يَقُوْلُ الْمُتَزَوِّجُ

شادی کرنے والے کے لیے دعا

(١٣٢٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، حَدَّثَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا، وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ، وَقَالَ: ((وَإِذَا ابْتَاعَ أَحَدُكُمُ الْجَارِيَةَ، فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا، وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ، وَإِذَا ابْتَاعَ أَحَدُكُمْ بَعِيرًا، فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔))

سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے تو اس کی پیشانی سے پکڑ کر برکت کی دعا کرے۔" اور کہا: "جب تم میں سے کوئی شخص خادمہ (لونڈی) خریدے تو اس کی پیشانی سے پکڑ کر برکت کی دعا کرے، اور جب کوئی اونٹ خریدے تو اس کی کوہان کی چوٹی پکڑ کر مردود شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔"

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث منقطع ہے۔ البتہ (عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ) کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص شادی کرے یا خادم، غلام خریدے تو کہے: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ)) "اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے۔" اور جب کوئی اونٹ خریدے تو اس کی کوہان کی چوٹی پکڑے اور یہی دعا پڑھے۔" (حسن، ابوداود: ٢١٦٠، ابن ماجہ: ١٩١٨)

اسی سند سے مروی ہے "پھر بیوی یا خادم کی پیشانی پکڑ کر برکت کی دعا کرے۔" (ایضاً)

(١٣٢٩) منقطع، وانظر الحديث المذكور فى الشرح ......أخرجه الامام مالك فى المؤطأ: ١١٦٢

(20)......بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ مُوَاقَعَةِ الْأَهْلِ

بیوی کے پاس آنے سے پہلے کی دعا

(١٣٣٠)۔ أَخبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ، قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے تو کہے: ((بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا)) ''اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہمیں عطا کرے اسے بھی شیطان سے بچا۔'' اگر اس صحبت سے کوئی اولاد مقدر میں ہوگی تو شیطان اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

(21)......بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ

بے قراری اور پریشانی کے وقت کیا کہے؟

اللہ تعالیٰ سیدنا ایوب علیہ السلام کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ﴿اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔﴾ .... ''مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔'' (سورۃ انبیاء: ۸۳)

مروی ہے کہ سیدنا ایوب علیہ السلام نے اپنی دعا والتجا میں کہا کہ جب آزمائشوں اور تکالیف نے میری کمر توڑ کے رکھ دی اور سخت بدحال کر دیا تب جا کر میں نے دعا کی۔

فائدہ: سیدنا ایوب علیہ السلام پر آزمائشیں اور تکلیفیں کیا تھیں؟ اس کی مستند تفصیل تو نہیں ملتی تاہم قرآن مجید کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مال ودولتِ دنیا اور اولاد سے نوازا ہوا تھا، بطور آزمائش اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ سب نعمتیں واپس لے لیں حتی کہ جسمانی صحت سے بھی محروم اور بیماریوں میں گھر کر رہ گئے۔ بالآخر کہا جاتا ہے کہ ۱۸؍سال کی آزمائشوں کے بعد بارگاہِ الٰہی میں دعا کی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ پہلے سے دوگنا عطا فرمایا۔ مگر شکوہ شکایت اور جزع فزع نہیں کیا جو کہ صبر کے منافی ہے۔ اللہ والے ایسے ہی پختہ مزاج ہوتے ہیں۔ (ع،س)

(١٣٣٠) أخرجه البخاري: ٦٣٨٨، و مسلم: ١٤٣٤

اللہ تعالیٰ نے سیدنا یونس علیہ السلام کی بابت خبر دیتے ہوئے فرمایا: ﴿فَنَادٰى فِي الظُّلُمَاتِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ .... ''بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھا کہ الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔'' (سورۂ انبیاء: ۸۷)

(۱۳۳۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ، يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمُ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، رَبُّ السَّمٰوَاتِ، وَرَبُّ الأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے موقع پر پڑھا کرتے تھے: ((لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمُ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، رَبُّ السَّمَوَاتِ، وَرَبُّ الأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمُ۔)) ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو عظمت والا بردبار ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بردباری والا کریم ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عرشِ عظیم کا رب ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب اور عرش کریم کا رب ہے۔''

شرح: ایک سند میں ((لا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ)) کے الفاظ نہیں ہیں۔

(۱۳۳۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيُّ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے قراری کے وقت پڑھتے تھے: ((لا إِلَهَ إِلَّا

(۱۳۳۱) أخرجه البخاري: ٦٣٤٥، و مسلم: ٢٧٣٠

(۱۳۳۲) انظر الحديث السابق

الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمُ ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ ، وَرَبُّ الأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمُ۔))

اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمُ ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ ، وَرَبُّ الأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمُ۔)) ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بلند اور عظمت والا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عرشِ عظیم کا رب ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب اور عرشِ کریم کا رب ہے۔''

تشریح: ((الْحَلِيمُ۔)) اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں میں سے ہے۔اس کا معنی ہے ایسی ذات جو نافرمانوں اور گنہگاروں کی غلطیوں پر جلد عتاب میں نہیں آتی اور نہ جلد غضبناک ہوجاتی ہے بلکہ اس کے ہاں ہر چیز کی ایک مقدار اور مدت متعین ہے جس کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی معاملہ پیش ہوتا تو چہرۂ انور آسمان کی طرف کر لیتے اور فرماتے: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ)) ''پاک ہے اللہ عظمت والا۔'' اور جب دعا کرنے میں الحاح وزاری کرتے تو فرماتے: ((يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ)) ''اے زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والے!۔'' (ضعيف جدا، ترمذی: ٣٤٣٦)

(22)......بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ الْغَضَبِ

غصے کے وقت کیا کہا جائے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوْا﴾ .... ''جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ اللہ کے ذکر میں لگ جاتے ہیں۔'' (سورۂ اعراف:۲۰۱)

جناب مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: طائف سے مراد غیض وغضب کی کیفیت ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے وسوسہ شیطانی مراد ہے۔اصل میں طائف یا طیف اس تخیل کو کہتے ہیں جو دل میں آئے یا خواب نظر آئے، یہاں اسے شیطانی وسوسے کے معنیٰ میں استعمال کیا گیا ہے۔

(١٣٣٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ ، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلانِ

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں

(١٣٣٣) أخرجه البخاري: ٦١١٥ ، و مسلم: ٢٦١٠

عِـنْـدَ الـنَّـبِـيِّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِـنْـدَهُ جُـلُـوسٌ، فَـأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُـغْـضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)) فَقَالُوا لِلرَّجُلِ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَـقُـولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ۔

نے نبی ﷺ کی موجودگی میں جھگڑا کیا، ہم بھی آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص دوسرے سے غصے کی حالت میں گالم گلوچ کر رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے، اگر یہ ((اَعُـوْذُ بِـاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) کہہ لے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس سے کہا کہ سنتے نہیں نبی ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ اس نے کہا: میں دیوانہ نہیں ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غصہ دور کرنے کے لیے ''اَعُـوْذُ بِـاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھنا چاہیے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اس آدمی نے کہا: کیا میں پاگل ہوں؟ چلا جا۔

سوال یہ ہے کہ اس شخص نے آپ ﷺ کی حدیث سن کر اس قسم کے الفاظ کیوں کہے؟ حافظ ابن حجر نے جواب دیتے ہوئے کہا: ممکن ہے کہ یہ شخص کافر یا منافق ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ مسلمان ہو لیکن شدید غصے کی وجہ سے اعتدال کو برقرار نہ رکھ سکا ہو یا کوئی اکھڑ مزاج اور اجڈ بدو ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ اس قسم کے غصے کا تعلق بھی شیطان کے شرّ سے ہے۔(فتح الباری: ۱۰/ ۵۷۳)

معلوم ایسے ہوتا ہے کہ وہ اپنے طبعی جذبات کی وجہ سے اپنے غصے پر قابو نہ پا سکا اور حدیثِ رسول کے بارے میں یہ کلمات کہہ دیے، کیونکہ شدید غصہ بھی جنون سے ملتی جلتی چیز ہے۔ (م،م)

(23)......بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ صِيَاحِ الدِّيْكَةِ

مرغ بولنے کے وقت دعا

(۱۳۳٤)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَـرَنَـا حَـاجِـبُ بْـنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۳۳٤) أخرجه البخاري: ۳۳۰۳، و مسلم: ۲۷۲۹

((إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيكَةِ ، فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نُهَاقَ الْحِمَارِ ، فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا۔))

فرمایا: ''جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔''

فائدہ: مرغ بولنے پر یہ دعا پڑھی جائے: (اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ) ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔'' اور گدھے کی آواز سن کر تعوذ یعنی: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ پڑھا جائے۔ (ع،س)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ ، وَنَهِيقَ الْحُمُرِ بِاللَّيْلِ ، فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ۔)) ......''جب تم رات کو کتا بھونکنے اور گدھا ہینگنے کی آواز سنو تو اللہ سے پناہ چاہو کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔'' (صحیح، ابوداود: ۵۱۰۳)

(24)......بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

چاند دیکھنے کی دعا

(۱۳۳۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الزَّغْرَتَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ زَنْجُوَيْهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، أَخْبَرَنَا الْعَقَدِيُّ هُوَ أَبُو عَامِرٍ ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ......

حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالإِيمَانِ ، وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔))

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو کہتے: ((اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔)) ''اے اللہ! تو اسے ہم پر طلوع کر برکت، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ، (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔''

(۱۳۳۶)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح

(۱۳۳۵) صحیح ......أخرجه الترمذی: ۳۴۵۱

(۱۳۳۶) ضعیف الاسناد ......أخرجه ابوداود: ۵۰۹۲

وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ كَبَّرَ ثَلَاثًا، وَهَلَّلَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ)) ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ)) ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا۔))

سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور تین مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے پھر تین مرتبہ فرماتے: ((هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ)) ''اے اللہ! اس چاند کو خیر اور بھلائی والا بنا۔'' اس کے بعد تین مرتبہ کہتے: ((آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ)) ''میرا ایمان ہے اس ذات پر جس نے (اے چاند!) تجھے پیدا کیا۔'' پھر کہتے: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا۔)) ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو مہینے کو خیر وخوبی کے ساتھ لے گیا اور اس مہینے کو لے آیا۔''

(25)......بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَأٰى مُبْتَلًى

مصیبت زدہ کو دیکھ کر کیا پڑھے؟

(۱۳۳۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو تُرَابٍ عَبْدُ الْبَاقِي بْنُ يُوسُفَ الْمَرَاغِيُّ، وَأَبُو الْحُسَيْنِ الْمُبَارِكُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْآجُرِّيُّ، بِمَكَّةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ حِسَابٍ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَهْرَمَانِ آلِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ رَأَى مُبْتَلًى، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا، إِلَّا لَمْ يُصِبْهُ ذَلِكَ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کسی مصیبت میں گرفتار آدمی کو دیکھے تو کہے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا)) 'تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے

(۱۳۳۷) حسن ......أخرجه الترمذي: ۳۴۳۱، وابن ماجه: ۳۸۹۲

الْبَلاءُ كَائِنًا مَا كَانَ۔))

مجھے اس چیز سے عافیت دی جس میں تجھے مبتلا کیا اور اس نے مجھے اپنی مخلوق میں بہت سے لوگوں پر بڑی فضیلت بخشی۔'' یہ دعا پڑھنے والے شخص کو وہ مصیبت لاحق نہیں ہوگی خواہ کوئی ہو۔''

(26)......بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ

بازار میں داخل ہونے کی دعا

(١٣٣٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُظَفَّرِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَلِيٍّ الشُّجَاعِيُّ بِنَيْسَابُورَ، أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ النُّعْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمُودٍ الْجُرْجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْلَى، أَخْبَرَنَا عَمَّارُ بْنُ رَجَاءٍ، أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ أَخُو حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَالَ فِي سُوقٍ جَامِعٍ يُبَاعُ فِيهِ: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ حَيٌّ لا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ، وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔))

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بڑے بازار میں جہاں خرید وفروخت ہوتی ہو داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے: ((لَا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔)) ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، ایک لاکھ برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کر دیتا ہے۔''

(١٣٣٨) حسن ......أخرجه الترمذي: ٣٤٢٨، وابن ماجه: ٢٢٣٥

(١٣٣٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي قَبِيلٍ حُيَيِّ بْنِ هَانِيءٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فِي السُّوقِ مُخْلِصًا عِنْدَ غَفْلَةِ النَّاسِ، وَشُغْلِهِمْ بِمَا هُمْ فِيهِ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَلَيَغْفِرَنَّ اللّٰهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْفِرَةً لَمْ تَخْطُرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بازار میں خلوص دل کے ساتھ اللہ کو یاد کرتا ہے جبکہ لوگ غفلت کا شکار ہوں اور اپنے اپنے کاموں میں حد درجہ مشغول ہوں تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور قیامت کے روز یقیناً اس کو ایسی مغفرت سے نوازے گا جس کا وہم وگمان کسی بشر کو نہ ہوگا۔''

تشریح: مروی ہے کہ جناب ابن سیرین رحمہ اللہ اگر دوپہر کے وقت بازار تشریف لے جاتے تو تکبیر وتسبیح کہتے اور اللہ کا ذکر کرتے، ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: اس لیے کہ یہ غفلت کا وقت ہے۔

(27)......بَابُ كَفَّارَةِ الْمَجْلِسِ

مجلس کے گناہوں کو دور کرنے کی دعا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ﴾ .... ''جب تو اٹھے اپنے رب کی پاکی اور حمد بیان کر۔'' (سورۂ طور: ۴۸) جناب عطا کہتے ہیں: ''جب کسی مجلس سے کھڑے ہوں تو تسبیح وتحمید کریں۔

(١٣٤٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَفَّالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ أَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ النَّرْسِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا، فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ، فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جہاں فضول باتیں بہت ہوتی ہوں اور اٹھنے سے پہلے وہ یہ دعا پڑھ لے:

(١٣٣٩) فی اسناده عبد الله بن لهيعة، وهو سيىء الحفظ

(١٣٤٠) صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٤٨٥٩، والترمذی: ٣٤٣٣

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ، إِلا كَانَ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا۔))

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) ''اے اللہ! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔' تو یہ دعا اس مجلس اور گذشتہ مجلس کے درمیان گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔''

شرح: مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے، جب مجلس برخاست ہونے کا وقت ہوا تو کسی صاحب نے کہہ دیا: (قوموا علی اسم الله) ''اللہ کے نام پر کھڑے ہو جاؤ۔'' تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسے مت کہو بلکہ یوں کہو: (قوموا بسم الله) ''اللہ کے نام کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔''

اسی طرح مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کسی جنازے میں شریک تھے، چارپائی اٹھاتے وقت کسی نے کہا: (اِرْتَفِعُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ۔) ''اللہ کے نام پر اُٹھاؤ۔'' انہوں نے کہا: اللہ کا نام ہر چیز سے بلند ہے یہ نہ کہو بلکہ یوں کہو: (اِرْتَفِعُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ۔) ''اللہ کے نام کے ساتھ اُٹھاؤ۔''

(28)......بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا خَرَجَ إِلَى السَّفَرِ

سفر کے لیے نکلنے والا کیا کرے؟

(١٣٤١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الأَهْلِ وَالْمَالِ۔))

سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لیے نکلتے تو یوں دعا فرماتے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الأَهْلِ وَالْمَالِ)) ''اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی مشقت سے اور ناکام لوٹنے کی برائی، اچھی حالت کے بعد بری حالت سے اور مال واہل میں منظر کے غم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(١٣٤١) أخرجه مسلم: ١٣٤٣

ایک روایت میں یوں ہے:((وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ)) ''اتحاد واتفاق کے بعد بگاڑ سے اور مظلوم کی بددعا سے۔''

شرح: ((وَعْثَاءِ السَّفَرِ۔)) ''سفر کی مشکلات۔'' یاد رہے کہ ''وعث'' لغت میں ایسی ریتلی زمین کو کہتے ہیں جس میں چلنے والے کے پاؤں دھنسیں اور اس کے لیے چلنا دوبھر ہو جائے، یہاں سفر کی تکالیف اور شدائد مراد ہیں۔

((كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ)) ''واپسی کی غمگینی سے۔'' اس سے مراد ہے کہ میں اپنے مقصد سے ناکام ہوکر مغموم واپس لوٹوں یا سفر میں لُٹ پُٹ جاؤں یا سفر میں کسی اندوہناک حادثے کا شکار ہو جاؤں یا گھر میں کوئی افتاد پڑ جائے۔

((الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ۔)) ''نفع کے بعد نقصان سے۔'' یہ جامع الفاظ ہیں جن میں ہر نفع نقصان اور خیر وشر آجاتا ہے۔ مثلاً ایمان کے بعد کفر، صحت کے بعد بیماری، غنٰی کے بعد فقر وغیرہ۔

لغت عرب میں پگڑی لپیٹنے کو ''کار العمامة۔'' کہا جاتا ہے اور کھول دینے کو ''حارھا'' کہا جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں ((بعد الکون۔)) کے الفاظ ہیں یعنی اچھی حالت، بناؤ اور سلجھاؤ کی کیفیت، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَّنْ يَحُوْرَ بَلٰى﴾ .... ''اس کا خیال تھا کہ اللہ کی طرف لوٹ کر ہی نہ جائے گا، کیوں نہیں۔'' (سورۂ انشقاق:۱۴، ۱۵)

بہر تفصیل ''الحور۔'' ہر کمی، نقص اور ابتری کو کہتے ہیں اور ''الکور۔'' سے کثرت، بڑھوتری اور خیر مراد ہے۔

(29)......بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَكِبَ الدَّابَّةَ

سوار ہونے کی دعا

(۱۳۴۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ رَبِيعَةَ، أَنَّهُ شَهِدَ عَلِيًّا حِينَ رَكِبَ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ، قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَإِذَا اسْتَوَى، قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، ثُمَّ حَمِدَ ثَلَاثًا، وَكَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ

جناب علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں اس موقع پر موجود تھا جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ سوار ہونے لگے، رکاب میں پاؤں رکھ کر بِسْمِ اللّٰهِ کہا اور جب سواری پر اچھی طرح بیٹھ گئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا اور پھر یہ دعا پڑھی:﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ ''پاک ہے وہ جس نے

(۱۳۴۲) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۲۶۰۲، والترمذی: ۳۴۴۶

ظَلَمْتُ نَفْسِی فَاغْفِرْ لِی إِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ ، ثُمَّ ضَحِكَ ، فَقِيلَ: مَا يُضْحِكُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ ، وَقَالَ مِثْلَ مَا قُلْتُ ، ثُمَّ ضَحِكَ ، فَقُلْنَا: مَا يُضْحِكُكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْعَبْدُ)) أَوْ قَالَ: ((عَجِبْتُ لِلْعَبْدِ ، إِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ، ظَلَمْتُ نَفْسِی فَاغْفِرْ لِی إِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ ، يَعْلَمُ أَنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا هُوَ۔))

اسے ہمارے لیے مسخر کر دیا حالانکہ ہم اسے ملنے والے نہ تھے اور یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔'' اس کے بعد آپ نے تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا اور تین مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہا، بعدازاں انہوں نے یہ دعا پڑھی: ((لا إِلَـهَ إِلَّا أَنْتَ ، ظَلَمْتُ نَفْسِی فَاغْفِرْ لِی إِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ)) ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، مجھے معاف کر دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا۔'' یہ دعا پڑھنے کے بعد وہ ہنس دیے، پوچھا گیا: اے امیر المؤمنین! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے اور کہتے سنا ہے، پھر آپ بھی مسکرا دیئے تھے۔ ہم نے پوچھا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا دیئے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: ''بندے کی حالت سے جب وہ کہتا ہے: ((لا إِلَـهَ إِلا أَنْتَ ، ظَلَمْتُ نَفْسِی فَاغْفِرْ لِی إِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ)) تو گویا وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے پر قادر نہیں ہے۔''

(۱۳٤٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ ، قَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ ، فَلَمَّا اسْتَوَى

جناب علی بن ربیعہ کہتے ہیں: میں موجود تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سوار ہونے کے لیے جانور لایا گیا۔ جب انہوں نے رکاب میں پاؤں رکھا تو ((بِاسْمِ اللّٰهِ)) کہا اور جانور کی

(۱۳٤٣) انظر الحديث السابق

عَلَى ظَهْرِهَا، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثًا، وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا، سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ، إِذَا قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، يَعْلَمُ أَنَّ الذُّنُوبَ لَا يَغْفِرُهَا أَحَدٌ غَيْرِي۔))

پیٹھ پر جم کر بیٹھنے کے بعد ((الْحَمْدُ لِلَّهِ)) کہا، پھر یہ دعا پڑھی: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾ پھر تین تین مرتبہ ((الْحَمْدُ لِلَّهِ)) اور ((وَاللَّهُ أَكْبَرُ)) کہا، پھر یہ دعا پڑھی: ((سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ)) اور پھر ہنس دیئے، میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا جس طرح میں نے کیا، پھر آپ ہنس پڑے تھے، تو میں نے پوچھا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''یقیناً آپ کا رب اپنے بندے سے تعجب کرتا ہے جس وقت وہ کہتا ہے: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي)) اور وہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔''

شرح: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ اگر جانور پر سواری کے وقت آدمی اللہ کا نام لینا بھول جائے تو شیطان ساتھ سوار ہو جاتا ہے اور اسے لغو ولعب اور گانوں میں مشغول کر دیتا ہے یا تمناؤں میں الجھا کے رکھ دیتا ہے۔

(١٣٤٤)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ......

أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، عَلَّمَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى السَّفَرِ، كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ

جناب علی ازدی کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمیں تعلیم دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے جانور کی پشت پر تشریف فرما ہوتے تو تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے کے بعد پڑھتے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا

(١٣٤٤) أخرجه مسلم: ١٣٤٢

مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطْوِ لَنَا بُعْدَهُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الأَهْلِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالأَهْلِ)) وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ، وَزَادَ فِيهِنَّ: ((آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ۔))

لَمُنْقَلِبُونَ﴾ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطْوِ لَنَا بُعْدَهُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الأَهْلِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالأَهْلِ))...... ''پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کر دیا حالانکہ ہم اسے ملنے والے نہیں تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔'' (سورۂ زخرف: ۱۳، ۱۴) ''اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کا جسے تو پسند کرے، اے اللہ! تو ہی سفر میں ساتھی اور گھر والوں میں نائب ہے، اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی مشکلات سے اور مال اور اہل میں منظر کے غم سے اور ناکام لوٹنے کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔'' اور جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تو مندرجہ بالا دعا کے ساتھ یہ الفاظ بھی کہتے: ((آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ۔)) ''ہم واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب ہی کی حمد کرنے والے ہیں۔''

شرح: ((أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ)) ''تو ہی سفر میں ساتھی ہے۔'' یعنی تو ہی ہمارا محافظ اور نگران ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُونَ﴾ .... ''اور نہ کوئی ہماری طرف سے رفاقت دیا جاتا ہے۔'' یعنی وہ ہمارے عذاب سے محفوظ نہیں ہیں، انہیں ہمارا ساتھ اور مدد حاصل نہیں اور وہ اللہ کے عذاب سے بچنے پر قادر نہیں۔ جس کا ساتھی اور رفیق اللہ بن جائے اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔

(30)......بَابُ التَّوْدِيعِ

الوداع کہتے وقت کی دعا

(١٣٤٥)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ التُّسْتَرِيُّ، بِتُسْتَرَ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَتَادَةَ الرُّهَاوِيُّ، حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ عَمِّهِ هِشَامِ بْنِ قَتَادَةَ......

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: لَمَّا عَقَدَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمِي، أَخَذْتُ بِيَدِهِ، فَوَدَّعْتُهُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((جَعَلَ اللّٰهُ التَّقْوَى زَادَكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُمَا تَكُونُ۔))

سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی قوم پر حاکم مقرر فرمایا تو میں نے آپ کے دست مبارک کو تھام لیا اور رخصت ہونے کی اجازت طلب کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یوں دعا دی: ((جَعَلَ اللّٰهُ التَّقْوَى زَادَكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُمَا تَكُونُ۔)) ''اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا زادِ راہ عطا فرمائے اور تیرے گناہ بخشے اور تو جہاں بھی ہو خیر تیرے ہم رکاب کردے۔''

(١٣٤٦)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْعَلَوِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ الْكَرْمَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكَرْمَانِيُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: أَرَادَ رَجُلٌ سَفَرًا، فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْصِنِي، قَالَ: ((أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ)) فَلَمَّا مَضَى، قَالَ: ((اللَّهُمَّ ازْوِ لَهُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سفر کا پروگرام بنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور فرمائش کی: اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت فرمادیجیے، آپ نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ ہر بلند جگہ پر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا۔'' جب وہ آدمی رخصت

(١٣٤٥) هذا حديث حسن غريب ...... أخرجه الترمذي: ٣٤٤٤

(١٣٤٦) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٣٤٤٥، وابن ماجه: ٢٧٧١

الأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ۔))

ہونے لگا تو آپ نے دعا فرمائی: ((اللّٰهُمَّ ازْوِ لَهُ الأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ۔)) ''اے اللہ! اس کے لیے زمین لپیٹ دے اور سفر کی مشکلات آسان فرما دے۔''

شرح: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی کو الوداع فرماتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور نہ چھوڑتے حتی کہ جانے والا خود ہی ہاتھ کھینچتا تو آپ اسے یوں دعا دیتے: ((اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ۔)) ''میں تیری امانت اور اعمال کے خاتموں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

(صحیح، ابوداود: ۳۶۰۰، ترمذی: ۳۴۴۲)

سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سند میں ((خَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ)) کے الفاظ ہیں اور دعا میں مذکور لفظ امانت سے مراد اہل و مال ہے۔

(31)......بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا
سفر وغیرہ میں کسی منزل پر اترنے کی دعا

(۱۳۴۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ مَوْلَى الْحَضْرَمِيِّينَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ......

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا، فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔))

سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی جگہ پڑاؤ کرے تو یوں کہے: ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) ''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔'' تو ان شاء اللہ دوبارہ سفر شروع کرنے تک اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔''

(۱۳۴۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

(۱۳۴۷) أخرجه مسلم: ۲۷۰۸

(۱۳۴۸) أخرجه مسلم: ۲۷۰۹

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَجُلا مِنْ أَسْلَمَ ، قَـالَ: مَـا نِـمْـتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الـلّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مِنْ أَيِّ شَـيْءٍ؟)) قَـالَ: لَـدَغَتْـنِـي عَقْرَبٌ ، فَقَالَ لَهُ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُـلْـتَ حِيـنَ أَمْسَيْـتَ: أَعُـوذُ بِـكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ، لَمْ تَضُرَّكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلم قبیلہ کے ایک آدمی نے کہا: میں آج رات سو نہیں سکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: ''بے آرامی کی کیا وجہ ہوگئی؟'' اس نے کہا: مجھے بچھو نے ڈس لیا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر شام کے وقت تم یہ دعا پڑھ لیتے تو ان شاء اللہ بچھو تمہیں تکلیف نہ پہنچاتا: ((أَعُـوذُ بِـكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) ''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔''

(۱۳۴۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُـحَمَّدِ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبَذِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْـمَـدُ بْـنُ الْـفَـرَجِ الْحِمْصِيُّ ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ ، عَنْ شُرَيْحٍ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدٍ ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْوَلِيدِ......

عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَافَرَ ، فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ ، قَالَ: ((يَا أَرْضُ رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِـنْ شَـرِّكِ ، وَشَـرِّ مَـا فِيكِ ، وَشَـرِّ مَا خُلِقَ فِيكِ ، وَشَـرِّ مَـا يَـدِبُّ عَلَيْكِ ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِـنْ أَسَـدٍ وَأَسْـوَدَ ، وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ ، وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوتے اور رات ہو جاتی تو آپ فرماتے: ''اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں تیرے شر سے اور جو کچھ تجھ میں ہے اور جو تجھ میں پیدا کیا گیا ہے اس کے شر سے اور جو کچھ تیری سطح پر چل رہا ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، میں شیر، کالے ناگ، سانپ اور بچھو کے شر سے اور بستی کے باسیوں اور والد (شیطان) اور ذریت (اولادِ شیطان) کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

(32)......بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلَا شَرَفًا وَالتَّسْبِيحِ إِذَا نَزَلَ

بلندی پر چڑھتے ہوئے ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنا اور نیچے اترتے ہوئے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' کہنا

(۱۳۵۰)۔ أَخْبَـرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ

(۱۳۴۹) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ۲٦۰۳

(۱۳۵۰) أخرجه البخاري: ۳۹۹۳

بْــنُ يُــوسُفَ، نَــا مُــحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب اوپر چڑھتے تو "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے تھے اور نیچے اترتے تو "سُبْحَانَ اللّٰهِ" کہتے تھے۔

(33)......بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا قَفَلَ مِنَ السَّفَرِ

سفر سے واپسی کے دوران پڑھی جانے والی دعا کا بیان

(۱۳۵۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ، أَوْ حَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ، يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الأَرْضِ ثَلاثَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: ((لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ، عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنگ یا حج اور عمرہ سے لوٹتے تو ہر بلند جگہ تین دفعہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے پھر یہ دعا پڑھتے: ((لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ، عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔)) "اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے، اسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، صرف اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے نے لشکروں کو شکست دی۔"

(۱۳۵۱) أخرجه البخاري: ۱۷۹۷، و مسلم: ۱۳۴۴

(34)......بَابُ الدُّعَاءِ لِلْكُفَّارِ بِالْهِدَايَةِ

کافروں کی ہدایت کے لیے دعا کرنا

(١٣٥٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ، إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَقَالَ النَّاسُ: هَلَكَتْ دَوْسٌ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا، وَأْتِ بِهِمْ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قبیلہ دوس نے نافرمانی اور لشکرکشی کی ہے، آپ ان کے لیے بددعا کیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے تو لوگوں نے کہا: قبیلہ دوس تباہ وبرباد ہوگیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: ''اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے پاس بھیج دے۔''

(35)......بَابُ الدُّعَاءِ إِلَى الْكُفَّارِ

دشمن کے لیے بددعا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ((اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَكَ عَلَى مُضَرَ۔)) ''اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی پکڑ سخت کردے۔'' (صحیح بخاری: ٢٩٣٢، صحیح مسلم: ٦٧٥)

(١٣٥٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ......

أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولُ: دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احزاب والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں پر بددعا

(١٣٥٢) أخرجه البخاري: ٢٩٣٧، و مسلم: ٢٥٢٤

(١٣٥٣) أخرجه البخاري: ٢٩٣٣، و مسلم: ١٧٤٢

الأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ مُنَزِّلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اللّٰهُمَّ اهْزِمِ الأَحْزَابَ، اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ۔))

فرمائی: ((اللَّهُمَّ مُنَزِّلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اللّٰهُمَّ اهْزِمِ الأَحْزَابَ، اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ۔)) ''اے اللہ! کتاب اتارنے والے! جلد حساب لینے والے! ان جماعتوں کو شکست دے، اے اللہ! انہیں شکست دے اور انہیں ہلا کر رکھ دے۔''

شرح سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کو جب کسی قوم سے کوئی اندیشہ ہوتا تو اس طرح دعا کرتے: ((اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ۔)) ''اے اللہ! ہم تجھے ان کے مقابلے میں پیش کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔'' (صحیح، ابوداود: ١٥٣٧)

فائدہ: دشمنوں اور بدطینت لوگوں کی شرارتوں سے بچنے کے لیے مشروع مادی اسباب اختیار کرنے چاہئیں یہ بھی توکل کا لازمی حصہ ہے اور اللہ کی رحمت کا طلبگار رہنا مسلمان کا فریضہ اور شعار ہے۔ آپ ﷺ کی بتائی ہوئی دعاؤں کا التزام از حد ضروری اور بہت ساری خیر و برکت کا موجب ہے۔ (ع،س)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جہاد کرتے تو اس طرح دعا کرتے: ((اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَحُولُ، وَبِكَ أَصُولُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ۔)) ''اے اللہ! تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے، تیری توفیق کے ساتھ ہی میں اپنا دفاع، دشمن پر حملہ اور (میدان کارزار میں) لڑائی کرتا ہوں۔''

(صحیح، ابوداود: ٢٦٣٢، ترمذی: ٣٥٨٤)

(36)......بَابُ تَرْكَ الدُّعَاءَ عَلَى الظَّالِمِ
ظالم شخص پر بددعا نہ کرنا

(١٣٥٤)۔ حَدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الْمُوسَوِيُّ، وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِيرَبَنْدَكُشَائِيُّ، قَالا: أنا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِرَاجِ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبٍ هُوَ ابْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَهَا تَدْعُو عَلَى سَارِقٍ سَرَقَهَا، قَالَ: ((لا تُسَبِّخِي عَنْهُ بِدُعَائِكِ عَلَيْهِ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے ایک چور پر بددعا کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''بددعا کر کے اس کے گناہ کو ہلکا مت کر۔''

(١٣٥٤) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ١٤٩٧

شرح: ((لا تُسَبِّخِي)) کے معنی ”لا تخففی“ ہیں، یعنی ”ہلکا نہ کر، کم نہ کر۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنے اوپر ظلم کرنے والے پر بددعا کرتا ہے تو گویا اس کی مدد کرتا ہے۔“ (ضعیف، ترمذی: ۳۵۵۲)

(37)......بَابُ الِاسْتِعَاذَةِ

اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنے کا بیان

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَقُلْ رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ﴾ .... ”اور دعا کیجیے کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ (سورۂ مومنون: ۹۷)

نیز ارشادی باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ .... ”آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔“ (سورۂ علق: ۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ .... ”وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے۔“ (سورۂ ناس: ۴)

اس سے مراد شیطان ہے جو انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو کھسک جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غفلت برتی جائے تو دل پر چھا جاتا ہے۔

(۱۳۵۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو ، قَالَ:......

سَمِعْتُ أَنَسًا ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ ، وَالْحَزَنِ ، وَالْعَجْزِ ، وَالْكَسَلِ ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں فکر، غم، عجز، سستی، بزدلی، بخل، قرض کے شدید بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

شرح: اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ ”ھم“ اور ”حزن“ میں کوئی فرق نہیں بلکہ یہ قریب المعنیٰ الفاظ ہیں البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ ”حزن“ یعنی غم کسی گذشتہ چیز پر ہوتا ہے جب کہ ”ھم“ یعنی فکر کسی آئندہ چیز کے بارے میں ہوتی ہے۔

((ضلع الدین۔)) ”قرض کے شدید بوجھ سے۔“ مراد وہ قرض جو ادا نہ ہو سکے بلکہ بڑھتا جائے، مقروض

(۱۳۵۵) أخرجه البخاري: ٦٣٦٩

کے لیے ذلت اور بے عزتی کا سبب ہو۔ (ضلع) کجی اور ٹیڑھ کو کہتے ہیں۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شدید قرض میں گرفتار شخص سے فرمایا کہ صبح شام یہ پڑھا کر: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ۔)) اس میں ((وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔)) ''لوگوں کے غلبے سے۔'' کے الفاظ مذکور ہیں۔ صحابی کہتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اس دعا کو پڑھنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فکروغم سے نجات بخش دی اور میرا قرض اتار دیا۔

(ضعیف، ابوداود: ١٥٥٥)

(١٣٥٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں عجز و سستی، بزدلی اور بڑھاپے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، نیز زندگی وموت کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

شرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ((والبخل)) کے الفاظ بھی مذکور ہیں۔

(١٣٥٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ، يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ، وَالْمَأْثَمِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں سستی، شدید بڑھاپے، تاوان اور گناہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ! میں آگ کے عذاب، آگ کی آزمائش، قبر کے فتنے اور عذاب قبر، مالداری کے فتنے کے شر، فقر کے فتنے کی خرابی اور مسیح دجال

(١٣٥٦) أخرجه البخاري: ٦٣٦٧، و مسلم: ٢٧٠٦

(١٣٥٧) أخرجه البخاري: ٦٣٧٥، و مسلم: ٥٨٩

فِتْـنَةِ الْـغِنَى ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْـمَسِيـحِ الـدَّجَّـالِ ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِـمَـاءِ الثَّـلْجِ ، وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّ قَلْبِي كَمَا يُنَقَّى الثَّـوْبُ الأَبْيَـضُ مِـنَ الـدَّنَسِ ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْـنَ خَـطَـايَـايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔))

کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ! میرے گناہوں کو برف کے پانی اور اولوں کے ساتھ دھودے اور میرے دل کو گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے، نیز میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی مشرق اور مغرب کے مابین ہے۔"

(۱۳۵۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُـحَـمَّـدِ بْـنِ شَـرِيكٍ الشَّـافِـعِـيُّ الْخُذَاشَاهِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبَذِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ......

عَـنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ، قَالَ: لا أَقُـولُ لَكُمْ إِلا مَا قَـالَ لَـنَـا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُـمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ، وَالْبُـخْـلِ وَالْـجُبْنِ ، وَالْهَمِّ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، الـلّٰهُـمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا ، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلاهَا ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُـوذُ بِكَ مِـنْ عِـلْمٍ لا يَنْفَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لا تَشْبَـعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لا يَخْشَعُ ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لا يُسْتَجَابُ لَهَا۔))

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں تمہیں وہی دعائیں بیان کروں گا جو ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں: "اے اللہ! میں عجز وسستی، بخل وبزدلی، فکر اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاکیزہ فرما، کیونکہ تو بہترین پاکیزہ فرمانے والا ہے، تو ہی اس کا دوست اور مالک ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو مفید نہ ہو، اس نفس سے جو سیر نہ ہو، اس دل سے جو خشوع وخضوع والا نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔"

(۱۳۵۹)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْـمَـدُ بْـنُ عَبْـدِ الـلّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْـمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ أَبَانَ......

عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ ، يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۳۵۸) أخرجه مسلم: ۲۷۲۲

(۱۳۵۹) صحيح

إِنِّـي أَعُـوذُ بِكَ مِـنْ قَـلْـبٍ لا يَخْشَعُ ، وَمِنْ نَـفْـسٍ لا تَشْبَـعُ ، وَمِـنْ عِلْمٍ لا يَنْفَعُ ، وَمِنْ قَـوْلٍ لا يُسْمَعُ ، اللّٰهُـمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰؤُلاءِ الأَرْبَعِ۔))

نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس دل سے جو خشوع وخضوع والا نہ ہو، اس نفس سے جو سیر نہ ہو، اس علم سے جو مفید نہ ہو، اس بات سے جو سنی نہ جائے، اے اللہ! میں ان چار امور کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

شرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ((ومن دعاء لا یسمع۔)) ''اور ایسی دعا سے جو شرف قبولیت نہ پا سکے۔'' (صحیح، ابوداود: ۱۵۴۸)

(۱۳۶۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، حَدَّثَنِي سُمَيٌّ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ : كَـانَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَـعَـوَّذُ مِـنْ: ((جَهْـدِ الْبَلاءِ ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شدید مصیبت وآزمائش، بدبختی کی گرفت، بری تقدیر اور دشمنوں کی ناروا خوشی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

شرح سفیان کہتے ہیں کہ حدیث میں تین باتیں مذکور ہیں، چوتھی بات کا اضافہ میری طرف سے ہوا ہے مگر اب مجھے یاد نہیں کہ کونسی بات کا اضافہ ہوا ہے۔

((جهد البلاء)) ''بدبختی کی گرفت۔'' یعنی انسان حالات کے ہاتھوں پریشان ہو جائے اور زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگے اور اس کے لیے دعائیں کرے۔

((الشماتة)) ''دشمن کی ناروا خوشی۔'' یعنی انسان شدید آزمائش اور مصیبت میں گرفتار ہو جائے اس پر کوئی جسمانی یا مالی مصیبت آن پڑے جس سے دشمن خوش ہو۔

(۱۳۶۱)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو طَـاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بُوَيْهِ الزَّرَّادُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَـاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ الْعَسْقَلانِيُّ أَبُو أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْجُرَيْرِيُّ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ،

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ

(۱۳۶۰) أخرجه البخاري: ٦٣٤٧ ، و مسلم: ٢٧٠٧

(۱۳۶۱) أخرجه مسلم: ٢٨٦٧

قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ، فَحَادَتْ بِهِ، فَكَادَتْ أَنْ تُلْقِيَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ يَعْرِفُ هٰذِهِ الأَقْبُرَ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَوْمٌ هَلَكُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ: ((لَوْ أَنْ لا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ)) ثُمَّ قَالَ لَنَا: ((تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ)) فَقُلْنَا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ)) فَقُلْنَا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) فَقُلْنَا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)) فَقُلْنَا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

کی معیت میں مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں تھے، آپ خچر پر سوار تھے، خچر بدکا، قریب تھا کہ آپ کو گرا دیتا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر سنا دے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہو۔'' ہم نے کہا: ہم جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''مسیح دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' ہم نے کہا: ہم مسیح دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، پھر آپ نے فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' ہم نے کہا: ہم قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''موت اور زندگی کی آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' ہم نے کہا: ہم زندگی اور موت کے فتنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(١٣٦٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَشْكُرِيِّ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ......

قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِزَوْجِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِأَبِي أَبِي سُفْيَانَ، وَبِأَخِي مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّكِ سَأَلْتِ اللّٰهَ لآجَالٍ مَضْرُوبَةٍ، وَأَرْزَاقٍ مَقْسُومَةٍ، وَآثَارٍ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی: اے اللہ! مجھے اپنے شوہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے باپ ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ سے فائدہ پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو نے اللہ تعالیٰ سے اس وقت کا سوال کیا ہے جو طے شدہ

(١٣٦٢) أخرجه مسلم: ٢٦٦٣

مَبْلُوغَةٍ، لا يُعَجِّلُ مِنهَا شَيْئًا قَبْلَ حِلِّهِ، وَلا يُؤَخِّرُ مِنْهَا شَيْئًا بَعْدَ حِلِّهِ، وَلَوْ سَأَلْتِ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ كَانَ خَيْرًا لَكِ.)) قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الْقِرْدَةُ وَالْخَنَازِيرُ هُمْ مِمَّا مُسِخَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَمْسَخْ قَوْمًا أَوْ يُهْلِكْ قَوْمًا، فَيَجْعَلَ لَهُمْ نَسْلًا وَلا عَاقِبَةً، وَإِنَّ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ قَدْ كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ.))

ہے اور اس رزق کو مانگا ہے جو تقسیم شدہ ہے اور ان فوائد کا سوال کیا ہے جو تجھے پہنچنے ہی والے ہیں، وقت سے پہلے کچھ ہونے والا نہیں اور نہ وقت سے لیٹ کچھ ہونے والا ہے اور اگر تو اللہ تعالیٰ سے آگ کے عذاب اور دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتی تو بہت بہتر ہوتا۔'' راوی نے کہا: ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا بندر اور خنزیر مسخ شدہ اقوام ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کسی مسخ شدہ یا ہلاک شدہ قوم کی نسل باقی نہیں چھوڑی بلاشبہ بندر اور سؤر پہلے سے چلے آتے ہیں۔''

(١٣٦٣)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِيرَبَنْدَكُشَائِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِرَاجٍ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشِ بْنِ سُلَيْمَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ، حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ الأَسْلَمِيِّ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ......

عَنْ مُعَاذٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((اسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ طَمَعٍ يَهْدِي إِلَى طَبْعٍ.))

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے پناہ حاصل کرو ایسے طمع وحرص سے جو انسان کو ذلیل ورسوا اور عیب دار کردے۔''

شرح: ابوعبید نے کہا: ((طَبَع)) سے مراد طبیعت ومزاج کا کمینہ پن اور عیوب ونقائص کا مجموعہ ہوتا ہے نیز دین اور دنیا کی ہر وہ چیز جو ذلت اور رسوائی کا سبب ہو۔ لغت کے اعتبار سے اصل میں اس میل کچیل اور زنگ کو کہتے ہیں جو جنگی ہتھیاروں مثلاً تیر وتلوار وغیرہ کو لگ جاتا ہے۔

(١٣٦٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن:

(١٣٦٣) اسناده ضعيف ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٢٠٨٢

(١٣٦٤) أخرجه مسلم: ٥٩٠

الـدُّعَـاءَ، كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَـقُـولُ: ((الـلّٰهُـمَّ إِنِّـى أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِـنْ فِتْـنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔))

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، مسیح دجال کے فتنے سے اور زندگی وموت کے فتنے سے۔''

(١٣٦٥)۔ أَخْبَـرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُظَفَّرِيُّ السَّرْخَسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُـو سَـعِيـدٍ أَحْـمَـدُ بْـنُ مُـحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْفَقِيهُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَـعْـقُـوبَ الْكِرْمَانِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِى إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِى مَرْيَمَ السَّلُولِيِّ......

عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنِ اسْتَجَارَ بِاللّٰهِ مِـنَ النَّارِ ثَلَاثًا قَالَتِ النَّارُ: اللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنِّى، وَمَـنْ سَـأَلَ الـلّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ الْـجَـنَّةُ: الـلّٰهُـمَّ أَدْخِـلْـهُ الْجَنَّةَ۔)) قَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـنْ صَـلَّـى عَلَيَّ ثَـلَاثًا صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْـجَـنَّـةِ .)) قَـالَ: وَقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلدُّعَاءُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْإِقَامَةِ لَا يُرَدُّ .))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین دفعہ آگ سے پناہ مانگے تو آگ خود کہتی ہے: اے اللہ! اس کو مجھ سے بچا، اور جو تین مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت خود کہتی ہے: اے اللہ! اسے جنت میں داخل فرما۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر تین مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اور اس کے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کر دیتا ہے۔'' نیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''اذان اور اقامت کے درمیان کی ہوئی دعا رد نہیں کی جاتی۔''

(١٣٦٦)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـحَسَـنِ الشِّيـرَازِيُّ، أَخْبَـرَنَـا زَاهِـرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَـاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ......

أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَـتْ: كُنْتُ

نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

(١٣٦٥) صحيح ......أخرجه الترمذى: ٢٥٧٢، والنسائى: ٥٥٣٦، وابن ماجه: ٤٣٤٠

(١٣٦٦) أخرجه مسلم: ٤٨٦

نَـائِمَةً إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فَـفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ ، فَلَمَسْتُهُ بِيَدِى ، فَـوَضَـعْـتُ يَـدِى عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ ، وَهُـوَ يَـقُولُ: ((أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِـمُـعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ ، وَبِكَ مِنْكَ ، لا أُحْـصِـى ثَـنَـاءً عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔))

ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سوئی ہوئی تھی، میں نے آپ کو گم پایا تو میں ہاتھوں سے آپ کو ڈھونڈنے لگی، میرا ہاتھ آپ کے پاؤں پر پڑا جبکہ آپ سجدہ فرمارہے تھے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے: ((أَعُـوذُ بِـرِضَـاكَ مِـنْ سَـخَـطِكَ ، وَبِـمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ ، وَبِكَ مِـنْكَ ، لا أُحْصِى ثَنَاءً عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَـلَـى نَفْسِكَ۔)) ''میں تیری ناراضی سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں، تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں، میں تیری پوری تعریف کی طاقت نہیں رکھتا، تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

شرح: امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مندرجہ بالا دعا میں نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتے ہیں اور اس کی ناراضی سے بچنے کے لیے اس کی رضامندی کے متلاشی ہیں اور گرفت اور پکڑ سے بچنے کے لیے اس کی عافیت کے طلب گار ہیں۔

(۱۳٦۷)۔ أَخْبَـرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْـمُـغَلِّسِ ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنِ ابْنِ أَبِى ذِئْبٍ ، عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِى سَلَمَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، قَـالَـتْ: أَخَذَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ بِيَدِى فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ ، فَـقَـالَ: ((يَـا عَائِشَةُ! اسْتَعِيذِى بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ، هَذَا غَاسِقٌ إِذَا وَقَبَ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور چاند کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: ''اے عائشہ! اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے اللہ کی پناہ چاہو اور یہ اندھیرا ہے چھایا ہوا۔''

شرح: ((وقــب)) ''داخل ہو جائے، چھا جائے۔'' مراد یہ ہے کہ چاند جب اپنے محل میں پہنچ جائے، اندھیرے کو ''غسوق'' کہتے ہیں اور یہاں چاند کو ''غـاسق'' کہا گیا ہے، چاند جب چھپ جائے تو ہر طرف تاریکی کا راج ہو جاتا ہے۔

(۱۳٦۷) حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ۳۳٦٦

(١٣٦٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّحَّاكِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ الْوَاعِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ يَحْيَى بْنُ مَنْصُورٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبُوشَنْجِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الإِسْكَنْدَرَانِيُّ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَمِنْ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَمِنْ فُجَائَةِ نَقْمَتِكَ وَمِنْ جَمِيعِ سُخْطِكَ وَغَضَبِكَ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے یہ دعا ہے: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَمِنْ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَمِنْ فُجَاءَةِ نَقْمَتِكَ وَمِنْ جَمِيعِ سُخْطِكَ وَغَضَبِكَ۔)) ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تیری کوئی نعمت چھن جائے یا تیری عطا کردہ تندرستی وراحت پلٹ جائے یا کوئی ناگہانی عذاب آجائے اور تیرے تمام غصے اور ناراضیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(١٣٦٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَامِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّفَّاءُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ الْعَبْسِيُّ، حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيَى هُوَ الْعَبْسِيُّ......

أَنَّ شُتَيْرَ بْنَ شَكَلٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِي تَعْوِيذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي، ثُمَّ قَالَ: ((قُلْ: أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَشَرِّ بَصَرِي، وَشَرِّ لِسَانِي، وَشَرِّ قَلْبِي، وَشَرِّ مَنِيِّي۔))

سیدنا شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے نبی! مجھے ایسے کلمات سکھا دیجیے جن کے ساتھ میں اللہ کی پناہ طلب کیا کروں، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''تو یہ کلمات کہہ: ''اے اللہ! میں اپنے کانوں، آنکھوں، زبان، دل اور منی کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔''

شرح سعد بن اوس راوی حدیث نے کہا کہ منی سے مراد نطفہ ہے (اس کی برائی یہ ہے کہ اسے حرام میں بہائے)

(١٣٦٨) أخرجه مسلم: ٢٧٣٩

(١٣٦٩) صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٥٥١، والترمذي: ٣٤٩٢، والنسائي: ٥٤٧٠

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ۔)) ''اے اللہ! میں تیری پناہ پکڑتا ہوں اس چیز کے شر سے جو میں نے کیا اور جو میں نے نہیں کیا۔'' (صحیح مسلم: ۲۷۱۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ۔)) ......''اے اللہ! میں فقر، قلت اور ذلت سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں نیز اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کسی کے ظلم کا تختۂ مشق بنوں۔''

(صحیح، ابوداود: ۱۵۴۴، نسائی: ۵۴۷۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الأَخْلاقِ۔)) ''اے اللہ! میں بدبختی، منافقت اور برے اخلاق سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔'' (ضعیف، ابوداود: ۱۵۴۶، نسائی: ۵۴۸۶)

(۱۳۷۰)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ رَجُلٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ، يَقُولَ الرَّجُلُ: إِنَّهُ كَسْلانُ، أَوْ يَقُولَ لِصَاحِبِهِ: إِنَّكَ كَسْلانُ۔)) وَيُرْوَى هَذَا عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْلِهِ: ((بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے، بے شک یہ بہت بری ہم خواب ہے اور میں پناہ چاہتا ہوں خیانت سے، بے شک پوشیدہ خصلتوں میں سے یہ بہت بری خصلت ہے۔'' اور آپ ﷺ یہ بات ناپسند کرتے تھے کہ انسان کہے: فلاں کسل مند ہے، یا کوئی اپنے ساتھی سے کہے: تو کاہل اور سست ہے۔ مقبری کی سند سے بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ((بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ)) تک مروی ہے۔

شرح: سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُونِ وَمِنْ سَيِّءِ الأَسْقَامِ۔)) ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص

(۱۳۷۰) حسن ......أخرجه ابوداود: ۱۵۴۷، والنسائي: ۵۴۸۳، وابن ماجه: ۳۳۵۴

سے، کوڑھ سے پاگل پن اور بری بیماریوں سے۔" (صحیح، ابوداود: ١٥٥٤، نسائی: ٥٥٠٨)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد سے فرمایا: "اے حصین! اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تجھے دو کلمات سکھاؤں جو تیرے لیے فائدہ مند ثابت ہوں۔" جب میرے والد مسلمان ہو گئے تو آپ نے فرمایا: "کہو، ((اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِی رُشْدِی وَاَعِذْنِی مِنْ شَرِّ نَفْسِی)) اے اللہ! مجھے رشد و ہدایت عطا فرما اور مجھے میرے نفس کی شرارتوں سے پناہ دے۔" (ضعیف، ترمذی: ٣٤٨٣)

(38)......بَابُ جَامِعِ الدُّعَاءِ

جامع دعائیں

(١٣٧١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى......

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي هَزْلِي وَجِدِّي، وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي۔))

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي هَزْلِي وَجِدِّي، وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي۔)) "اے اللہ! میری خطائیں، میری نادانی اور میرے معاملات میں میری زیادتی معاف فرمادے، ان باتوں کو بھی معاف فرمادے جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے، اے اللہ! میری مغفرت فرما، میرے ہنسی مزاح اور سنجیدگی میں اور بھول کر کیے ہوئے اور عمداً کیے ہوئے (گناہوں کی) اور یہ سب گناہ میرے اندر موجود ہیں۔"

(١٣٧٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَعْمَرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ أَبُو سَعِيدٍ الطَّالَقَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ الْفَضْلِ، حدثنا

(١٣٧١)۔ أخرجه البخاري: ٦٣٩٨، و مسلم: ٢٧١٩

(١٣٧٢) صحيح دون قوله: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ......الخ"......أخرجه الترمذي: ٣٥٩٩، وابن ماجه: ٢٥١، ٣٨٣٣

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْمًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ حَالِ النَّارِ، أَوْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:((اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْمًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ حَالِ النَّارِ، أَوْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ۔)) ''اے اللہ! تو مجھے جو علم نصیب فرمائے اس سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھے وہ علم دے جو مجھے فائدہ دے اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے، اے رب! میں تجھ سے آگ کی حالت یا آگ والوں کی حالت سے پناہ چاہتا ہوں۔''

(۱۳۷۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلُّوِيَةَ الْجَوْهَرِيُّ، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الأَثْرَمِ الْمُقْرِءُ الْبَغْدَادِيُّ، بِالْبَصْرَةِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ أَبُو سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى، وَالْعِفَّةَ وَالْغِنَى۔))

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے:((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى، وَالْعِفَّةَ وَالْغِنَى۔)) ''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت و پاکدامنی اور مالداری مانگتا ہوں۔''

(۱۳۷٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ الْبَابَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَّالُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زَحْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ......

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لا

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کم ہی ایسا ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۳۷۳) أخرجه مسلم: ۲۷۲۱

(۱۳۷٤) حسن ......أخرجه الترمذي: ۳۵۰۲

يَكَادُ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ إِلا دَعَا بِهَؤُلاءِ الْكَلِمَاتِ لأَصْحَابِهِ: ((اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا، وَأَبْصَارِنَا، وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا، وَلا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لا يَرْحَمُنَا.))

کسی مجلس سے اٹھے ہوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے سامنے یہ دعا نہ مانگی ہو: ((اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا، وَأَبْصَارِنَا، وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا، وَلا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لا يَرْحَمُنَا.)) ''اے اللہ! تو ہمیں اپنی خشیت عطا فرما جو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں اپنی اطاعت نصیب فرما جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے اور اتنا یقین عطا فرما جو ہمارے لیے دنیا کے مصائب کو سہنا آسان بنا دے، یا اللہ! جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمیں کانوں، آنکھوں اور دوسری قوتوں سے فائدہ پہنچا اور ہمیں اس فائدے کا وارث بنا، جو شخص ہم پر ظلم کرے اس سے تو انتقام لے، دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما، دین کے معاملے میں ہم پر مصیبت نہ ڈال، دنیا کو ہماری زندگی کا سب سے بڑا مقصد نہ بنا، نہ دنیا کو ہمارے علم کی منزل مقصود ہی بنا اور ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرے۔''

تشریح ''ہمیں اس فائدے کا وارث بنا۔'' یعنی علم کا اثر اور اس کی تربیت زندگی بھر ہمارے اوپر نظر آئے۔ سمع سے فائدہ پہنچنے سے مراد یہ ہے کہ علم و فضل کی جو بات ہم سنیں وہ ہمیں یاد رہے اور نہ بھولے نیز اس پر عمل پیرا ہوں، بصر سے فائدہ کا مطلب یہ ہے کہ جو دیکھیں تلذذ اور حظوظ نفس کے لیے نہ ہو بلکہ ہمارا دیکھنا نظر بہ عبرت ہو، یہ مفہوم بھی

ہوسکتا ہے کہ بڑھاپے اور عالم پیری میں جب انسان کے قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں اور کمزوری ولاغری کا پوری طرح غلبہ ہو جاتا ہے تو میرے کان اور آنکھیں کام کرتے رہیں اور میں ان سے مستفید ہوتا رہوں۔ آدمی کی علمی اور عبادت والی زندگی میں ان اعضاء کی حیثیت مسلمہ ہے باقی حواس اور اعضاء ان کی ذیل میں آتے ہیں۔

(١٣٧٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُظَفَّرِيُّ السَّرْخَسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ الْفَحَّامُ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ طُلَيْقِ بْنِ قَيْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو رَبِّ أَعِنِّي وَلا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي، وَلا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي، وَيَسِّرِ الْهُدَى لِي، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا، لَكَ رَهَّابًا، لَكَ مِطْوَاعًا، إِلَيْكَ مُخْبِتًا، لَكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے میرے رب! میری مدد فرما، میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر (جو مجھے تیری اطاعت سے روک دے۔) میری نصرت فرما، میرے خلاف کسی کی نصرت نہ کر، میرے حق میں تدبیر فرما، میرے خلاف تدبیر نہ کر، میری رہنمائی فرما اور ہدایت کو میرے لیے آسان فرمادے، اور جو میرے خلاف بغاوت کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرما، یا اللہ! مجھے بنادے اپنا بہت ہی شکرگزار، اپنا بہت زیادہ ذکر کرنے والا، تجھی سے بہت زیادہ ڈرنے والا، از حد اطاعت گزار اور بہت ہی تواضع کرنے والا، تیری جانب رجوع کرنے والا اور حد درجہ نرم دل، اے میرے رب! میری توبہ قبول کر لے، میری خطائیں دھو ڈال، میری دعا قبول فرما، میری حجت قائم فرمادے، میرے دل کو ہدایت دے، میری زبان کو حق پر مستقیم رکھ اور میرے دل سے میل کچیل (بغض، حسد، کینہ وغیرہ) نکال دے۔''

شرح: ((وَاغْسِلْ حَوْبَتِي۔))۔ ''میری خطائیں دھوڈال۔'' یعنی میری لغزشیں، جسارتیں اور بے

(١٣٧٥) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٥١٠، والترمذي: ٣٥٥١، وابن ماجه: ٣٨٣٠

اعتدالیاں معاف فرما دے۔ حاء کے ضمہ کے ساتھ لفظ "حُـــوبة" کا معنی ہے: گناہ اور معصیت، دونوں لفظوں کا معنی قریب قریب ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ جب ایک شخص نے نبی ﷺ سے جہاد کے لیے روانگی کی اجازت طلب کی تو آپ نے پوچھا: ((أَلَكَ حَوْبَةٌ۔)) ''یعنی اگر تم جہاد کے لیے روانہ ہو جاؤ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ پیچھے کوئی چیز ضائع ہو جائے جو باعث گناہ ہو۔ خاء کے ساتھ "خوبة" کا معنی فقر، غربت اور تنگ دستی کے ہیں، حدیث میں آتا ہے: ((نعوذ بالله من الخوبة)) ''ہم مفلسی اور قلاشی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔''

((السخيمة)) سے مراد کدورت، حسد اور دل کی جملہ امراض ہیں۔

(١٣٧٦)۔ أَخْبَـرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَـاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنِی يُونُسُ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: أَمْـلَى عَلَيَّ يُونُسُ صَاحِبُ أَيْلَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ......

قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: كَانَ إِذَا نَـزَلَ عَـلَـى رَسُـولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ الْـوَحْـيُ نَسْـمَعُ عِنْدَ وَجْهِهِ كَدَوِيِّ الـنَّـحْـلِ، فَـمَـكَثْنَا سَاعَةً، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَـعَ يَـدَيْـهِ، فَـقَـالَ: ((اللّٰهُمَّ زِدْنَـا وَلا تَـنْـقُـصْـنَـا، وَأَكْرِمْنَا وَلا تُهِنَّا وَلا تَحْرِمْنَا، وَآثِـرْنَـا وَلا تُـؤْثِرْ عَلَيْنَا، وَارْضَ عَنَّا۔)) ثُمَّ قَالَ: ((لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْنَا عَشْرُ آيَاتٍ مَنْ أَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ....﴾ عَشْرَ آيَاتٍ۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوتی تو ہمیں آپ کے چہرۂ مبارک کے پاس شہد کی مکھیوں کی طرح بھنبھناہٹ سنائی دیتی، ہم کچھ دیر انتظار کرتے (ایک مرتبہ وحی کی مذکورہ کیفیت کے بعد) آپ قبلہ رخ ہو گئے اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ ہمیں زیادہ دے اور کمی ونقص کا شکار نہ کر، ہمیں عزت وسرفرازی سے نواز اور ذلت واہانت سے بچا اور ہمیں خیر وبرکت سے محروم نہ کر، ہمیں ترجیح دے اور ہمارے اوپر کسی کو فوقیت نہ دے اور ہم سے راضی ہو جا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''میرے اوپر دس آیتیں اتری ہیں جس شخص نے انہیں قائم کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' پھر آپ نے وہ آیات تلاوت فرمائیں: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ....﴾

(١٣٧٦) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٣١٧٣

شرح اکثر رواۃ یہ الفاظ بھی بیان کرتے ہیں: ''ہمیں عطا فرما اور محروم نہ کر اور ہمیں راضی کر (اپنی رحمت فرما کر) اور ہم سے راضی ہو جا۔''

فائدہ: حدیث میں مذکورہ دس آیات اور ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں، تا کہ اندازہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فلاح پانے والے مومنوں کے کیا اوصاف بیان کیے ہیں:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَo الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَا تِهِمْ خَاشِعُوْنَo وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَo وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَo وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَo اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَo فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَo وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَo وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَo اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَo﴾...... ''تحقیق مومن کامیاب ہو گئے، جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں، جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، ما سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے، پس بے شک اس معاملے میں وہ ملامت زدہ نہیں ہیں، جو اس کے سوا کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کر جانے والے ہیں، جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں، جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں، یہی (جنت کے) وارث ہیں۔'' (سورۂ مومنون: ۱ تا ۱۰) (م،م)

(۱۳۷۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ الْكُرْكَانِيُّ الطُّوسِيُّ، بِهَا، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الأَصْبَهَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ......

رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، يَقُولُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ حِينَ ذَكَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْقَيْظِ عَامَ الأَوَّلِ: ((سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، وَالْيَقِينَ فِي الآخِرَةِ وَالأُولَى۔))

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ افروز ہو کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جب تذکرہ آیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے، پھر جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو کہا: میں نے سخت گرمی کے موسم میں ہجرت کے پہلے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ سے معافی، اور صحت و سلامتی اور دنیا و آخرت میں یقین کا سوال کرو۔''

(۱۳۷۷) اسناده حسن ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ٤٦

(١٣٧٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُظَفَّرِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَلِيٍّ الشُّجَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ النُّعْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمُودٍ الْجُرْجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو زُرْعَةَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عِيسَى بْنِ مُوسَى هُوَ ابْنُ إِيَاسِ بْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اطْلُبُوا الْخَيْرَ دَهْرَكُمْ، وَتَعَرَّضُوا نَفَحَاتِ رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ لِلَّهِ نَفَحَاتٍ مِنْ رَحْمَتِهِ يُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَسَلُوا اللّٰهَ أَنْ يَسْتُرَ عَوْرَاتِكُمْ، وَأَنْ يُؤَمِّنَ رَوْعَاتِكُمْ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زندگی بھر خیر کے طلبگار رہو، اللہ عزوجل کی رحمت کے جھونکوں کے متلاشی رہو، بلاشبہ اللہ کی رحمت کے بہار آفریں جھونکے ہیں جو اس کے بندوں میں سے انہیں پہنچتے جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عیوب ونقائص کی پردہ پوشی کا سوال کرو اور اس بات کا بھی کہ گھبراہٹوں کے عالم میں وہ تمہیں اطمینان وراحت سے نوازے۔''

(١٣٧٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنْ مِحْصَنٍ الْفِهْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ دَعَا رَبَّهُ فَعَرَفَ الاسْتِجَابَةَ، فَلْيَقُلْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِعِزَّتِهِ وَجَلَالِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ، وَمَنْ أَبْطَأَ عَنْهُ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ، فَلْيَقُلْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔))

محصن فہری بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے دعا کرے اور قبولیت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوجائیں تو کہے: ''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی عزت اور جلال وبزرگی ہی سے نیک کام پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں، نیز جس کی دعا کے آثار ظاہر نہ ہوں (بلکہ تاخیر کا گمان ہو) اسے کہنا چاہیے: ''ہر حال میں اللہ ہی کے لیے تمام تعریف ہے۔''

(١٣٧٨) ضعیف ......أخرجه ابن ابی الدنيا فی كتاب الفرج

(١٣٧٩) ضعیف ...... أخرجه البيهقی فی "الدعوات الكبير": ٣٧٥

شرح کر **فائدہ:** سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَا يُحِبُّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔...... جب رسول اللہ ﷺ اپنی پسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے: ''الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ'' (ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جس کی نعمت سے نیکیاں مکمل ہوتی ہیں) اور جب ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے: ''الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ'' (ہر حال میں اللہ کا شکر ہے)۔

(حسن، ابن ماجه: ٣٨٠٣) (م،م)

(١٣٨٠)۔ أَخْبَرَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْخَالِقِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ، قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ)) وَإِذَا رَأَى مَا يَسُرُّهُ، قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔))

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ جب کوئی ناگوار صورتحال ملاحظہ فرماتے تو کہتے: ''ہر حال میں اللہ ہی کے لیے تمام تعریف ہے۔'' اور جب خوش کن صورتحال کا مشاہدہ فرماتے تو کہتے: ''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی نعمت سے اچھے کام مکمل ہوتے ہیں۔''

(١٣٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَفِيدُ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

(١٣٨٠) صحيح

(١٣٨١) أخرجه البخاري: ٤٥٢٢، و مسلم: ٢٦٩٠

(۱۳۸۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ الْحَجَّاجِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّغُولِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُشْكَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

شرح: جناب شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دعا کا ذکر جناب قتادہ کے پاس کیا تو انہوں نے کہا: سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

(۱۳۸۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ الْكُرْكَانِيُّ الطُّوسِيُّ، بِهَا، حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ عَبْدُوسُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مَنْصُورٍ السِّمْسَارُ، حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْحَنْظَلِيُّ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلا قَدْ صَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ، فَقَالَ: هَلْ كُنْتَ تَدْعُو اللّٰهَ بِشَيْءٍ، أَوْ تَسْأَلُهُ إِيَّاهُ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كُنْتُ أَقُولُ: ((اللَّهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الآخِرَةِ، فَعَجِّلْهُ لِي فِي الدُّنْيَا، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ لا تَسْتَطِيعُهُ، أَوْ لا تُطِيقُهُ، هَلا، قُلْتَ: اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو چوزے کی طرح نحیف اور کمزور ہو چکا تھا، آپ نے پوچھا: ''کیا تم اللہ سے کوئی خاص دعا کرتے ہو۔'' یا کہا: ''اس سے کسی چیز کا سوال کرتے ہو۔'' اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! میں دعا کیا کرتا ہوں: اے اللہ! آخرت میں جو تو نے مجھے سزا دینی ہے وہ دنیا ہی میں مجھے دے لے (تاکہ آخرت میں محفوظ رہوں)۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ! تجھ میں اتنی طاقت کہاں؟'' یا فرمایا: ''تجھ میں اتنی استطاعت کہاں؟ تم اس طرح دعا کیوں نہیں کرتے: اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي

(۱۳۸۲) انظر الحديث السابق

(۱۳۸۳) أخرجه مسلم: ۲۶۸۸

الـدُّنْيَـا حَسَـنَةً ، وَفِـي الآخِـرَةِ حَسَنَةً ، وَقِنَـا عَذَابَ النَّارِ)......اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

شرح ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کی عیادت کی جو بیماری کی وجہ سے اس چوزے کی طرح ہو گیا تھا جس کے بال جھڑ چکے ہوں۔ صحیح مسلم کی حدیث میں اس واقعہ کے آخر میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور اللہ نے اسے اچھا کر دیا۔

((فِـي الـدُّنْيَـا حَسَنَـةً۔)) ''دنیا میں بھلائی عطا فرما۔'' یعنی نعمت سے سرفراز فرما۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿اِنْ تُـصِبْكَ حَسَـنَةٌ﴾ .... ''اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچے۔'' (سورۂ توبہ: ۵۰) یعنی اچھائی اور اللہ کی کوئی نعمت مل جائے۔ اس سے مراد درحقیقت تمام اچھائیاں، بھلائیاں اور امور خیر ہیں۔

(39)......بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ الدُّعَاءِ
دعا کرنے کی ترغیب

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ .... ''میں بہت قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۸۶)

(١٣٨٤)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ ذَرٍّ ، عَنْ يُسَيْعٍ الْكِنْدِيِّ......

عَـنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْـمِـنْبَـرِ: ((إِنَّـالـدُّعَـاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾۔))

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے منبر پر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''دعا ہی عبادت ہے۔'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿اُدْعُـوْنِـيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔﴾ ''مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر

(١٣٨٤) صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٤٧٩ ، والترمذي: ٣٣٧٢ ، وابن ماجه: ٣٨٢٨

جہنم میں پہنچ جائیں گے۔'' (سورۂ مومن: ٦٠)

شرح: لفظ دعا عبادت کے مفہوم میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَنْ نَّدْعُوَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا﴾ .... ''ناممکن ہے کہ ہم اس کے سوا کسی اور معبود کو پکاریں۔'' (سورۂ کہف: ١٤) یعنی ہم کسی اور کی عبادت ہرگز نہیں کر سکتے۔

(١٣٨٥)۔ حَدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الْمُوسَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَبَّاسُ، فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ بِبَلْخَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْمُسْتَمْلِي، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو الْمُعَلَّى، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ......

قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ، إِذَا رَفَعَ الْعَبْدُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ يَسْتَحْيِي أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا حَتَّى يَضَعَ فِيهِمَا خَيْرًا۔))

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت حیا والا اور سخی ہے، بندہ جب اس کی طرف اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ انہیں خالی لوٹا دے حتی کہ اللہ تعالیٰ ہاتھوں کو خیر سے معمور فرما دیتا ہے۔''

شرح: ((صفرا)) ''خالی۔'' جس گھر میں گھریلو ساز وسامان بالکل نہ ہو اسے ''بیت صفر'' کہا جاتا ہے۔

(١٣٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبَانَ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الْعَبْدُ إِلَيْهِ يَدَهُ أَنْ يَرُدَّهَا صِفْرًا حَتَّى يَجْعَلَ فِيهَا خَيْرًا۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت حیا والا اور سخی ہے، بندہ جب اس کی طرف اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ انہیں خالی لوٹا دے حتی کہ اللہ ان میں خیر ڈال دیتا ہے۔''

(١٣٨٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ

(١٣٨٥) صحيح ...... أخرجه ابوداود: ١٤٨٨، والترمذی: ٣٥٥٦، وابن ماجه: ٣٨٦٥

(١٣٨٦) صحيح ...... أخرجه الحاكم فی المستدرك: ١٨٣٢

(١٣٨٧) حسن صحيح ...... أخرجه الترمذی: ٣٥٧٣

الـرَّيَّـانِـيُّ ، حَـدَّثَـنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْبَانَ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ مَكْحُولٍ ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ......

عَـنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ، حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا عَلَى الأَرْضِ مِـنْ رَجُـلٍ مُسْـلِـمٍ يَـدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَـلَّ بِـدَعْـوَةٍ إِلا آتَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهَا ، أَوْ كَفَّ عَـنْـهُ مِـنَ السُّـوءِ مِثْـلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ۔))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمین کے اوپر جو بھی مسلمان شخص اللہ عزوجل سے کوئی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا کو شرف قبولیت سے بخشتے ہیں یا اس کی مثل برائی دور کر دیتے ہیں جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہیں کرتا۔''

(۱۳۸۸)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ بْـنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الـدَّاوُدِيُّ ، حَـدَّثَـنَا أَبُو الْفَضْلِ الْمُنْذِرِيُّ ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الْقَاضِي ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْزُوقٍ ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ وَهُوَ الْقَطَّانُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَـنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْـسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الدُّعَاءِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دعا سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں بزرگی والی نہیں۔''

(۱۳۸۹)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو بَـكر مُحَمَّدِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الدَّوْرَقِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُـوسُفَ الشِّيـرَازِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْقُرَشِيُّ ، بِبَغْدَادَ ، حَدَّثَنَا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَلاءِ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلٍ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَذْكُرُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ لَمْ يَدْعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَضِبَ عَلَيْهِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اس شخص سے ناراض ہو جاتے ہیں جو اس سے دعا نہیں کرتا۔''

(۱۳۸۸) حسن ......أخرجه الترمذى: ۳۳۷۰، وابن ماجه: ۳۸۲۹

(۱۳۸۹) حسن ......أخرجه الترمذى: ۳۳۷۳، وابن ماجه: ۳۸۲۷

(40)......بَابُ تَرْكِ الْإِسْتِعْجَالِ

دعا میں جلد بازی نہ کرنا

(١٣٩٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، أَنَّ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَسْتَجِيبُ اللّٰهُ لأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ، أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، أَوْ يَسْتَعْجِلْ)) قَالُوا: وَمَا الاسْتِعْجَالُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُكَ يَا رَبِّ، قَدْ دَعَوْتُكَ يَا رَبِّ، قَدْ دَعَوْتُكَ يَا رَبِّ، فَلا أَرَاكَ تَسْتَجِيبُ لِي، فَيَنْحَسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ، فَيَدَعُ الدُّعَاءَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول فرماتے ہیں جب تک وہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور دعا میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: اے اللہ کے رسول! عجلت سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بندہ کہتا ہے: اے رب میں نے تجھے پکارا، اے اللہ! میں نے تجھے پکارا، اے اللہ میں نے تجھے پکارا، میں تیری طرف سے قبولیت کے کوئی آثار نہیں دیکھتا، تو پھر وہ سست پڑ جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔''

شرح: حدیث بالا میں ((فینحسر)) کے لفظ ہیں جبکہ بعض روایات میں ((فیستحسر)) کے۔ دونوں کا معنی ''اکتا جانا'' ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ﴾ .... ''وہ اس کی عبادت سے تھکتے نہیں۔'' (سورۂ انبیاء: ١٩)۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ۔﴾ .... ''تیری نگاہ ذلیل وعاجز ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی۔'' (سورۂ ملک: ٤)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے اس کے لیے دروازہ کھول ہی دیا جاتا ہے اور جو بکثرت دعا ومناجات میں لگا رہتا ہے اس کو شرف قبولیت سے نواز دیا جاتا ہے۔

(41)......بَابُ مَنْ دَعَا فَلْيَعْزِمْ

دعا عزم کے ساتھ کرنی چاہیے

(١٣٩١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ،

(١٣٩٠) أخرجه البخاري: ٦٣٤٠، و مسلم: ٢٧٣٥

(١٣٩١) انظر الحديث الآتي

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، أَوِ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ أَوِ ارْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ، لا مُكْرِهَ لَهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے: یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے، اے اللہ! اگر تو چاہے تو میرے اوپر رحم فرما، اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے رزق عنایت کر دے، بلکہ پختہ ارادے کے ساتھ دعا کرے، کیونکہ اللہ جو چاہے کرتا ہے، کوئی اس پر زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔“

(١٣٩٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهُ، فَإِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لا مُكْرِهَ لَهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص یوں نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما دے، اے اللہ! اگر تیرا ارادہ ہو تو مجھ پر رحم کر دے، اے مولیٰ! اگر تو چاہے تو مجھے رزق عطا کر دے، بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے، اس کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔“

(١٣٩٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ، فَلا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی دعا کرنے لگے تو یوں نہ کہے:

(١٣٩٢) أخرجه البخاري: ٦٣٣٩، و مسلم: ٢٦٧٩

(١٣٩٣) أخرجه البخاري: ٦٣٣٩، ومسلم: ٢٦٧٩

يَقُلْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، وَلٰكِنْ لِيَعْزِمْ، وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ.))

اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے، بلکہ پختہ یقین کے ساتھ دعا کرے اور از حد رغبت اور شوق کا اظہار کرے، یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز ناممکن نہیں جس کو وہ عطا کرے۔"

(42)......بَابُ مَنْ تُسْتَجَابُ دَعْوَتُهُ

وہ لوگ جن کی دعا قبول کی جاتی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَمَّنْ يُّجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾ .... "بے کس کی پکار کو جب وہ پکارتا ہے کون سنتا ہے؟" (سورۂ نمل: ٦٢)

(١٣٩٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْفَامِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَنَالَ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ أَبُو عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ثَلاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَهُنَّ لا شَكَّ فِي ذَلِكَ: ((دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین دعاؤں کے قبول ہونے میں شک نہیں، مظلوم کی دعا، باپ کی اپنے بیٹے کے لیے بددعا، مسافر کی دعا۔"

(١٣٩٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا سَعْدَانُ الْقُمِّيُّ، عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مُدِلَّةَ مَوْلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلاثٌ لا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ، وَالإِمَامُ الْعَادِلُ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ، وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی، افطار کرنے تک روزہ دار کی دعا، انصاف کرنے والے حکمران کی دعا اور مظلوم کی دعا، اللہ اسے بادل کے اوپر اٹھاتا ہے، اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے

(١٣٩٤) حسن ...... أخرجه ابوداود: ١٥٣٦، والترمذى: ١٩٠٥، وابن ماجه: ٣٨٦٢

(١٣٩٥) ضعيف، وانظر الاحاديث المذكورة فى الشرح ......أخرجه الترمذى: ٣٥٩٨، وابن ماجه: ١٧٥٢

الرَّبُّ: وَعِزَّتِی لأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِینٍ۔)) ہیں اور رب تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا، خواہ کچھ دیر بعد ہی کروں۔''

تشریح: راویٔ حدیث سعدان بن بشیر القمی سے عیسیٰ بن یونس، ابو عاصم اور دیگر بڑے محدثین نے روایت کی ہے۔ اور ابو مجاہد کا نام سعد طائی ہے۔

(ابو مذلة۔) ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے، ہم انہیں مذکورہ بالا حدیث کے واسطے سے ہی پہچانتے ہیں۔ یہ حدیث ان سے طوالت کے ساتھ بھی مروی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ملتی جلتی مزید احادیثِ صحیحہ ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ لَا تُرَدُّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الصَّائِمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ۔)) ......''تین دعائیں رد نہیں کی جاتیں: والد کی دعا، روزے دار کی دعا اور مسافر کی دعا۔'' (بیهقی: ۳/ ۳۴۵، صحیحه: ۱۷۹۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ثَلَاثَةٌ لَا یَرُدُّ دُعَاؤُهُمْ: الذَّاكِرُ اللّٰهَ كَثِیرًا، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، وَالْإِمَامُ الْمُقْسِطِ)) ......''تین افراد کی دعائیں رد نہیں ہوتیں: اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے (کی دعا)، مظلوم کی دعا اور انصاف پرور امیر کی دعا۔''

(شعب الایمان: ۲/ ۳۹۹/ ۱، صحیحه: ۱۲۱۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَاشَكَّ فِیهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ۔)) ......''تین دعائیں مقبول ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: باپ کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔''

(ابوداود: ۱۵۳۶، ترمذی: ۲/ ۲۵۶، ابن ماجه: ۳۸۶۲) (م،م)

(۱۳۹۶)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِیٍّ الْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِی، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّیَادِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِی صَالِحٍ......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَیَرْفَعُ الْعَبْدَ الدَّرَجَةَ، فَیَقُولُ: رَبِّ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایک شخص کے درجات بلند فرمائے گا، تو وہ کہے گا: اے میرے رب! یہ مقام ومرتبہ مجھے کیسے

(۱۳۹۶) حسن ......أخرجه أحمد فی المسند: ۱۰۶۱۰

أَنَّى لِي هَذِهِ الدَّرَجَةُ؟ يَقُولُ: بِدُعَاءِ وَلَدِكَ لَكَ۔))

نصیب ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیری اولاد کی دعاؤں کی وجہ سے۔''

(١٣٩٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، حَدَّثَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ وَكَانَتْ تَحْتَهُ الدَّرْدَاءُ قَالَ: أَتَيْتُ الشَّامَ، فَأَتَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَلَمْ أَلْقَهُ، فَلَقِيتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ فَقَالَتْ: تُرِيدُ الْحَجَّ الْعَامَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَادْعُ لَنَا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ، يَقُولُ: ((دُعَاءُ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابٌ لأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ، مَا دَعَا لأَخِيهِ بِخَيْرٍ إِلا، قَالَ لَهُ: آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلِهِ۔)) قَالَ: فَخَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ، فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَلِكَ۔

جناب صفوان بن عبیداللہ بن صفوان بیان کرتے ہیں اوران کے نکاح میں سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی بیٹی درداء تھی، کہتے ہیں: میں شام گیا تو ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا مگر ان سے ملاقات نہ ہو سکی، میں ام درداء رضی اللہ عنہا سے ملا انہوں نے پوچھا: آپ اس سال حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، انہوں نے کہا: ہمارے لیے بھی خیر و برکت کی دعا کرنا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''جب ایک مسلمان شخص اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرتا ہے تو اس کے سر کی جانب ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے وہ اپنے بھائی کے لیے خیر و برکت کی جو دعا بھی کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: (آمین) ''اے اللہ! قبول کر، اور تجھے بھی کچھ حاصل ہو۔'' صفوان کہتے ہیں: میں بازار کی طرف چلا گیا تو سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی انہوں نے بھی مجھ سے اسی طرح بیان کیا۔

تشریح: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی دعا اس قدر جلد شرف قبولیت حاصل نہیں کرتی جیسے وہ دعا جو انسان کسی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے غائبانہ طور پر کرے۔''

(ضعیف، ابوداود: ١٥٣٥، ترمذی: ١٩٨٠)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی رخصت چاہی، آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا: ''اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک کرنا اور مت بھولنا۔'' آپ نے ایسے لفظ بیان کیے کہ مجھے ان

(١٣٩٧) أخرجه مسلم: ٢٧٣٣

کے بدلے میں دنیا بھی ملے تو پسند نہیں۔ (ضعیف، ابوداود: ١٤٩٨، ترمذی: ٣٥٦٢، ابن ماجه: ٢٨٩٤)

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کا ذکر کرتے تو اس کے حق میں دعا کی ابتداء اپنے آپ سے کرتے۔ (صحیح، ابوداود: ٣٩٨٤، ترمذی: ٣٣٨٥)

(43)......بَابُ أَدَبِ الدُّعَاءِ وَرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِيهِ

دعا کے آداب اور دعا کرتے وقت ہاتھ اُٹھانا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور انہیں میرے پاس لے آ۔'' (صحیح بخاری: ٤٣٩٧، صحیح مسلم: ٢٥٢٤)

(١٣٩٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسَ، وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ، فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ، رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ، فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ، فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِءِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِي، فَمَكَثَ يَسِيرًا، ثُمَّ مَاتَ، فَرَجَعْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ، وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رُمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ، وَقَالَ: قُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِي، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر اوطاس کی جانب روانہ فرمایا اور مجھے بھی ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیج دیا، ابو عامر رضی اللہ عنہ کو گھٹنے میں تیر لگا، بنوجشم کے ایک شخص نے تیر مارا جو ان کے گھٹنے میں پیوست ہو کر رہ گیا، میں نے اسے کھینچا تو گھٹنے کا پانی بہہ نکلا، انہوں نے کہا: اے بھتیجے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا اور یہ التماس کرنا کہ آپ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمادیں، تھوڑی دیر زندہ رہنے کے بعد وہ فوت ہو گئے، میں واپس لوٹ آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آپ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ چارپائی پر جلوہ افروز تھے، چارپائی پر (کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی) چٹائی کا بچھونا تھا جس کے نشانات آپ کی کمر اور پہلوؤں پر موجود تھے۔ میں نے آپ کو اپنا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کا واقعہ سنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے حق میں مغفرت کی دعا

(١٣٩٨) أخرجه البخاري: ٤٣٢٣، و مسلم: ٢٤٩٨

لِعَبْدِكَ أَبِى عَامِرٍ)) وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ)) فَقُلْتُ: وَلِى فَاسْتَغْفِرْ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلا كَرِيمًا.))

کرنے کے لیے عرض کیا، آپ ﷺ نے پانی مانگا، پھر آپ نے وضو کیا، پھر ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا کی: ''اے اللہ! اپنے بندے عبید بن عامر کی مغفرت فرما۔'' میں نے اس وقت آپ ﷺ کی بغل کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! قیامت کے دن اسے اپنی بہت سی انسانی مخلوق سے بلند مرتبہ عطا فرمانا۔'' میں نے عرض کیا: میرے لیے بھی مغفرت کی دعا فرمادیجیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف فرمادے اور قیامت والے دن اسے عزت کے مقام میں داخل فرما۔''

(١٣٩٩)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِى، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الشَّاهِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ نَجِيدٍ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نُجْدَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، حَدَّثَنَا أَبِى، وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ، فَاسْأَلُوا بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ، وَلا تَسْأَلُوا بِظُهُورِهَا، وَإِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ، فَفَرَغَ مِنْ دُعَائِهِ، فَلْيَمْسَحْ بِيَدَيْهِ عَلَى وَجْهِهِ.))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اللہ سے مانگو تو ہتھیلیاں پھیلا کر مانگو، ہاتھوں کی پشت سے مت مانگو اور جب تم دعا سے فارغ ہوتو انہیں اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔''

(١٤٠٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِى بَكْرٍ الْقَفَّالُ، حَدَّثَنَا أَبُو مَنْصُورٍ أَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْدَانَ الصَّيْرَفِىُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ بِبُطُونِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اللہ سے مانگو تو ہتھیلیاں

(١٣٩٩) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ١٤٨٥

(١٤٠٠) انظر الحديث السابق

أَكُفِّكُمْ ، لا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا ، فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ۔))

پھیلا کر مانگو، ہاتھوں کی پشت سے مت مانگو اور جب تم دعا سے فارغ ہو تو انہیں اپنے چہروں پر پھیلا لیا کرو۔"

تشریح: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تو اپنے چہرۂ مبارک پر پھیرنے سے پہلے انہیں نہ گراتے۔ (ضعیف، ترمذی: ٣٣٨٦)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: دعا کرنے والے کو چاہیے کہ دعا کے آغاز میں اللہ کی حمد وثنا بیان کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درود وسلام پڑھے اور پھر اپنی ضروریات اللہ کے حضور پیش کرے۔

(١٤٠١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ زِرٍّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبُو بَكْرٍ ، وَعُمَرُ مَعَهُ ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ، ثُمَّ الصَّلاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَلْ تُعْطَهْ ، سَلْ تُعْطَهْ۔))

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے (بعد از نماز) جب میں بیٹھ کر دعا کرنے لگا تو میں نے شروع میں اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور بعد ازاں اپنے لیے دعا کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مانگ تجھے دیا جائے گا، سوال کر تجھے عنایت کیا جائے گا۔"

تشریح: سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اپنے اللہ کی حمد وثنا بیان کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درود پڑھے، اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔"

(صحیح، ابوداود: ١٤٨١، ترمذی: ٣٤٧٧)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ ، حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔" ...... بلاشبہ دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اوپر نہیں چڑھتی تا آنکہ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو۔ (حسن، ترمذی: ٤٨٦)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم میں سے کوئی اللہ سے دعا کرنا چاہے تو سب سے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کرے جس کا وہ اہل ہے اور جو اس کے شایان شان ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درود پڑھے، اس کے بعد اپنی

(١٤٠١) حسن صحیح ......أخرجه الترمذي: ٥٩٣

عرض معروض پیش کرے، اس طرح دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہو جاتی ہے۔ (منقطع، طبرانی)

فائدہ: نماز میں تشہد کی ترتیب بھی یہی ہے اور نماز کے علاوہ دعاؤں کا ادب بھی یہی ہے۔ (ع،س)

(١٤٠٢)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ الدِّمَشْقِيُّ، وَمَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، عَنْ صُبَيْحِ بْنِ مُحْرِزٍ الْحِمْصِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُصْبِحٍ الْمُقْرَائِيُّ......

قَالَ: كُنَّا نَجْلِسُ إِلَى أَبِي زُهَيْرٍ النُّمَيْرِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَيُحَدِّثُ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ، فَإِذَا دَعَا الرَّجُلُ مِنَّا بِدُعَاءٍ، قَالَ: اخْتِمْهُ بِآمِينَ، فَإِنَّ آمِينَ مِثْلُ الطَّابَعِ عَلَى الصَّحِيفَةِ، قَالَ أَبُو زُهَيْرٍ: أُخْبِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ، خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَلَحَّ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ مِنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوْجَبَ إِنْ خَتَمَ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: بِأَيِّ شَيْءٍ يَخْتِمُ؟ قَالَ: بِآمِينَ، فَإِنَّهُ إِنْ خَتَمَ بِآمِينَ، فَقَدْ أَوْجَبَ۔)) فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى الرَّجُلَ، فَقَالَ لَهُ: اخْتِمْ يَا فُلَانُ بِآمِينَ وَأَبْشِرْ۔

ابو مصبح مقرائی بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا ابو زہیر نمیری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے اور یہ صحابہ میں سے تھے اور بڑی اچھی اچھی احادیث بیان کرتے تھے۔ ہم میں سے جب کوئی دعا کرتا تو وہ کہا کرتے تھے کہ اسے آمین کی مہر لگا۔ آمین مہر کی مانند ہے جو کسی خط پر لگادی جاتی ہے۔ ابو زہیر نے کہا: میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں، ہم ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ایک شخص کے پاس پہنچے جبکہ وہ بہت الحاح اور مبالغے سے دعا کر رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور اس کی دعا سنتے رہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی دعا قبول ہوگی بشرطیکہ مہر کر دے۔'' ساتھیوں میں سے ایک نے پوچھا: کس چیز سے مہر کرے؟ آپ نے فرمایا: ''آمین سے، بلاشبہ اگر اس نے اپنی دعا آمین سے ختم کی تو قبول ہوگئی۔'' چنانچہ وہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا تھا، اس دعا کرنے والے کے پاس گیا اور اسے کہا: اے فلاں! اپنی دعا کو آمین سے مہر کر دو اور خوشخبری قبول کرو۔

تشریح: یہ الفاظ محمود کے ہیں۔ امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ''مقرائی'' حمیر کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔

(١٤٠٢) ضعیف ......أخرجه ابوداود: ٩٣٨

(44)......باب

(١٤٠٣)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا تَمَنَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيُكْثِرْ، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ رَبَّهُ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک اللہ کے حضور اپنی آرزوؤں کو پیش کرے تو بکثرت پیش کرے کیونکہ وہ اپنے رب سے مانگ رہا ہے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: مندرجہ بالا ترغیب جائز اور مباح تمناؤں اور خواہشوں کے بارے میں ہے، وہ آرزوئیں خواہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے۔ دعا کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے الحاح وزاری کرے اور اسی سے مانگے خواہ اس کا سوال اور اس کی ضرورت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ﴾ .... ''اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔'' (سورۂ نساء: ٣٢)۔ ہرگز مناسب اور جائز نہیں کہ انسان دوسرے کے مال ودولت کی تمنا کرنے لگے اور کسی پر نعمت کو دیکھ کر حسد میں مبتلا ہو جائے۔ ہماری شریعت نے اس سے روکا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ .... ''اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔'' (سورۂ نساء: ٣٢)

(١٤٠٣) صحيح ......أخرجه ابن حبان فى صحيحه: ٨٨٩

(15)...... كِتَابُ الْجَنَائِزِ
جنازے کے مسائل

جنائز، جنازہ کی جمع ہے، جیم کے کسرہ کے ساتھ، اس سے مراد چارپائی ہے۔ اور فتحہ کے ساتھ، اس سے مراد میت ہے۔ ویسے لغت کے لحاظ سے ہر ڈھانپی ہوئی چیز کو جنازہ کہہ سکتے ہیں مگر عرف میں چارپائی پر پڑی ہوئی ایسی میت کو کہتے ہیں جسے کفن سے ڈھانپ دیا گیا ہو، ایسی حالت میں چارپائی ہی کو جنازہ کہتے ہیں۔

(1)......بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَثَوَابِهِ
مریض کی عیادت کا اجر و ثواب

(١٤٠٤)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ قَالَا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ، رَدُّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجِنَازَةِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان بھائی پر پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا، جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے میں شرکت کرنا اور دعوت قبول کرنا۔''

(١٤٠٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ......

(١٤٠٤) أخرجه البخاري: ١٢٤٠، و مسلم: ٢١٦٢

(١٤٠٥) انظر الحديث السابق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ)) قِيلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کونسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تو اس سے ملے تو سلام کہہ، جب وہ دعوت دے تو قبول کر، جب وہ خیرخواہی طلب کرے تو اس کی خیرخواہی کر، جب اسے چھینک آئے اور وہ اللہ کی حمد بیان کرے تو اسے دعا دے، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کر اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے کفن دفن کے لیے جنازے کے ساتھ جا۔''

(١٤٠٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ......

سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، قَالَ: نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبْعٍ، نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، أَوْ قَالَ: حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْحَرِيرِ، وَالإِسْتَبْرَقِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ، وَالْقَسِّيِّ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَرَدِّ السَّلامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں سے روکا، ہمیں سونے کی انگوٹھی، یا کہا: سونے کا چھلا پہننے سے، ریشمی کپڑوں سے، موٹے یا باریک ہر قسم کے ریشم کے استعمال سے، سرخ ریشمی گدیوں، قس بستی کے بنے ہوئے ریشمی کپڑوں اور چاندی کے برتن (میں کھانے پینے) سے منع فرمایا، نیز آپ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا: بیمار کی عیادت کرنے کا، جنازے کے ساتھ جانے کا، چھینکنے والے کو دعا دینے، سلام کا جواب دینے، پلانے والے کی دعوت قبول کرنے، قسم کھانے والے کی بات کو پورا کرنے (بشرطیکہ وہ جائز ہو) اور مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان احادیث میں جن امور کا حکم دیا گیا ہے یہ تمام مسلمانوں کے

(١٤٠٦) أخرجه البخاري: ٥٨٦٣، و مسلم: ٢٠٦٦

ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو صحیح رکھنے کے لیے شریعت نے ان امور کی تعلیم دی ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ دوسرے بھائی کے بارے میں ان امور کا خیال رکھے جس کے نتیجے میں باہمی محبت قائم ہو اور لڑائی جھگڑے ختم ہو کر امن قائم ہو جائے۔ ان حقوق میں نیک اور بد برابر ہیں۔ البتہ نیک صاحب تقویٰ شخص کا حق ادا کرتے وقت پوری گرمجوشی، محبت اور خوشی کا اظہار کیا جائے۔ تسلی سے حال احوال پوچھا جائے اور مصافحہ اور معانقہ کیا جائے جبکہ ایک فاسق شخص سے سرسری معاملہ رکھا جائے۔ علانیہ فسق و فجور میں مبتلا آدمی سے ترک تعلق ہی اولیٰ ہے اور دعوت قبول کرنے سے گریز کرنا ہی قرین تقویٰ ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ سات چیزیں اپنے عمومی اور خصوصی حکم کے حوالے سے کچھ تفصیلات رکھتی ہیں۔ مثلاً سونے کی انگوٹھی پہننا نیز موٹے یا باریک ریشم کے ملبوسات استعمال کرنا مردوں کے لیے حرام ہیں اور ان سے شریعت نے منع کیا ہے جبکہ مسلمان خواتین کے لیے دونوں اشیاء کا استعمال جائز اور مباح ہے۔ سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال مرد و زن ہر دو کے لیے جائز نہیں کہ ان کے استعمال میں اسراف اور تکبر پایا جاتا ہے، نیز غریبوں کی دل شکنی ہوتی ہے۔

باقی رہے وہ سات امور جن کی بجا آوری کا حکم دیا گیا ہے تو ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ میت کے ساتھ جانا اور اس کا جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے مگر تعلق دار اور محلے کے کچھ افراد اس ذمہ داری کو ادا کر دیں تو باقی لوگ گنہگار نہیں ہوں گے، ایسے فرائض کو فرض کفایہ کہتے ہیں۔ بصورت دیگر مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ اسی طرح سلام کا جواب بھی فرض کفایہ ہے۔ اگر حاضرین میں سے ایک شخص سلام کا جواب دے دے تو باقی لوگوں کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ اگر وہ شخص جس کو سلام کیا جا رہا ہے اکیلا ہی ہو تو سلام کا جواب دینا اس کے لیے واجب ہو جاتا ہے۔ چھینک پر دعا دینے کا مطلب یہ ہے کہ جسے چھینک آئے وہ ''الحمدللہ'' کہے تو دوسرے کو ''یرحمک اللہ'' کہنا چاہیے، اگر چھینکنے والا ''الحمدللہ'' نہ کہے تو سننے والے پر جواب دینا لازم نہیں ہے۔

بیمار کی عیادت کے لیے جانا بھی بیمار مسلمان کا دوسروں کے ذمہ حق ہے۔ اس کی ہماری شریعت میں بھرپور انداز میں رغبت دی گئی ہے اور بہت زیادہ اجر و ثواب کی نوید سنائی گئی ہے۔ اس موقع پر مریض کو تسلی و تشفی دینا اور اس کے لیے دعا کرنا مسنون ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب مریض لاچار نہ ہو۔ اگر بیمار شخص بہت کمزور اور لاغر ہو یا اس کی مرض شدید نوعیت کی ہو اور اسے دیگر رفقاء کا تعاون درکار ہو، جیسے آپریشن وغیرہ کی صورتحال، تو دوسرے مسلمان بھائیوں پر اس کی دیکھ بھال واجب ہو جاتی ہے۔

دعوت سے مراد کھانے کی دعوت ہے۔ یہ دعوت کسی امیر کی طرف سے دی جائے یا غریب آدمی کی طرف سے دی جائے قبول کرنا چاہیے۔ شرط یہ ہے کہ اس دعوت میں فسق و فجور اور منکرات و سیئات کا ارتکاب نہ ہو یا وہ دعوت ہی کسی

بدعت یا معصیت کے کام پر مبنی ہو تو اس صورت میں الگ رہنا ہی ایمان کا تقاضا ہے اور یہی ایک صاحب ایمان کی شان ہے۔

جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی معاملے میں قسم ڈال دے تو اس کی قسم کو نبھانا اور پورا کرنا چاہیے بشرطیکہ وہ قسم کسی حلال معاملے پر ہو اور دوسرا شخص اس کو بجالانے کی سکت اور طاقت رکھتا ہو، ناممکن نہ ہو۔ دیکھیے! نبی ﷺ نے جب اپنا خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے سامنے بیان کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر کی تو آپ نے تبصرہ فرمایا: ''خواب کے کچھ حصے کی تعبیر درست ہے اور کچھ حصے کی تعبیر درست نہیں۔'' تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مجھے جو غلطی لگی ہے اس کی وضاحت فرما دیں، چنانچہ آپ نے فرمایا: ''قسم نہ دیجیے۔'' اور آپ نے بتایا بھی نہیں۔

(صحیح بخاری: ۷۰٤٦، صحیح مسلم: ۲۲٦۹)

مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے، وہ مسلمان ہو خواہ ذمی (اسلامی حکومت کا ٹیکس گذار) زبان وکلام سے ممکن ہو تو زبان وکلام سے، ہاتھ کی ضرورت ہو تو ہاتھ سے ظالم کو پوری قوت وطاقت سے روکا جائے۔ یہ ساری باتیں امام خطابی رحمہ اللہ کی کتاب سے اخذ کردہ ہیں۔

(۱٤۰۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((أَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ، وَفُكُّوا الْعَانِيَ۔))

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھوکے کو کھانا کھلاؤ، مریض کی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو آزاد کراؤ۔''

تشریح: سفیان کہتے ہیں ((عانی)) کا مطلب قیدی بتایا گیا ہے۔ ایک حدیث شریف میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ((اِتَّقُوْا فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ۔)) ''عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو بلاشبہ وہ تمہارے پاس قید ہیں۔'' یعنی قیدیوں کی مانند ہیں۔ جس طرح وہ زندان میں پڑے رہتے ہیں یہ گھروں میں ٹکی رہتی ہیں۔ عاجزی، درماندگی، ذلت ومسکنت نیز اطاعت وفرمانبرداری کے اظہار کے لیے عربی میں عنا یعنو باب استعمال ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ﴾ .... ''تمام چہرے حی قیوم کے سامنے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے ہوں گے۔'' (سورۂ طٰہ: ۱۱۱)

عربی زبان کا محاورہ ہے: اخذت البلاد عنوۃ۔ ''علاقے فتح کر لیے گئے اور وہاں کے مکین اطاعت قبول کر چکے ہیں۔''

(۱٤۰۷) أخرجه البخاري: ٥٦٤٩

(١٤٠٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، سَمِعْتُ أَبَا قِلَابَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ......

عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كَانَ فِي خِرَافِ الْجَنَّةِ، أَوْ مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ۔))

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ جب آدمی اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو واپسی تک جنت کے میوے چنتا رہتا ہے۔''

شرح: ((خِرَافِ الْجَنَّةِ، أَوْ مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ)) کے الفاظ مروی ہیں۔امام اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دونوں الفاظ کے معنی کھجوریں چننا ہیں۔مطلب جنت کے پھل اور میوے سمیٹتے رہنا ہے (صرف کھجوریں مراد نہیں ہیں) ''مخرفه'' کے معنی راستے اور شاہراہ کے بھی ہیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کی بیمار پرسی کرنے والے کو جنت کے پھل چننے سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح کوئی شخص باغ میں اپنی مرضی سے بلا روک ٹوک میوے کھاتا اور چنتا ہے، بیمار پرسی کرنے والا اسی طرح اجر وثواب اکٹھا کرتا ہے اور گویا وہ جنت کے راستے پر ہوتا ہے۔

(١٤٠٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ يَعْنِي الْأَحْوَلَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ......

عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((جَنَاهَا۔))

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مریض کی عیادت کرتا ہے وہ برابر جنت کے پھل چنتا ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ''خرفة الجنة'' کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جنت کے میوا جات۔''

شرح: ((جنٰی)) کا معنی ہے: پھلوں اور کھجوروں کو چننا، قرآن مجید میں ہے: ﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ .... ''اور ان دونوں جنتوں کے میوے بالکل قریب ہوں گے۔'' (سورۂ رحمٰن: ۵۴)

(١٤٠٨) أخرجه مسلم: ٢٥٦٨

(١٤٠٩) أخرجه مسلم: ٢٥٦٨

((خُرْفة)) پک جانے کے بعد کھجوریں چننے کے عمل کو کہتے ہیں۔

(۱۴۱۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ......

حَدَّثَنَا ثُوَيْرٌ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخَذَ عَلِيٌّ بِيَدِي، فَقَالَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ نَعُودُهُ، فَوَجَدْنَا عِنْدَهُ أَبَا مُوسَى الأَشْعَرِيَّ، قَالَ لأَبِي مُوسَى: عائدا جئت، أَمْ زَائِرًا؟ فَقَالَ: عَائِدًا، فَقَالَ عَلِيٌّ: فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلا يَعُودُهُ مَسَاءً إِلا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ۔))

جناب ثویرا اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا: آؤ چلیں حسن بن علی بیمار ہیں ان کی مزاج پرسی کریں، ہم گئے تو وہاں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تشریف فرما پایا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ عیادت کی غرض سے آئے ہیں یا صرف ملاقات کے لیے؟ انہوں نے کہا: بیمار پرسی کے لیے آیا ہوں تو سیدنا علی ﷺ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پاس صبح صبح عیادت کے لیے آتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں اور جو شام کے وقت کسی مریض کی عیادت کرتا ہے صبح تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں اور وہ جنت کے پھل چنتا رہتا ہے۔''

تشریح: مسلمان بھائی کی عیادت کا اتنا ثواب ہے کہ اس مقصد کے لیے چلنا جنت کے باغ میں چلنے اور جنت کے پھل چننے کے برابر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو جنت کا داخلہ مل جائے گا۔

فائدہ: فرشتوں کا رحمت کی دعا کرنا بھی اس شخص کے بلند مقام کو ظاہر کرتا ہے اور اس میں اللہ کی رحمت کی خوشخبری ہے کیونکہ فرشتے اللہ کے حکم ہی سے کسی کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ (ع،س)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک آدمی سے سوال کرے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت کیوں نہ کی؟ ابن آدم عرض کرے گا: اے میرے رب! تو رب العالمین ہے، تیری بیمار پرسی کا کیا مطلب؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرا فلاں بندہ بیمار تھا لیکن تو نے اس

(۱۴۱۰) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ۳۰۹۸، والترمذی: ۹۶۹، وابن ماجه: ۱۴۴۲

کی عیادت نہ کی، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس بیمار بندے کے پاس پاتا۔''

(صحیح مسلم: ٢٥٦٩)

(2)......بَابُ الْمَرِيْضِ إِذَا قَالَ إِنِّيْ وَجِعٌ أَوْ وَا رَأْسَاه

مریض کا یوں کہنا کہ ''مجھے تکلیف ہے۔'' یا یوں کہنا کہ ''ہائے میرا سر دکھ رہا ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی بابت خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔﴾ .... ''انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔'' (سورۂ انبیاء: ۸۳)

(١٤١١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَوْ زَكَرِيَّا، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَارَأْسَاهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ، فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ، وَأَدْعُوَ لَكِ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَاثُكْلَيَاهُ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي، وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ، لَقَدْ هَمَمْتُ، أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ، وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ، أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ، ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ، أَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ۔))

جناب قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ (سر کے شدید درد کی وجہ سے) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرا سر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میری زندگی میں تمہارا انتقال ہو گیا تو میں تمہارے لیے استغفار اور دعا کروں گا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: افسوس، اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ آپ میرا مر جانا ہی پسند کرتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ اسی دن رات اپنی کسی بیوی کے یہاں گزاریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلکہ میں خود سر درد میں مبتلا ہوں میرا ارادہ ہوتا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور انہیں (خلافت کی) وصیت کروں، کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور کہیں (کہ خلافت ہمارا حق ہے)، یا آرزو کرنے والے کسی اور بات کی آرزو کریں پھر میں نے اپنے دل میں کہا: (اس بات کی ضرورت ہی کیا ہے) خود اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ

(١٤١١) أخرجه مسلم: ٢٣٨٧

کے سوا اور کسی کو خلیفہ نہ ہونے دے گا اور نہ مسلمان ہی کسی اور کی خلافت قبول کریں گے۔''

تشریح: عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض وفات میں فرمایا: ''خود اللہ تعالیٰ اور تمام مومن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ سبھی کا انکار کریں گے۔'' (صحیح مسلم: ۲۳۸۷)

جناب لیث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ نے مرض وفات میں کہا: طاؤس بن کیسان مرتے وقت رونے اور واویلا کرنے کو اچھا نہیں جانتے تھے۔ خود جناب طلحہ نے مرتے وقت کوئی شور وشغب اور ہائے وائے نہیں کیا بلکہ پورے اطمینان سے جان جان آفریں کے سپرد کی۔

(3)......بَابُ مَا يَقُوْلُ الْعَائِدُ لِلْمَرِيْضِ مِنْ قَوْلِ الْخَيْرِ وَالدُّعَاءِ وَالرُّقْيَةِ

بیمار پرسی کے وقت مریض کے پاس تسلی اور حوصلہ دلانے والی باتیں کرنی چاہئیں نیز مریض کو دعائیں دی جائیں اور دم کیا جائے

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ ایک پانی سے گزرے جس کے پاس آباد قبیلے میں بچھو کا کاٹا ہوا (لدیغ) ایک شخص تھا۔ صحابہ کی اس جماعت میں سے ایک صحابی چلے گئے اور چند بکریوں کی شرط کے ساتھ اس شخص پر سورۂ فاتحہ پڑھی، اس سے وہ اچھا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہے۔'' (صحیح بخاری: ۵۷۳۷)

(١٤١٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ، قَالَ: ((لا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) فَقَالَ لَهُ: ((لا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) قَالَ: قُلْتُ: طَهُورٌ؟ كَلا، بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ، أَوْ تَثُورُ، عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک بدّو کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ نبی ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ جب کسی مریض کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لاتے تو فرماتے: ''کوئی حرج نہیں، یہ بیماری اللہ نے چاہا تو پاک کرنے والی ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے اس دیہاتی شخص کی عیادت کے وقت بھی فرمایا: ''فکر نہ کر، یہ بیماری تمہیں ان شاء اللہ، گناہوں سے پاک کردے

(١٤١٢) أخرجه البخاري: ٥٦٥٦

الْـقُبُـورَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَنَعَمْ إِذًا۔))

گی۔'' اعرابی نے کہا: آپ کہتے ہیں گناہوں سے پاک کردے گی، بلکہ یہ بخار تو بوڑھے کھوسٹ پر جوش مارتا ہے یا زور مار رہا ہے، جو اسے قبر تک پہنچا کر ہی چھوڑے گا۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا: ''اچھا! تو ایسے ہی سہی۔''

(۱۴۱۳)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْـمَـدُ بْـنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَـدَّثَـنَـا أَبُـو بَـكْـرٍ مُـحَـمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنِ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ......

عَـنْ أَنَـسٍ، أَنَّ رَسُـولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ كَـانَ إِذَا دَخَـلَ عَـلَى مَرِيضٍ، قَالَ: أَذْهِـبِ الْبَـأْسَ رَبَّ الـنَّـاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّـافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، اشْفِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے: ''اے لوگوں کے رب! اس بیماری کو دور فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے لہٰذا شفا عطا فرما، شفا اور صحت یابی صرف تیری ہی طرف سے ہے، ایسی شفا عطا فرما جو کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے۔''

(۱۴۱۴)۔ أَخْبَـرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ الـنَّبِـيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ فِي الْمَرِيضِ: ((بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مریض کے لیے (شہادت کی انگلی زمین پر لگا کر) یہ دعا پڑھتے تھے: ''اللہ کے نام کے ساتھ، ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ، تا کہ ہمارا بیمار شفا پا جائے، ہمارے رب کے حکم سے۔''

تشریح: صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ جب کسی شخص کے جسم کا کوئی حصہ درد کرنے لگتا یا پھوڑا نکل آتا یا زخم آجاتا تو نبی ﷺ اپنی انگلی سے یوں کرتے، سفیان رحمہ اللہ نے اپنی شہادت والی انگلی زمین پر رکھی، پھر

(۱۴۱۳) أخرجه البخاري: ۵۷۴۲

(۱۴۱۴) أخرجه البخاري: ۵۷۴۵، و مسلم: ۲۱۹۴

اٹھا کر یہ دعا پڑھی: ''اللہ کے نام کے ساتھ، ہماری زمین کی مٹی۔'' (صحیح بخاری: ۵۷۴۵، صحیح مسلم: ۲۱۹۴)

(١٤١٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ، وَأَمْسَحُ عَنْهُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہو جاتے تو اپنے اوپر پناہ دینے والی دعائیں پڑھتے اور پھونکتے، جب آپ کی تکلیف شدت اختیار کر جاتی تو میں آپ پر پڑھتی اور آپ کا ہاتھ ہی آپ پر پھیرتی، اس سے برکت کی امید کرتے ہوئے۔

شرح: اس حدیث مبارکہ میں دم کر کے پھونک مارنے کی دلیل ہے۔ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیمار پڑ گیا تو مجھے اُٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا۔ آپ رات بھر مجھے قرآن پڑھ پڑھ کر دم کرتے رہے اور مجھ پر پھونک مارتے رہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کسی سے کہا: سورۂ علق اور ناس پڑھ کر بغیر پھونک مارے دم کیجیے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: دم کرتے وقت پھونک مارنے کا تذکرہ تو صحیح احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس سے انکار ممکن نہیں، جن علماء نے اس کو ناپسند جانا ہے شاید انہوں نے پھونک کے ساتھ تھوکنے کو اچھا نہ جانا ہو۔ جناب عکرمہ رحمہ اللہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ دم کرتے وقت تھتھکارنے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ جناب اسود رحمہ اللہ دم کرتے وقت پھونک مارتے مگر تھوکتے نہ تھے۔

(١٤١٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ السُّلَمِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ......

أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عُثْمَانُ: وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي، قَالَ: فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

سیدنا عثمان ابن ابو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ایسی تکلیف تھی، قریب تھا کہ وہ میری موت کا سبب بن جاتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

(١٤١٥) أخرجه البخاري: ٥٠١٦، و مسلم: ٢١٩٢

(١٤١٦) أخرجه مسلم: ٢٢٠٢

((امْسَحْ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَقُلْ: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ)) قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَأَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِي، فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ۔

فرمایا: ''اپنے دائیں ہاتھ کو سات بار جسم پر پھیرو اور یہ دعا پڑھو: ((أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ)) ''میں اللہ کی عزت اور قدرت کے ذریعے اس بیماری سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے لاحق ہے۔'' صحابی کہتے ہیں: میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری بیماری ختم کر دی، تب سے میں اپنے اہل وعیال اور دوسرے لوگوں کو یہ دعا پڑھنے کے لیے کہتا ہوں۔

شرح: سیدنا عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس جگہ درد ہو وہاں ہاتھ رکھ کر تین بار ''بسم اللہ'' کہو اور سات مرتبہ یہ دعا مانگو: ''اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ'' میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کے ذریعے اس بیماری سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے لاحق ہے یا جس کے لاحق ہونے کا مجھے اندیشہ ہے۔'' (صحیح مسلم: ٤٠٨٢)

(١٤١٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، وَيَقُولُ: ((أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ، وَيَقُولُ: هٰكَذَا كَانَ أَبِي إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ ابْنَيْهِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو دم کرتے ہوئے یوں دعا فرماتے: ((أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔)) ''میں تم دونوں کے لیے ہر شیطان، تکلیف دہ جانور اور نظر بد سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے کامل اور پُر اثر کلمات کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں۔'' اور فرماتے: ''میرے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کو انہی کلمات کے ذریعے سے اللہ کی پناہ میں دیتے تھے۔ ان تمام بزرگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔''

شرح: امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''الھامة'' کا لفظ تمام زہریلے کیڑے مکوڑوں اور حشرات الارض پر بولا جاتا

(١٤١٧) أخرجه البخاري: ٣٣٧١

ہے۔ مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ۔

کہا گیا ہے کہ "الھـــوّام" خطرناک زہریلے جانوروں کو کہتے ہیں جن کے کاٹنے سے انسان کی موت واقع ہو جائے۔ جیسے سانپ وغیرہ اور "السوا" ایسے کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں جو اگرچہ زہریلے ہوں مگر ان کے ڈسنے سے عموماً موت واقع نہ ہوتی ہو، مثلاً بچھو اور بھڑ وغیرہ اور "القــوّام" کا لفظ کراہت والے جانوروں پر بولا جاتا ہے مثلاً چھچھوندر، چوہا، بجو وغیرہ۔ "الھـامّة" کا لفظ کبھی عربی زبان مین رینگنے والے جانوروں اور حشرات پر بولا جاتا ہے۔ سیدنا کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ فرمایا: ((أَيُــؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ؟)) "کیا تجھے جوئیں تنگ کرتی ہیں۔" (صحیح بخاری: ۱۸۱۷، صحیح مسلم: ۱۲۰۱) یہاں "هَوَام" سے مراد جوئیں ہیں۔

((ومـن كل عين لامة)) یعنی ہر وہ آنکھ جو انسان پر کسی مصیبت اور آفت کے آنے کا سبب ہو، انسان کا ذہنی توازن خراب ہو جائے اور وہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جسے عرف میں نظر بد کہتے ہیں۔

(١٤١٨)۔ أَخْبـرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِی، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُـحَـمَّـدِ بْـنِ عَلِيِّ بْنِ الشَّاهِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ يَحِيدَ بْنِ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْبَغوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّامِيُّ الْهَرَوِیُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِی أُوَيْسٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِی حَبِيبَةَ الأَشْهَلِيِّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا مِنَ الأَوْجَاعِ كُلِّهَا، أَنْ نَقُولَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ، نَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنَ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر قسم کے درد اور تکلیف سے بچاؤ کے لیے یہ دعا پڑھنا سکھاتے تھے: ((بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ، نَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنَ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔)) "اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت بڑا ہے، ہم عظیم اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں ہر سرکش اور تکلیف دہ رگ اور آگ کی تپش کے شر سے۔"

تشریح: ((عِـرْق نَـعَّـار)) خون کے جوش سے، از حد باعث تکلیف رگ یا مندمل نہ ہونے والا زخم، یا وہ زخم جس سے خون جاری رہتا ہے۔ (نَعَر) کا معنٰی ہے زور وشور، جوش اور شدت وغیرہ۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور دریافت کیا: کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں۔" تو جبرائیل علیہ السلام نے اس طرح دم کیا: ((بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ،

(١٤١٨) ضعيف ......أخرجه الترمذی: ٢٠٧٥، وابن ماجه: ٣٥٢٦

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ۔)) ......

''میں اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں ہر تکلیف دہ چیز سے، ہر نفس کے شر سے اور حاسد شخص کی نظر سے، میں اللہ تجھے شفا عطا کرے، اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں۔'' (صحیح مسلم: ۲۱۸۶)

(۱۴۱۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا، فَيَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ إِلا شُفِيَ، إِلا أَنْ يَكُونَ قَدْ حَضَرَ أَجَلُهُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان مریض کی عیادت کے لیے جائے اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھے: ((أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ۔)) ''عرش عظیم کے مالک، عظمت والے اللہ سے میں سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا عطا فرمائے۔'' تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو شفا دے گا الا یہ کہ اس کی موت کا وقت آن پہنچا ہو۔''

(4)......بَابُ كَفَّارَةِ الْمَرِيضِ وَمَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْأَذٰى

مومن شخص کو جو تکلیف یا بیماری لاحق ہوتی ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ﴾ .... ''انہیں بیماریاں اور مصیبتیں پہنچیں۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۱۴)

ایک قول کے مطابق ''اَلْبَأْسَاء'' کا تعلق مال ودولت کے نقصان اور صدمے سے ہے۔ یعنی کوئی مفلس وقلاش اور بے سروسامان ہو جائے اور ''الضراء'' کا تعلق افراد ونفوس سے ہے۔ یعنی قتل وغارتگری کا دور دورہ ہو جائے۔

(۱۴۲۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ......

(۱۴۱۹) صحيح ...... أخرجه ابوداود: ۳۱۰۶، والترمذی: ۲۰۸۳

(۱۴۲۰) أخرجه البخاری: ۵۶۴۵

يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر وبھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے مصائب سے دو چار کر دیتا ہے۔''

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ اس آدمی کو مصائب اور آزمائشوں میں مبتلا فرما دیتے ہیں تا کہ یہ چیزیں اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں اور اس کے درجات بلند ہو جائیں۔ (ع،س)

(۱۴۲۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا زُهَيرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ، وَلا وَصَبٍ، وَلا هَمٍّ، وَلا حَزَنٍ، وَلا أَذًى، وَلا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا، إِلا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان جب کسی پریشانی، بیماری، رنج، ملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔''

(۱۴۲۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ مَرَضٍ، أَوْ وَجَعٍ يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ إِلا كَانَ كَفَّارَةً لِذُنُوبِهِ حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا، أَوِ النَّكْبَةُ يُنْكَبُهَا۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مومن آدمی کو جو بھی مرض اور تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے حتی کہ ایک کانٹا بھی اگر جسم کے کسی حصہ میں چبھ جائے یا چوٹ لگ جائے (تو وہ بھی اس شخص کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے)

(۱۴۲۱) أخرجه البخاري: ۵۶۴۱، ۵۶۴۲، و مسلم: ۲۵۷۳

(۱۴۲۲) أخرجه البخاري: ۵۶۴۰، و مسلم: ۲۵۷۲

(١٤٢٣)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِيرَبَنْدَكُشَائِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَفَّالُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِغُنْدَرٍ، حَدَّثَنَا الْقَاضِي أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ بُهْلُولٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَصِيرُ أَبُو بَكْرٍ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ......

حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ لِي، قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ۔)) فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ لا أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا۔

جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے جنتی خاتون نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: ضرور دکھائیے، تو انہوں نے کہا: یہ سیاہ رنگت والی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے، میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔'' اس نے عرض کیا: میں صبر کروں گی، پھر اس نے کہا: مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں کہ ستر نہ کھلا کرے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرما دی۔

(١٤٢٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: جَائَتِ امْرَأَةٌ بِهَا لَمَمٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون جسے دیوانگی (یا مرگی) کا مرض لاحق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

(١٤٢٣) أخرجه البخاري: ٥٦٥٢، و مسلم: ٢٥٧٦

(١٤٢٤) اسناده حسن ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٩٦٨٩

فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَشْفِيَنِي، قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يَشْفِيَكِ، وَإِنْ شِئْتِ فَاصْبِرِي وَلَا حِسَابَ عَلَيْكِ۔)) قَالَتْ: بَلْ أَصْبِرُ وَلَا حِسَابَ عَلَيَّ۔

پاس آئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ مجھے شفایاب فرمادے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیرا ارادہ ہو تو میں تیرے لیے صحت مندی کی دعا کر دیتا ہوں، اگر تو چاہے تو صبر سے کام لے تجھ سے کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔'' عورت نے عرض کیا: ٹھیک ہے میں صبر کروں گی اور مجھ سے کوئی باز پرس نہ ہو۔

(١٤٢٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لِمَلَائِكَتِهِ: انْطَلِقُوا إِلَى عَبْدِي، فَصُبُّوا عَلَيْهِ الْبَلَاءَ صَبًّا، قَالَ: فَيَأْتُونَهُ، فَيَصُبُّونَ عَلَيْهِ الْبَلَاءَ صَبًّا، فَيَحْمَدُ اللّٰهَ، فَيَرْجِعُونَ، فَيَقُولُونَ: يَا رَبُّ إِنَّا صَبَبْنَا عَلَيْهِ الْبَلَاءَ صَبًّا كَمَا أَمَرْتَنَا، فَيَقُولُ: ارْجِعُوا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ صَوْتَهُ۔))

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کے پاس جاؤ اور اس پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ دو۔'' آپ نے فرمایا: ''فرشتے بندے کے پاس آتے ہیں اور اس پر مصائب کے انبار گرادیتے ہیں، بندہ اس پر اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہے، فرشتے واپس جا کر کہتے ہیں: اے رب! ہم نے تو تیرے حکم کے مطابق اس پر آزمائشوں اور ابتلاؤں کا مینہ برسایا ہے، تو اللہ کریم فرماتا ہے: چلے جاؤ! میں اپنے بندے کی آواز سننا پسند کرتا ہوں۔''

تشریح: گذشتہ سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلا شبہ ایک انسان کو مال ودولت، صحت وعافیت اور اولاد سے حصہ وافر دیا جاتا ہے (لیکن وہ نافرمانیوں میں منہمک رہتا ہے) فرشتے اس کا شکوہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کی نعمتوں میں اضافہ کر دو کیونکہ میں اس کی آواز سننا پسند نہیں کرتا۔'' (ضعیف، طبرانی کبیر)

اسی سند سے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً مسلمان شخص جب بیمار ہو جاتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرشتوں کی طرف یہ وحی کرتا ہے، اے فرشتو! میں نے اپنے بندے کو ایک بیڑی میں گرفتار کر دیا ہے۔

(١٤٢٥) ضعيف ......أخرجه الطبراني في الكبير

اگر میں نے اس کی جان قبض کر لی تو اسے معاف کر دوں گا اور اگر میں نے اسے صحت دے دی تو یہ بخشا ہوا ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں۔'' (ایضاً)

(5)......بَابُ ثَوَابِ ذَهَابِ الْبَصَرِ
بینائی ختم ہونے کا ثواب

(١٤٢٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَخْبَرَنَا أَبِي، وَشُعَيْبٌ، قَالا: نا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرٍو هُوَ مَوْلَى الْمُطَّلِبِ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ، ثُمَّ صَبَرَ عَوَّضْتُهُ الْجَنَّةَ۔)) يُرِيدُ عَيْنَيْهِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی بندے کو اس کے دو محبوب اعضاء (آنکھوں) کے بارے میں آزماتا ہوں (نابینا کر دیتا ہوں) اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دیتا ہوں۔''

(6)......بَابُ الْمَرِيضِ يُكْتَبُ لَهُ مِثْلُ عَمَلِهِ
مریض کا عمل حالت مرض میں بھی اسی طرح لکھا جاتا ہے

(١٤٢٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا الْخَضِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّكْسَكِيِّ......

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ، وَلَا مَرَّتَيْنِ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ يَعْمَلُ عَمَلًا مِنْ خَيْرٍ، فَشَغَلَهُ عَنْهُ

جناب ابوبُردہ اپنے والد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ بارہا سنا، آپ نے فرمایا: ''جب بندہ بیمار ہو جاتا ہے

(١٤٢٦) أخرجه البخاري: ٥٦٥٣

(١٤٢٧) أخرجه البخاري: ٢٩٩٦

مَرَضٌ، أَوْ قَالَ: سَفَرٌ، أَوْ سَقَمٌ، كُتِبَ لَهُ كَصَالِحِ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ مُقِيمٌ۔))

یا سفر کرتا ہے تو اس کے لیے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جنہیں اقامت اور صحت کے وقت وہ کیا کرتا تھا۔''

(١٤٢٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَتْحِ نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ الْحَاكِمُ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ مِنْ عَمَلِ يَوْمٍ إِلا يُخْتَمُ عَلَيْهِ، فَإِذَا مَرِضَ الْمُؤْمِنُ، قَالَتِ الْمَلائِكَةُ: يَا رَبُّ عَبْدُكَ فُلانٌ قَدْ حَبَسْتَهُ، فَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: اكْتُبُوا لَهُ عَلَى مِثْلِ عَمَلِهِ حَتَّى يَبْرَأَ، أَوْ يَمُوتَ۔))

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر روز کے نیک اعمال کو اسی روز مہر کر دیا جاتا ہے، جب مومن شخص بیمار ہو جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: اے پروردگار! تو نے اپنے فلاں بندے کو (اعمال کرنے سے) روک دیا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کے اعمال ویسے ہی تحریر کرتے رہو تا آنکہ وہ صحت یاب ہو جائے یا فوت ہو جائے۔''

(١٤٢٩)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَانَ عَلَى طَرِيقَةٍ حَسَنَةٍ مِنَ الْعِبَادَةِ، ثُمَّ مَرِضَ قِيلَ لِلْمَلَكِ الْمُوَكَّلِ بِهِ: اكْتُبْ لَهُ مِثْلَ عَمَلِهِ إِذْ كَانَ طَلِيقًا حَتَّى أُطْلِقَهُ أَوْ أَكْفِتَهُ إِلَيَّ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلا شبہ ایک شخص جب عبادت کرنے کا اپنا عمدہ معمول رکھتا ہو پھر بیمار ہو جائے اور وہ معمول نبھا نہ سکے تو اس کی نیکیاں لکھنے پر معمور فرشتے سے کہہ دیا جاتا ہے: تندرستی کی حالت میں اس کا نیکیوں کا جو معمول تھا (بیماری کی حالت میں) ویسا ہی لکھتے رہو حتی کہ میں اسے شفایاب کردوں یا اپنے پاس بلالوں۔''

شرح: ((او اکفتہ الیّ)) ''قبر میں بلالوں۔'' ارشادی باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ

(١٤٢٨) حديث صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٧٣١٦

(١٤٢٩) صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٦٨٣٩ ولفظه مختلف

﴿كِفَاتًا﴾ .... ''کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا۔'' (سورۂ مرسلات: ۲۵)۔ زندہ لوگ اس کی پشت پر چلتے اور کاروبارِ زندگی کرتے ہیں جبکہ مردے اس کے پیٹ میں جا سماتے ہیں۔

(۱۴۳۰)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَفِيدُ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو رَبِيعَةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: ((إِذَا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُ بِبَلَاءٍ فِي جَسَدِهِ، قَالَ لِلْمَلَكِ: اكْتُبْ لَهُ صَالِحَ عَمَلِهِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ، فَإِنْ شَفَاهُ غَسَلَهُ وَطَهَّرَهُ، وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَ لَهُ وَرَحِمَهُ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مسلمان شخص اپنے جسم کے متعلق کسی آزمائش میں مبتلا کر دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے سے کہتا ہے کہ اس کے نیک اعمال بدستور لکھتے جاؤ، اگر اللہ تعالیٰ نے اسے صحت وتندرستی سے نواز دیا تو اس کو گناہوں سے دھودے گا اور پاک وصاف کر دے گا اور اگر اس کی روح کو قبض کر لیا تو اس کی مغفرت فرمادے گا اور رحمت سے ہمکنار کرے گا۔''

شرح حدیث کے راوی ابو ربیعہ، سنان بن ربیعہ بصری ہیں، ان سے محدث کبیر حماد بن زید روایت کرتے ہیں۔

(7)......بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ

بیماری کی شدت کا بیان

(۱۴۳۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ يَحْيَى بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبُخَارِيُّ بِالْكُوفَةِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ نَصْرُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَقِيهُ، بِالْمَوْصِلِ، حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ......

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ، فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي،

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو بخار تھا، میں نے اپنے ہاتھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو چھوا اور عرض کیا:

(۱۴۳۰) صحيح لغيره ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۱۲۵۰۳

(۱۴۳۱) أخرجه البخاري: ۵۶۶۰، و مسلم: ۲۵۷۱

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) قَالَ: فَقُلْتُ: ذَاكَ لأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجَلْ)) ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلا حَطَّ اللّٰهُ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔))

اے اللہ کے رسول! آپ کو بڑا تیز بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں مجھے تم دو آدمیوں کے برابر بخار چڑھتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: یہ اس لیے ہوگا کہ آپ کو دگنا اجر ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بھی مسلمان کو مرض کی تکلیف یا کوئی اور تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گراتا ہے جیسے درخت (موسم خزاں میں) اپنے پتوں کو گرا دیتا ہے۔''

(١٤٣٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَعْلَى، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُوعَكُ، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، قَالَ: ((إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) قَالَ: قُلْتُ: ذَلِكَ بِأَنَّ لَكَ الأَجْرَ مَرَّتَيْنِ؟ قَالَ: ((أَجَلْ، وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلا حُطَّ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بخار چڑھا ہوا تھا، میں نے اپنے ہاتھ سے آپ ﷺ کا جسم اطہر چھوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تو بڑا تیز بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں مجھے تمہارے دو آدمیوں کے برابر بخار چڑھتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: یہ اس لیے ہوگا کہ آپ کو دگنا اجر ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، کسی بھی مسلمان کو مرض کی تکلیف یا کوئی اور تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

(١٤٣٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

(١٤٣٢) انظر الحديث السابق

(١٤٣٣) أخرجه البخاري: ٥٦٤٦، و مسلم: ٢٥٧٠

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا الْوَجَعُ عَلَيْهِ أَشَدُّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے (مرض وفات کی تکلیف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کسی میں نہیں دیکھی۔

(١٤٣٤)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ خَلَفُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نِزَارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَنْصُورٍ الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ زَكَرِيَّا النَّضْرَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ هُوَ ابْنُ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ......

عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشَدِّ النَّاسِ بَلاءً، قَالَ: ((الأَنْبِيَاءُ، الأَمْثَلُ، فَالأَمْثَلُ، يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا، ابْتُلِيَ عَلَى قَدْرِ ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَيْهِ، فَمَا زَالَ كَذَلِكَ حَتَّى يَمْشِيَ عَلَى الأَرْضِ مَا لَهُ ذَنْبٌ۔))

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: سب سے زیادہ آزمائش کن لوگوں پر آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''انبیائے کرام علیہم السلام پر، پھر ان کے پیروکاروں پر، پھر ان سے بعد والوں پر (جو اطاعت واتباع سنت میں ان جیسے ہوں)، آدمی کو اپنی دینداری کے حساب سے آزمائشوں سے پالا پڑتا ہے، جتنا کوئی اپنے دین میں مضبوط ہوتا ہے اسی قدر ابتلا وآزمائش سے زیادہ دوچار کیا جاتا ہے اور جس قدر کوئی اپنے دین میں مداہنت رکھتا ہے اس کے ساتھ اتنی نرمی برتی جاتی ہے (مومن کے ساتھ) آزمائشوں کا سلسلہ یونہی جاری رہتا ہے حتی کہ وہ زمین پر چل رہا ہوتا ہے اور اس کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔''

(١٤٣٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا

(١٤٣٤) حسن صحيح ...... أخرجه الترمذي: ٢٣٩٨، وابن ماجه: ٤٠٢٣

(١٤٣٥) حسن ......أخرجه الترمذي: ٢٣٩٦، وابن ماجه: ٤٠٣١

الْـخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا ، وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَلَيْهِ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

ہے تو اسے جلد دنیا ہی میں گناہوں کی سزا دے دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا کو روک دیتا ہے یہاں تک کہ اسے پوری سزا قیامت کے روز دی جاتی ہے۔''

شرح اسی سند سے مروی ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ عظیم الشان اجر وثواب، بڑی آزمائش کے بعد ہی ملتا ہے، اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں مبتلائے آزمائش کر دیتا ہے، پس جو تقدیرِ الٰہی پر راضی رہے اس کے لیے خوشنودی ہے اور جو ناراض ہو اس کے لیے ناراضی ہے۔'' (حسن، ترمذی: ٢٣٩٦، وابن ماجه: ٤٠٣١)

(١٤٣٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، وَاللَّفْظُ لَهُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ ، أَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ ، وَمَالِهِ ، وَوَلَدِهِ ، حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن مرد یا عورت کو جان، مال اور اولاد پر آزمائشوں کا نزول پے در پے جاری رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے پاس پہنچ جاتا ہے اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔''

(١٤٣٧)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيحُ تُفَيِّئُهُ ، وَلَا يَزَالُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کی مثال نازک پودے کی مانند ہے جسے ہوائیں مسلسل جھکاتی اور برابر کرتی رہتی ہیں (مگر وہ ٹوٹتا

(١٤٣٦) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٣٩٩

(١٤٣٧) أخرجه البخاري: ٥٦٤٤ ، و مسلم: ٢٨٠٩

الْـمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ الْبَلاءُ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الأَرْزِ لا تَهْتَزُّ حَتَّى تُسْتَحْصَدَ۔))

نہیں) اور منافق شخص کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے جو جھومتا نہیں اور آخر ایک ہی جھونکے میں جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔''

فـائدہ: ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان پر طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتیں آتی رہتی ہیں لیکن وہ صبر کر کے جھیلتا ہے، ناشکری اور تھڑ دلی کا کوئی کلمہ اس کی زبان سے نہیں نکلتا، اپنے اللہ پر بھی پوری طرح مطمئن ہوتا ہے نیز آزمائشوں سے سبق سیکھتا ہے اور اپنا قبلہ درست کرتا رہتا ہے۔ بدستور انابت الی اللہ اور توبہ کی طرف بڑھتا رہتا ہے اور اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور درجات بڑھتے رہتے ہیں جس طرح بغیر تنے والی کھیتی کا معاملہ ہوتا ہے کہ آندھیوں کے تھپیڑے اسے ایک طرف جھکا دیتے ہیں مگر جونہی ان کا زور ٹوٹتا ہے وہ سنبھل جاتی ہے اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہوجاتی ہے۔ منافق شخص پر حالات وحوادث کے جتنے سمندر گزر جائیں، طوفانوں پر طوفان اٹھیں مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ ''وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی اب بھی ہے'' والا معاملہ ہوتا ہے۔ عبرت پذیری اور نصیحت آموزی سے میلوں دور ہوتا ہے، توبہ واستغفار اور رجوع الی اللہ کی توفیق اسے نصیب نہیں ہوتی۔ اس کے گناہوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور بالآخر وہ مرکر جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر:

یکلخت گرا اور جڑیں تک نکل آئیں
وہ پیڑ جسے آندھی میں ہلتے نہیں دیکھا (ع،س)

(١٤٣٨)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ......

عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُمِيلُهَا الرِّيحُ مَرَّةً هٰكَذَا ، وَمَرَّةً هٰكَذَا ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ مَثَلُ الأَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ عَلَى الأَرْضِ حَتَّى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً۔))

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کی مثال کونپل جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے کبھی اس طرف مائل ہوتی ہے تو کبھی دوسری طرف اور منافق کی مثال سیدھے کھڑے صنوبر کے درخت جیسی ہے جس کا اکھڑنا یکبارگی ہوتا ہے۔''

شرح: ابوعبیدہ کہتے ہیں: ((الخامة)) سرسبز، نازک اور نوخیز کونپل کو کہتے ہیں۔ ((ارزة)) شام کے

(١٤٣٨) أخرجه البخاري: ٥٦٤٣ ، و مسلم: ٢٨١٠

علاقے کا مشہور درخت، راء کے سکون کے ساتھ۔ اس درخت کو عراق میں صنوبر کہتے ہیں۔ اس درخت کے اوپر جو پھل لگتا ہے اصل میں تو اس کو صنوبر کہتے ہیں، بعد ازاں یہ لفظ درخت کے اوپر بھی بولا جانے لگا۔ ((المجذية)) سیدھا، سپاٹ، زمین میں مضبوط گڑا ہوا۔ ((الانجعاف)) یکلخت اکھڑ جانا، جڑوں سے نکل جانا۔

(١٤٣٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَبْدُوسِيُّ الْمُزَكِّي بِنَيْسَابُورَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ سَلْمَانَ بْنِ الْحَسَنِ الْفَقِيهُ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزِّبْرِقَانِ، وَالْحَارِثُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، أَخْبَرَنِي مَوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ......

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا﴾ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا أُقْرِئُكَ آيَةً أُنْزِلَتْ عَلَيَّ)) قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، فَأَقْرَأَنِيهَا، قَالَ: وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنِّي وَجَدْتُ انْفِصَامًا فِي ظَهْرِي حَتَّى تَمَطَّيْتُ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، وَأَيُّنَا لَمْ يَفْعَلْ سُوءًا، وَإِنَّا لَمُجْزَوْنَ بِكُلِّ سُوءٍ عَمِلْنَاهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ، وَأَصْحَابُكَ الْمُؤْمِنُونَ، فَتُجْزَوْنَ بِذَلِكَ فِي الدُّنْيَا حَتَّى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَلَيْسَتْ لَكُمْ ذُنُوبٌ، وَأَمَّا الْآخَرُونَ، فَيُجْمَعُ ذَلِكَ لَهُمْ حَتَّى

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا﴾ .... ''جو برا کرے گا اس کی سزا پائے گا اور کسی کو نہ پائے گا جو اس کی حمایت و مدد اللہ کے پاس کر سکے۔'' (سورۂ نساء: ١٢٣)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! کیا اپنے اوپر نازل ہونے والی آیت تجھے نہ پڑھاؤں؟'' میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ (پھر آپ نے مجھے وہ آیت پڑھائی) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا (تکلیف کی وجہ سے) مذکورہ آیت کے متعلق تو میں کچھ نہ جان سکا، مگر میں نے اپنی کمر میں شدید درد محسوس کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! تمہارا کیا حال ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! ہم میں سے ایسا کون ہے جس سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو؟ تو کیا ہمیں اپنے ہر عمل کا ضرور بدلہ چکانا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تمہیں اور تمہارے مومن ساتھیوں کو تو دنیا ہی میں برائیوں کا بدلہ مل جائے گا

(١٤٣٩) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٣٠٣٩

يُجْزَوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

یہاں تک کہ تم اللہ سے ملو گے اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، باقی رہے دوسرے لوگ (منافق وغیرہ) تو ان کی برائیاں جمع ہوتی رہیں گی حتی کہ انہیں قیامت کے دن یکبارگی حساب چکانا ہوگا۔‘‘

(۱۴۴۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، يُقَالُ لَهُ: أَبُو مَنْظُورٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي عَنْ عَامِرٍ الرَّامِ أَخِي الْخَضِرِ، قَالَ: إِنِّي لَبِبِلادِنَا إِذْ رُفِعَتْ لَنَا أَلْوِيَةٌ، وَرَايَاتٌ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا لِوَاءُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ قَدْ بُسِطَ لَهُ تَحْتَهَا كِسَاءٌ، وَهُوَ جَالِسٌ عَلَيْهِ، وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ، فَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الأَسْقَامَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ، ثُمَّ عَافَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ، كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ، وَمَوْعِظَةً لَهُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ، وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ، ثُمَّ عُوفِيَ، كَانَ كَالْبَعِيرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ، ثُمَّ أَرْسَلُوهُ، فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوهُ، وَلَمْ يَدْرِ لِمَ أَرْسَلُوهُ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ حَوْلَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الأَسْقَامُ؟ وَاللّٰهِ مَا مَرِضْتُ

جناب محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک شامی شخص ابو منظور نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے چچا نے بیان کیا، ان کے چچا سیدنا عامر الرّام رضی اللہ عنہ (جو کہ قبیلہ خضر کے ایک فرد تھے) سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں اپنی سرزمین میں تھا کہ اچانک ہمیں چھوٹے اور بڑے پرچم نظر آئے۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم ہے۔ میں آپ کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کی چھاؤں میں چادر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے اردگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین موجود تھے۔ میں ان کی محفل میں بیٹھ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ’’بلا شبہ مومن جب بیماریوں میں گرفتار ہوتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے صحت وعافیت سے نوازتے ہیں تو وہ اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں اور آئندہ کے لیے عبرت ونصیحت ثابت ہوتی ہیں اور منافق آدمی جب مریض ہوتا ہے، پھر اسے صحت ملتی ہے تو وہ اس اونٹ کی مانند ہوتا ہے جسے مالک باندھنے کے بعد کھول دیتے ہیں، جسے نہ باندھنے کی غرض وغایت معلوم

(۱۴۴۰) ضعیف ...... أخرجه ابوداود: ۳۰۸۹

قَطُّ ، قَالَ: ((قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا۔))

ہوتی ہے اور نہ چھوڑنے کی۔'' حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیماری کیا چیز ہوتی ہے؟ اللہ کی قسم میں کبھی بیمار نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں سے چلے جاؤ، تم ہم میں سے نہیں۔''

فائدہ: یعنی جس طرح اونٹ عقل وشعور اور عبرت پذیری سے محروم ہوتا ہے منافق بھی اسی طرح غیر شعوری زندگی گزارتا ہے، بڑے سے بڑا واقعہ اس کے لیے سبق آموز نہیں ہوتا اور نہ کوئی بیماری اور ابتلاء ہی اس کے لیے چونکانے والی ہوتی ہے۔ (ع،س)

(8)......بَابُ الطَّاعُوْنِ

مرض طاعون کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پیٹ کی بیماری (ہیضہ، کالا یرقان وغیرہ) سے مرنے والا شہید ہے اور طاعون کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔'' (صحیح بخاری: ۵۷۳۳، صحیح مسلم: ۱۹۱۴)

(۱٤٤۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ......

حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ ، قَالَتْ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: يَحْيَى بِمَ مَاتَ؟ قُلْتُ: مِنَ الطَّاعُونِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔))

حفصہ بنت سیرین بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یحییٰ کا کس بیماری میں انتقال ہوا؟ میں نے کہا: طاعون میں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے۔''

(۱٤٤۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون سے متعلق

(۱٤٤۱) أخرجه البخاري: ۵۷۳۲، و مسلم: ۱۹۱۶

(۱٤٤۲) أخرجه البخاري: ۵۷۳٤

الـطَّاعُون، فَأَخْبَرَنِي: ((أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَـلَـى مَـنْ يَشَـاءُ، وَأَنَّ الـلّٰـهَ جَعلَـهُ رَحْمَةً لِـلْـمُـؤْمِـنِـيـنَ، لَيْسَ مِنَ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَـمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لا يُـصِيبُـهُ إِلا مَـا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ، إِلا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ۔))

پوچھا تو آپ نے مجھے بتایا: ''یہ ایک عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا اس پر اس کو بھیجتا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مومنوں (امت محمدیہ) کے لیے رحمت بنادیا، اب کوئی بھی اللہ کا بندہ اگر صبر کے ساتھ اس شہر میں ٹھہرا رہے جہاں طاعون پھوٹ پڑی ہو اور وہ یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے اس کے سوا اس کو اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور پھر طاعون میں اس کا انتقال ہو جائے تو اسے شہید جیسا ثواب ملے گا۔''

(١٤٤٣)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـحَسَـنِ الشِّيـرَازِيُّ، أَخْبَـرَنَـا زَاهِـرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَـاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ......

عَـنْ عَـامِـرِ بْـنِ سَـعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيـهِ، أَنَّـهُ سَـمِعَـهُ يَسْـأَلُ أُسَـامَةَ بْنَ زَيْدٍ: أَسَـمِـعْـتَ مِـنْ رَسُـولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فِـي الطَّاعُونِ؟ فَقَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: قَـالَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الـطَّاعُونُ رِجْزٌ أُرْسِلَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَوْ عَـلَـى مَـنْ كَـانَ قَبْـلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِـأَرْضٍ، فَـلا تَـقْـدَمُـوا عَـلَيْـهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِـأَرْضٍ، وَأَنْتُـمْ بِـهَـا، فَـلا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِـنْـهُ۔)) وَقَالَ أَبُو النَّضْرِ: ((لا يُخْرِجُكُمْ إِلا فِرَارٌ مِنْهُ۔))

جناب عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھتے ہوئے سنا کہ اسامہ! آپ نے طاعون کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاعون ایک عذاب ہے جسے بنی اسرائیل پر بھیجا گیا، یا تم سے پہلی امتوں پر بھیجا گیا، جب تم سن لو کہ کسی جگہ طاعون کی وبا پھیل رہی ہے تو وہاں مت جاؤ لیکن جب کسی جگہ یہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہیں موجود ہو تو اس جگہ سے مت بھاگو۔'' راویٔ حدیث ابونضر نے ((فَلَا تَـخْـرُجُـوْا فِرَارًا مِنْهُ)) کی بجائے ((لا يُـخْـرِجُكُمْ إِلا فِرَارٌ مِنْهُ)) کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ (مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔)

شرح: امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''وہاں مت جاؤ'' کے الفاظ سے حزم واحتیاط کے پہلو کی طرف توجہ

(١٤٤٣) أخرجه البخاري: ٥٧٢٨، و مسلم: ٢٢١٨

دلائی گئی ہے اور اس بات سے روکا گیا ہے کہ انسان خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکتوں کے سپرد نہ کرے اور معرض خطر میں مبتلا نہ کرے۔

''اس جگہ سے مت بھاگو۔'' میں توکل اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے دونوں محلوں میں انسان کی تربیت کے بے شمار اسباق ہیں۔ پہلے جملے میں تعلیم و تربیت کے پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے جبکہ دوسرے میں تسلیم و رضا اور ایمان بالقدر کے پہلو کو۔

سیدنا فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارا علاقہ سیلابی اور وبائی قسم کا ہے (آپ اس میں رہائش کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس علاقے سے نقل مکانی کیجیے، بلاشبہ وبائی علاقے میں ہلاکت وتباہی کا خطرہ ہوتا ہے۔'' (ضعیف الاسناد، ابو داود: ۳۹۲۳)

((الـقـرف)) وہ علاقہ جہاں وبائی امراض (ہیضہ، بخار وغیرہ) پھوٹ پڑی ہوں۔ ایسے علاقے سے نقل مکانی کرنا کچھ برا نہیں اور نہ یہ بیماریوں کو متعدی سمجھنے کی ذیل میں آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مشورہ طبی اصولوں کے عین مطابق ہے۔ اچھی، صاف ستھری اور پاکیزہ آب و ہوا صحت کے لیے از حد ضروری ہے۔ اس سے جسم تندرست وتوانا رہتے ہیں جبکہ گندی، مضر، مسموم گرد وغبار نیز مکھیوں، مچھروں سے اٹی ہوئی آب و ہوا او ماحول مضر صحت ہوتا ہے اس سے جسم لاغر، کمزور اور پیلے پڑ جاتے ہیں، پیٹ پھول جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں کالے یرقان جیسی جان لیوا مرض اس کی مثال ہے جس کا سبب مضر صحت پانی اور آلودہ آب و ہوا ہے۔ ٹی بی جیسے مہلک مرض کا سبب بھی آلودہ ماحول ہی بنتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ گندے پھل، بازاری اشیاء، ناقص کھانے، آلودہ پانی پینے سے اسہال لگ جاتے ہیں یہی حال گندی آب و ہوا کا بھی ہے۔ ویسے سب کچھ اللہ کے حکم سے ہی ہوتا ہے جس کی عظمتیں بہت بلند ہیں۔

((فَلَا تَـقْـدَمُوْا عَلَيْـهِ)) ''وہاں مت جاؤ۔'' میں وبائی علاقے میں داخل نہ ہونے والے کے لیے رخصت کا پہلو پایا جاتا ہے۔ اگر وہ مناسب سمجھے تو راستے ہی سے لوٹ جائے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((فِـــرَّ مِـــنَ الْمَجْذُوْمِ)) ''کوڑھ زدہ آدمی سے بھاگ جا۔'' (صحیح بخاری: ۵۷۰۷)

یہ حکم رخصت پر مبنی ہے۔ اگر اس کے باوجود وہاں چلا جاتا ہے تو یہ بات توکل علی اللہ کے بہت قریب ہے۔ اس کی دلیل سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا وہ جملہ ہے جو انہوں نے شام کے طاعون کے موقع پر کہا تھا: کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہو؟ ان کی مراد یہ تھی کہ اللہ پر توکل کر کے یہیں ٹکے رہو اور واپس نہ جاؤ۔

مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کو مصر بھیجا گیا، کسی نے ان سے کہا: وہاں تو طاعون کی وبا پھوٹی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا: طعن (نیزے کا زخم) وطاعون ہماری فطرت میں شامل ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ تلوار اور نیزے کے زخم کھانا اور طاعون کی بیماری سے مرنا

دونوں شہادت کی موتیں ہیں اور ہماری مائیں ہمیں شہید ہونے کی لوریاں ہی دیتی ہیں اس لیے کوئی تشویش کی بات نہیں۔

مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی طرف ایک لشکر روانہ کیا تو یوں دعا کی: اے اللہ! ان کی اپنے راستے میں شہادت کی موت بنا دینا وہ نیزے کے زخم کھا کر آئے یا طاعون کی بیماری سے۔(مسند احمد: ۱۵۶۰۸)

''جس علاقے میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے تو وہاں سے مت نکلو۔'' میں نہی اور منع کا تعلق اس شخص کے ساتھ ہے جو بطور فرار نکلے، اگر کسی کو کوئی سفر درپیش ہو، مثلاً رشتہ داروں کی ملاقات، تعلیم دین یا نجات وغیرہ تو نکلنے میں کوئی حرج نہیں۔اس کی دلیل حدیث مذکورہ کے الفاظ ہی ہیں کہ ((فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ))''بھاگتے مت نکلو۔'' واللہ اعلم

(9)......بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ

موت کی تمنا کرنا ناپسندیدہ ہے

(١٤٤٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَسْلَمَ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا دَامَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص پیش آنے والی مصیبت اور تکلیف کی بنا پر موت کی تمنا اور دعا نہ کرے، اگر اسے ضرور ہی دعا کرنی ہے تو یوں کہے: ((اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا دَامَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي۔))'' اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے، مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔''

(١٤٤٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ......

(١٤٤٤) أخرجه البخاري: ٥٦٧١، و مسلم: ٢٦٨٠

(١٤٤٥) أخرجه البخاري: ٥٦٧٣

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَتَمَنَّى أَحَدٌ الْمَوْتَ ، إِمَّا مُحْسِنٌ فَيَزْدَادُ إِحْسَانًا ، وَإِمَّا مُسِيءٌ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے (کیونکہ) اگر وہ نیک ہے تو ہوسکتا ہے وہ مزید نیکیاں کرے اور اگر وہ گناہ گار ہے تو شاید وہ توبہ کرلے۔''

(١٤٤٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ الْحَاكِمُ الطُّوسِيُّ ، بِهَا ، أَخْبَرَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْحَسَنِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ بَالُوَيَةَ الْمُزَكِّي ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((لا يَتَمَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ ، وَلا يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُ ، إِنَّهُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ ، إِنَّهُ لا يَزِيدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُهُ إِلا خَيْرًا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا اور دعا نہ کرے، بلاشبہ جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے، مومن کی عمر تو خیر ہی میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: موت کی تمنا اور دعا کرنا منع ہے کسی مصیبت اور تکلیف، جانی صدمہ، مالی پریشانی وغیرہ کی بنا پر لیکن اگر کسی دینی مصیبت یا دین کے نقصان کا خدشہ ہو تو اس کے پیش نظر موت کی دعا کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعاؤں میں ہے۔ ''اے اللہ! جب تیرا کسی قوم کو آزمانے کا ارادہ ہو تو مجھے فتنہ میں مبتلا کیے بغیر فوت کردینا۔''

(10)......بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ

موت کو کثرت سے یاد کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّآ أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ﴾ .... ''ہم نے انہیں ایک خاص بات یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کردیا تھا۔'' (سورۂ ص:٤٦)

یعنی ہم نے ان کو آخرت کی یاد کے لیے چن لیا تھا، چنانچہ آخرت ہر وقت ان کے سامنے رہتی تھی۔ ان کی نظروں میں دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ یا وہ لوگوں کو آخرت کی طرف بلانے ہی میں کوشاں رہتے تھے۔

(١٤٤٦) أخرجه مسلم: ٢٦٨٢

(١٤٤٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَالُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، كَانَ يَقُولُ: ((أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ ، الْمَوْتِ۔))

سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو خوب یاد کیا کرو۔''

شرح: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں میں سے ہے کہ وعظ ونصیحت حاصل کرنے کے لیے موت کیا ہی کافی چیز ہے، لوگوں سے بے نیازی اختیار کرنا یقین کے حصول کے لیے کافی ہے، اللہ کی عبادت بہترین مصروفیت ہے۔

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے اس میں حسد اور تکبر جاتا رہتا ہے۔

(الزھد للامام احمد: صـ ١٤٢، ١٤٣)

(11)......مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ

جو اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ .... ''اے اطمینان والی روح۔'' یعنی جو اللہ تعالیٰ کے اجر وثواب کے وعدوں کو سچا جانتی ہے۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مطمئن روح وہ ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اسے قبض کرتا ہے تو وہ پوری طرح پُر سکون ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے مطمئن ہوتا ہے۔ وہ اللہ سے راضی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ایسی جان نکالنے کا حکم فرماتا ہے اور اسے جنت میں نیک بندوں کے ہمراہ داخلہ نصیب ہوتا ہے۔

(١٤٤٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب بندہ میری ملاقات کو

(١٤٤٧) حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٣٠٧ ، والنسائي: ١٨٢٣ ، وابن ماجه: ٤٢٥٨

(١٤٤٨) أخرجه البخاري: ٧٥٠٤

وَتَعَالَى: إِذَا أَحَبَّ الْعَبْدُ لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَائَهُ۔))

پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملنا پسند نہیں کرتا تو میں بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔''

(١٤٤٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ: إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ؟ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ، وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ، بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ۔))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ کی کسی اور زوجہ محترمہ نے کہا: مرنا تو ہم بھی پسند نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ مومن کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ کی خوشنودی اور اس کے یہاں عزت کی نوید دی جاتی ہے، اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے (اللہ کی ملاقات، جنت کا حصول، مولیٰ کریم رضا مندی) اس لیے وہ اللہ سے ملاقات کا خواہش مند ہوجاتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کا متمنی ہوتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے، تو اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے۔ وہ اللہ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے، پس اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔''

(١٤٤٩) أخرجه البخاري: ٦٥٠٧، و مسلم: ٢٦٨٣

(١٤٥٠)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَـرَنَـا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ، عَنْ عَامِرٍ هُوَ الشَّعْبِيُّ ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، عَـنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِـقَاءَهُ ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ ، وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ کی ملاقات سے قبل موت حائل ہے۔''

تشریح: ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ مومن کا اللہ کی ملاقات کو پسند کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے مرنا ناگوار نہیں لگتا۔ موت طبعی طور پر ہر کسی کو ناگوار ہی ہوتی ہے، کوئی شخص بھی مرنا نہیں چاہتا حتی کہ بہت سارے انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق آیا ہے کہ انہوں نے موت کو ناپسند جانا ہے۔ دراصل خوش بختی یہ ہے کہ موت کے وقت مومن آدمی پر اللہ کی ملاقات کا شوق غالب ہوتا ہے اور اسے دنیا چھوڑنے کا کوئی صدمہ اور غم نہیں ہوتا، یہی ایک ایمان دار کی شان ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کیفیت کے ساتھ موت نصیب کرے (آمین)۔ جبکہ ایک فاسق وفاجر، منافق اور اللہ کا باغی انسان موت کے وقت اللہ کریم کی ملاقات سے جی چراتا ہے، دنیا چھوڑنے کا اسے بڑا قلق ہوتا ہے، آخرت کی طرف سفر اس کے لیے بہت دوبھر ہوتا ہے، دنیا کی رنگینیوں سے نکلنا اس پر بڑا شاق گزرتا ہے۔ حقیقت میں یہی وہ کیفیت ہے جسے ((مَـنْ كَـرِهَ لِـقَاءَ اللّٰهِ))...... سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ اسے خوب معلوم ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں جانے کے بعد اس کا حشر کیا ہوگا۔

اس مضمون کی مزید وضاحت اس بات سے ہوتی ہے کہ قرآن مجید میں مولیٰ کریم نے ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو حُب دنیا میں بری طرح مبتلا ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا وَرَضُوْا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوْا بِهَا﴾ .... ''جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں اور وہ دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں۔'' (سورۂ یونس: ۷) مزید ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَيَاةٍ﴾ .... ''بلکہ سب سے زیادہ دنیا کی زندگی کا حریص اے نبی آپ انہی کو پائیں گے۔'' (سورۂ بقرہ: ۹۶)

(١٤٥١)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عَـلِـيٍّ حَسَّـانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ ، أَخْبَرَنَا

(١٤٥٠) أخرجه مسلم: ٢٦٨٤

(١٤٥١) أخرجه البخاري: ٣٤٠٧، و مسلم: ٢٣٧٢

أَبُــوبَـكْـرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَـنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَـالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((جَـاءَ مَـلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ لَهُ: أَجِـبْ رَبَّكَ، قَـالَ: فَلَطَمَ مُوسَى عَيْنَ مَلَكِ الْـمَـوْتِ، فَـفَقَأَهَا، قَالَ: فَرَجَعَ الْمَلَكُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَكَ لَا يُـرِيـدُ الْمَوْتَ، وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِي، قَالَ: فَـرَدَّ إِلَيْهِ عَيْنَهُ، قَالَ: ارْجِعْ إِلَى عَبْدِي، فَقُلْ لَـهُ: الْـحَيَـاةَ تُـرِيدُ؟ فَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْحَيَاةَ، فَـضَـعْ يَدَكَ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَمَا وَارَتْ يَدُكَ مِـنْ شَـعْرَةٍ، فَإِنَّكَ تَعِيشُ بِهَا سَنَةً، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ تَمُوتُ، قَالَ: فَالْآنَ مِنْ قَرِيبٍ، قَـالَ: رَبِّ أَدْنِـنِي مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِـحَـجَـرٍ)) قَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ: ((لَـوْ أَنِّي عِنْدَهُ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ، إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ملک الموت جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے کہا: اپنے رب کے پیغام کو قبول کیجیے، راوی نے کہا: موسیٰ علیہ السلام نے اس کی آنکھ پر طمانچہ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی (کیونکہ وہ انسانی صورت میں آیا تھا) کہا: پھر فرشتہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں واپس ہوا اور عرض کیا: تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اور اس نے میری آنکھ کو بھی پھوڑ دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست فرمادی اور کہا: میرے بندے کے پاس دوبارہ جاؤ اور کہو: آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ زندگی کے خواہش مند ہیں تو اپنا ہاتھ کسی بیل کی پیٹھ پر رکھیں، جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آجائیں، اتنے سال آپ کو زندگی عطا کردی جائے گی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام بولے: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ اللہ تعالی نے فرمایا: پھر موت ہے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پھر ابھی کیوں نہ آجائے؟ پھر انہوں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے بیت المقدس سے اتنا قریب کر دے کہ اگر کوئی پتھر پھینکنے والا پتھر پھینکے تو وہ بیت المقدس تک پہنچ سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں وہاں موجود ہوتا تو بیت المقدس میں میں تمہیں ان کی قبر دکھاتا، وہ راستے کے کنارے پر ہے، ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اس حدیث مبارکہ کے ظاہری مفہوم پر ایمان رکھے اور کسی قسم کے شکوک وشبہات کو دل میں جگہ نہ دے، اس واقعہ کو خلاف عادت سمجھ کر انکار نہ کردے، یہ ایسا واقعہ ہے جس میں سراسر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کو دخل ہے۔ یہ ایک معزز فرشتے اور عظیم المرتبت پیغمبر کے مابین

بحث وتکرار ہے ان میں سے ہر ایک ایسی خصوصیات اور اوصاف کا حامل ہے جو عام انسانوں میں نہیں پائی جاتیں۔ یہ واقعہ ان دو بزرگوں کے معنوی اور روحانی امتیازات کا آئینہ دار ہے جو انہیں کے لیے مخصوص ہیں۔ انسانیت کی عمومی سطح اس کی متحمل نہیں ہوسکتی لہٰذا ان کے احوال کو کسی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔غور کیجیے! اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی رسالت اور ہم کلامی کے ساتھ مشرف فرمایا نیز انہیں آیات بینات اور دوٹوک معجزات سے سرفراز فرمایا، مثلاً ید بیضا، عصائے موسیٰ اور دریا کا دولخت ہو جانا وغیرہ جن کا تذکرہ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں موجود ہے۔ یہ سب کچھ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے اعزاز واکرام اور فضیلت ومنقبت کو ظاہر کرتا ہے۔ نیز جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا اور فرشتہ اس کی اطلاع لے کر آیا تو آپ چونکہ انسان اور بشر تھے اس لیے موت کو طبعاً ناگوار جانا اور اس کی تکلیف اور سختی کو محسوس کیا حالانکہ فرشتہ محض اجازت اور اطلاع ہی کے لیے آیا تھا، جان قبض کرنے کے لیے نہیں آیا تھا اور نہ ہی اللہ کی طرف سے اس بات کی اجازت تھی، فرشتے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم تھا کہ وہ انسانی روپ میں جائے، سو ملک الموت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس انسانی صورت میں آئے تو اس صورت میں فرشتے کا بے دریغ چلے آنا انہیں اچھا نہ لگا اور اس کی موجودگی اوپری محسوس ہوئی۔ ویسے بھی یہ آداب محفل کے خلاف تھا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دفاع اور بچاؤ کے طور پر فرشتے کو آدمی جان کر طمانچہ مارا چونکہ فرشتہ انسانی پیکر میں تھا اس لیے اس کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ یاد رہے کہ اس سے فرشتے کی اصل حیثیت کو کوئی گزند نہیں پہنچا اور یہ چیز عقل سے بعید نہیں ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طبیعت اور مزاج میں جلال کا عنصر غالب تھا۔قرآن مجید میں ان کی تیزیٔ مزاج کے تین واقعات مذکور ہیں (۱) قبطی کو مکا مارنا۔(۲) تورات کی تختیوں کو پھینک دینا۔(۳) سیدنا ہارون علیہ السلام کو بالوں سے کھینچنا۔

مروی ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب غیض وغضب کی حالت میں ہوتے تو ان کی ٹوپی سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔ ویسے بھی دین کے اصول ومبادی میں سے یہ بات ہے کہ آپ اپنے دفاع اور حفاظت کا حق رکھتے ہیں جب کوئی آپ کی جان، مال اور عزت کے درپے ہو۔

حدیث مبارکہ میں ہے ''جو شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت جھانکے تو ان کے لیے جائز ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔'' اس حدیث کی روشنی میں جناب موسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ واقعہ کو دیکھیے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے ایک اجنبی شخص کو اپنی طرف بے محابا بڑھتے دیکھا، وہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتا ہے، نہ موسیٰ علیہ السلام جانتے ہیں اور نہ خود اس نے اپنا تعارف کیا، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اس بات کا کچھ علم نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہے، چنانچہ انہوں نے اپنا بچاؤ کیا اور اس کش مکش میں فرشتے کی آنکھ کو صدمہ پہنچا۔

جب فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا تو اللہ کریم نے اس کی آنکھ کو درست فرما دیا اور دوبارہ موت کا پیغام دے کر بھیجا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ آنکھ واقعی درست ہو چکی ہے تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ شخص واقعی اللہ کی طرف

سے قاصد ہے جو ان کی روح قبض کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے شوق میں موت ہی کو پسند کیا اور اللہ کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، اللہ تعالیٰ انسان کے ساتھ اس وقت تک نرمی، سہولت اور لطف و مہربانی کا معاملہ فرماتا رہتا ہے جب تک قضاوقدر کے آخری فیصلے کا وقت نہ آن پہنچے اور روح پرواز کیے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔

یہ سارا واقعہ اس حدیث قدسی کے معنی و مفہوم سے کس قدر ہم رنگ اور مماثل ہے: ''مجھے کوئی کام کرتے ہوئے اس قدر تردد نہیں ہوتا جتنا کہ ایک مومن کی روح کو نکالتے ہوئے ہوتا ہے۔'' موسیٰ علیہ السلام کا فوت کرنا بھی اللہ تعالیٰ پر شاق تھا اس لیے ملک الموت کو ایک دو چکر لگوائے، فرشتے کا آنا جانا یہ سب اسی قبیل سے ہے۔

حدیث کا یہ مفہوم امام خطابی رحمہ اللہ کا اپنی کتاب میں بیان کردہ ہے۔ جو لوگ اس حدیث کو بھی اپنے باطل اعتراضات کا تختۂ مشق بناتے ہیں، ان بدعتیوں اور جاہلوں کا انہوں نے جواب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ و برباد فرمائے اور مسلمانوں کو ان کی شرارتوں اور فتنہ سامانیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

(١٤٥٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ......

قَالَ: قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأْتُكُمْ مَا أَوَّلُ مَا يَقُولُ اللّٰهُ لِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا أَوَّلُ مَا يَقُولُونَ لَهُ)) قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ: هَلْ أَحْبَبْتُمْ لِقَائِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ يَا رَبَّنَا، فَيَقُولُ: لِمَ؟ فَيَقُولُونَ: رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ، فَيَقُولُ: قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِي۔))

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اور اس کے مومن بندوں کے مابین ہونے والی پہلی گفتگو کے متعلق بتا دوں؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں ضرور بتائیے اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مومن بندوں سے فرمائے گا: کیا تم مجھ سے ملنے کا اشتیاق رکھتے تھے؟ وہ کہیں گے: جی ہاں اے ہمارے پروردگار! اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیوں؟ مومن جواب دیں گے: ہمیں تیری ذات سے عفو و مغفرت کی امید تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو پھر میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔''

(١٤٥٢) اسناده ضعيف...... أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٢٠٧٢

(12)......بَابُ الْمَيِّتُ مُسْتَرِيحٌ أَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ

مرنے والا شخص آرام پانے والا ہوتا ہے یا اس سے آرام پالیا جاتا ہے

(۱٤۵۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ......

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ، أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ، فَقَالَ: ((مُسْتَرِيحٌ أَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْمُسْتَرِيحُ، وَمَا الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ فَقَالَ: ((الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ: الْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ، وَالْبِلَادُ، وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ۔))

سیدنا ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا: ''اس نے آرام پالیا یا لوگوں نے اس سے آرام پالیا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مومن شخص (موت کے ساتھ) دنیا کی رنج وتکلیف سے آرام پاجاتا ہے اور بدکار شخص (کی موت) سے لوگ، شہر، درخت اور جانور آرام پاجاتے ہیں۔''

فائدہ: جو شخص پوری زندگی حزم واحتیاط سے گزارتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا پورا خیال رکھتا ہے اور جانوروں پر بھی ظلم نہیں کرتا، معاش کے سلسلے میں اسے حلال روزی کے لیے محنت ومشقت کرنا پڑتی ہے، نیز دنیا میں بیماری، پریشانیاں اور رنج وغم سب کو حوصلے سے سہارتا ہے اور اپنی زبان سے کوئی شکوہ وشکایت کا حرف تک نہیں بولتا۔ ادھر بدکار شخص ہے کہ کافر اور مسلمان، اس کی تکلیف اور ایذا رسانی سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہوتا، اللہ کے حقوق کا بھی اسے کوئی پاس ولحاظ نہیں ہوتا، اس کی زندگی فسق وفجور اور ظلم وستم سے اٹی ہوتی ہے۔ اس کے گناہوں کی نحوست سے قحط سالی آپڑتی ہے، بارشیں رک جاتی ہیں، بے گناہ جانور، درخت اور کھیتیاں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، البتہ وہ لوگ جن سے گناہ تو سرزد ہوتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں، معافی مانگتے ہیں تو وہ فاجر اور بدکار کے تحت داخل نہیں کیونکہ معافی اور توبہ گناہ کو ختم کر دیتے ہیں بلکہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ رحمتیں فرماتا ہے۔ (ع،س)

(۱٤۵٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

(۱٤۵۳) أخرجه البخاري: ٦٥١٢، و مسلم: ٩٥٠

(۱٤۵٤) ضعيف ......أخرجه الحاكم في المستدرك: ٧٩٠٠

عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''موت مومن شخص کے لیے تحفہ ہے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سے مرفوعاً یہ الفاظ مروی ہیں: ''آرام پانے والا تو وہ ہے جسے معاف کر دیا جائے۔'' (صحیح، سلسلہ صحیحہ: ۱۷۱۰)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بلاشبہ جب مومن مرتا ہے تو زمین میں اس کے نماز پڑھنے کی جگہ اور آسمان میں نیک اعمال چڑھنے کا مقام روتے ہیں، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ﴾ .... ''سوان پر نہ تو آسمان وزمین روئے اور نہ انہیں مہلت ملی۔'' (سورۂ دخان: ۲۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: مومن شخص کی وفات پر زمین چالیس روز تک آنسو بہاتی ہے۔ جناب مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے کسی چیز پر اس قدر رشک کبھی نہیں ہوا جتنا کہ مومن شخص پر جب وہ آسودۂ لحد ہوتا ہے، اللہ کے عذاب سے مامون ومحفوظ ہو چکا ہوتا ہے اور دنیاوی رنج وغم سے نجات پا چکا ہوتا ہے۔

(13)......بَابُ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہیے

(۱۴۵۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلاثَةِ أَيَّامٍ، يَقُولُ: ((لا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو وفات سے تین روز قبل یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے کوئی ایک جب موت سے ہمکنار ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے متعلق نیک گمان رکھنا چاہیے۔''

شرح: امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ کی ذات کے متعلق وہی شخص اچھا گمان رکھ سکتا ہے جس کے پاس اعمال صالحہ کی پونجی ہوگی۔ اس حدیث کا مطلب گویا یہ ہے کہ اعمال صالحہ کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق تمہارا گمان اچھا رہے۔ یقیناً جس کا دامن نیک اعمال سے خالی ہوگا وہ اللہ کے بارے میں بدگمان ہی ہوگا۔

(۱۴۵۵) أخرجه مسلم: ۲۸۷۷

اللہ تعالیٰ کی بابت حسن ظن کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آدمی شریعت کی ہدایات کے مطابق عمل کرتا رہے اور اس کے ساتھ ساتھ مولیٰ کریم سے عفو ودرگزر اور توبہ وانابت کا امیدوار رہے۔ بلاشبہ وہ معاف کردینے والا اور بندہ نواز ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں۔'' (صحیح بخاری: ۷۴۰۵، صحیح مسلم: ۲۶۷۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان شخص کے پاس گئے جو موت وحیات کی کشمکش میں تھا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا محسوس کرتے ہو؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اللہ کی رحمت کی امید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر لگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسے وقت میں اگر یہ دو چیزیں کسی آدمی کے دل میں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور عنایت فرمادیتے ہیں جس چیز کا وہ امیدوار ہوتا ہے اور محفوظ فرمادیتے ہیں جس کا اسے اندیشہ لاحق ہوتا ہے۔''

(١٤٥٦)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ التُّرَابِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْبِسْطَامِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ......

عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، قَالَ: مَرِضَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَوَافَقَهُ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((كَيْفَ تَجِدُكَ؟)) قَالَ: بِخَيْرٍ أَرْجُو اللّٰهَ، وَأَخَافُ ذُنُوبِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ الْعَبْدِ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ إِلاَّ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُو، وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ۔))

جناب ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص بیمار ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، آپ نے اسے جان کنی کے عالم میں پایا، آپ نے سلام کرنے کے بعد پوچھا: ''کیا محسوس کر رہے ہو؟'' اس نے کہا: بہت خوب، اللہ تعالیٰ سے امیدیں وابستہ ہیں مگر اپنے گناہوں سے خوف آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسے وقت میں یہ دو امور کسی آدمی کے دل میں جمع نہیں ہوتے مگر اللہ تعالیٰ جس کی اسے امید ہوتی ہے وہ اس کو عطا فرمادیتے ہیں اور جس چیز کا اسے خوف ہوتا ہے اس سے اسے امن فراہم کردیتے ہیں۔''

(١٤٥٦) حسن ......أخرجه الترمذي: ٩٨٣، وابن ماجه: ٤٢٦١

شرح سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم کسی شخص کو موت میں مبتلا پاؤ تو اسے خوشخبری دو تا کہ وہ اپنے رب سے حسنِ ظن کے ساتھ ملاقات کرے اور جب وہ زندہ ہو تو اسے اپنے رب کا خوف دلاؤ (تا کہ وہ بداعمالیوں سے تائب ہو جائے)

معمر بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے موت کے وقت مجھ سے کہا: اے معمر! مجھ سے امید دلانے والی باتیں کرو تا کہ جب میں اللہ سے ملوں تو اس ذات کے بارے میں حسنِ ظن رکھتا ہوں۔

(14)......بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ
وصیت کرنے کی ترغیب

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ذی شان ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ﴾ .... ''تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال چھوڑ جائے تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کرے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۸۰)

اللہ سبحانہ وتعالی مزید ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا﴾ .... ''جو شخص وصیت کرنے والے کی جانب داری یا گناہ کی وصیت کر دینے سے ڈرے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۸۲)

﴿جَنَفًا﴾ .... ''مائل ہونا'' کا مطلب ہے غلطی یا بھول سے کسی ایک رشتے دار کی طرف زیادہ مائل ہو کر دوسروں کی حق تلفی کرے۔ ﴿خیرا﴾ .... ''جناب قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس سے مراد مال و دولت ہے۔ عرب معاشرے میں ایک ہزار سے زائد مال کو خیر کہا جاتا تھا۔

اس آیت کے حکم (وصیت کرنا) کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ ابتدائی دور میں والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کرنا فرض تھا۔ آیت مواریث کے نزول کے بعد چونکہ ورثاء کے حصے مقرر کر دیے گئے ہیں لہٰذا ان کے لیے وصیت کرنا منسوخ ہو گیا البتہ اب ایسے رشتہ داروں کے لیے وصیت کی جا سکتی ہے جو وارث نہ ہوں، یہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور امام حسن بصری، طاؤس اور قتادہ رحمہم اللہ کا قول ہے۔

جناب طاؤس کہتے ہیں: اگر کوئی شخص دور پار کے لوگوں کے لیے نام لے کر وصیت کر جاتا ہے اور اپنے ضرورت مند رشتہ داروں کو نظر انداز کر دیتا ہے تو انہیں محروم کر کے قریبی رشتہ داروں کو نوازا جائے گا یعنی اس کی وصیت کی اصلاح کر دی جائے۔

جمہور علمائے کرام کا خیال ہے کہ تمام امت پر وصیت کرنے کی فرضیت تو منسوخ ہے البتہ وصیت کرنے کا جواز اور استحباب برقرار ہے۔

(١٤٥٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ الشِّيرَازِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ السَّرْخَسِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الزُّهْرِيُّ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان شخص کے لیے جس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو، یہ مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں بھی گزارے مگر اس حال میں کہ اس کے پاس اس کی وصیت تحریری صورت میں موجود ہونی چاہیے۔''

شرح ''کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں۔'' یعنی تحریری صورت میں وصیت کا لکھا ہوا موجود نہ ہونا، یہ حزم واحتیاط کے خلاف ہے۔ اس بارے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے نہ معلوم کب موت کا پیغام پہنچ جائے۔ بسا اوقات موت بالکل اچانک واقع ہو جاتی ہے اور آدمی کو وصیت کرنے کا موقع نہیں ملتا، اس سے حقوق معاملات پامال ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ وصیت کرنا فرض وواجب نہیں البتہ ایک مستحب امر ہے۔ دیکھیے حدیث مبارکہ میں وصیت کرنے کو آدمی کے ارادے وچاہت کے سپرد کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَهُ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ۔)) ''جس کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ اس کے متعلق وصیت کرنا چاہتا ہو'' جمہور اہل علم کا یہی قول ہے۔

تابعین میں سے بعض حضرات جن کے نزدیک وصیت کے حکم والی آیت کریمہ منسوخ نہیں ہے، ہر شخص کے لیے وصیت لکھ کر رکھنے کو ضروری خیال کرتے ہیں اور اس شخص کے لیے تو مستحب ہے جس کے پاس کافی مال ودولت ہو البتہ اس کے لیے مستحب نہیں ہے جس کے پاس اضافی مال نہ ہو۔ استحباب والی بات ایسی وصیتوں کے بارے میں ہے جو صدقہ وخیرات، نیکی وتقویٰ اور صلہ رحمی کے متعلق ہوں۔ اس کے برعکس ایسی وصیت تو فرض ہے جس میں ادائیگی قرض کی تلقین کرنا ہو، امانت لوٹانے کی وضاحت ہو یا کسی گذشتہ یا متوقع ظلم سے باز رہنے کے لیے کہنا ہو۔ ایسی وصیت اپنے اولیاء کو ضرور کر کے جانا چاہیے کیونکہ حقوق اور امانتوں کی سپرداری فرض ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے بعد کوئی درہم چھوڑا نہ دینار، اونٹ نہ بکری اور نہ کسی اور چیز کے متعلق وصیت فرمائی۔ (صحیح بخاری: ٢٧٣٩، صحیح مسلم: ١٦٣٥)

''اور نہ کسی اور چیز کے متعلق وصیت فرمائی۔'' اس جملے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد بھی مال ودولت کے متعلق وصیت ہے کیونکہ انسان عام طور پر اپنے ترکے اور مال ہی کے متعلق وصیت کرتا ہے اور آپ نے کوئی مال واسباب تو

(١٤٥٧) أخرجه البخاري: ٢٧٣٨، و مسلم: ١٦٢٧

چھوڑا نہیں کہ جس کی بابت وصیت کرتے، البتہ امت کی رہنمائی کرتے ہوئے آپ نے چند باتوں کی وصیت فرمائی ہے، مثال کے طور پر نماز کا خیال رکھنا اور غلام لونڈی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔

(صحیح، ابوداود: ٥١٥٦، ابن ماجه: ١٦٢٥)

''یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا اور وفود کا استقبال واحترام ویسے ہی کرنا جیسے میں کرتا ہوں۔''

(صحيح بخاری: ٤٤٣١، صحيح مسلم: ١٦٣٧)

بچے اور بیوقوف کی وصیت کے متعلق علمائے کرام کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے آیا اسے نافذ العمل قرار دیا جائے یا نہ؟ جمہور کا خیال ہے کہ ان دو حضرات کی وصیت کا نفاذ صحیح نہیں جیسے ان دونوں کے آزاد کرنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، حسن بصری، امام زہری اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہم سے ایسے ہی مروی ہے۔ علمائے کرام کی ایک جماعت جواز کی قائل ہے۔ ان کی دلیل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلہ ہے، جناب عمرو بن سُلیم زرقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا گیا کہ یہاں مدینہ منورہ میں ایک غسّانی نوعمر لڑکا رہائش پذیر ہے جو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچا اور خوب مالدار ہے۔ اس کے سب ورثاء ملک شام میں ہیں یہاں سوائے اس کے چچا کی بیٹی کے اور کوئی نہیں، تو کیا وہ اس کے لیے وصیت کرسکتا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ اس کے حق میں وصیت کردے۔ چنانچہ اس لڑکے نے اپنی چچا زاد بہن کے لیے مال کی وصیت کی۔

اس بات کے قائل قاضی شریح، ابراہیم نخعی اور جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہم ہیں۔ قاضی شُریح کا کہنا ہے کہ یہ بچہ اگر وصیت کرنے میں غلطی نہ کرے تو اس کی وصیت نافذ ہوگی، امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(15)......بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

ایک تہائی مال کی وصیت کرنا

(١٤٥٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو نُعَيْمٍ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ......

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَائَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ فِي الْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، فَقُلْتُ:

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع کے موقع پر) میری عیادت کو تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سرزمین میں موت کو پسند نہیں کرتے تھے

(١٤٥٨) أخرجه البخاري: ٢٧٤٢، و مسلم: ١٦٢٨

يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: ((لا)) قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: ((لا)) قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ بِأَيْدِيهِمْ، وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَرْفَعَكَ، فَيَنْتَفِعَ بِكَ أُنَاسٌ، وَيَضُرَّ بِكَ آخَرِينَ۔))

جہاں سے کوئی ہجرت کر چکا ہو، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے سارے مال ودولت کی وصیت کردوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے پوچھا: پھر آدھے کی کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: پھر تہائی کی کردوں؟ آپ نے فرمایا: ''تہائی کی کر سکتے ہو اور یہ بھی بہت ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے مرنے کے بعد مالدار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب تم اپنی کوئی چیز اللہ کے لیے خرچ کرو گے تو وہ خیرات ہے، یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے وہ بھی خیرات ہے اور (ابھی وصیت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں) ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمہیں صحت یاب فرمادے اور اس کے بعد تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو اور دوسرے بہت سے لوگ (جو اسلام کے مخالف ہیں) نقصان اٹھائیں۔''

(١٤٥٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ......

عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلا يَرِثُنِي إِلا ابْنَةٌ لِي، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: ((لا))

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں شدید بیمار تھا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے میرا مرض اس حد کو پہنچ گیا ہے اور میرے پاس مال ہے جس کی وارث صرف اور صرف میری ایک بیٹی ہے،

(١٤٥٩) أخرجه البخاري: ١٢٩٥، و مسلم: ١٦٢٨

قُـلْـتُ: فَبِشَـطْـرِهِ؟ قَـالَ: ((لا)) ثُـمَّ قَـالَ: ((الثُّـلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْـنِيَـاءَ، خَيْـرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُـمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ الـنَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ الـلّٰـهِ إِلا أُجِرْتَ بِهَا، حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْـرَأَتِكَ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُخَلَّفُ بَـعْـدَ أَصْـحَـابِـي؟ فَقَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَـعْـمَلَ عَمَلا صَالِحًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّـى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، الـلّٰـهُـمَّ أَمْـضِ لأَصْـحَـابِـي هِجْرَتَهُمْ، وَلا تَرُدَّهُـمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ۔)) يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ۔

تو کیا میں اپنا دوتہائی مال خیرات کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: آدھا کروں؟ فرمایا: ''نہیں۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''تہائی مال کی وصیت کردو اور تہائی بھی زیادہ ہے، تم اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو کچھ بھی خرچ کروگے، اگر اس سے اللہ کی رضا مقصود ہوئی تو تمہیں اس پر اجرو ثواب ملے گا، حتی کہ اس لقمہ پر بھی تمہیں ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کو کھلاؤ گے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (بیماری کی وجہ سے) کیا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ (مدینہ) نہیں جاسکوں گا؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تم نہ جاسکو تب بھی اگر تم اللہ کی خوشنودی اور رضاجوئی کے لیے کوئی عمل کروگے تو تمہارا درجہ اللہ کے ہاں بلند ہوگا اور مجھے امید ہے کہ تم ابھی زندہ رہو گے اور تم سے کچھ لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور کچھ لوگوں (دشمنانِ اسلام) کو نقصان پہنچے گا، اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت کو کامل فرمادے اور انہیں پیچھے نہ ہٹا لیکن قابل افسوس ہیں سعد بن خولہ۔'' رسول اکرم ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پانے کی وجہ سے افسوس کا اظہار فرمایا۔

تشریح: ایک دوسری روایت میں اس حدیث مبارکہ کے ابتدائی الفاظ یوں ہیں: جناب عامر بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ان سے ان کے والد محترم سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ والے سال میں بیمار ہوگیا۔ بیماری نے مجھے موت کے منہ میں ڈال دیا، نبی ﷺ مکہ میں میری عیادت کے لیے تشریف لائے، آگے گذشتہ واقعات کی مانند ہے۔

''صرف اور صرف میری ایک بیٹی ہی میری وارث ہے۔'' مطلب یہ ہے کہ ذوی الارحام کے اعتبار سے صرف ایک بیٹی وارث ہے بطور عصبہ تو بہت وارث بنتے تھے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ قریش کی معروف شاخ بنوزہرہ سے تھا

اور یہ قبیلہ مکہ مکرمہ میں کثیر تعداد میں رہائش پذیر تھا۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ اس بیماری کے وقت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی صرف ایک بیٹی تھی بعدازاں اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد سے بھی نوازا جیسا کہ حدیث مذکورہ کے راوی بھی ان کے صاحبزادے جناب عامر ہیں، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ بہت سارے فضائل ومناقب کے حامل صحابی ہیں۔ تاریخ اسلام میں آپ کو ''فاتح فارس'' کے پرفخار کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچ ثابت ہوا، اہل فارس کو آپ کی فتوحات سے بہت نقصان ہوا جبکہ مسلمانوں کو بے حد فائدہ پہنچا۔ (ع،س)

''لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔'' یہ مناسب نہیں کہ انسان مرنے سے پہلے سب کچھ صدقہ کر جائے اور اس کی آل اولاد بھیک مانگنے پر مجبور ہو جائے اور اپنی گذر بسر کرنے کے لیے گداگری کرنے لگے۔ اس حدیث مبارکہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ مکمل تہائی حصے کی وصیت کرنا جائز ہے، تہائی سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں، مرنے والے کا خواہ کوئی وارث ہو یا نہ ہو بلکہ اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ ثلث ''تہائی مال'' سے کم وصیت کی جائے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تہائی بھی زیادہ ہے۔'' جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''صرف دسویں حصے کی وصیت کرو۔'' میں بدستور آپ سے دسویں حصے سے کم کی وصیت کرنے کے لیے کہتا رہا حتی کہ آپ نے فرمایا: ''چلو تیسرے حصے کی وصیت کرلو، ویسے تیسرا حصہ بھی زیادہ ہے۔'' (صحیح، ترمذی: ۹۷۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اگر پانچویں حصے کی وصیت کروں تو یہ مجھے چوتھے حصے کی وصیت سے زیادہ پسند ہے اور چوتھے حصے کی وصیت کروں تو یہ تیسرے حصے کی وصیت سے زیادہ محبوب ہے، اگر کوئی شخص اپنی جائداد کے تیسرے حصے کی وصیت کر دیتا ہے تو اس نے وصیت کرنے کا اس سے کم کوئی درجہ نہیں چھوڑا۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: چھٹے، پانچویں، چوتھے حصے کی وصیت کی جائے۔

جناب امام شعبی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ صحابہ کرام پانچویں اور چوتھے حصے کی وصیت کیا کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تیسرے اور چوتھے حصے کی وصیت کرنا (ورثاء پر) ظلم ہے۔

جناب اسحاق بن رہویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سنت تو یہی ہے کہ آدمی چوتھائی مال کی وصیت کرے البتہ اگر اسے اپنے مال ودولت میں کچھ شبہات ہوں تو زیادہ صدقہ کرنے کی غرض سے کامل تیسرے حصے کی وصیت کی جاسکتی ہے۔

جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: تیسرے حصے کے بجائے چھٹے حصے کی وصیت کرنا مجھے اچھا لگتا ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بطور مشورہ کہا کہ صرف دسویں حصے کی وصیت کرو۔ جناب زیاد بن مطر نے بوقت وصیت کہا: میری وصیت وہی ہے جس پر شہر بصرہ کے اکابر فقہاء متفق ہیں اور وہ ہے پانچویں حصے کی وصیت کرنا۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اگر فوت ہونے والے شخص کے ورثاء مالدار ہوں تو تہائی مال کی وصیت کر جانے میں کوئی حرج نہیں بصورتِ دیگر پسندیدہ بات یہی ہے کہ مکمل تیسرے حصے کی وصیت نہ کی جائے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ اگر مرنے والے کا کوئی وارث نہ ہوتو وہ اپنا مال جہاں چاہے خرچ کرجائے اور جیسی چاہے وصیت لکھ جائے، کچھ مضائقہ نہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ ایک مرد یا عورت ساٹھ سال تک اطاعت الٰہی کے کام کرتے رہتے ہیں پھر موت کے وقت وصیت میں ظلم کر جاتے ہیں تو آگ کے حقدار قرار پاتے ہیں۔'' اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ﴿مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ٥ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ٥﴾ .... (سورۂ نساء: ۱۱، ۱۲)

(ضعیف، ابوداود: ۲۸۶۷، ترمذی: ۲۱۱۷)

جناب عبداللہ نے کہا: یہ دونوں باتیں بڑی تلخ ہیں (۱) زندگی میں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا۔ (۲) موت کے قریب تبذیر سے کام لیتے ہوئے سب کچھ لٹا دینا (ورثاء کی حق تلفی کرنا)، ان دونوں صورتوں کو کڑوا اور تلخ کہا گیا ہے کیونکہ یہ گناہ اور اللہ کی نافرمانی والی کیفیتیں ہیں۔

''کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لائے اور سخت بیمار ہوگئے، سفر کے قابل نہ رہے۔ اب انہیں بڑا شاق گذرا کہ میں مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد مدینہ کی بجائے کہیں مکہ ہی میں فوت نہ ہو جاؤں حالانکہ وہ مکہ سے ہجرت کر گئے تھے۔ انہیں ہجرت کے بعد مکہ میں فوت ہونا پسند نہ تھا۔ اس لیے کہ سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مہاجر شخص فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد تین دن مکہ میں رہ سکتا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۳۹۳۳، صحیح مسلم: ۱۳۵۲)

فائدہ: اس سے استنباط کیا گیا ہے کہ بلا عذر تین دن سے زیادہ کسی مقام پر ٹھہرنا وہاں رہائش کے حق میں ہے۔ مہاجرین کو دوبارہ مکہ میں رہائش اختیار کرنے کی اجازت نہ تھی تا کہ ان کی ہجرت کا ثواب قائم رہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تین دن ٹھہرنے کی اجازت دی۔ (ع،س)

وصیت کرنے والے شخص کو مرنے سے پہلے پہلے وصیت میں ترمیم و اضافے کا پورا حق ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: آدمی اپنی وصیت میں حک و اضافہ کرسکتا ہے اور وصیت کا دار و مدار آخری حروف والفاظ پر ہے۔

اگر وصیت کرنے والا تہائی مال کی وصیت کر جائے تو ورثاء کو درستی کا کوئی اختیار نہیں۔ جناب مکحول رحمہ اللہ کا کہنا ہے

کہ اگر ورثاء تنگدست اور مفلس وقلاش ہوں تو اس صورت میں انہیں وصیت کی تہائی سے بھی اگر کچھ دے دیا جائے تو میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔ (یعنی جہاں دیگر فقراء ومساکین میں تقسیم ہونا ہے تو اگر اس کے ورثاء اس ذیل میں آتے ہوں تو انہیں بھی کچھ دے دیا جائے۔)

(16)......بَابُ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ
وارث کے حق میں وصیت کرنا (جائز نہیں)

(١٤٦٠)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ التَّاجِرُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَخَذْتُ بِزِمَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَلُعَابُهَا يَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، وَلا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الإِثْلِبُ، وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا، وَلا عَدْلًا۔))

سیدنا عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑ رکھی تھی جبکہ سواری جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب میرے کندھے کے درمیان گر رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا اب وارث کے لیے وصیت نہیں کی جا سکتی، بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں، جو شخص اپنے والد کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب ہو یا اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کی طرف آزادی کی نسبت کرے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے کوئی معاوضہ اور بدل قبول نہیں کرے گا۔''

تشریح: ''اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے۔'' وراثت کے احکام نازل ہونے سے قبل اسلام کے ابتدائی دور میں اولاد وارث بنتی تھی جبکہ ماں باپ اور دیگر رشتے داروں کے لیے وصیت کی جاتی تھی۔ ان کا حق مقرر نہیں تھا اسی دور میں یہ آیت اتری اور اوپر بیان کردہ الفاظ میں اسی طرف اشارہ ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ﴾ .... ''تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت آنے لگے

(١٤٦٠) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٢٨٧٠، والترمذي: ٢١٢١، والنسائي: ٣٦٤٣، وابن ماجه: ٢٧١٢

تو، اگر وہ مال چھوڑے جا رہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لیے معروف طریقے سے وصیت کرے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۸۰)

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں والدین، اولاد، خاوند، بیوی اور بہن بھائیوں کے حصے مقرر فرما دیے اور وصیت کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔

اہل علم کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا وارث کے لیے مالی وصیت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

کچھ علمائے کرام کا خیال ہے کہ کسی وارث کے بارے میں مالی وصیت نہیں کی جاسکتی یعنی وصیت کی وجہ سے وارث کا حصہ کم ہوسکتا ہے نہ زیادہ خواہ دیگر ورثاء اس وصیت کی تصدیق وتائید کر دیں۔ جیسے قاتل وارث کے لیے کی گئی وصیت باطل اور کالعدم ہے اگرچہ ورثاء تصویب وتائید ہی کیوں نہ کریں۔ جبکہ اکثر اہل علم کا موقف ہے کہ اگر باقی ورثاء راضی ہوں تو کسی وارث کے لیے کی گئی وصیت جائز ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اسی موقف کے قائلین میں سے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیے جیسے کوئی شخص اجنبی آدمی کے لیے تہائی مال سے زائد کی وصیت کردے اور ورثاء راضی ہوں تو ایسی وصیت درست ہوگی۔ یاد رہے! ورثاء کی اجازت اور راضی ہونے کا تعلق وصیت کرنے والے کی وفات کے بعد سے ہے۔ اس کی زندگی میں اور جیتے جی کسی کو وصیت کے ردّ وقبول کا کوئی اختیار نہیں۔ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی زوجہ فزاریہ کے دروازے میں جو مال بند ہے وہ نہ کھولا جائے۔

فائدہ: وصیت کرنے کا یہ حکم آیت مواریث کے نزول سے پہلے دیا گیا تھا اب یہ منسوخ ہے خواہ تمام ورثاء راضی ہی کیوں نہ ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان ہے: ((اِنَّ اللّٰـهَ اَعْطٰـى كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔)) ''اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے (مراد کہ حصے مقرر ہو چکے ہیں) پس اب کسی وارث وصیت کرنا جائز نہیں۔''

البتہ ایسے رشتہ داروں کے لیے وصیت کی جاسکتی ہے جو وارث نہ ہوں، یا راہِ خیر میں خرچ کرنے کے لیے وصیت کی جاسکتی ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ حد ایک تہائی مال ہے اس سے زیادہ کی وصیت نہیں کی جاسکتی۔ (بخاری، کتاب الفرائض، باب میراث بنات) ایسے صریح نصوص ہوتے ہوئے آئمہ کے اقوال کچھ قابل التفات نہیں، بہت ممکن ہے ان تک یہ احادیث نہ پہنچی ہوں، اب ہمارے لیے حجت تمام ہوچکی ہے اور احادیث پر عمل ہی باعث نجات ہے۔ (ع،س)

جناب ابراہیم اور حکم نے کہا: اگر بیمار وارث سے یوں کہے کہ میرا اس پر کچھ قرضہ نہیں تو یہ ابراء صحیح ہوگا۔

امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر عورت مرنے وقت یوں کہے کہ میرا خاوند مجھ کو مہر دے چکا ہے اور میں لے چکی ہوں تو جائز ہوگا۔ اہل علم کا بھی یہی قول ہے۔

جناب مجاہد اللہ کے فرمان: ﴿فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ ....

''ہاں جو شخص وصیت کرنے والے کی جانب داری یا گناہ کی وصیت کر دینے سے ڈرے پس وہ ان میں آپس میں اصلاح کرادے تو اس پر گناہ نہیں ۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۸۲) کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس کی صورت یہ ہے کہ مرتے وقت وصیت کرنے والا کسی ایک رشتے دار کی طرف زیادہ مائل ہو کر دوسروں کی حق تلفی کرے، نیز وصیت میں عمداً یا غلطی اور بھول سے ظلم کر جائے تو ورثاء یا حاکم وقت کو چاہیے کہ اس ظالمانہ یا غیر شرعی وصیت کو نافذ نہ کریں بلکہ درستی اور اصلاح کرتے ہوئے عدل وانصاف کے عین مطابق کر دیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر بیمار شخص وصیت کرنے میں عدل وانصاف کا دامن چھوڑتا ہوا نظر آئے اور ظالمانہ وصیت کر رہا ہو (وارث کو محروم کرنے، کسی پر ظلم کرنے، قطع رحمی کرنے یا بدعات وخرافات اور غیر شرعی امور کی وصیت کرے) تو حاضرین مجلس پر اصلاح کرنا ضروری ہے۔ اسے عدل وانصاف کی تلقین کی جائے، حق تلفی اور ظلم وزیادتی سے باز رکھا جائے۔

اگر مرنے والا شخص اپنی بیماری میں وارثوں میں سے کسی ایک کے لیے قرض کا اقرار کر لیتا ہے تو کیا اس اقرار کو درست تسلیم کیا جائے گا یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اہل علم کے مابین اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ جناب قاضی شریح، امام مالک، امام سفیان، اہل رائے اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کو جائز نہیں سمجھتے کہ اس طرح فوت ہونے والے پر ایک طرف مائل ہو جانے کی تہمت چسپاں ہو جائے گی۔

کچھ دوسرے علمائے کرام مرض الموت میں کیے گئے اقرار کی ادائیگی لازم قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی غیر وارث کے لیے اقرار ہو تو اسے درست تسلیم کیا جاتا ہے تو وارث کے حق میں بھی ایسا اقرار درست تسلیم کیا جانا چاہیے، اس کے قائل جناب شعبی رحمہ اللہ اور حسن بصری رحمہ اللہ ہیں۔ مزید برآں امام حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: سب سے زیادہ آدمی کو اس وقت سچا سمجھنا چاہیے جب دنیا میں اس کا آخری دن اور آخرت میں پہلا دن ہو۔

ایسا مرض جس کے لاحق ہونے سے مرنے کا امکان غالب ہو اور زندہ رہنے کے امکانات کم ہوں تو ایسے میں عطیہ دینے کا اختیار ایک ثلث مال تک محدود ہوگا زیادہ کی اجازت نہیں، البتہ ایسا مرض لاحق ہو جو جان لیوا نہیں تو اسے صحیح اور تندرست ہی سمجھا جائے گا اور وہ اپنے مال میں اپنی مرضی کے مطابق تہائی سے کم یا زیادہ کے تصرف کا مجاز ہوگا۔ سخت گھمسان کی جنگ میں گھرے آدمی اور ظالم و بے درد دشمنوں کی قید میں محبوس آدمی کو بھی جاں بلب مریض ہی پر قیاس کیا جائے گا اور اسے بھی ایک تہائی سے زائد وصیت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ زچگی کی تکالیف میں مبتلا عورت کا بھی یہی حکم ہے۔

فائدہ: ایسی عورت جو زچگی اور پیدائش کے اذیت ناک مرحلے میں ہو اور بچنے کے امکانات ناپید ہوں تو اسے جاں بلب مریض پر قیاس کیا جائے گا اور اسے تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ نارمل ڈلیوری والی خاتون کو اس زمرے میں نہیں سمجھا جائے گا یا وہ عورت جو حمل کے ابتدائی مراحل میں ہو۔ واللہ اعلم (ع،س)

(17)...... بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ مِنْ قَوْلِ الْخَيْرِ
قریب الوفات شخص کے پاس کیا کلمہ خیر کہنا چاہیے؟

(١٤٦١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا مُحَاضِرُ بْنُ الْمُوَرِّعِ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنْ شَهِدْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ، فَقُولُوا خَيْرًا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ)) فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((قُولِي: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ، وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى صَالِحَةً۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُهَا، فَأَعْقَبَنِي اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم بیمار ہو یا فوت شدہ شخص کے پاس موجود ہو تو اچھی بات کہو، اس لیے کہ فرشتے جو تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔'' جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کے بعد درپیش پریشانی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''یوں دعا کر: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ، وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى صَالِحَةً۔)) اے اللہ! مجھے اور اس کو بخش دے اور مجھے اس سے اچھا بدل عطا فرما۔'' کہتی ہیں: میں نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بدلے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیئے۔

(١٤٦٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا مُحَاضِرُ بْنُ الْمُوَرِّعِ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، أَخْبَرَنِي مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ عَبْدًا، فَيَقُولُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ فرما رہے تھے: ''جب کوئی مسلمان بندہ مصیبت کے وقت یہ دعا مانگے: ((إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ

(١٤٦١) أخرجه مسلم: ٩١٩

(١٤٦٢) أخرجه مسلم: ٩١٨

رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلا أَجَرَهُ اللّٰهُ فِي مُصِيبَتِهِ، وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا۔)) قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ، عَزَمَ اللّٰهُ لِي، فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، قَالَتْ: فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔)) ''ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور ہم سب کو اسی کی طرف پلٹنا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت کے عوض بہتر اجر دے اور اس سے بہتر بدلہ عطا فرما۔'' تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو پہنچنے والی مصیبت کا اجر عطا کرتا ہے اور اس کے نعم البدل سے بھی نوازتا ہے۔''

شرح: ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر وحوصلہ سے نوازا اور میں نے یہ دعا پڑھی: ((اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔)) ''اے اللہ! مجھے اس مصیبت کا ثواب عطا فرما اور مجھے اس کے بدلہ میں اس سے بہتر چیز عطا فرما۔'' کہتی ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اچھا بدل عطا کیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(١٤٦٣)۔ أنا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنِ ابْنِ سَفِينَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ، فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا)) فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: وَأَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا،

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ دعا مانگے، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: ((إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔)) ''یقیناً ہم اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز عطا فرما۔'' تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے بہتر چیز اس کو

(١٤٦٣) أخرجه مسلم: ٩١٨

فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِی رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِي لَهُ، قُلْتُ: إِنَّ لِي بُنَيَّةً وَأَنَا غَيُورٌ، فَقَالَ: ((أَمَّا ابْنَتُهَا، فَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا، وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ۔))

عطا فرمادیتے ہیں۔'' جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے کہا: مسلمانوں میں اب ان سے بہتر کون ہوگا؟ اس لیے کہ ان کا پہلا گھر تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی، پھر میں نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور شوہر عطا فرمادیئے۔ ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو پیغام نکاح دے کر بھیجا۔ میں نے عرض کیا: میری ایک بیٹی ہے اور مجھ میں غصہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''ان کی بیٹی کے لیے تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ اللہ ان کو بیٹی کے فکر سے بے غم کردے گا اور ان کے غصے کے لیے ہم دعا کریں گے وہ جاتا رہے گا۔''

(١٤٦٤)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدَّارَابْجِرْدِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ......

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اقْرَءُ وْا عَلَى مَوْتَاكُمْ يس۔))

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے فوت ہونے والوں کے پاس سورۂ یٰس پڑھا کرو۔''

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے اس لیے قریب الوفات شخص پر سورۂ یٰس پڑھنے کا رواج صحیح نہیں، اس کی بجائے اس کے لیے دعا کی جائے کہ یا اللہ! اس کے لیے اس دشوار مرحلہ آسان فرمادے اور اگر اس میں وصیت قبول کرنے کی صلاحیت ہو تو درج ذیل حدیث پر عمل کیا جائے۔ (ع،س)

(١٤٦٥)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

(١٤٦٤) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٣١٢١، ابن ماجه: ١٤٤٨

(١٤٦٥) أخرجه مسلم: ٩١٦

عِيسَى الْجُلُودِيُّ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ۔))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) کی تلقین کرو۔''

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا کہ مستحب ہے کہ جو مر رہا ہو اس کو نرمی سے یہ کلمہ یاد دلائیں۔ بعض اہل علم نے کہا: ایک مرتبہ تلقین کرنے کے بعد اس کے کہنے کا انتظار کیا جائے، زیادہ اصرار نہ کیا جائے کہ ایسا نہ ہو وہ انکار کر بیٹھے۔ مروی ہے کہ جب امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا آخری وقت آیا تو ایک شخص انہیں ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) پڑھنے کی تلقین کرنے لگا اور زیادہ اصرار سے کام لیا تو جناب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا: میں نے جب ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لیا ہے تو کوئی اور دنیاوی گفتگو کرنے سے قبل تک یہی کافی ہے۔ ان کی مراد یہ حدیث نبوی تھی: ''جس کی آخری کلام (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (صحیح، ابوداود: ۳۱۱٦)

فائدہ: معلوم ہوا کہ قریب المرگ لوگوں کو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کرنی چاہیے۔ عوام الناس میں مشہور کر دیا گیا ہے کہ قریب المرگ آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھنا چاہیے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تلقین قبول کرنے سے انکار کر دے۔

یہ محض عوامی خیال ہے جو حدیث کے متصادم ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ثابت قدمی اور استقامت نصیب کرتا ہے، حدیث کے واضح الفاظ موجود ہیں کہ ایسے لوگوں کو تلقین کی جائے۔

اگر عوام کا یہ خیال درست ہی سمجھا جائے تو ایسا شخص کلمہ پڑھنے والوں کو یہ بھی تو کہہ سکتا ہے کہ تم لوگوں نے کیا شور برپا کر رکھا ہے۔ اس صورت میں بھی اس کا انکار لازم آئے گا، دراصل اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایسی تلقین قبول کرنے کی توفیق سے نوازتا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم حدیث پر عمل کریں، ان شاء اللہ اس کے عمدہ نتائج برآمد ہوں گے، البتہ کسی خاص شخص کے ہوش و حواس یا مزاج یا صلاحیت کا اندازہ کر کے خاموش رہا جا سکتا ہے۔ (م،م)

(18)......بَابُ شِدَّةِ الْمَوْتِ

موت کی شدت کا بیان

(١٤٦٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ

(١٤٦٦) أخرجه البخاري: ٤٤٤٦

بْـنُ يُـوسُفَ ، نَـا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ، نَا اللَّيْثُ ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ عَـائِشَةَ ، قَـالَـتْ: لَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دیکھنے کے بعد میں کسی کے لیے موت کی سختی کو ناپسند نہیں کرتی۔''

شرح سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن ماتھے کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔''

''پیشانی کا پسینہ۔'' اس سے مراد موت کی سختی اور شدت ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مومن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے تاکہ اس کے باقی گناہ بھی اس شدت کے بدلے میں معاف ہو جائیں اور وہ پاک وصاف ہو کر فوت ہو۔

جناب ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: مومن کی موت کی نشانی پیشانی کا پسینہ بتلایا گیا ہے جو مومن کے ایمان کی واضح علامت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَـوْتُ الْـفَـجْـأَةِ أَخْذَةُ أَسَفٍ۔)) ......''ناگہانی موت رنج وغم اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا ذریعہ ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ۳۱۱۰، لیکن یہ موت مومن کے لیے رحمت ہوتی ہے، جیسا کہ شعب الایمان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((أَخْذَةُ الْأَسَفِ لِـلْكَافِرِ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِ)) ......''اچانک موت کافر کے لیے رنج و غم اور مومن کے لیے رحمت ہے۔'')

یہاں (اسف) سے مراد غصہ اور موت والی کیفیت ہے، ارشادِ باری ہے: ﴿غَضْبَانَ أَسِفًا﴾ .... ''جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں۔'' (سورۂ اعراف: ۱۵۰) نیز ارشاد خداوندی ہے: ﴿فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ .... ''پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔'' (سورۂ زخرف: ۵۵)

(19)......بَابُ إِغْمَاضِ الْمَيِّتِ
میت کی آنکھیں بند کرنا

(۱٤٦٧)۔ أَخْبَرَنَـا عَبْـدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ ، حَـدَّثَـنَـا أَبُـو الْـعَبَّـاسِ مُـحَـمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، وَمُـحَـمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ ، قَالَا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ

(١٤٦٧) صحيح ...... أخرجه الامام الشافعي فى المسند: ١٦٤٠ ، وأخرجه مسلم: ٩٢٠ عن ام سلمة

الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

أَنَّ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ، كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَغْمَضَ أَبَا سَلَمَةَ۔

جناب قبیصہ بن ذؤیب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بند کردی تھیں۔

(۱۴۶۸)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ الْجُرْجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَأَغْمَضَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ۔)) فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ، فَقَالَ: ((لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ)) ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ۔))

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی تھیں، آپ نے ان کی آنکھیں بند کردیں اور فرمایا: ''جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے۔'' گھر کے افراد اس بات پر رونے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے حق میں بھلی بات کہو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے ابوسلمہ کے حق میں یہ دعا کی: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ۔)) ''اے اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے اور ہدایت پانے والوں میں اس کا درجہ بلند کر اور اس کے پیچھے رہنے والوں میں تو اس کا جانشین بن جا اور اے رب العالمین! ہمیں اور اسے بخش دے اور اس کے لیے اس کی قبر میں کشادگی کردے اور اس کے لیے اس میں روشنی کردے۔''

(۱۴۶۸) أخرجه مسلم: ۹۲۰

(20)......بَابٌ يُسَجَّى الْمَيِّتُ بِثَوْبٍ

میت کو چادر سے ڈھانپ دینا

(۱٤٦٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ۔

جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتلاتا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی نعش مبارک کو ایک دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔

(21)......بَابُ تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ

میت کو بوسہ دینا

(۱٤٧٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ الشَّاشِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ، وَهُوَ مَيِّتٌ، وَهُوَ يَبْكِي۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی میت کو بوسہ دیا اور آپ رو رہے تھے۔

شرح: قیس بن الربیع عن عاصم بن عبید اللہ کی سند میں یہ الفاظ ہیں: یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر گرے۔

مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کو بوسہ دیا اور رو دیئے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میت کو بوسہ دینا ثابت نہیں البتہ

(۱٤٦٩) أخرجه البخاری: ٥٨١٤، و مسلم: ٩٤٢

(۱٤٧٠) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٣١٦٣، و الترمذی: ٩٨٩، وابن ماجه: ١٤٥٦

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد بوسہ دیا تھا جیسا کہ آئندہ روایت میں مذکور ہے، نیز معلوم ہوا کہ غم کی وجہ سے رونا اور آنکھوں سے آنسو بہانا صبر کے منافی نہیں۔ (ع،س)

(١٤٧١)۔ أَخْبَـرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْـنُ يُـوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَـنْ عَـائِشَةَ، وَابْـنِ عَبَّـاسٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کو بوسہ دیا۔

(22)......بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ
میت کو غسل دینا

(١٤٧٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَـنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُـوُفِّيَـتِ ابْـنَتُـهُ، فَـقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا ثَلاثًا أَوْ خَـمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِـنْ كَـافُـورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي۔)) قَالَتْ: فَـلَـمَّـا فَـرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ، فَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ، تَعْنِي إِزَارَهُ۔))

سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، آپ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین بار یا پانچ بار غسل دو، اگر ضرورت محسوس ہو تو اس سے زیادہ بار غسل دو اور آخری بار غسل دیتے وقت پانی میں کافور'' یا فرمایا: ''تھوڑا سا کافور ڈال لینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔'' کہتی ہیں: ہم نے غسل سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ''اسے اس کے جسم سے متصل پہنا دو۔''

(١٤٧١) أخرجه البخاري: ١٢٤١

(١٤٧٢) أخرجه البخاري: ١٢٥٣، و مسلم: ٩٣٩

شرح: ایوب عن حفصہ بنت سیرین عن ام عطیہ سے یہی حدیث مروی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے طاق بار غسل دو، تین بار یا پانچ بار یا سات بار۔'' اور یہ الفاظ بھی ہیں: ''اس کی دائیں جانب سے اور وضو کے اعضا سے غسل دینا شروع کرو۔'' اور اس میں یہ بھی ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم نے ان کے بالوں کو کنگھی کر کے تین لٹیں بنا دیں۔ (صحیح بخاری: ۱۲۵۳، صحیح مسلم: ۹۳۹)

(۱٤۷۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا مُسَدَّدٌ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ ، قَالَ: حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ ، قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ ، فَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ایک صاحبزادی وفات پا گئیں تو ہم نے ان کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنائیں اور وہ ان کے پیچھے ڈال دیں۔

شرح: صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں: ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنائیں، دو سر کے کناروں سے اور ایک پیشانی کے بالوں سے۔ اس میں یہ الفاظ مذکور نہیں: ''اور ہم نے وہ ان کے پیچھے ڈال دیں۔''

((الحقو)) ازار اور تہ بند کو کہتے ہیں اس کی جمع ''احقاء'' آتی ہے۔ اصل میں کمر کو ''الحقو'' کہتے ہیں جو تہبند باندھنے کا محل اور مقام ہے، چونکہ چادر اسی جگہ باندھی جاتی ہے اس لیے مجازا تہ بند کے لیے بھی یہی لفظ بولا جاتا ہے۔

''اس کے جسم سے متصل پہنا دو۔'' عربی زبان میں ''شعار'' ان کپڑوں کو کہتے ہیں جو جسم کے ساتھ لگے رہتے ہو جیسے بنیان وغیرہ۔ اس کے مقابلہ میں لفظ ''دِثـــار'' ہے۔ انصار کی فضیلت کے سلسلہ میں آپ ﷺ سے مروی ایک حدیث کے الفاظ ہیں: ((انتم شعار والناس دثار۔)) ''تم میرے جسم کے ساتھ لگے ہوئے کپڑے کی مانند ہو اور دوسرے لوگ اوپر والے کپڑوں کی طرح ہیں۔'' یعنی دوسرے قبائل کو وہ مقام ومرتبہ حاصل نہیں جو تمہیں نصیب ہے، تم میرے انتہائی قریبی ہو۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے لباس اور دوسری اشیاء سے جو آپ کے جسم اطہر سے مس ہوئی ہوں، برکت لینا جائز ہے بشرطیکہ ان کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے یقینی ہو، صحابہ اور تابعین نے کسی اور شخصیت سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو

(۱٤۷۳) أخرجه البخاري: ۱۲٦۳ ، و مسلم: ۹۳۹

تبرک کے طور پر محفوظ نہیں کیا۔ (ع،س)

میت کو غسل دینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ غسل دیتے وقت پہلے جسم کے دائیں حصے کو غسل دیا جائے، پھر بائیں حصے کو اور اس سے پہلے اعضائے وضو کو دھویا جائے، اس میں دائیں ہاتھ، دائیں بازو اور دائیں پاؤں کو بائیں جانب والے مذکورہ اعضاء اولیت دی جائے، بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دیا جائے اور اسی پانی سے میت کو غسل دیا جائے، آج کل صابن سے بھی یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے، اس سے میت کی صفائی بہتر ہوتی ہے اور میل کچیل اچھی طرح صاف ہو جاتی ہے۔

میت کو غسل طاق بار دیا جائے، داڑھی اور سر کے بالوں کو کنگھی کی جائے، آخری بار پانی بہاتے ہوئے اس میں کافور بھی شامل کرلیا جائے جو ایک معروف خوشبو ہے، اس سے جسم صاف ستھرا ہو جائے گا۔ (علمائے کرام اس کا فائدہ یہ بتاتے ہیں کہ اس سے جسم سخت ہو جاتا ہے اور کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ (ع،س)

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر میت تین سے کم مرتبہ خالص پانی کے ساتھ غسل دینے سے صاف ہو جائے تو کافی ہے لیکن مجھے یہ بات پسند ہے کہ تین بار سے کم پانی نہ بہایا جائے۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میت کو کتنی بار اور کیسے غسل دیا جائے اس کی شریعت مطہرہ میں کوئی خاص حد بندی اور وضاحت نہیں ہے، میت کو اچھی طرح صاف کرنا چاہیے ضرورت محسوس ہو تو (تین بار، پانچ بار یا سات بار) سے زیادہ غسل دیا جاسکتا ہے۔

امام نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میت کو غسل جنابت کی طرح نہلانا چاہیے۔

امام احمد اور اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میت کو بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دے کر غسل دیا جائے اور میت کے جسم پر آخری بار جو پانی بہایا جائے اس میں کافور ڈال لینا چاہیے۔

قمیض سمیت میت کو غسل دینا بھی جائز ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تو اسے مستحب کہتے ہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیض سمیت غسل دیا گیا تھا۔

(23)...... بَابُ الْمَرْأَةِ تَغْسِلُ زَوْجَهَا الْمَيِّتَ
بیوی کا اپنے خاوند کی میت کو غسل دینے کا بیان

(١٤٧٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا

(١٤٧٤) حسن ...... أخرجه ابوداود: ٣١٤١، وابن ماجه: ١٤٦٤

أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَوِ اسْتَقْبَلْنَا مِنْ أَمْرِنَا مَا اسْتَدْبَرْنَا مَا غَسَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلا نِسَاؤُهُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اگر ہمیں پہلے وہ خیال آجاتا جو بعد میں آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج مطہرات ہی غسل دیتیں۔

شرح: مروی ہے کہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا تھا۔ اہل علم کا یہی موقف ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ کیا خاوند اپنی فوت شدہ بیوی کو غسل دے سکتا ہے؟ اس کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے اکثر علمائے کرام اس کے جواز کے قائل ہیں۔

فائدہ: خاوند اور بیوی کا باہمی تعلق ایسا ہے کہ جو کسی اور کا نہیں اور ان کا ایک دوسرے سے جسم کے کسی حصہ کا پردہ بھی نہیں، اس لیے سب سے زیادہ انہی کا حق ہے کہ ایک دوسرے کو غسل دیں۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد خاوند بیوی ایک دوسرے کے لیے نامحرم ہو جاتے ہیں اور چہرہ نہیں دیکھ سکتے اور نہ ایک دوسرے کو غسل ہی دے سکتے ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق وارد ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کی وفات کے بعد غسل دیا۔ (سنن دار قطنی، الجنائز، باب الصلاۃ علی القبر)۔(ع،س)

(١٤٧٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ......

عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَتْ أَنْ تَغْسِلَهَا إِذَا مَاتَتْ هِيَ وَعَلِيٌّ، فَغَسَلَتْهَا هِيَ وَعَلِيٌّ۔

ام محمد بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب اپنی دادی محترمہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں، وہ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو تم (اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا) اور علی رضی اللہ عنہ مجھے غسل دینا۔ چنانچہ جب ان کی وفات ہوئی تو

(١٤٧٥) ضعیف...... أخرجه الامام الشافعي فی المسند: ١٦٣٩

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں غسل دیا۔

شرح نوٹ: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا پہلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، بعدازاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آگئیں تھیں۔ (ع،س)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خاوند اپنی بیوی کو غسل دینے کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔ اہل رائے کا خیال ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔

ایک مسلمان شخص کے لیے کافر میت کو غسل دینا جائز ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ابو طالب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے غسل دیا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو مرنے کے بعد غسل دیا تھا۔ مروی ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا: میرے والد صاحب عیسائیت کی حالت میں فوت ہوگئے ہیں (مجھے کیا کرنا چاہیے؟) انہوں نے کہا: جاؤ! اپنے والد کی نعش کو غسل دو، کفن پہناؤ اور حنوط لگاؤ پھر اسے سپرد خاک کردو، اس کے بعد انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ﴾ .... ''پیغمبر کو اور دوسرے مسلمان کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں۔'' (سورۂ توبہ:۱۱۳)

یعنی جنازہ نہیں پڑھنا کیونکہ اس میں میت کے لیے مغفرت کی دعائیں ہوتی ہیں اور وہ کسی مشرک اور کافر کے لیے جائز نہیں۔

اگر کوئی خاتون مردوں کے درمیان میں رہائش پذیر ہو اور فوت ہو جائے جبکہ دور دور تک عورت ہو نہ اس کا کوئی محرم ہو، اسی طرح کوئی مرد عورتوں کے مابین رہ رہا ہو اور وفات پا جائے اور کوئی دوسرا مرد نہ ہو اور نہ کوئی محرم ہی موجود ہو تو ایسی صورت میں ان دونوں کو غسل نہیں دیا جائے بلکہ صرف تیمّم کرانے پر اکتفاء کیا جائے گا۔ اس بارے میں ایک مرسل روایت بھی موجود ہے۔

جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: ایسے مرد اور عورت پر کپڑے اتارے بغیر پانی بہا دیا جائے۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ جب کوئی عورت فوت ہو جائے اور قرب وجوار میں کوئی دوسری عورت، قریبی رشتہ دار اور خاوند بھی موجود نہ ہو تو اسے تیمّم کرایا جائے گا اور اس کے چہرے اور ہتھیلیوں پر مٹی لگے ہاتھ پھیرے جائیں گے، اسی طرح مرد کا معاملہ ہے۔

فائدہ: درج ذیل روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ خاوند اور بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَقِيعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا فِي رَأْسِي وَأَنَا أَقُولُ: وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ: ((بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهُ!)) ثُمَّ قَالَ: ((مَا ضَرَّكِ لَوْ مِتِّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكِ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ۔))

......ایک بار رسول اللہ ﷺ بقیع سے واپس تشریف لائے اور مجھے اس حالت میں پایا کہ میرے سر میں درد تھا اور میں کراہتے ہوئے کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہائے میرا سر (یعنی میرے سر میں بھی درد ہے)۔'' پھر فرمایا: ''اگر تم مجھ سے قبل فوت ہو جاؤ تو تمہارا کیا نقصان ہو گا، میں خود تمہارا کام کروں گا، تمہیں غسل دوں گا، کفن دوں گا اور تمہارا جنازہ پڑھا کر دفن کروں گا۔'' (حسن، ابن ماجه: ١٤٦٥) (م،م)

(24)......بَابُ التَّكْفِيْنِ

کفن کا بیان

(١٤٧٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سحول بستی کے بنے ہوئے تھے، ان میں نہ قمیص تھی نہ امامہ۔

شرح: ((سحوليه)) امام قتیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ سحول جمع ہے سحل کی، سفید کپڑے کو کہتے ہیں۔

ابن اعرابی نے کہا کہ روئی کے بنے ہوئے سفید کپڑوں کو کہا جاتا ہے جو خوب دودھیا ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ''سحول'' یمن کا ایک شہر ہے، وہاں کے بنے ہوئے کپڑے سحولی کہلاتے ہیں۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: نبی ﷺ کے کفن مبارک کے متعلق مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ سیدہ عائشہ سے مروی روایت ان سے زیادہ صحیح ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اکثر اہل علم کا موقف ہے کہ کفن کے لیے تین کپڑے مسنون ہیں۔ وہ روئی کی بنی ہوئی تین چادریں ہوں، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میت کو تین یکساں چادروں میں کفن دیا جائے، ایک قمیص اور دو چادروں میں بھی کفنایا جاسکتا ہے۔

(١٤٧٦) أخرجه البخاري: ١٢٦٤، و مسلم: ٩٤١

عورت کے کفن کے بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ اسے پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک چادر بطور تہ بند استعمال کی جائے اور ایک اوڑھنی اور دوپٹہ کے طور پر، باقی تین چادریں پوری میت پر ڈال دی جائیں۔ بعض علماء تین چادروں میں سے ایک کو بطور قمیص پہنانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میت کو قمیص پہنائی جائے، تہ بند کے طور پر ایک چادر استعمال کی جائے اور تیسری چادر میں مکمل میت کو ڈھانپ دیا جائے۔

سیدہ لیلیٰ ثقفیہ بیان کرتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں موجود تھی جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔ سب سے پہلے آپ نے ہمیں تہ بند دیا، پھر قمیص تھمائی اس کے بعد اوڑھنی دی، پھر مکمل میت کو لپیٹنے والی چادر اور بعد ازاں ایک اور چادر میں نعش کو ڈھانپ دیا گیا۔

اگر میت کو ایک ہی بڑی چادر میں کفن دے دیا جائے جس سے مکمل جسم ڈھک جائے تو ایسا جائز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک ہی چادر میں کفنایا تھا۔

امام رحمہ اللہ کہتے ہیں: مرد کو تین اور عورت کو پانچ کپڑوں سے زیادہ میں کفن دینا اسراف اور فضول خرچی کی ذیل میں آتا ہے اور ایسا کرنا شریعت کی رو سے ناپسندیدہ ہے۔

فائدہ: کفن میں قمیص اور پگڑی نہیں ہونی چاہیے جیسا کہ سنن نسائی کی حدیث: ۱۹۰۰، میں ہے کہ آپ کے کفن مبارک میں (ليس فيها قميص ولا عمامة) ''قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔'' اس حدیث میں وضاحت ہے اور جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔

عبداللہ بن اُبی منافق کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص پہنائی تھی۔ یہ دراصل اس قمیص کا بدلہ تھا جو اس نے آپ کے چچا کو پہنائی تھی کیونکہ آپ احسان کا بدلہ ضرور دیتے تھے۔ اس حدیث سے استدلال محل نظر ہے۔ آپ کے کفن کے لیے تین کپڑوں کا انتخاب ہوا اور یقیناً جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز ہوا وہی افضل ہے۔ (ع،س)

(١٤٧٧)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(١٤٧٧) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٠٦١، والترمذي: ٩٩٤، والنسائي: ١٨٩٥

((الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ ، وَمِنْ خَيْرِ أَكْحَالِكُمُ الإِثْمِدُ ، فَإِنَّهُ يُنْبِتُ الشَّعْرَ ، وَيَجْلُو الْبَصَرَ.))

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو، یقیناً تمہارے بہترین کپڑے سفید ہیں اور اپنے فوت شدگان کو بھی انہی میں کفن دیا کرو اور تمہارا بہترین سرمہ اثمد ہے، بلاشبہ یہ بال اُگاتا ہے اور نظر کو تیز کرتا ہے۔''

شرح امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اچھا کفن پہنانا مستحب ہے کیونکہ اس کا حکم مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ میں ہے۔

(١٤٧٨)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ.))

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے کسی بھائی کے کفن دفن کا انتظام کرنے لگے تو وہ اس کے لیے اچھا کفن تیار کرے۔''

شرح شارح نے کہا: کفن اچھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ نیا کپڑا ہو، مستعمل نہ ہو، مفید ہو، ستھرا ہو، میلا نہ ہو، درمیانی قیمت کا ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ قیمتی اور مہنگا ہو۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بہت قیمتی کفن نہ دیا کرو کیونکہ یہ تو بہت جلد بوسیدہ ہو جاتا ہے۔'' (ضعیف، ابوداود: ٣١٥٤)

فائدہ: اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن پھر بھی بہت زیادہ قیمتی کفن پہنانا جائز نہیں کیونکہ اس میں مال کا ضیاع ہے جو ممنوع ہے۔ (ع،س)

مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کپڑوں کے متعلق کہا جو مرض کے دوران میں انہوں نے پہن رکھے تھے اور ان پر زعفران یا مشک کا دھبہ لگا ہوا تھا: اس کپڑے کو دھو لینا اور اس کے ساتھ دو اور ملا لینا پھر مجھے کفن انہیں کا دینا۔ زندہ آدمی نئے کپڑوں کا زیادہ مستحق ہے، یہ تو پیپ اور خون کی نذر ہو جائے گا۔ (صحیح بخاری: ١٣٧٨)

ابوعبید لغوی نے کہا: ''مهل'' سے مراد پیپ اور کچ لہو ہے، یہ لفظ بغیر ھاء کے بھی آیا ہے، لیکن ھاء کے ساتھ فصیح ہے۔ بعض حضرات اس لفظ کو میم کے کسرہ کے ساتھ "مِهلَة" بھی پڑھتے ہیں۔

(١٤٧٨) أخرجه مسلم: ٩٤٣

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا: مجھے تو یہ بات پسند ہے کہ آدمی کو اسی لباس میں کفنایا جائے جس میں وہ نماز پڑھا کرتا تھا۔

مروی ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے نیا لباس منگوا کر زیبِ تن کیا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میت کو انہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں اس کی موت واقع ہوئی۔'' (صحیح، ابوداود: ٣١١٤)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث مبارکہ کا ظاہر معنی مراد لیا ہے جبکہ بعض اہل علم نے اس کا ایک دوسرا مفہوم بیان کیا ہے۔ ان نے نزدیک کپڑوں سے مراد اعمال وافعال ہیں، مطلب یہ ہوا کہ فوت ہونے والا اگر نیک اور صالح عمل کرتے ہوئے فوت ہوتا ہے تو وہی کرتے ہوئے اٹھے گا اور اگر اس کی موت کسی برے اور خلاف شرع کام پر ہوتی ہے تو اسی کو بجالاتے ہوئے قبر سے اٹھ کھڑا ہوگا۔ اس سے ملبوسات مراد نہیں ہیں۔

ان لوگوں کی دلیل صحیح حدیث مبارکہ ہے: ((يُحْشَرُ النَّاسُ حُفَاةً عُرَاةً)) ''قیامت کے روز لوگ ننگے پاؤں اور ننگے بدن اٹھائے جائیں گے۔''

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ قبروں سے اٹھتے وقت لوگ لباس سے محروم ہوں گے، لہٰذا سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں کپڑوں سے مراد لباس نہیں بلکہ اعمال ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں: فُلَانٌ طَاهِرُ الثِّيَابِ۔ ''فلاں آدمی صاف ستھرے لباس والا ہے۔'' اس سے ان کا مقصد ہوتا ہے کہ فلاں صاحب طہارتِ نفس سے متصف ہے اور عیوب ونقائص سے مبرّا اور اعلیٰ اخلاق وکردار کا حامل ہے۔ اس کے برعکس جس شخص کا کریکٹر ردی ہو اور وہ اخلاقی انحطاط کا شکار ہو نیز وہ بدباطن اور بدنام ہو تو اس کے حق میں یوں کہتے ہیں: فُلَانٌ دَنِسُ الثِّيَابِ۔ ''فلاں آدمی میلے کچیلے لباس والا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ .... ''اپنے لباس کو پاک رکھ۔'' (سورۂ مدثر: ۴) کا ایک معنی ومفہوم یہ ہے کہ اپنے اعمال کی اصلاح اور درستی کیجیے، یعنی کپڑوں کے ساتھ قلب ونیت کو بھی پاک کیجیے۔

کفن کو خوشبو لگانا مستحب ہے۔ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے اپنے اہل خانہ سے کہا تھا: میں جب فوت ہو جاؤں تو میرے کفن کو خوشبو لگانا، پھر میرے جسم کو حنوط (مردوں کی خوشبو) لگانا اور میرے کفن پر حنوط مت چھڑکنا اور میری نعش کے ساتھ (قبر تک) آگ نہ لے جانا۔ (مؤطا امام مالك: ٥٢٨)

مروی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ساتھ آگ لے جانے سے منع کیا تھا۔ (مؤطا امام مالك: ٥٢٩)

میت کو کستوری لگانے کے متعلق اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے اسے ناپسند جانا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

نے اپنے متعلق وصیت کی تھی کہ مجھے غسل دیتے وقت کستوری استعمال نہ کی جائے۔

جبکہ کچھ علماء نے کستوری کے استعمال کو مستحب جانا ہے اور وہ امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ ہیں کیونکہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ سے کستوری سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ عمدہ اور اعلیٰ خوشبو ہے۔'' (صحيح مسلم: ٢٢٥٢)

جناب ابووائل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کستوری تھی، انہوں نے وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد میری نعش کو یہ خوشبو لگائی جائے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ خوشبو ہے۔

حمید بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو انہیں کستوری لگائی گئی جس میں رسول اللہ ﷺ کے پسینہ مبارک کی آمیزش تھی۔۔

(25)......بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ مِنَ الْكَفْنِ مَا يَسْتُرُ جَمِيعَ بَدَنِهِ

جب مکمل نعش کو ڈھانپنے کے لیے کفن میسر نہ ہو تو کیا کِیا جائے؟

(١٤٧٩)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ......

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ، فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ شَيْءٌ يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةٌ، فَكُنَّا إِذَا وَضَعْنَاهَا عَلَى رَأْسِهِ، خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا وَضَعْنَاهَا عَلَى رِجْلَيْهِ، خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ضَعُوهَا مِمَّا يَلِي

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لیے ہجرت کی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے اجر ملنا ہی تھا۔ ہمارے بعض ساتھی تو انتقال کر گئے اور (اس دنیا میں) انہوں نے اپنے کیئے کا کوئی پھل نہیں دیکھا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی انہی لوگوں میں سے تھے، وہ اُحد کی لڑائی میں شہید ہوئے، ان کے کفن کے لیے ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز نہ ملی اور وہ بھی ایسی کہ اگر اس سے سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتا اور اگر پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔ آخر یہ دیکھ کر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سر کو چھپا دو اور پاؤں پر

(١٤٧٩) أخرجه البخاري: ٣٩١٤، ومسلم: ٩٤٠

رَأْسَهُ، وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الإِذْخِرِ۔)) اذخر نامی گھاس ڈال دو۔" سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے

قَالَ: وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ، فَهُوَ يَهْدِبُهَا۔ بعض ساتھیوں کا میوہ پک گیا اور وہ چن کر کھاتا ہے۔

تشریح ((النمرة)) دھاری دار چادر کو کہتے ہیں۔

((اينعت له ثمرته۔)) "اس کا پھل پک چکا ہے۔" (يَنَعَ، يَيْنَعُ) مجرد اور (اَينع، يُوْنَعُ) مزید فیہ دونوں ابواب اس معنٰی میں مستعمل ہوتے ہیں، دونوں کا معنٰی ایک ہے البتہ مجرد کا باب کثیر الاستعمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: ﴿اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ﴾ .... "ہر ایک کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو۔" (سورۂ انعام: ۹۹) ((فَهُوَ يَهْدِبُهَا)) .... "وہ میوہ چُن چُن کر کھاتا ہے۔" پھل جب تیار ہو جائے، کھانے کے قابل ہو جائے اور اس کی تڑائی شروع کر دی جائے تو اس کے لیے عرب لوگ هَدَبَ، يَهْدِبُ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ اگر کفن کا انتظام کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس کا بندوبست مرنے والے کے ترکہ سے کیا جائے گا خواہ ساری جمع پونجی اسی میں لگ جائے، ورثاء کا حق اس کے بعد ہے۔

جناب عطاء، زہری، عمرو بن دینار، قتادہ اور اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ میت کی جائداد میں سے سب سے قبل کفن دفن کا انتظام کیا جائے، پھر مرنے والے کا قرضہ اتارا جائے، پھر اس نے اگر کوئی وصیت کی ہے تو اسے پورا کیا جائے۔

جناب عمرو بن دینار نے کہا: حنوط (مُردوں کی خوشبو) بھی اس کے ترکے سے خریدی جاسکتی ہے۔

سفیان رحمہ اللہ نے کہا کہ قبر کھودنے کی اجرت، غسل نیز کفن دفن کا انتظام وانصرام میت کے ترکہ سے کیا جائے۔

(26)......بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوْتُ

جو شخص محرم فوت ہو جائے اسے کس طرح کفن دیا جائے؟

(١٤٨٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، اونٹنی نے اسے گرا دیا تو وہ حالت

(١٤٨٠) أخرجه البخاري: ١٢٦٥، و مسلم: ١٢٠٦

مُحْرِمٌ، فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تَمَسُّوهُ بِطِيبٍ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔))

احرام ہی میں فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو، اس کو انہی دو کپڑوں میں کفن دو اور اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے ہی اُٹھایا جائے گا۔''

شرح: صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں: ((فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا)) ''اسے قیامت کے دن تلبید کی حالت میں اُٹھایا جائے گا۔''

فائدہ: محرم اپنے بالوں کو گوند لگا لیتا ہے تاکہ حالت احرام میں جوئیں نہ پڑیں بال بکھرے اور الجھے معلوم نہ ہوں اسے تلبید کرنا کہتے ہیں۔ (ع،س)

صحیح مسلم (۱۲۰۶) کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ((وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ، وَلَا رَأْسَهُ۔)) ......''اس کے سر اور چہرے کو نہ ڈھانپو۔''

سفیان نے کہا: ابراہیم بن ابی مُرہ نے سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((وَخَمِّرُوا وَجْهَهُ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ۔)) ......''اس کے چہرے کو ڈھانپو اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو۔'' (ضعیف، سنن بیہقی: ۳/۳۹۳)

((فوقصته)) سواری نے گرایا اور گردن ٹوٹ گئی۔ وَقَصَ کا معنیٰ ٹوٹنا اور جدا ہونا ہے۔

''اسے اپنے دو کپڑوں میں کفن دو۔'' اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محرم فوت بھی ہو جائے تب بھی اس کا احرام قائم رکھا جائے، یعنی اسے خوشبو لگائی جائے نہ اس کا سر ڈھانپا جائے تاکہ محرم ہونے کی علامت اور نشانی برقرار رہے تیسرا کپڑا استعمال نہ کیا جائے اور احرام والی دو چادروں میں ہی کفنایا جائے۔ یہ اس کے لیے عزت واحترام ہے جیسے شریعت شہید کو بغیر غسل کے خون آلود جسم کے ساتھ دفن کرنے کے لیے کہتی ہے تاکہ اس کے جسم پر اللہ کی راہ میں لڑنے کی علامت موجود رہے۔

اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ آدمی کے احرام کا تعلق سر کے ساتھ ہے چہرے کے ساتھ نہیں کیونکہ اسے ڈھانپنے کے لیے کہا گیا ہے۔

اس مسئلہ کے متعلق علمائے کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ جب محرم فوت ہو جائے تو کیا اس کے اوپر احرام کی حالت والا حکم باقی رہتا ہے یا نہیں؟ کچھ علمائے کرام مثلاً امام ثوری، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا خیال ہے کہ

اس کے لیے احرام والا حکم ختم نہیں ہوتا۔ اس لیے اسے خوشبو لگائی جائے نہ اس کا سر ڈھانپا جائے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور اہل الرائے کا موقف ہے کہ ایسے شخص پر احرام والا حکم باقی نہیں رہتا اس لیے محرم کو بھی عام انسانوں کی طرح غسل اور کفن دیا جائے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا مروی ہے۔

مروی ہے کہ ایک دلھن شادی کی پہلی رات عروسی لباس میں فوت ہوگئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اسے عروسی ملبوسات اور میک اپ کی حالت میں دفن کیا جائے۔

فائدہ: ذخیرۂ حدیث میں ایسی کوئی صحیح روایت موجود نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ فوت شدہ دولہا یا دلھن کو کفن کی بجائے شادی کے کپڑے یا سہرا پہنا کر، مہندی اور میک اپ کر کے دفن کیا جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اس بات کو (رُوِیَ) کے صیغۂ تمریض کے ساتھ بیان کیا ہے اور کسی کتاب کا حوالہ بھی نہیں دیا۔ (ع،س)

اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حالت احرام ہی میں فوت ہو جانے والے کی طرف سے بقیہ حج کی ادائیگی ضروری نہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے متعلق ایسا کچھ صادر نہیں فرمایا۔

احناف اور موالک کا موقف صحیح اور صریح حدیث کے خلاف ہے۔ انہوں نے خاص اور صریح روایت کو چھوڑ کر ایک عام روایت: ''جب انسان مر جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم: ۱۶۳۱) سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ محرم کو بھی عام انسان کی طرح کفن دیا جائے حالانکہ صحیح مسلم کی اس روایت سے کیسے معلوم ہوتا ہے کہ غسل اور کفن کے خصوصی احکام اس پر لاگو نہیں ہو سکتے؟ جبکہ شہید کے بارے میں خود احناف مانتے ہیں کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا اور اسے خون آلودہ حالت میں دفن کیا جائے گا تو کیا اعتراض ہے اگر مُحرم کو احرام کی حالت میں دفن کیا جائے! کیا سب احادیث پر عمل ضروری نہیں؟ اگر شہید کا حکم خاص ہو سکتا ہے تو مُحرم کا کیوں نہیں؟ جبکہ حدیث صریح اور واضح ہے بہر حال صحیح اور واضح حدیث کی موجودگی میں قیاس اور رائے کی کوئی حیثیت نہیں۔ (ع،س)

(27)......بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ
جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا

(١٤٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: 　سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(١٤٨١) أخرجه البخاري: ١٣١٥، و مسلم: ٩٤٤

((أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً، فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهُ إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوَى ذَلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ.))

''جنازے کے معاملے میں جلدی سے کام لو۔ اگر مرنے والا نیک ہے تو اس کے لیے بھلائی ہے لہٰذا اسے بھلائی کی طرف جلدی پہنچاؤ، اگر مرنے والا گنہگار ہے تو اس کے لیے برائی ہے لہٰذا اسے اپنے کندھوں سے جلدی اتار ڈالو۔''

(١٤٨٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ أَبِيهِ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً، قَالَتْ: قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ، قَالَتْ لأَهْلِهَا: يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا، يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلا الإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَ الإِنْسَانُ لَصَعِقَ.))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب جنازہ تیار ہو جاتا ہے اور لوگ اسے کندھوں پر اُٹھاتے ہیں تو نیک آدمی کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو، اگر گناہ گار آدمی ہے تو گھر والوں سے کہتا ہے: ہائے افسوس! مجھے کہاں لیے جارہے ہو؟ اس کی یہ آواز انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے، اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہوجائیں۔''

(28)......بَابُ الْقِيَامِ لِلْجِنَازَةِ

جنازے کے لیے کھڑے ہونا

(١٤٨٣)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ الْبَاهِلِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ، فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ.))

سیدنا عامر بن ربیعہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب جنازہ آتا دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ حتی کہ جنازہ تم سے آگے گزر جائے یا پیچھے رکھ دیا جائے۔''

(١٤٨٢) أخرجه البخاري: ١٣١٤

(١٤٨٣) أخرجه البخاري: ١٣٠٧، و مسلم: ٩٥٨

شرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے پاس سے جنازہ گزرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ایک یہودی عورت کا جنازہ ہے، تو آپ نے فرمایا: ''یقیناً موت گھبراہٹ والی چیز ہے، لہٰذا جب تم کوئی جنازہ آتا دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔''

(صحیح بخاری: ۱۳۱۰، صحیح مسلم: ۹۶۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تو فرشتوں کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔'' (صحیح الاسناد، نسائی: ۱۹۲۸)

(١٤٨٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا، فَلا يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم جنازہ (آتا) دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ، جو شخص جنازے کے ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے حتی کہ جنازہ رکھ دیا جائے۔''

(١٤٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكَيَّالِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ الْفَضْلُ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كُنْتُمْ مَعَ جِنَازَةٍ، فَلا تَجْلِسُوا حَتَّى تُوضَعَ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی جنازے کے ساتھ ہو تو نہ بیٹھو حتی کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے۔''

شرح امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت میں ''حتی کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے۔'' کے لفظ ہیں اور ابومعاویہ کی روایت میں: ''حتی کہ لحد میں رکھ دیا جائے۔'' کے الفاظ ہیں۔

(١٤٨٥) أخرجه البخاري: ١٣١٠، و مسلم: ٩٥٩

(١٤٨٦) انظر الحديث السابق

سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابومعاویہ رحمہ اللہ سے بڑے حافظ ہیں۔

(١٤٨٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ فِي الْجَنَائِزِ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ.

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہوا کرتے تھے، بعد ازاں بیٹھنے لگے تھے۔

شرح: امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مبارکہ پہلی روایات کی ناسخ ہے جن میں یہ حکم ہے: ''جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔'' امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر چاہے تو کھڑا ہو جائے وگرنہ بیٹھا رہے۔ بعض اہل علم صحابہ کرام کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جنازہ قریب آنے تک بیٹھے رہتے تھے۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ایک غریب سند سے مروی روایت میں ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازے کے ساتھ جاتے تو میت کو قبر میں رکھے جانے تک نہ بیٹھتے۔ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یہودی عالم ملا۔ اس نے کہا: اے محمد! ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے لگے اور فرمایا: ''ان کی مخالفت کرو۔''

(حسن، ابوداود: ٣١٧٦)

فائدہ: تمام راویات میں تطبیق ممکن ہے کہ کھڑے ہونے کا حکم استحباب پر دلالت کرتا ہے مگر بیٹھنا بھی جائز ہے، یہ اچھی تطبیق ہے۔ (ع،س)

(29)......بَابُ الْمَشْيِ مَعَ الْجِنَازَةِ

جنازے کے ساتھ پیدل چلنا

(١٤٨٨)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُوَيْهِ الأَصْبَهَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الأَعْرَابِيِّ، حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ نَصْرٍ الْمَخْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ

(١٤٨٧) أخرجه مسلم: ٩٦٢

(١٤٨٨) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٣١٧٩، والترمذي: ١٠٠٧، والنسائي: ١٩٤٣، وابن ماجه: ١٤٨٢

الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجِنَازَةِ۔

جناب سالم کے والدمحترم سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے۔

شرح جناب معمر بن راشد، یونس بن یزید اور امام مالک رحمہ اللہ جیسے حُفَّاظِ حدیث امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں اور امام زہری رحمہ اللہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ جنازے کے آگے چلتے تھے۔ (ترمذی: ۱۰۰۹) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے سالم نے اپنے والدمحترم کے متعلق بیان کیا کہ وہ جنازے کے آگے چلا کرتے تھے۔

محدثین کرام کا خیال ہے کہ مندرجہ بالا مرسل روایت اس مسئلہ میں زیادہ صحیح ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ کا تبصرہ بھی یہی ہے کہ مرسل روایت اصح ہے۔

جنازے کے آگے چلا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علمائے کرام میں شدید اختلاف ہے۔ اکثر علمائے کرام کا موقف ہے کہ جنازے کے آگے آگے چلنا افضل عمل ہے کیونکہ سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق آتا ہے کہ یہ بزرگ جنازے کے آگے چلتے تھے۔ جناب عروہ، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: جنازے کے پیچھے چلنا سنت کی مخالفت ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: تم جنازہ لے جانے میں مددگار اور معاون کی حیثیت رکھتے ہو (تعاون کی ضرورت کہیں بھی پڑسکتی ہے) لہٰذا جنازے کے آگے، پیچھے اور دائیں بائیں جنازے کے ساتھ ساتھ چلو۔

علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے۔ مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنازے کے پیچھے پیچھے چلا کرتے تھے۔ امام اوزاعی، ثوری، اسحاق اور اہل رائے کا یہی موقف ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ''تیز چال سے ذرا کم رفتار چلا جائے، اگر فوت ہونے والا نیک اور صالح ہے تو اسے خیر کی طرف جلد پہنچا دیا جائے اور اگر وہ بدکردار ہے تو ایسے جہنمی شخص سے جلد چھٹکارا حاصل کیا جائے۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنازے کے پیچھے چلا جاتا ہے جنازہ کسی کے پیچھے نہیں چلتا، جو شخص اس سے آگے چلے وہ اس کے ساتھ نہیں۔'' (ضعیف، ابوداود: ۳۱۸۴، ترمذی: ۱۰۱۱، ابن ماجہ: ۱۴۸۴) اس روایت کی سند میں ابو ماجدہ راوی مجہول ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ ابو ماجدہ کی روایات کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

فائدہ: جنازے کے ساتھ آگے پیچھے، دائیں بائیں چلنا جائز ہے البتہ پیچھے چلنا افضل ہے۔ احناف جنازے کے آگے چلنا درست نہیں سمجھتے، ان کی دلیل مندرجہ بالا روایت ہے جو کہ ضعیف ہے اور اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ البتہ سوار کو جنازے کے پیچھے چلنا چاہیے کیونکہ وہ جنازے کے لیے رکاوٹ بن سکتا ہے مثلاً جانور اڑ جائے، گاڑی کا انجن بند ہو جائے وغیرہ۔ (ع،س)

سواری کی صورت میں تمام آئمہ متفق ہیں کہ جنازے سے پیچھے رہا جائے۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جہاں چاہے چلے، آگے پیچھے، دائیں بائیں جنازے کے قریب رہتے ہوئے چل سکتا ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ۳۱۸۰، نسائی: ۱۹۴۱، ابن ماجہ: ۱۴۸۱)

علمائے کرام نے بغیر کسی عذر کے جنازے کے ساتھ سواری پر جانا ناپسند جانا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کے ساتھ کچھ لوگوں کو جانوروں پر سوار ہو کر جاتے دیکھا تو فرمایا: ''کیا تم لوگ حیا نہیں کرتے کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں اور تم سوار ہو؟'' (ابوداود: ۳۱۷۷، ترمذی: ۱۰۱۲، ابن ماجہ: ۱۴۸۰، یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ضعیف ہے)

فائدہ: یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ صحیح ہے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِدَابَّةٍ وَهُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ فَأَبَى أَنْ يَرْكَبَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أُتِيَ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِي فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبَ وَهُمْ يَمْشُونَ فَلَمَّا ذَهَبُوا رَكِبْتُ۔ ......ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے ایک جانور لایا گیا، اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ تھے، پس آپ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا، لیکن جب آپ جنازہ کی تدفین سے فارغ ہو کر لوٹے تو آپ کے لئے پھر ایک جانور لایا گیا تو آپ اس پر سوار ہو گئے۔ جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اس وقت جنازہ کے ساتھ) فرشتے چل رہے تھے، میں نے مناسب نہ جانا کہ فرشتے (پیدل چل رہے ہوں اور میں سوار ہو کر چلوں) پس جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔'' (م،م)

باقی رہا جنازے سے فراغت کے بعد واپسی پر سوار ہونا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا دحداح رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھا (پیدل تشریف لے گئے) ہم بھی وہاں موجود تھے پھر آپ کے پاس بغیر کاٹھی کے گھوڑا لایا گیا، اسے تھاما گیا حتیٰ کہ آپ سوار ہوئے، وہ کودتا تھا اور ہم سب آپ کے اردگرد دوڑتے ہوئے چلتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۹۶۵)

((یتوقص)) ''وہ کودتا تھا'' مراد چھلانگیں لگاتے ہوئے چلتا تھا۔

جنازے والی چارپائی کو اٹھانے کی ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے اگلی طرف سے بایاں کنارا اٹھایا جائے اور اُٹھانے والا اپنے دائیں کندھے پر رکھے پھر پچھلی طرف سے بایاں کنارا اُٹھایا جائے پھر اگلی طرف والا دایاں کنارا اُٹھایا جائے اور اُٹھانے والا اسے اپنے بائیں کندھے پر رکھے پھر اس کے بعد پچھلی طرف والا بایاں کنارا اُٹھایا جائے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جو شخص جنازہ اُٹھائے اسے چاہیے کہ چارپائی چاروں طرف سے باری باری اُٹھائے کیونکہ یہ سنت ہے، پھر اس کے بعد اگر چاہے تو مزید ثواب حاصل کر لے اور چاہے تو رہنے دے۔

(ضعیف، ابن ماجه: ١٤٧٨)

فائدہ: مذکورہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اس لیے اس سے کسی مسئلے کا اثبات نہیں ہوتا۔ باری باری چارپائی کے چاروں کونوں کو کندھا دینا ضروری ہے نہ اس سے قبل چارپائی کو اُٹھانے کی تفصیل ہی احادیث میں مذکور ہے، اس تفصیل میں سب سے پہلے بائیں طرف سے اُٹھانے کا مشورہ دیا گیا ہے جبکہ احادیث میں ہر کام کو دائیں طرف سے شروع کرنے کی تلقین آئی ہے۔ (ع،س)

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اگر جنازے کے شرکاء کثیر تعداد میں ہوں تو اس صورت میں مجھے یہ بات پسند ہے کہ چارپائی کے دو کناروں کے درمیان کندھا دیا جائے ویسے جس طرف سے بھی کندھا دے دیا جائے ٹھیک ہے۔

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو چارپائی کے دو پایوں کے درمیان سے اُٹھایا تھا۔ (ضعیف، طبقات ابن سعد: ٣/ ١٠)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ محترمہ کے جنازے کو دو پایوں کے درمیان سے اُٹھایا تھا اور اور قبر میں اتارے جانے تک نعش سے جدا نہیں ہوئے تھے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی چار پائی کو اپنے کندھے پر دو پایوں کے درمیان سے اُٹھایا تھا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی جنازے والی چارپائی کو دونوں پایوں کے درمیان سے کندھا دے کر اٹھایا تھا۔

جناب یوسف بن ماہک کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سیدنا نافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے جنازے کی چارپائی کے دونوں پایوں کے مابین کھڑے دیکھا۔

(30)......بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ

نماز جنازہ کا بیان

(١٤٨٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ، فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر اسی روز پہنچائی جس روز وہ فوت ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ جنازہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے، ان کی صف بنائی اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔

(١٤٩٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ الْمُؤَذِّنُ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ الْبِلَالِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الرَّبِيعِ الْمَكِّيُّ بِمَكَّةَ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْتَغْفِرُوا لَهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نجاشی فوت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔''

شرح: جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع جنازگاہ میں تشریف لے گئے اور اس پر جنازہ پڑھتے ہوئے چار تکبیریں کہیں۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث مبارکہ میں چند فقہی فوائد ہیں۔

(۱) مرنے والے کی وفات کا اعلان اور اطلاع جائز ہے جبکہ بعض علمائے کرام نے اطلاع دینے کو ناپسند جانا ہے۔ مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: موت کا اعلان کرنے سے بچو بلاشبہ ''نعی'' جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ بعض راویوں نے اس جملے کو مرفوعًا بیان کیا ہے لیکن موقوفًا بیان کرنا زیادہ صحیح ہے۔

مروی ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں فوت ہو جاؤں تو کسی کو اطلاع مت کرنا، میں ڈرتا ہوں کہ یہ بھی

(١٤٨٩) أخرجه البخاري: ١٣٣٣، و مسلم: ٩٥١

(١٤٩٠) أخرجه البخاري: ١٣٢٧، و مسلم: ٩٥١

نعی (اعلان) میں شامل نہ ہو جائے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موت کا اعلان کرنے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔

کچھ علمائے کرام کا خیال ہے کہ میت کے عزیز واقارب کو اطلاع دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے جنگ موتہ میں شہید ہونے والے تین کمانڈر صحابہ کرام کی وفات کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا: ''پرچم زید رضی اللہ عنہ نے پکڑا اور شہید ہو گئے پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے اُٹھایا اور شہید ہو گئے اور اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔'' (صحیح بخاری: ١٢٤٦)

فائدہ: جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی مر جاتا تو چند افراد کو مقرر کیا جاتا کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں گھوم پھر کر اس کی وفات کا رو رو کر اعلان کریں۔ مرنے والا جتنی اہم شخصیت کا مالک ہوتا اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا، اس کو عربی میں (نعی) کہتے ہیں جو جائز نہیں، البتہ سادہ طریقے سے ایک دوسرے کو اطلاع دینا جائز ہے تاکہ لوگ اس کے کفن دفن کا انتظام کریں اور نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں۔ جب حبشہ میں نجاشی رحمہ اللہ نے وفات پائی تو مدینہ میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو خبر دی۔ علاوہ ازیں جنگ موتہ میں لشکر کی قیادت کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو جانے والوں کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے ہوئی، آپ نے اسی وقت مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ان حضرات کی شہادت کی خبر دی۔ جن روایات میں ممانعت کا ذکر ہے تو اس سے مراد اعلان کا وہ جاہلی انداز ہے جس کی وضاحت گزشتہ سطور میں کی گئی ہے۔ (ع س)

نجاشی ایک مسلمان شخص تھا جو کافروں کے درمیان ایمان چھپائے ہوئے رہائش پذیر تھا۔ فوت ہونے کے بعد نجاشی کا نمازِ جنازہ اس کے علاقے میں نہیں پڑھا گیا تھا کیونکہ وہاں مسلم معاشرہ موجود نہیں تھا جو یہ حق ادا کرتا، اس لیے نبی ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا التزام کیا۔ اس واقعہ پر قیاس کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اگر اسی قسم کی صورت حال کسی اور شخص کو درپیش ہو کہ وہ ایسے شہر میں فوت ہو جہاں اس کی نماز جنازہ نہ ادا کی گئی ہو تو پھر اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(٢) اس حدیث سے غائبانہ نماز جنازہ کا جواز ثابت ہوتا ہے مگر یاد رہے کہ ایسا کرتے وقت منہ قبلہ کی طرف ہی کیا جائے گا نہ کہ اس علاقے کی طرف جہاں میت فوت ہوئی۔ اکثر اہل علم غائبانہ نماز جنازہ کے قائل ہیں۔ اہل رائے غائبانہ نماز جنازہ کو جائز نہیں سمجھتے، ان کا کہنا ہے کہ یہ صرف نجاشی کے ساتھ خاص تھا، یا آپ ﷺ کا خاصہ تھا، مگر ان کی یہ تاویل انتہائی کمزور ہے اس لیے کہ آپ کا ہر عمل اس کے مشروع عام ہونے کی دلیل ہوتا ہے جب تک کہ تخصیص کی دلیل نہ ہو اور یہاں تخصیص کی دلیل نہیں ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے نجاشی کا جنازہ اکیلے نہیں پڑھا بلکہ صحابہ کے ساتھ مل کر ادا فرمایا ہے۔ صحابہ کا ساتھ کھڑا ہونا تخصیص کے خلاف جاتا ہے۔ (اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ بالتبع کھڑے ہوئے تھے، بہرصورت جواز تو ثابت ہوتا ہے۔ از مترجم)

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے مطلقاً غائبانہ جنازہ پڑھنے کی دلیل نہیں لی جاسکتی کیونکہ نجاشی کا جنازہ اس علاقے میں نہیں پڑھا گیا تھا اور وہ کافر معاشرے میں سکونت پذیر تھے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حق ادا کرتے ہوئے غائبانہ نماز جنازہ پڑھا تھا۔

امام خطابی رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی نماز جنازہ نہ ادا کی گئی ہو صرف اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، یہ حکم عام نہیں ہے۔

فائدہ: علاقے سے باہر فوت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس شخص کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی اور نہ اس حدیث میں کوئی ایسی وضاحت موجود ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ایسی کوئی خبر میرے علم میں نہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہو کہ نجاشی کی نماز جنازہ اس کے شہر میں نہیں پڑھی گئی تھی۔(فتح الباری ۳/ ۲۲٤) (ع،س)

(۳)اس حدیث مبارکہ سے جنازہ پڑھتے وقت چار تکبیریں کہنے کا جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کا جنازہ پڑھایا تو اس پر چار تکبیریں کہیں۔ اکثر اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نیز آئمہ عظام میں اکثر اہل علم نے اسی موقف کو ترجیح دی ہے، مثلاً سفیان ثوری، امام ملک، ابن مبارک، شافعی، احمد، اسحاق رحمۃ اللہ علیہم اور اہل رائے بھی اسی کے قائل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ رات دن اور سفر وحضر میں چار تکبیریں ہی کہی جائیں۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے پانچ تکبیرات کہنا بھی ثابت ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے کہا: اگر جنازہ پڑھانے والا امام پانچ تکبیرات کہے تو اس کی پیروی کی جائے گی۔ جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازے پڑھاتے وقت چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں تو ہم نے اس کی بابت دریافت کیا تو وہ کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیریں بھی کہا کرتے تھے۔(صحیح مسلم: ۹۵۷)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ بدری صحابہ کا جنازہ پڑھاتے وقت چھ تکبیریں کہتے تھے۔ دیگر صحابہ کا جنازہ پڑھاتے وقت پانچ تکبیرات کہتے تھے جبکہ عام مسلمانوں کا جنازہ پڑھاتے ہوئے چار تکبیرات کہتے تھے۔(دارقطنی: ۲/ ۳۷)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چار تکبیرات سے زائد کہنے کا کوئی خاص موقع نہیں ہے۔ امام جب اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر جنازے کا آغاز کرے، تم بھی آغاز کرو اور جب امام سلام پھیر دے تم بھی سلام پھیر دو۔

(سنن بیہقی: ٤/٣٧)

جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب کوفہ تشریف لائے اور ایک جنازہ پڑھاتے ہوئے پانچ تکبیریں کہیں تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے تعجب کیا، اس پر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: چار، پانچ، چھ اور سات تکبیریں کہنا سب جائز ہے لیکن ہمارا چار تکبیریں کہنے پر اجماع

ہو چکا ہے۔

جناب ابووائل کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جنازے پڑھاتے وقت سات، پانچ اور چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام کو چار تکبیریں کہنے پر اکٹھا کیا۔

(سنن بیهقی: ٤/ ٣٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جنازے میں تین تکبیروں کے بھی قائل تھے۔ (مصنف عبد الرزاق: ٦٤٠٢)

حمید کہتے ہیں: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک جنازہ پڑھایا تو تین تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دیا، انہیں بتایا گیا تو فوراً قبلہ رخ ہوئے اور چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیرا۔ نماز جنازہ سے پیچھے رہ جانے والا شخص امام کو جس حالت میں پائے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر شریک جنازہ ہو جائے اور باقی ماندہ تکبیرات کی قضا دے، جناب ابن سیرین رحمہ اللہ کا یہی فتویٰ ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: پہلی تکبیر جنازے کی نماز شروع کرنے کی ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جنازے سے فارغ ہونا السلام علیکم کہنے کے ساتھ ہے البتہ سلام کی تعداد میں اختلاف ہے۔ ایک سلام یا دو سلام؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے نماز کی طرح یعنی دو سلام پھیرنا بیان کیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھانے کے بعد دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا اور کہا: إِنِّی لَا أَزِیدُکُمْ عَلَی مَا رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ۔ ...... میں نے رسول اللہ ﷺ کو جو کرتے دیکھا ہے اس سے ذرہ بھر اضافہ نہیں کیا۔ (ضعیف، سنن بیهقی: ٤/ ٤٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ سلام پھیرا۔

(ضعیف، سنن دارقطنی: ٢/ ٧٢، مستدرك حاكم: ١٣٣٢)

سیدنا علی، سیدنا جابر، سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین جنازہ میں دھیمی آواز سے سلام کہتے تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب جنازہ پڑھاتے اور سلام پھیرتے تو بمشکل قریب کھڑے افراد کو سنائی دیتا۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ صرف دائیں طرف ہی سلام پھیرا۔

نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا سنت طریقہ ہے اور اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔ باقی تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرنے کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ ہر تکبیر کے ساتھ کندھوں تک ہاتھ اُٹھائے جائیں گے، سیدنا ابن عمر اور سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی مروی ہے۔ آئمہ اور تابعین میں سے سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، ابن سیرین، عمر بن عبدالعزیز، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل الرائے کا موقف ہے کہ صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا جائے گا۔

رفع الیدین کے بعد ہاتھ باندھنے کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔بعض کا خیال ہے کہ نماز پنجگانہ کی طرح ہاتھ (سینے پر) باندھے جائیں گے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے غریب سند سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھایا تو پہلی تکبیر کہتے ہوئے رفع الیدین کیا اور دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا۔

(حسن، ترمذی: ۱۰۷۷)

جناب ابن المبارک ہاتھ نہ باندھنے کے قائل ہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: میں نے بہت سے صحابہ اور تابعین کو پایا وہ جنازے کی نماز میں امامت کا زیادہ حق دار اسی کو جانتے جس کو فرض نماز میں امامت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے۔(صحیح بخاری معلقا)

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: میت کا ولی والی (بادشاہ) کی بہ نسبت جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے کیونکہ یہ مرحلہ میت کے خاص حقوق کی ادائیگی کا مرحلہ ہے اور اس کے ذمہ دار میت کے اولیاء ہی ہیں۔اولیاء کی ترتیب یوں ہوگی، والد، دادا، بیٹا، پوتا، حقیقی بھائی، علاتی بھائی۔ پھر عصبہ میں سے جو سب سے زیادہ قریبی ہو۔امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: بعض اہل علم نے یہ ترتیب لگائی ہے۔سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے دوست میری چارپائی کے قریب کھڑے ہوں اور یہ کہ میرا جنازہ گورنر ابن زیاد نہ پڑھائے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔

علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ گورنر وغیرہ میت کے اولیاء کی بجائے جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق دار ہیں، جناب علقمہ، سوید، عطاء، طاؤس، نخعی، مجاہد، قاسم اور حسن بصری رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: بھائی کی بجائے عورت کا خاوند اس کا جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنازہ پڑھانے کا وقت آیا تو آپ کے جسد مبارک کو آپ کے حجرۂ مبارک میں آپ کی چارپائی پر لٹا دیا گیا، لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے تھے اور بغیر امام کے نماز جنازہ ادا کرتے تھے۔ جب مرد فارغ ہو گئے تو خواتین کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی، جب ان سے فراغت ہوئی تو بچوں کو اندر جانے کی اجازت دی گئی، جب ان سے فراغت ہوئی تو غلاموں کو اندر جانے کی اجازت دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے لیے کسی نے لوگوں کی امامت نہیں کرائی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کے مقام و مرتبہ کی عظمت اور بلندی کی وجہ سے آپ کے جنازہ کے لیے کسی نے لوگوں کی امامت نہیں کی نیز سب کی رغبت اور شوق یہی تھا کہ آپ کے جنازے کی امامت کسی کو نہ کرنی پڑے۔اس لیے تمام مسلمانوں نے مسجد میں یعنی حجرۂ عائشہ میں باری باری آپ کا جنازہ پڑھا۔

(31)......بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

(١٤٩١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، ......

عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَمَرَتْ أَنْ يُمَرَّ عَلَيْهَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْمَسْجِدِ حِينَ مَاتَ، فَتَدْعُو لَهُ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: مَا أَسْرَعَ النَّاسَ مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ، إِلا فِي الْمَسْجِدِ۔

جناب ابونضر نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حکم دیا کہ سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد نبوی میں ادا کیا جائے تا کہ وہ بھی ادا کر سکیں، لوگوں نے اس بات کو عجیب خیال کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگ کس قدر جلدی بھول جاتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث منقطع ہے، لیکن یہ متصل صحیح سند سے بھی مروی ہے۔

(١٤٩٢)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ......

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَتْ: ادْخُلُوا بِهِ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جنازہ مسجد میں لاؤ تا کہ میں بھی نماز جنازہ ادا کر سکوں۔ لوگوں نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا ناپسند کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں یعنی سہیل اور اس کے بھائی کی نمازِ جنازہ مسجد ہی میں پڑھی تھی۔

(١٤٩١) صحيح ......أخرجه مالك في المؤطأ: ٥٣٨، وانظر الحديث الآتي

(١٤٩٢) أخرجه مسلم: ٩٧٣

شرح امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا: سہیل ابن بیضاء، بیضاء ان کی والدہ کا نام تھا اور والد کا نام دَعد تھا۔

یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے جنازے بھی مسجد میں پڑھے گئے تھے۔ (مؤطا امام مالك: ٥٣٩)

امام مالک رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ مسجد میں میت پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے کیونکہ مندرجہ ذیل حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔

(١٤٩٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْئَمَةِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَا شَيْءَ لَهُ۔)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَلَيْسَ لَهُ أَجْرٌ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا، اس کے لیے کچھ نہیں۔'' ایک روایت میں ہے: ''اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کی بابت حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے آخری الفاظ کی بابت اختلاف ہے کسی میں ((فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ)) اور کسی میں: ((فَلَا شَيْءَ لَهُ)) کسی میں: ((فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ)) اور کسی میں: ((لَيْسَ لَهُ أَجْرٌ)) کے الفاظ ہیں۔ ان الفاظ کے بارے میں امام ابن قیم، حافظ ابن عبدالبر، شیخ البانی رحمہم اللہ اور الموسوعہ الحدیثیۃ کے محققین لکھتے ہیں کہ ان میں سب سے صحیح ((فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ)) کے الفاظ ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اسے خاص اجر نہیں ملے گا صرف نمازِ جنازہ کا اجر ملے گا کیونکہ عموماً مسجد میں جنازہ ہو تو لوگ بجائے قبرستان جانے کے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں اور دفن تک کے انتظار اور تعاون سے محروم رہتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر جنازہ قبروں کے قریب کھلے مقام پر ادا کیا جائے تو دفنانے تک انتظار کرنا پڑتا ہے نیز جانے آنے اور انتظار وتعاون کا ثواب ملتا ہے۔ حدیث میں بھی ایسے شخص کو دو قیراط ثواب کی نوید سنائی گئی ہے اور صرف جنازہ پڑھ کر پلٹ جانے والے کے لیے ایک قیراط کی۔ مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جاسکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔

علاوہ ازیں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مسجد میں نماز جنازہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: یہ سنت ہے۔ نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نمازِ جنازہ بھی مسجد میں پڑھایا تھا۔ اسی طرح سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ بھی کبار صحابہ کی موجودگی میں مسجد ہی میں پڑھایا تو کسی نے اختلاف نہ کیا، اس لیے مسجد میں نماز جنازہ

(١٤٩٣) حسن بلفظ "فَلَا شَيْءَ لَهُ"......أخرجه ابوداود: ٣١٩١، وابن ماجه: ١٥١٧

ادا کرنے کو ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا، البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔ یہ روایت بعض آئمہ کے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ خود شرح السنہ میں مذکور ہے کہ (هذا ضعيف الاسناد) اور اس روایت کے راوی صالح مولی التوامہ آخری لفظ بیان کرنے میں متفرد ہیں۔ بہر حال ایسی محتمل روایت کی بنا پر نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے صریح اور متفقہ فعل کی نفی نہیں کرنی چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ حتی الامکان ہر حدیث پر عمل ہو جائے۔ (ع،س)

(32)......بَابُ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِيْ صَلَاةِ الْجِنَازَةِ، وَالدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا اور میت کے لیے دعا کرنا

(١٤٩٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جِنَازَةٍ، فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، فَلَمَّا سَلَّمَ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: سُنَّةٌ وَحَقٌّ۔

جناب طلحہ بن عبداللہ بن عوف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی تو انہوں نے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی، سلام پھیرنے کے بعد میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ سنت اور حق ہے۔

شرح: مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک جنازے میں فاتحہ اونچی آواز سے پڑھی اور کہا: (یہ اس لیے پڑھی ہے) تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے۔ (صحيح، نسائی: ١٩٨٦، مستدرك حاكم: ١٣٢٣)

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟ علمائے کرام نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ نبی ﷺ کے صحابہ اور بعد کے اہل علم میں سے ایک جماعت نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنے کی قائل ہے، مثلاً سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابن عباس، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص، سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم اجمعین نیز امام شافعی، احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ پہلی تکبیر کے بعد قراءت کی مشروعیت کے قائل ہیں۔ جبکہ بعض علماء کا خیال ہے کہ جنازے میں قراءت نہیں ہے جنازہ تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام اور حاضر میت کے لیے دعا والتجا۔ امام شعبی، نخعی، ثوری اور اہل رائے اس موقف کے قائل ہیں۔

مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی جنازے میں قراءت فاتحہ نہیں کیا کرتے تھے۔

(١٤٩٤) أخرجه البخاري: ١٣٣٥

فــائـدہ: چونکہ نماز جنازہ بھی ایک نماز ہی ہے اس لیے دیگر نمازوں کی طرح اس میں بھی سورۂ فاتحہ کی قراءت ضروری ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔)) ''جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔'' (بخاری: ۷۵٦)

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسی بات کو ترجیح دی ہے مزید بیان کرتے ہیں کہ یہ کتنی تعجب خیز بات ہے کہ احناف قراءت (جو ثابت ہے) اس کا انکار کرتے ہیں اور ثناء (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ...... جو کہ ثابت ہی نہیں ہے) کی قراءت کو نماز جنازہ کی سنتوں میں شمار کرتے ہیں۔ (احکام الجنائز: ۱۵۳) (ع،س)

اس بات پر تو تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ نماز جنازہ کے لیے طہارت شرط ہے نیز اس میں تکبیر اور تسلیم بھی ہے۔

نماز جنازہ کی چند مسنون دعائیں درج ذیل ہیں:

جناب ابراہیم انصاری اشہلی اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی کا جنازہ پڑھتے تو یوں دعا کرتے: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا۔)) ''اے اللہ! معاف فرمادے ہمارے فوت شدہ اور زندہ کو، حاضر وغائب کو، چھوٹے اور بڑے اور مذکر ومؤنث کو۔'' (صحیح، ترمذی: ۱۰۲٤)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی ﷺ سے گزشتہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں اور یہ الفاظ زیادہ بیان کرتے ہیں: ((اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيْمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِسْلَامِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔)) ''اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھنا اور جسے فوت کرے اس کا خاتمہ ایمان پر کرنا، اے اللہ! اس (جانے والے) کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کردینا۔'' (صحیح، ابوداود: ۳۲۰۱، ترمذی: ۱۰۲٤، ابن ماجہ: ۱٤۹۸)

(۱٤۹۵)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى

جناب جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک

(۱٤۹۵) أخرجه مسلم: ۹٦۳

جِنَازَةٍ، فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ، وَالثَّلْجِ، وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا، كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔)) قَالَ: حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ ذٰلِكَ الْمَيِّتَ، وَفِي رِوَايَةٍ: وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَعَذَابَ النَّارِ۔

میت کا جنازہ پڑھایا، میں نے آپ کے پڑھنے سے یہ دعا یاد کر لی، آپ یوں دعا کر رہے تھے: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ ...... مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔)) ''اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم کر، اسے عافیت دے، اسے معاف کر دے، اس کی مہمانی باعزت کر اور اس کے داخل ہونے کی جگہ وسیع کر دے، اسے پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا اور اسے اس کے گھر کے بدلے بہتر گھر، گھر والوں کے بدلے بہتر گھر والے اور بیوی کے بدلے بہتر بیوی عطا کر، اسے جنت میں داخل کر اور اسے قبر کے عذاب سے یا کہا آگ کے عذاب سے پناہ دے۔'' سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ دعائیں سن کر میرا جی چاہا کہ کاش میں اس (فوت شدہ) آدمی کی جگہ ہوتا (تو رسول اللہ میرے لیے یہ دعا فرماتے)۔ ایک روایت میں ہے کہ ''اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔''

تشریح: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس مسئلہ (دعا) میں سب سے زیادہ صحیح روایت یہی ہے

جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک بچے کا جنازہ پڑھا جو بالکل معصوم تھا اور اس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ میں نے انہیں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! اسے قبر کے عذاب سے بچا۔''

(مؤطا امام مالك: ٥٤٣)

جناب حسن بصری رحمہ اللہ بچے کا جنازہ پڑھتے ہوئے سورۂ فاتحہ پڑھتے اور یوں دعا کرتے: (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّسَلَفًا وَّ اَجْرًا۔) ''اے اللہ! اسے ہمارے لیے پہلے جا کر مہمانی تیار کرنے والا، پیش رو اور اجر بنا دے۔''

(صحیح بخاری معلقا)

(١٤٩٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

(١٤٩٦) سنده صحيح ...... أخرجه مالك فى المؤطأ: ٥٣٣

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِى سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ تُصَلِّى عَلَى الْجَنَازَةِ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ اللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ۔

جناب ابو سعید مقبری کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: آپ نماز جنازہ کیسے پڑھاتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو بتاتا ہوں، میں جنازے کے ساتھ جاتا ہوں، جب اسے رکھ دیا جاتا ہے تو میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں اور اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتا ہوں، اس کے بعد یہ دعا پڑھتا ہوں: اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ اللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ۔ اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے کا بیٹا ہے اور تیری بندی کا بیٹا ہے، یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں، تو اس کے بارے میں بخوبی جانتا ہے، اے اللہ! اگر نیکی کرنے والا تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ کر اور اگر یہ برائی کرنے والا تھا تو اس سے درگزر فرما، اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کر۔"

(33)......بَابُ أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَرْأَةِ

عورت کا جنازہ پڑھاتے وقت امام کہاں کھڑا ہو؟

(١٤٩٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ......

(١٤٩٧) أخرجه البخاري: ١٣٣١، و مسلم: ٩٦٤

عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا، فَقَامَ وَسَطَهَا۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت کا جنازہ پڑھا جو بچے کی ولادت کے دوران میں فوت ہوگئی تھی تو آپ میت (چارپائی) کے وسط میں کھڑے ہوئے۔

شرح: جناب ابو غالب رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی معیت میں ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی تو وہ اس کے سر کے سامنے کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد لوگ ایک دوسرا جنازہ لے کر آئے جو ایک عورت کا تھا، تو آپ رضی اللہ عنہ میت کی چارپائی کے وسط میں کھڑے ہوئے اور مروی ہے کہ عورت کی کمر کے قریب کھڑے ہوئے۔ جناب علاء بن زیاد عدوی رحمہ اللہ نے عرض کیا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا کہ آپ مرد کے جنازے میں سر کے برابر اور عورت کے جنازہ میں کمر کے برابر کھڑے ہوئے تھے جس طرح آپ کھڑے ہوئے ہیں؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں۔ (صحیح، ابوداود: ۳۱۹۴، ترمذی: ۱۰۳۴، ابن ماجہ: ۱۴۹۴)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض اہل علم کا موقف یہی ہے کہ نماز جنازہ ادا کرتے وقت امام کو مرد کے سر کے قریب اور عورت کی کمر کے قریب کھڑا ہونا چاہیے۔

امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں جبکہ دوسرے کچھ علماء کا موقف ہے کہ مرد ہو یا عورت امام کو اس کے سینے کے برابر کھڑا ہونا چاہیے۔

فائدہ: احادیث مبارکہ بھی پہلے گروہ کے موقف کی تائید کرتی ہیں نیز امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے البتہ حنفی مذہب کا مشہور قول یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت امام کو اس کے سینے کے برابر کھڑا ہونا چاہیے، بہر عمل احادیث پر ہونا چاہے اور یہی چیز ذریعہ نجات ہے۔ (ع،س)

(34)......بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

قبر پر نماز جنازہ ادا کرنا

(١٤٩٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَامِرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَيْلًا، فَقَالَ: ((مَتَى

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے، میت کو ابھی

(١٤٩٨) أخرجه البخاري: ١٣٢١، و مسلم: ٩٥٤

دُفِنَ هَـذَا؟)) قَـالُـوا: الْبَارِحَةَ، قَالَ: ((أَفَلا آذَنْتُـمُـونِي؟)) قَالُوا: دَفَنَّاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ، فَكَـرِهْـنَا أَنْ نُوقِظَكَ، فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنَا فِيهِمْ، فَصَلَّى عَلَيْهِ۔

رات ہی دفنایا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اس میت کو کب دفن کیا گیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: گزشتہ رات۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے کیوں نہیں اطلاع دی؟'' لوگوں نے عرض کیا: ہم نے اندھیری رات میں اس میت کو دفن کیا اس لیے ہم نے آپ کو جگانا مناسب خیال نہیں کیا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنالیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بھی انہیں میں تھا، نماز جنازہ میں شرکت کی۔

شرح: صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں: آپ ﷺ قبر کے پاس گئے اور قبر پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھی، صحابہ کرام نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ''بلاشبہ یہ قبریں مردوں کے لیے اندھیرے اور تاریکی سے بھری ہوئی ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کو روشن فرمادیتے ہیں میرے جنازہ پڑھنے کی وجہ سے۔'' (صحیح بخاری: ٤٥٨، صحیح مسلم: ٩٥٦)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے اکثر اہل علم قبر پر نماز جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، آئمہ میں سے جواز کے قائل ابن مبارک، امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ ہیں۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں، امام مالک رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

جواز کے قائلین کے مابین پھر یہ بحث ہے کہ کتنی مدت تک قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے؟ امام احمد اور اسحاق وغیرہ رحمہم اللہ ایک ماہ تک قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کے قائل ہیں کیونکہ جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب ام سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو نبی ﷺ مدینہ منورہ میں حاضر نہ تھے جب آپ تشریف لائے تو ان کی قبر پر نماز جنازہ ادا فرمائی اور ان کی تدفین کو ایک ماہ گزر چکا تھا۔ (مرسل، سنن بیہقی: ٤/ ٤٨)

عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث متصل بھی بیان کی گئی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک قبر پر تین روز گزر جانے کے بعد نماز جنازہ ادا کی۔ (سنن بیہقی: ٤/ ٤٧)

مروی ہے کہ آپ ﷺ نے احد کے شہداء پر آٹھ سال کے بعد نماز جنازہ پڑھی۔

(صحیح بخاری: ٤٠٤٢، صحیح مسلم: ٢٢٩٦)

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رات کو دفن کرنا جائز اور درست ہے مکروہ نہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے قبرستان میں (رات کے وقت) آگ جلتی دیکھی تو تحقیق حال کے لیے آئے، دیکھا تو رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں: ''مجھے نعش پکڑاؤ۔'' (ضعیف، ابوداود: ٣١٦٤)

(١٤٩٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ أَسْوَدَ رَجُلا أَوِ امْرَأَةً كَانَ يَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ، فَمَاتَ، وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ، فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: ((مَا فَعَلَ ذَاكَ الإِنْسَانُ؟)) قَالُوا: مَاتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَفَلا آذَنْتُمُونِي)) فَقَالُوا: إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَحَقَّرُوا شَأْنَهُ، قَالَ: ((فَدُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ۔)) فَأَتَى قَبْرَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کالے رنگ کا ایک مرد یا خاتون جو مسجد میں خدمت کیا کرتا تھا ان کی وفات ہوگئی، لیکن نبی کریم ﷺ کو ان کی وفات کی خبر کسی نے نہیں دی، ایک دن آپ نے خود یاد فرمایا کہ: ''وہ شخص دکھائی نہیں دیتا۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا تو انتقال ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تم نے مجھے خبر کیوں نہیں کی؟۔'' صحابہ نے وجہ بیان کی گویا لوگوں نے اس کے معاملے کو معمولی جان کر قابل توجہ نہیں سمجھا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو! مجھے اس کی قبر بتادو۔'' چنانچہ آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

تشریح: صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں: پھر آپ ﷺ نے اس خاتون پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ''بلاشبہ یہ قبریں مُردوں کے لیے تاریکی سے پُر ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو میرے جنازہ پڑھنے کی وجہ سے روشن فرما دیتے ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی مسلمان مرد یا عورت کا جنازہ قبر پر دفن کرنے کے بعد بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ بعض نے اسے نبی ﷺ کے ساتھ خاص بتلایا ہے مگر یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میت جس شہر میں موجود ہو اس کو سامنے رکھ کر ہی جنازہ پڑھا جائے گا بخلاف اس میت کے جو دور دراز ہو، وہاں غائبانہ نماز جنازہ بغیر نعش کی موجودگی کے پڑھا جائے گا۔

(١٤٩٩) أخرجه البخاري: ١٣٣٧، و مسلم: ٩٥٦

(35)......بَابُ الشَّهِيدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يُغْسَلُ وَلَا يُصَلَّى عَلَيْهِ

شہید کو نہ غسل دیا جائے اور نہ اس کی نماز جنازہ ہی پڑھی جائے

(١٥٠٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ......

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: ((أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ، فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ)) وَقَالَ: ((أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُغْسَلُوا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شُہداء میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے سے ڈھانپ دیتے تھے، پھر فرماتے: ”ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد ہے؟“ جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو لحد میں اسے آگے رکھتے اور فرماتے: ”میں ان کے حق میں قیامت والے دن گواہ ہوں۔“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے خون میں غلطاں ہی دفن کرنے کا حکم دیا، نہ ان کا جنازہ پڑھا اور نہ انہیں غسل ہی دیا گیا۔

تشریح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے شہیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ان سے لوہا (ہتھیار، زرہ، ڈھال وغیرہ) اور چمڑا (ملبوسات) اتار دیے جائیں اور انہیں خون سمیت ان کے کپڑوں ہی میں دفن کر دیا جائے۔ (ضعیف، ابوداود: ٣١٣٤، ابن ماجه: ١٥١٥)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: شہداء کے بارے میں یہ سنت طریقہ ہے کہ دفن کرتے وقت ان سے پوستین اور چمڑے کے ملبوسات، موزے اور اسلحہ وغیرہ اتار لیا جائے اور پہنے ہوئے کپڑوں (جنگی لباس) ہی میں دفن کر دیا جائے۔ علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ کفار سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کرنے والے کو غسل نہیں دیا جائے گا۔

شہیدِ معرکہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں پڑھی جائے گی؟ اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہل مدینہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کے قائل ہیں۔ ایک جماعت کا خیال ہے کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کیونکہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی تھی۔

(صحیح، ابن ماجه: ١٥١٣)

(١٥٠٠) أخرجه البخاري: ٤٠٧٩

فائدہ: ابن ماجہ کی پوری حدیث یوں ہے: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ بِهِمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلَ يُصَلِّي عَلَى عَشَرَةٍ عَشَرَةٍ وَحَمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ يُرْفَعُونَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوعٌ۔ ......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ شہدائے احد کو احد والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس دس افراد کی نماز جنازہ پڑھتے گئے، لیکن سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی حالت پر پڑی رہی، (یعنی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو ہر نمازِ جنازہ میں شریک کیا جاتا تھا)۔ (م،م)

اس موقف کے قائل، امام ثوری رحمہ اللہ، اہل الرائے اور امام اسحاق رحمہ اللہ ہیں۔

شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کے قائلین سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھے جانے کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کی گئی جیسا کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہداء پر آٹھ سال بعد دعائے مغفرت فرمائی گویا آپ اپنی امت کے زندوں اور فوت شدگان کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ (صحیح بخاری: ١٣٤٤)

فائدہ: شہیدِ معرکہ کی نماز جنازہ کے بارے میں علمائے کرام کی دو آراء ہیں۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شہید معرکہ کی نمازِ جنازہ میں صحیح بات یہی ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے کیونکہ اس بارے میں دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ دلائل ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: شہید معرکہ کی نماز جنازہ پڑھنا واجب تو نہیں البتہ افضل ہے کیونکہ جنازہ دعا اور عبادت ہے۔ (احکام الجنائز: ١٥٦)۔ محدث کبیر مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ طویل بحث کے بعد تحریر کرتے ہیں: قلت الظاهر عندي ان الصلوة على الشهيد ليست بواجبة فيجوز ان يصلي ويجوز تركها والله اعلم ۔ ''میرے نزدیک شہید پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ پڑھنا ہر دو امور جائز ہیں، واللہ اعلم۔ (تحفۃ الاحوذی) (ع،س)

اگر کوئی مجاہد میدان کارزار میں سخت زخمی ہو جائے لیکن شہید نہ ہو، اسے وہاں سے منتقل کیا جائے، منتقل کرتے وقت اس میں زندگی کی رمق موجود تھی بعد ازاں اس نے وفات پائی تو کیا اسے غسل دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ علمائے کرام کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ اس کا حکم شہید معرکہ جیسا نہیں بلکہ اسے غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی، اس موقف کے سرخیل امام مالک رحمہ اللہ ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک قبر میں بہت سارے افراد کو دفن کیا جا سکتا ہے اور قبلہ کی طرف پہلے اس میت کو رکھا جائے جو سب سے افضل ہو۔

سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد والے دن فرمایا: ''قبر کھودو اور کشادہ کھودو اور اچھی طرح کھودو۔'' یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ''گہری کھودو اور اچھی طرح کھودو اور دو دو، تین تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کر دو اور جس نے قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا سے آگے رکھو۔'' (صحیح، ابوداود: ٣٢١٥، ترمذی: ١٧١٣، نسائی: ٢٠١٠)

سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے والد محترم کو دو آدمیوں سے پہلے قبر میں رکھا گیا۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جب نعشیں نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے رکھیں جائیں تو سب سے افضل شخص کے جنازے کو امام کے قریب رکھا جائے۔ جناب عمار مولیٰ حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ (ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا) اور ان کے بیٹے زید بن عمر رحمہ اللہ کے جنازے کے موقع پر موجود تھا، بچے کی نعش کو امام کے قریب رکھا گیا، حاضرین میں سیدنا ابن عباس، ابو سعید خدری، ابو قتادہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین موجود تھے۔ ان سب حضرات نے کہا: یہ سنت ہے۔ (صحیح، ابو داود: ٣١٩٣، نسائی: ١٩٧٧))

سیدنا عثمان اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ مرد حضرات کی چارپائیاں امام کے قریب اور خواتین کی چارپائیاں قبلہ کی طرف رکھ کر نماز جنازہ ادا کرتے۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کفن کم ہوں تو ایک کفن میں بہت سارے افراد کو کفنایا جا سکتا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ اُحد والے دن سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی تو آپ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی مثلہ شدہ نعش کو دیکھ کر فرمایا: ''اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ صفیہ (حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن) کے قلب و ذہن سے اس صدمے کے اثرات ختم نہ ہوں گے تو میں (چچا حمزہ رضی اللہ عنہ) کی نعش کو یونہی بلا کفن و دفن پڑا رہنے دیتا حتی کہ ان کے جسم کو مردار خور جانور کھا جاتے اور قیامت والے دن یہ ان کے پیٹوں سے اٹھتے۔'' جنگ احد والے دن کفن کم پڑ گئے جبکہ شہداء کی تعداد بہت زیادہ تھی، ایک آدمی، دو آدمی، تین آدمی ایک قبر اور کفن میں دفنائے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق پوچھتے کہ قرآن زیادہ پڑھا ہوا کون ہے؟ جو زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہوتا اسے قبلہ کی طرف سب سے آگے رکھ دیا جاتا۔ آپ نے ان کی تدفین فرمائی اور نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔

(حسن، ابو داود: ٣١٣٦، ترمذی: ١٠١٦)

جو شخص بے دردی اور ظلم و ستم سے قتل کر دیا جائے لیکن وہ شہید معرکہ نہ ہو تو اسے غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اگرچہ اجر و ثواب کے لحاظ سے وہ درجۂ شہادت ہی پر فائز ہے کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا، کفن پہنایا گیا اور نماز جنازہ ادا کی گئی جبکہ آپ ظلماً شہید کیے گئے تھے۔

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کے راستے میں مارے جانے کے علاوہ بھی شہادت کی سات صورتیں ہیں، طاعون سے مرجانے والا شہید ہے، غرق ہو کر مرنے والا شہید ہے، اندرونی پھوڑے (کینسر وسرطان وغیرہ) سے مرجانے والا شہید ہے، پیٹ کی تکلیف سے مرجانے والا شہید ہے، آگ میں جل کر مرجانے والا شہید ہے اور زچگی کے دوران میں مرجانے والی عورت بھی شہید ہے۔''

(صحیح بخاری: ٢٨٢٩، صحیح مسلم: ١٩١٤)

یعنی ایسی عورت جس کے پیٹ میں بچہ موجود ہو اور وہ فوت ہو جائے۔ بعض نے کہا: ایسی عورت مراد ہے جو کنوارے پن میں فوت ہو جائے اور اسے کسی غیر مرد نے مس تک نہ کیا ہو، نہایت پاکیزہ اور پاکدامن ہو۔ یہ لوگ آخرت میں اجر وثواب کے اعتبار سے شہداء کے درجے پر فائز ہوں گے۔ البتہ ان حضرات کو غسل دینا اور نماز جنازہ پڑھنا مسلم معاشرے کی ذمہ داری ہے جو ادا کی جائے گی۔

شرعی حد لگنے سے فوت ہونے والے شخص کو بھی غسل دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی۔ اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اہل قبلہ میں سے کسی آدمی پر نماز جنازہ پڑھنا ترک نہیں کیا جائے گا خواہ نیک ہو یا بد۔ امام صاحب کے شاگردوں نے تارک نماز کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اکثر شاگرد تو اس بات کے قائل ہیں کہ ایسے آدمی پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ امام زہری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: بطور قصاص مرنے والے آدمی کا جنازہ پڑھا جائے گا لیکن حد زنا لگنے سے رجم ہونے والے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: جس آدمی کو امام بطور حد قتل کروائے تو مناسب یہی ہے کہ بڑا امام بذات خود اس کا جنازہ نہ پڑھائے بلکہ کوئی دوسرا شخص اس کا جنازہ پڑھا دے اس لیے کہ سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ نہ پڑھی تھی اور نہ دوسروں کو پڑھنے سے روکا تھا۔

(حسن صحیح، ابوداود: ۳۱۸۶)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ رجم شدہ شخص کا جنازہ پڑھا جائے گا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں تعریفی کلمات فرمائے اور اس کا جنازہ پڑھا۔ (صحیح بخاری: ۶۸۲۰، صحیح مسلم: ۶۸۲۰)

فائدہ: سنن نسائی میں مذکورہ الفاظ ((صَلّٰی عَلَیْهِ)) نہیں، بلکہ ((لَمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ۔)) ہیں "لیکن اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔" مگر دیگر روایات میں ہے کہ آپ نے جنازہ پڑھا (صحیح بخاری: ۶۸۲۰)۔ دراصل اس وقت نہیں پڑھا تھا دوسرے دن پڑھا تھا جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابوقرہ کی سنن کے حوالے سے ذکر کیا ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (فتح الباری: ۱۲/۱۳۱، ۶۸۲۰) معلوم ہوا کہ اس قسم کے شخص کا جنازہ پڑھا جائے گا مگر اہتمام کے ساتھ نہیں بلکہ چند لوگوں کے ساتھ پڑھا جائے تاکہ مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو اور میت جنازے سے محروم بھی نہ رہے۔ (ع،س)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: ڈاکو قتل کیے جائیں خواہ سولی پر لٹکائے جائیں ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ اسی طرح مسلم حکومت کے باغی افراد کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے تاکہ وہ دوسروں کے لیے عبرت رہے اور مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو جبکہ اکثر علماء کا خیال ہے کہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔

محکمہ عدل وانصاف کے کسی آدمی کو اگر ظلماً مار دیا جائے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ اس کی بابت دو قول ہیں، ایک

یہ کہ ایسے شخص کا حکم شہیدِ معرکہ جیسا ہے کہ نہ غسل دیا جائے گا اور نہ اس کا جنازہ ہی پڑھا جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی کیونکہ وہ مسلمان مقتول کی حیثیت رکھتا ہے۔

جناب شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ہاشم بن عتبہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی، انہوں نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی چارپائی کو امام کے قریب رکھا تھا اور ہاشم کی چارپائی کو قبلہ کی جانب جبکہ دفن کرتے وقت سیدنا عمار کو قبلہ کی طرف رکھا گیا اور ہاشم بن عتبہ کو ان سے پیچھے (ان دونوں بزرگوں کو خارجیوں کے گروہ نے ظلماً شہید کیا تھا۔)

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مردار خور پرندے نے جنگ جمل کے واقعہ میں ایک ہاتھ مکہ میں گرایا، لوگوں نے انگوٹھی کی وجہ سے اسے پہچان لیا کہ یہ انسانی ہاتھ ہے تو انہوں نے ہاتھ کو غسل دیا اور جنازہ پڑھا۔

کیا خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: امام (حاکم وقت یا شہر کی بڑی یا مرکزی مسجد کا امام) ایسے شخص کا جنازہ نہ پڑھے کوئی اور شخص جنازہ پڑھا دے۔

فائدہ: یعنی بلند مرتبہ لوگ جنازہ نہ پڑھائیں اور نہ اہتمام ہی کیا جائے بلکہ چند لوگ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں جنازے کے بغیر نہ دفن کیا جائے کیونکہ خودکشی گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں ہے۔ (ع،س)

جنازہ نہ پڑھنے والے حضرات کی دلیل سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ ایک شخص نے خودکشی کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔ (صحیح مسلم: ۹۷۸)

اسحاق حنظلی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ اس لیے نہیں پڑھا تھا تاکہ لوگ اس قسم کے جرائم سے باز آ جائیں نیز ایسے مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو۔

بچہ جب پیدائش کے وقت روئے تو اس کے فوت ہونے پر اس کا جنازہ پڑھا جائے گا البتہ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ ناتمام بچے کی نماز جنازہ ادا کی جائے یا نہ؟ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ ایسے بچے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ اس موقف کے قائلین سیدنا جابر بن عبداللہ، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نیز امام زہری، ثوری، اوزاعی، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ اور اہل الرائے ہے۔

بعض راویوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بچے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے تاآنکہ وہ روئے۔'' (صحیح، ترمذی: ۱۰۳۲، نسائی: ۱۹۴۲، ابن ماجہ: ۱۵۰۸)

لیکن صحیح بات اس جملے کا موقوف ہونا ہے۔

اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ ناتمام بچے کا جنازہ پڑھا جائے، سیدنا ابن عمر، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما امام ابن

سیرین، ابن وہب، امام احمد اور اسحاق وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اس بات کے قائل ہیں اور ان کی دلیل سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ناتمام بچے کی نماز جنازہ ادا کی جائے اور اس کے والدین کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔'' (صحیح، مسند احمد: ۱۸۱۹۸)

امام اسحاق رحمہ اللہ نے کہا: وراثت کے لیے بچے کا رونا شرط ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو، مردہ پیدا ہونے والا بچہ وارث نہیں ہوگا، باقی رہا نماز جنازہ تو وہ پڑھا جائے گا کیونکہ وہ ایک انسانی روح ہے جس کے ذمے شقاوت وبدبختی اور سعادت وخوش بختی لکھی گئی ہے۔

(36)......بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ وَانْتِظَارِ دَفْنِهِ

جنازہ پڑھنے اور دفن تک انتظار کرنے کی فضیلت

(۱۵۰۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَنْجُوفِيُّ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الْحَسَنِ، وَمُحَمَّدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنِ اتَّبَعَ جِنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا، وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ، كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ایمان کی حالت میں اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے جائے اور جنازہ پڑھنے اور دفن سے فراغت تک ساتھ رہے تو ایسا شخص دو قیراط ثواب لے کر لوٹتا ہے، ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے اور جو صرف جنازہ پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ آئے تو ایسا آدمی ایک قیراط کے ساتھ واپس لوٹتا ہے۔

تشریح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو آدمی جنازے کے ساتھ جائے اور اسے تین مرتبہ کندھا دے تو اس نے میت کا حق ادا کر دیا۔'' (ضعیف، ترمذی: ۱۰۴۱) یہ روایت ضعیف ہے کہ اس میں ابومہزم ضعیف ہے اور بعض راویوں نے اسے موقوف بھی بیان کیا ہے۔

(۱۵۰۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ

(۱۵۰۱) أخرجه البخاري: ۴۷، ۱۳۲۵، و مسلم: ۹۴۵

(۱۵۰۲) أخرجه البخاري: ۱۳۲۳، و مسلم: ۹۴۵

الـرَّيَّـانِـيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَـالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ، فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ يَتْبَعُهَا حَتَّى يُقْضَى دَفْنُهَـا، فَـلَـهُ قِيـرَاطَـان، أَصْـغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُـدٍ۔)) فَـذُكِرَ ذٰلِكَ لابْنِ عُمَرَ، فَتَعَاظَمَهُ، فَـأَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها يَسْـأَلُهَـا، فَقَالَتْ: صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی کی نماز جنازہ پڑھی اسے ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو شخص دفن سے فراغت تک ساتھ رہے اسے دو قیراط ثواب ملے گا، ان دو قیراطوں میں سے چھوٹا قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔'' قیراط کی مذکورہ بالا وضاحت کا ذکر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ہوا تو انہوں نے بہت بڑا خیال کیا (یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ بیان کرتے ہیں) پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس مسئلہ کی وضاحت طلب کی گئی تو انہوں نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں، اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تو ہم نے بہت سے قیراطوں کا نقصان اُٹھایا ہے۔

(١٥٠٣)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو بَـكْـرٍ مُـحَـمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْـحَـارِثِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْـنُ عَبْـدِ الـلّٰـهِ الْـخَلالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي عِيسَى الأُسْوَارِيِّ......

عَـنْ أَبِـي سَـعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((عُودُوا الْمَرْضَى، وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ تُذَكِّرْكُمُ الآخِرَةَ۔))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیمار پُرسی کیا کرو اور جنازوں کے ساتھ جایا کرو، اس سے تمہیں آخرت یاد آئے گی۔''

(37)......بَابُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ

جس کا جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھے

(١٥٠٤)۔ أَخْبَـرَنَـا الإِمَـامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ

(١٥٠٣) اسناده صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١١٤٤٥

(١٥٠٤) أخرجه مسلم: ٩٤٧

مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الدَّارَابَجِرْدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَابِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيعِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ يَكْمُلُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَتَشَفَّعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ.))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس پر لوگوں کی ایک جماعت جنازہ پڑھے جس کی تعداد سو تک پہنچتی ہو، وہ سب مرنے والے کے لیے سفارش کریں تو اللہ ان کی سفارش قبول فرما لیتا ہے۔“

(١٥٠٥)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ، فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ.))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جو مسلمان وفات پا جائے اور اس کے جنازے میں چالیس ایسے افراد شریک ہوں جو شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ ان کی سفارش قبول فرما لیتا ہے۔“

تشریح جناب مرثد بن عبداللہ یزنی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب کسی جنازے کے شرکاء کو کم محسوس کرتے تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے، پھر کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مسلمان وفات پا جائے اور اس کا جنازہ مسلمانوں کی تین صفیں ادا کریں تو اس کے لیے (مغفرت یا جنت) واجب ہو جاتی ہے۔“ (ضعیف، ابوداود: ٣١٦٦، ترمذی: ١٠٢٨، ابن ماجہ: ١٤٩٠، لیکن اس موضوع پر موقوف روایت حسن)

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم بعض حضرات نے سیدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کے اثر کو حسن قرار دے کر اس مسئلے کا اثبات کیا ہے۔ (ع،س)

کم از کم کتنے افراد کسی شخص کا جنازہ پڑھنے میں شریک ہوں تو فرض کفایہ کی ادائیگی ساقط ہو جاتی ہے؟ بعض نے کہا: ایک آدمی پڑھ لے تو کافی ہے۔ بعض نے کہا: دو افراد کی ادائیگی کافی ہے۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ تین اشخاص اگر

(١٥٠٥) أخرجه مسلم: ٩٤٨

کسی کا جنازہ پڑھ دیں تو مسلم معاشرے کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا جنازہ ان کے گھر ہی پڑھایا تھا۔ وہ اس طرح کہ آپ ﷺ نے امامت کرائی، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پیچھے کھڑے ہوگئے اور ام سُلیم رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے پیچھے کھڑی ہوگئیں، کوئی اور شریک جنازہ نہیں تھا۔ (صحیح، مسند احمد؛ ۱۳۲۶۹)

(38)......بَابُ الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ
فوت ہونے والے کی تعریف

(۱۵۰۶)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ......

عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ، وَهُمْ يَمُوتُونَ مَوْتًا ذَرِيعًا، فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ، فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى، فَأُثْنِيَ خَيْرًا، فَقَالَ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ، فَأُثْنِيَ شَرًّا، فَقَالَ: وَجَبَتْ، فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔)) قُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: ((وَثَلَاثَةٌ)) قُلْتُ: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: ((وَاثْنَانِ)) ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ۔

جناب ابو الاسود دؤلی بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ ان دنوں وہاں ایک بیماری پھیل رہی تھی اور لوگ بڑی تیزی سے فوت ہو رہے تھے۔ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا، لوگ اس میت کی تعریف کرنے لگے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، لوگ اس کی بھی تعریف کرنے لگے، اس مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی کہا کہ واجب ہوگئی، پھر تیسرا جنازہ نکلا، لوگ اس کی برائی کرنے لگے، اس مرتبہ بھی آپ نے یہی کہا کہ واجب ہوگئی، میں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ نے کہا: میں نے اس وقت وہی کہا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کے حق میں میں چار افراد اچھائی کی گواہی دے دیں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔'' ہم نے کہا: اور اگر تین گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا: ''تین پر بھی۔'' پھر ہم نے پوچھا: اگر دو مسلمان گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا: ''دو پر بھی۔'' پھر ہم نے ایک مسلمان کی گواہی کے بارے میں نہیں پوچھا۔

(۱۵۰۶) أخرجه البخاري: ۲٦٤۳

شرح اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ گواہی کی طرح کسی کے حق میں تذکیہ وتصدیق اور تعریف وتعدیل کے لیے بھی دو آدمیوں کی رائے کا ہونا ضروری ہے۔

(١٥٠٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَجَبَتْ)) ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى، فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: ((هَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا، فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا، فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الأَرْضِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو کچھ لوگوں نے اس کے حق میں توصیفی کلمات کہے تو آپ نے فرمایا: ''واجب ہوئی۔'' پھر لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس کے بارے میں بری رائے ظاہر کی۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا چیز واجب ہوگئی؟ تو آپ نے فرمایا: ''پہلے (جنازے) کی تم نے تعریف کی تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور دوسرے کی تم نے برائی بیان کی تو اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی، تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔''

(١٥٠٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَثْنُوا عَلَيْهِ)) فَقَالُوا: كَانَ مَا عَلِمْنَا، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَأَثْنَوْا عَلَيْهِ خَيْرًا، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)) قَالَ: ثُمَّ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ، فَقَالَ: ((أَثْنُوا عَلَيْهِ)) فَقَالُوا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی تعریف کی اور کہا: ہماری معلومات کی حد تک یہ شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا تھا اور اس کی مزید تعریف کی تو آپ نے فرمایا: ''واجب ہوئی۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا:

(١٥٠٧) أخرجه البخاري: ١٣٦٧، و مسلم: ٩٤٩

(١٥٠٨) أخرجه البخاري: ٢٦٤٢، و مسلم: ٩٤٩

بِئْسَ الْمَرْءُ كَانَ فِي دِينِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ۔))

پھر ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی بیان کی اور کہا: اللہ عز وجل کے دین کے اعتبار سے نہایت برا آدمی تھا۔ تو آپ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی، تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔''

(۱۵۰۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے اعمال کی جزا وسزا کی طرف پہنچ چکے ہیں۔''

شرح سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے فوت شدگان کی خوبیاں بیان کیا کرو اور برائیاں بیان کرنے سے اجتناب برتا کرو۔'' (ضعیف، ابوداود: ۴۹۰۰، ترمذی: ۱۰۱۹)

(39)...... بَابُ اللَّحْدِ

لحد (بغلی قبر) کا بیان

لحد (بغلی قبر) کو لحد اس لیے کہتے ہیں کہ وہ درمیان سے ہٹی ہوئی ہوتی ہے اور لَحَدَ کا معنی بھی سیدھے راستے سے ہٹنا ہے۔ اگر قبر صندوقی ہو یعنی ایک بڑا سا گھڑا کھود کر اس میں میت رکھی جائے تو اس کو ''ضریح'' کہتے ہیں۔

(۱۵۱۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَلْحَدُ، وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ، فَقَالُوا: أَيُّهُمَا جَاءَ أَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهُ، فَجَاءَ الَّذِي يَلْحَدُ، فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جناب ہشام بن عروہ اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں اس وقت مدینے میں دو قسم کی قبریں کھودنے والے آدمی تھے۔ لحد والی قبر اور ایک آدمی سیدھی (شق والی) قبر بنایا کرتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: (دونوں کو بلا بھیجتے ہیں) جو پہلے آ گیا، وہ اپنے طریقے پر قبر تیار کر دے گا۔ چنانچہ لحد

(۱۵۰۹) أخرجه البخاري: ۱۳۹۳، ۶۵۱۶

(۱۵۱۰) حسن ...... أخرجه ابن ماجه: ۱۵۵۸ عن عائشة

بنانے والا پہلے آ گیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بغلی قبر تیار کروائی۔

شرح: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مکہ والوں کے لیے صندوقی (شق والی) قبر بناتے تھے اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ والوں کے لیے بغلی قبر بناتے تھے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آدمیوں کو بلایا اور پھر ایک سے کہا: آپ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں اور دوسرے سے کہا کہ تم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہا: اے اللہ! اپنے رسول ﷺ کے لیے بہتر صورت مہیا فرما۔ جو شخص سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف گیا تھا اسے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مل گئے (چنانچہ وہ قبر تیار کرنے کے لیے آئے) اور انہوں نے بغلی قبر تیار کی۔

(صحیح، ابن ماجه: ١٦٢٨)

(١٥١١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ بَكْرٍ الْغَمْرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَخِي عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَالِكِيُّ، بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الصُّوفِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی قبر دوسروں کے لیے ہے۔''

(١٥١٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُثْمَانَ، عَنْ زَاذَانَ......

عَنْ جَرِيرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا۔))

سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی قبر دوسروں کے لیے ہے۔''

شرح: سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں وصیت کی: میرے لیے بغلی قبر بنانا اور پھر اینٹیں لگا دینا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔ (صحیح مسلم: ٩٦٦)

(١٥١١) صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٣٢٠٨، والترمذي: ١٠٤٥، والنسائي: ٢٠٠٨، وابن ماجه: ١٥٥٤

(١٥١٢) حسن بطرقه ...... أخرجه أحمد في المسند: ١٩١٥٨

میت کے نیچے قبر میں کفن کے علاوہ الگ کپڑا رکھا جائے یا نہیں؟ اس بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اہل علم چادر وغیرہ بچھانے کو ناپسند جانتے ہیں اور کچھ ناپسند نہیں کرتے کیونکہ صحیح سند سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا تو آپ کے نیچے سرخ رنگ کی ایک چادر بچھائی گئی۔

(صحیح مسلم: ٩٦٧)

جناب جعفر بن محمد اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد کھودی تھی وہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے اور قبر میں آپ کے نیچے سرخ چادر بچھانے والے آپ کے آزاد کردہ غلام شقران تھے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ میت کے نیچے زائد کپڑا بچھانے کو ناپسند سمجھتے تھے۔ آپ کے ناپسند جاننے سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ قبر کے نیچے چادر بطور بستر نہیں بچھائی گئی۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں رکھا گیا تو شقران نے بغیر صحابہ کے مشورے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کے نیچے چادر بچھا دی۔ وہ چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیب تن فرمایا کرتے تھے اور بطور بچھونا بھی استعمال فرماتے تھے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! جس چادر کو آپ نے استعمال فرمایا، آپ کے بعد اسے کوئی اور استعمال نہیں کرے گا۔ (ضعیف، سنن بیہقی: ۳/ ۴۰۸) (لیکن جامع ترمذی: ۱۰۴۷) کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی شقران نے قبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے چادر بچھائی تھی۔ م،م)

آپ کے آزاد کردہ غلام کا نام ''صالح'' تھا اور شقران ان کا لقب تھا۔

فائدہ: کیا قبر میں میت کے نیچے چادر یا چٹائی وغیرہ بچھانا درست ہے؟

امام نووی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سیدنا شقران رضی اللہ عنہ نے یہ چادر قبر میں بچھائی اور اس کے بارے میں کہا: كَرِهْتُ اَنْ يَّلْبَسَهَا اَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ۔...... میں نے یہ بات ناپسند کی کہ کوئی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ چادر پہنے (اس لیے میں نے اس کو قبر میں بچھا دیا)۔ (بیہقی: ۳/ ۴۰۸) امام شافعی رحمہ اللہ اور ہمارے تمام اصحاب اور دوسرے اہل علم نے یہی وضاحت کی ہے کہ قبر میں میت کے نیچے کوئی چادر، گدا اور تکیہ وغیرہ رکھنا مکروہ ہے، البتہ ہمارے اصحاب میں سے امام بغوی نے اپنی کتاب ''التھذیب'' میں ایک شاذ رائے دیتے ہوئے کہا: اس حدیث کی روشنی میں ایسا عمل کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن درست بات یہی ہے کہ ایسی چادر بچھانا مکروہ ہے، جیسا کہ جمہور اہل علم کا خیال ہے، اِن اہل علم نے اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے کہا: یہ سیدنا شقران رضی اللہ عنہ کا فعل ہے اور انھوں نے ناپسند کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو چادر بچھایا اور پہنا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی آدمی وہ چادر زیبِ تن کرے، اس صحابی کا ضمیر اس بات پر راضی نہیں ہو سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس چادر کو پہنا جائے، جبکہ دوسرے صحابہ نے اُن کی مخالفت بھی کی ہے، جیسا امام بیہقی (۳/ ۴۰۸) نے روایت کیا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

نے کہا: یہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے کہ قبر میں میت کے نیچے کوئی کپڑا رکھا جائے۔ واللہ اعلم۔ (شرح مسلم: ۷/ ۳٤)

نبی کریم ﷺ نے اپنے عہدِ مبارک میں قبر میں کوئی کپڑا اور چٹائی وغیرہ بچھانے کا اہتمام نہیں کیا، لہٰذا اسی فعلی سنت کا پابند رہنا چاہیے۔ (م،م)

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی اہل کتاب خاتون کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرایا جس کے پیٹ میں مسلمان کا بچہ تھا۔

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک نصرانی عورت کو جس کے پیٹ میں مسلمان بچہ تھا ایسے گورستان میں دفن کیا گیا جو مسلمانوں کا تھا نہ عیسائیوں کا۔

ضرورت پڑنے پر کافروں کی قبریں اُکھاڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلاشبہ زندگی میں جن کے خون کی کوئی حرمت نہیں مرنے کے بعد ان کی ہڈیوں کا بھی کوئی تقدس واحترام نہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس مقام پر مسجد نبوی بنائی گئی وہاں کچھ مشرک لوگوں کی قبریں تھیں جنہیں اکھاڑ دیا گیا تھا۔ (صحیح بخاری: ٤٢٨، صحیح مسلم: ٥٢٤)

نبی اکرم ﷺ نے ابورغال کی قبر کو اکھاڑ دینے کا حکم فرمایا تھا جو طائف کے راستے میں پڑتی تھی۔ مذکور ہے کہ اس کے ہمراہ سونے کی ایک شاخ دفن کی گئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس حکم کی بجا آوری کی اور سونے کی شاخ کو نکال لیا۔ ابورغال قوم عاد کا ایک فرد تھا۔ جب یہ لوگ حرم مکہ کی حدود سے نکلے تو اللہ کے عذاب نے انہیں آ دبوچا۔ یہ بھی اپنی قوم کے ساتھ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا۔ ابورغال کی قبر سے نکالی گئی سونے کی شاخ کا حکم جاہلیت کے دفینے کا ہے۔

نبی ﷺ نے بنونجار سے مسجد نبوی کے لیے زمین کا ٹکڑا قیمتاً خریدا تھا۔ اس جگہ ان کی کچھ قبریں بھی تھیں۔ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین میں دفن ہو اور وہ رقبہ تاحال میت کے ورثاء کے قبضہ اور ملکیت ہی میں ہو تو اس قطعۂ ارض کو خرید کر کام میں لایا جائے گا بغیر معاوضہ دیے اس کو مصرف میں نہیں لایا جاسکتا، کفن کا معاملہ بھی اسی صورتِ حال پر قیاس کیا جائے گا۔ ایسی جگہ میں دفن مُردوں کے کفن اتارنے والا شخص چور سمجھا جائے گا، کیونکہ وہ میت کے اولیاء اور ورثاء کی ملکیت اور محفوظ مقام میں سے چوری کرنے کا مرتکب ہوا ہے۔

مسلمانوں کی قبروں کو بلاشدید ضرورت کے اُکھاڑنا جائز نہیں۔ مسلمانوں کی قبروں کا پوری طرح تقدس واحترام ملحوظ رکھنا چاہیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کی ہڈی کو توڑنا بھی زندہ مسلمان کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔“ (صحیح، ابوداود: ۳۲۰۷، ابن ماجہ: ۱۶۱۶) اگر ضرورت تقاضا کرے تو اکھاڑنا جائز ہے۔ اس کی دلیل سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد محترم کے ساتھ ایک شخص کو دفن کیا گیا تھا۔ میرے دل میں قلق اور اضطراب موجود رہا حتی کہ میں نے دفن کے چھ ماہ بعد اپنے والد محترم کی لاش کو نکال کر دوسری قبر میں دفنایا۔

(40)......بَابُ نُزُوْلِ الرَّجُلِ قَبْرَ الْمرأة

اجنبی شخص کا کسی عورت کو دفنانے کے لیے قبر میں اترنا

(١٥١٣)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ بِلَالٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ بْنِ مَنِيعٍ الْعَبْدِيُّ ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أُسَامَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ ، فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ ، ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟)) فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَانْزِلْ)) فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی ایک بیٹی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کے جنازے میں حاضر تھے۔ رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے کہ جو آج کی رات عورت کے پاس نہ گیا ہو۔'' اس پر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں، اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر قبر میں تم اترو۔'' چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔

تشریح: امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے کہا کہ جناب فُلیح کہتے ہیں: میرا خیال ہے (لَمْ يُقَارِف) کا معنی ہے: ''اس نے گناہ نہ کیا ہو۔''

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جناب فُلیح نے ((لَمْ يُقَارِف)) کا معنی ((لَمْ يُذْنِبْ)) ''اس نے گناہ نہ کیا ہو۔'' کیا ہے۔ ایک معنی یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی بیوی سے شب باشی نہ کی ہو، اس معنی کی دلیل خود حدیث مبارکہ میں لفظِ (الليلة) کی موجودگی ہے۔ عام طور پر زن وشو کا تعلق رات ہی کے وقت قائم ہوتا ہے۔

فائدہ: جناب فُلیح کے معنی کا مقصود بھی میاں بیوی کی قربت اور مجامعت ہی ہے وگرنہ بدکاری اور بے راہ روی کا معنیٰ ومفہوم لینا کسی طور درست نہیں ہے۔ (ع،س)

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں دلیل ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کے دفنانے کی ذمہ داری کسی دوسرے آدمی کے سپرد کر سکتا ہے خود اتر کر دفنانا کچھ ضروری نہیں اور اس شخص کو چاہیے کہ دفن کے معاملات کو بخیر وخوبی نبٹائے۔ یہ بھی ممکن

(١٥١٣) أخرجه البخاري: ١٢٨٥

ہے کہ حدیث بالا میں مذکور میت آپ کی بیٹی کی نہ ہو بلکہ نواسی کی ہو اور اسے مجازاً آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میت کو قبر میں اتارنے والے افراد قریبی رشتہ دار ہوں اور دینی سوجھ بوجھ رکھنے والے ہوں۔ مجھے پسند ہے کہ وہ افراد طاق تعداد میں ہوں، تین یا پانچ۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے والے حضرات یہ تھے: سیدنا علی، سیدنا فضل بن عباس اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین انہی مذکورہ افراد نے آپ کو قبر میں اتارا اور یہ بھی مذکور ہے کہ ان کے ساتھ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شریک ہو گئے تھے۔

جناب عبدالرحمٰن ابزی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ) کا جنازہ پڑھا تو انہوں نے چار تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا، پھر ازواج النبی سے دریافت کیا کہ انہیں قبر میں کون اتارے؟ انہوں نے جواب بھیجا کہ قبر میں وہی اشخاص اتاریں گے جن کے لیے زندگی میں ان سے پردہ نہ تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی۔

(41)......بَابُ كَيْفَ يُؤْخَذُ الْمَيِّتُ مِنْ شَفِيرِ الْقَبْرِ

قبر کی منڈیر سے میت کو کیسے پکڑا جائے

(١٥١٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا الثِّقَةُ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سُلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سر مبارک کی طرف سے قبر میں داخل کیا گیا۔

شرح **فائدہ**: میت کو قبر کی پاؤں والی جانب سے قبر میں داخل کیا جائے اور وہ اس طرح کہ میت کو سر کی جانب سے آہستہ آہستہ آگے کیا جائے اور قبر کے گڑھے میں موجود افراد ایک طرف سے پکڑتے جائیں جیسا کہ اس حدیث کے اوپر سنن بیہقی میں قائم کردہ باب سے معلوم ہوتا ہے۔ (باب من قال: یسل المیت من قبل رجل القبر) ''جس نے کہا کہ میت کو قبر کی پاؤں والی جانب سے قبر میں اتارا جائے۔'' نیز سیدنا حارث رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ انہوں نے ان کا جنازہ پڑھایا، پھر انہیں قبر کی پائینتی کی طرف سے قبر میں اتارا اور کہا: سنت طریقہ یہی ہے۔ (سنن ابی داؤد، الجنائز، حدیث: ٣٢١١۔) (ع،س)

(١٥١٤) ضعیف ...... أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٤

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ میت کو قبر کے دھانے سے کیسے پکڑا جائے؟ بعض کا خیال ہے کہ میت کو قبر کی پاؤں والی طرف رکھا جائے اور سر کی جانب سے داخل کیا جائے، امام شافعی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ جبکہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ قبلہ کی طرف سے میت کو قبر میں داخل کیا جائے، اہل الرائے یہی موقف رکھتے ہیں۔ کیونکہ مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ایک قبر میں اترے، تدفین کے لیے چراغ روشن کیا اور میت کو قبلہ کی طرف سے داخلِ قبر کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحمت کرے، تو بہت نرم دل، رونے والا تھا اور بہت قرآن کی تلاوت کرنے والا تھا۔'' (ترمذی: ۱۰۵۷) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

پہلا طریقہ کہ میت کو سرہانے کی طرف سے رکھ کر قبر میں اتارا جائے، حجاز کی سرزمین میں مشہور ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں میت کو اتارتے وقت یہ دعا پڑھتے: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔)) ''اللہ کے نام سے اور اللہ کی توفیق سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر (تمہیں دفن کرتے ہیں) ایک روایت میں: ((عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔)) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق'' کے الفاظ ہیں۔ (صحیح، ابوداود: ۳۲۱۳)

جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں ایک جنازے میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر تھا۔ جب انہوں نے میت کو لحد میں رکھا تو کہا: (بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ) ''اللہ کے نام سے، اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کی ملت پر۔'' اور جب لحد پر کچی اینٹیں لگانا شروع کی گئیں تو کہا: (اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ۔) ''اے اللہ! اسے شیطان سے اور قبر اور آگ کے عذاب سے پناہ دے۔'' اور جب قبر کی کوہان درست کی جانے لگی تو قبر کے ایک کنارے کھڑے ہو کر کہا: (اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَصَعِّدْ رُوْحَهَا، وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا۔) ''اے اللہ! اس کے پہلوؤں سے قبر کی زمین کو دور رکھ، اس کی روح کو بلند کر اور اسے اپنی خوشنودی نصیب فرما'' سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا: میں نے دریافت کیا: کیا آپ نے یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔

(ضعیف، ابن ماجہ: ۱۵۵۳)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ''جَلَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ سَعْدٍ بِثَوْبِهِ۔'' ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفناتے وقت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کو چادر سے ڈھانپ دیا تھا۔ (ضعیف، سنن بیہقی: ۴/۵۴) اس حدیث کی سند ضعیف ہے، لہٰذا اس سے مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ مروی ہے کہ ''أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ حَضَرَ جِنَازَةَ الْحَارِثِ الأَعْوَرِ، فَأَبَى أَنْ يَبْسُطُوا عَلَيْهِ ثَوْبًا، وَقَالَ: إِنَّهُ رَجُلٌ۔'' ......سیدنا عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ جناب حارث اعور کے جنازے اور دفنانے کے وقت موجود تھے۔ انہوں نے دفناتے وقت قبر پر

چادر تاننے سے منع کر دیا تھا اور کہا: یہ تو مرد کی میت ہے۔ (ضعیف، سنن بیہقی : ٤/٥٤)

سیدنا عبداللہ بن یزید صحابی ہیں اور انہیں نبی ﷺ کی رؤیت حاصل ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "إِنَّمَا يُصْنَعُ هٰذَا بِالنِّسَاءِ۔" ...... دفناتے وقت قبر پر چادر وغیرہ کا پردہ کرنا تو خواتین کے لیے ہوتا ہے۔ (ضعیف، سنن بیہقی : ٤/ ٥٤)

میت کو دائیں جانب لٹا کر پہلو قبلہ کے رخ کر دیا جائے۔

فائدہ: میت کو قبر میں لٹاتے وقت اس کا منہ قبلے کی طرف کرنا چاہیے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: چت لٹا کر صرف قبلے کی طرف منہ کر دیا جائے یا دائیں جانب لٹا کر پورا پہلو قبلہ رخ کر دیا جائے۔ بہتر ہے کہ دوسری صورت کو اختیار کیا جائے کیونکہ سونے کے وقت اسی حالت کو پسند کیا گیا ہے اور اسی حالت پر موت آنے کو فطرت کے مطابق قرار دیا گیا ہے۔ (ع،س)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیت اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! یہ کعبہ پتھر ہی تو ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا قبلہ قرار دیا ہے، اب یہ ہمارے زندہ افراد کا بھی قبلہ ہے اور فوت شدگان کا منہ بھی اسی طرف پھیرا جاتا ہے۔

(42)...... باب

(١٥١٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ......

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَثَا عَلَى الْمَيِّتِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا۔

جناب جعفر بن محمد اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک میت پر دونوں ہاتھ ملا کر تین لپیں مٹی ڈالی۔

شرح: اسی سند کے ساتھ مروی ہے کہ "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلَى قَبْرِ ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ، وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ۔" ...... آپ ﷺ نے اپنے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکریاں ڈالیں (ضعیف ومرسل، سنن بیہقی: ٣/٤١١) اور کنکریاں سیدھی اور سپاٹ (مسطح) قبر پر ہی ٹک سکتی ہیں۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے روایت کے اس حصے کو شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے: رَشَّ عَلٰى قَبْرِ إِبْنِهِ إِبْرَاهِيْمَ الْمَاءَ۔ ...... آپ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا۔ (مراسل ابوداود، صحیحہ: ٣٠٤٥) (م،م)

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر مسطح یعنی سپاٹ تھی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا تھا۔ آپ ﷺ کی قبر پر اپنی مشک

(١٥١٥) صحیح ......أخرجه ابن ماجه: ١٥٦٥

سے پانی بہانے والے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے قبر کے سرہانے کی جانب سے پانی ڈالنا شروع کیا اور پاؤں تک ڈالا، اتنا پانی بہایا کہ قبر مبارک اور حجرے کی دیوار سے گزرنا مشکل ہو گیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ مسطح (جو بہت بلند نہ ہو) قبر بنانے کا موقف رکھتے ہیں۔

جناب قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اماں جی! مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر دیکھنے دیجئے۔ انہوں نے مجھے تین قبریں (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو ساتھیوں سیدنا ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما) دکھائیں جو نہ زیادہ بلند تھیں نہ زمین کے برابر اور قبروں کے اردگرد سرخ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سب سے آگے ہے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر کا سرہانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں سے شروع ہوتا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کا سر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے پاس ہے۔

سفیان تمار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو ہان نما بنی ہوئی دیکھی جبکہ امام قاسم بن محمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مسطح (اوپر سے برابر) ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کیسی تھی اس بارے میں دو روایتیں وارد ہوئی ہیں سفیان رحمہ اللہ والی اور قاسم بن محمد رحمہ اللہ والی، دونوں روایات صحیح ہیں ان میں تطبیق یہ ہے کہ آپ کی قبر مبارک کو ہان نما بنائی گئی تھی بعد ازاں اسے تبدیل کر دیا گیا، ہوا یوں کہ ولید بن عبدالملک یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عہدِ حکومت میں جب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کی دیوار گری تو اس کی درستی کی گئی (تو اس وقت قبر کو قدیمی طرز سے بدل کر مسطح بنایا گیا) ویسے امام قاسم بن محمد رحمہ اللہ کی روایت زیادہ صحیح اور لائق اعتبار ہے اور اس مسئلہ میں ''محفوظ'' روایت کا درجہ رکھتی ہے۔

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تو ان کے سر کے پاس ایک پتھر رکھا اور فرمایا: ''تاکہ اس کے ذریعے سے میرے بھائی کی قبر پہچانی جائے اور میں اپنے گھر والوں میں سے فوت ہونے والوں کو اس کے قریب دفن کر سکوں۔'' (حسن، ابوداود: ٣٢٠٦، ابن ماجه: ١٥٦١)

قبر کو زمین سے بہت بلند کرنا ناپسندیدہ عمل ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: قبر کو صرف اتنا ہی بلند کیا جائے کہ اس کا قبر ہونا معلوم ہو تاکہ اس کے اوپر چلا اور بیٹھا نہ جائے اور یہ مقصد ایک بالشت کے برابر اونچا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ قبر پر زائد مٹی نہ ڈالی جائے (اس سے قبر بہت بلند ہو جائے گی۔)

(١٥١٦)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

(١٥١٦) أخرجه مسلم: ٩٦٩

عَنْ أَبِی الْهَيَّاجِ الأَسْدِيِّ ، قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ: أَلا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنْ لا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلا طَمَسْتَهُ، وَلا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلا سَوَّيْتَهُ۔))

جناب ابو ہیاج کہتے ہیں: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے اس کام پر مامور نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے مامور فرمایا تھا؟ وہ یہ کہ ہر تصویر مٹا دوں اور ہر اونچی قبر برابر کردوں۔

شرح: جناب خارجہ بن زید نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مَیں جوان تھا اور چھلانگ لگانے میں سب سے زیادہ ماہر وہ سمجھا جاتا جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر چھلانگ لگا کر اس پار کود جاتا۔

فائدہ: صحیح روایات میں قبر کو ایک بالشت سے بلند بنانے کی ممانعت آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہی حکم دے بھیجا تھا ((ولا قبرا مشرفا الّا سویت۔)) ''اور ہر (شرعی مقدار سے) بلند قبر کو برابر کردو۔'' (صحیح مسلم: ۹۶۹) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ((وَرُفِعَ قَبْرُهُ عَنِ الأَرْضِ قَدْرُ شِبْرٍ۔)) ''آپ ﷺ کی قبر زمین سے ایک بالشت برابر اونچی بنائی گئی۔'' (حسن، احکام الجنائز: ۱۹۵)۔ اس روایت کو شیخ صبحی خلاق نے صحیح کہا ہے۔ (التعلیق علی سبل السلام: ۳/ ۳۷۷) صحیح مسئلہ وہی ہے جو ان احادیث میں بیان ہوا ہے اور عمل صحیح احادیث پر ہی ہے۔ (ع،س)

(43)......بَابُ كَرَاهِيَّةِ تَجْصِيصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ

قبر کو چونے سیمنٹ سے بنانا اور اس پر عمارت بنانا ناجائز ہے

(۱۵۱۷)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: نَهَى عَنْ تَقْصِيصِ الْقُبُورِ ، فَقِيلَ لَهُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: ذَلِكَ أَرَادَ۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (رسول اللہ ﷺ) نے قبروں کو چونا گچ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ان سے پوچھا گیا: کیا آپ یہ مسئلہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہی میرا مقصود ہے۔

شرح: تقصیص اور تجصیص دونوں الفاظ کا معنیٰ ایک ہی ہے یعنی چونا گچ کرنا، پختہ اور سیمنٹ کے ساتھ بنانا۔

فائدہ: اس زمانے میں جو کام چونے سے لیا جاتا تھا آج کل وہ کام سیمنٹ سے لیا جاتا ہے لہٰذا سیمنٹ کا استعمال بھی قبر پر منع ہے۔ (ع،س)

(۱۵۱۷) أخرجه مسلم: ۹۷۰

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے سے منع فرمایا اور یہ کہ اس پر کچھ لکھا جائے اور اسے روندا جائے۔ (صحیح مسلم: ۹۷۰)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک خیمہ تنا ہوا دیکھا تو کہنے لگے: اے غلام! اسے اکھاڑ ڈال کہ اب ان پر ان کا عمل سایہ کرے گا۔ (صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب الجریدة علی القبر)

جناب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پوتے حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو ان کی بیوی فاطمہ بنت حسین نے ایک سال تک قبر پر خیمہ لگائے رکھا۔ آخر خیمہ اُٹھایا گیا تو لوگوں نے ایک آواز سنی ''کیا ان لوگوں نے جن کو کھویا تھا پا لیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: نہیں، بلکہ ناامید ہو کر لوٹ گئے۔'' (صحیح بخاری معلقا)

باقی رہا قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کے مُردوں کو عذاب دیا جا رہا تھا، آپ نے کھجور کی تازہ شاخ لی، اسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور ایک ایک حصہ ہر قبر پر گاڑ دیا۔ (صحیح بخاری: ۲۱۶، صحیح مسلم: ۲۹۲)

سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ نے فوت ہوتے وقت وصیت کی تھی کہ میری قبر پر کھجور کی دو شاخیں نصب کی جائیں۔ (صحیح بخاری معلقا)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان قبروں پر چھڑیاں رکھنا آپ کی فعلی شفاعت ہے کہ یا اللہ! ان کے خشک ہونے تک ان سے عذاب رک جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چھڑی کے اندر کوئی صلاحیت تھی جس کی وجہ سے عذاب رک گیا اور ہم بھی چھڑیاں رکھنا شروع کر دیں۔ ثواب عذاب میں اصلی چیز میت کے اعمال ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب بھی یہی ہے کہ مرنے والے کا عمل ہی اس کو سایہ کرے گا۔ پھر اس حدیث سے عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرح بزرگوں کی قبروں پر پھول چڑھانے کا استدلال کرنا عجیب ہے۔ بلکہ یہ کہنا کہ تر شاخ اللہ کا ذکر کرتی ہے اس لیے عذاب سے تخفیف ہوئی اور پھر اس سے قبر پر قرآن، ذکر وغیرہ پڑھنے کا جواز کشید کرنا شریعت اسلامیہ سے کھلا انحراف اور صریح روایات کی مخالفت ہے۔ (ع،س)

علماء کی ایک جماعت قبریں لیپنے کی رخصت دیتی ہے مثلاً حسن بصری اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ قبر لیپنے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: قبر پر پانی چھڑکنے کا تذکرہ احادیث میں آتا ہے۔ لیپنے کا نہیں آتا لہٰذا احتراز ہی بہتر ہے۔ (ع،س)

(44)......بَابُ إِذَا حَضَرُوا قَبْلَ أَنْ يُفْرَغَ مِنَ الْقَبْرِ

قبر اگر تیار نہ ہو پائی ہو تو انتظار کے لیے بیٹھ رہنا جائز ہے

(۱۵۱۸)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى

(۱۵۱۸) صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۳۲۱۲، والنسائی: ۲۰۰۱، وابن ماجه: ۱۵۴۹

الصَّيْرَفِيُّ، أَخبرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ هُوَ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَوَجَدْنَا الْقَبْرَ لَمْ يُلْحَدْ، فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ، وَقَالَ جَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ: فَجَلَسَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنازے کے لیے گئے، دیکھا کہ ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تو آپ بیٹھ گئے۔ ہم سب بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جناب اعمش نے کہا: آپ قبلہ رخ ہو کر بیٹھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

(45)......بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى الْقَبْرِ

قبر پر بیٹھنا

(۱۵۱۹)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ تَمْتَامٌ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَيَحْتَرِقَ ثَوْبُهُ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جس سے اس کے کپڑے جل جائیں حتی کہ جسم بھی جل جائے، قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔''

شرح: سیدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قبروں پر مت بیٹھو اور نہ ان کی جانب منہ کر کے نماز ہی پڑھو۔'' (صحيح مسلم: ۹۷۱)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: بعض اہل علم نے ان صریح اور واضح احادیث کی بنا پر قبر کے اوپر بیٹھنے کو ناپسند سمجھا ہے۔ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قبر سے ٹیک لگائے ہوئے تھا تو آپ نے فرمایا: ''صاحب قبر کو ایذاء نہ دو۔'' اہل علم کی ایک جماعت قبر پر بیٹھنے کے جواز کی قائل ہے اور انہوں نے ممانعت سے قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا مراد لیا ہے۔ مروی ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قبر کو سرہانہ بنا لیا کرتے تھے نیز قبر پر لیٹ بھی جایا کرتے تھے۔

(۱۵۱۹) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۳۲۲۸، وابن ماجه: ۱۵٦٦، والنسائى: ۲۰٤٤

امام نافع نے کہا: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قبروں پر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری معلقا)

جناب عثمان بن حکیم نے بیان کیا کہ خارجہ بن زید نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے ایک قبر پر بٹھا دیا اور چچا یزید بن ثابت سے روایت کیا کہ قبر پر بیٹھنا اس کے لیے منع ہے جو پیشاب یا پاخانہ کے لیے اس پر بیٹھے۔ (صحیح بخاری معلقا)

کہا گیا ہے کہ بیٹھنے سے مراد قبر پر بطور مجاور بیٹھنا ہے اور وہ اس طرح کہ کوئی شخص قبر کے پاس ہی ڈیرہ ڈال دے اور گھر جانے کا نام نہ لے۔ (جیسے مجاور کرتے ہیں)

فائدہ: اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ بیٹھ رہنے کی تمام صورتیں منع ہیں۔ بطور سوگ بیٹھنا، قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا، یا ویسے بیٹھ رہنا کیونکہ اس میں بھی صاحب قبر کی بے حرمتی ہے۔ اسی طرح ٹیک لگانا بھی منع ہے کیونکہ اس میں صاحب قبر کی بے حرمتی ہے۔ بہت ساری احادیث میں مطلق بیٹھنا بھی منع ہے۔ جن بزرگوں سے بیٹھ رہنے کی باتیں مذکور ہیں ممکن ہے انہیں نہی والی روایات نہ پہنچی ہوں یا ان کا خیال یہ ہو کہ بیٹھنا اس کے لیے منع ہے جو قضائے حاجت کے لیے بیٹھے۔ ان بزرگوں کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے بہر حال عموم والی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے قبروں پر بیٹھنے سے گریز کرنا چاہیے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: دفناتے وقت قبر کے کنارے پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مروی ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحب زادی کے دفنانے میں مصروف تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے پر تشریف فرما تھے۔ (صحیح بخاری: ۱۲۸۵)

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کو دفناتے وقت قبر کے دہانے پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے کہ اس پتھر کو فلاں جگہ دفن کرو، یہ اینٹ اسی جگہ رہنے دو۔

فائدہ: آخری دونوں احادیث کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ قبر کے پاس تشریف فرما تھے، لہٰذا قبر پر بیٹھنے سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس باب کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ قبر کا ادب ہے کہ اس پر مطلق طور پر بیٹھا نہ جائے۔ (م،م)

امام ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: قبر بنائے جانے کے دوران اس کے پاس کھڑے رہنا بدعت ہے۔

(46)......بَابُ السُّؤَالِ فِي الْقَبَرِ

قبر میں سوال جواب

(۱۵۲۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ......

(۱۵۲۰) أخرجه البخاري: ٤٦٩٩، و مسلم: ٣٨٧١

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ﴾

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مسلمان شخص سے جب قبر میں پوچھا جاتا ہے تو وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، تو یہ اللہ کے اس فرمان کی تعبیر ہے جو سورۂ ابراہیم میں ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ﴾ .... ''اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ٹھیک بات (توحید) پر مضبوط رکھتا ہے۔'' (سورۂ ابراہیم: ۲۷)

شرح امام شعبہ رحمہ اللہ کی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قبر میں مدفون شخص سے کہا جائے گا: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا: میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ مومن شخص کا جواب ہوگا۔

(۱۵۲۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُظَفَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ حِسَّ النِّعَالِ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ النَّاسُ مُدْبِرِينَ، ثُمَّ يُجْلَسُ وَيُوضَعُ كَفَنُهُ فِي عُنُقِهِ، ثُمَّ يُسْأَلُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلا شبہ میت جوتوں کی آواز سنتی ہے جب لوگ (دفنانے کے بعد) واپس جاتے ہیں، پھر اسے بٹھایا جاتا ہے اور اس کا کفن گردن میں ڈال دیا جاتا ہے اور پھر اس سے سوال وجواب کیے جاتے ہیں۔''

شرح فائدہ: میت کا جوتوں کی آواز کو سننا اس کا تذکرہ صحیح روایات میں موجود ہے البتہ کفن گردن میں ڈال دینے کا تذکرہ صحاح اور سنن کی کتب میں کہیں نہیں، آواز سننے کا تعلق برزخی زندگی کے ساتھ ہے اور اس کی حقیقت تو بیان ہی نہیں کی جاسکتی کہ وہ ہماری عقل وحواس سے ماوراء ہے البتہ ایمان رکھنا ضروری ہے۔ (ع،س)

کثیر بن عبداللہ، عنبسہ کے دادا محترم ہیں اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا:

(۱۵۲۱) سندہ ضعیف ...... وانظر الحدیث الآتی

حدیث کے الفاظ ''میت جوتوں کی آواز سن رہی ہوتی ہے۔'' میں دلیل ہے کہ قبرستان میں جوتوں سمیت چلنا جائز ہے۔

سیدنا بشیر بن خصاصہ رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''چمڑے کے جوتے پہننے والے! انہیں اتار دے۔'' (حسن، ابوداود: ۳۲۳۰، نسائی: ۲۰۴۷، ابن ماجه: ۱۵۶۸)

بعض علمائے کرام قبرستان میں جوتوں سمیت چلنے کو ناپسند جانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اہل قبور کو جوتیوں کی آواز سے تکلیف ہوتی ہے۔ اکثر اہل علم جوتوں سمیت قبرستان میں چلنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک جوتے اتار کر چلنے والے حکم کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ بغیر رنگے ہوئے چمڑے کے بنے ہوئے جوتے پہنتے تھے سوائے چند مالدار اور صاحب حیثیت لوگوں کے کہ وہ رنگے ہوئے چمڑے کے جوتے پہنتے تھے تو آپ نے دباغت کے بغیر چمڑے کے بنے ہوئے جوتوں سے منع کیا، ان کی بدبو اور نجاست کی وجہ سے۔

جناب عبیداللہ نے کہا: میرا خیال ہے آپ نے کسی شخص کے جوتوں میں گندگی دیکھی تھی تو اس لیے جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلنے سے منع فرما دیا تھا جیسا کہ آپ نے قبرستان میں قضائے حاجت سے منع فرمایا ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے آپ نے قبرستان میں جوتوں سمیت چلنے کو تکبر اور نخوت کی بنا پر ناپسند جانا ہو اس لیے منع فرما دیا ہو کیونکہ سبتی جوتے (رنگے ہوئے چمڑے کے جوتے) عیاش، آزاد طبع، عیش وعشرت نیز دکھلاوے کے متمنی لوگ پہنا کرتے تھے، آپ نے اس انداز کو اچھا نہیں جانا بلکہ تواضع، عاجزی، انکسار اور درماندگی کے ساتھ قبرستان جانے کو پسند کیا ہے کہ وہ جائے عبرت ہے، آدمی کا لباس بھی خشیت اور خوف الٰہی کا آئینہ دار ہونا چاہیے اور جوتے بھی لباس ہی کا حصہ ہیں۔

جناب ابوعمر نے کہا: سبتی جوتے وہ ہوتے تھے جنہیں بیری کے پتے اُبال کر دباغت دی جاتی تھی۔ بعض نے کہا: ایسا چمڑہ جس کے بال ختم کر دیے گئے ہوں مطلب کہ صاف رنگے ہوئے چمڑے کے جوتے۔

فائدہ: راجح بات یہی ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں جوتے پہن کر نہ جایا جائے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں (احکام الجنائز: ۲۵۲)۔ اگر کوئی ایسا عذر ہے کہ جوتوں کے بغیر اندر جانا ممکن نہیں مثلاً کانٹے یا کنکریاں وغیرہ ہیں، یا زمین بہت گرم ہے تو پھر مجبوری کے تحت پہنے جاسکتے ہیں ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ .... کا تقاضا بھی یہی ہے۔ بصورت دیگر قبرستان میں داخل ہوتے وقت جوتے اتار دیے جائیں۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ قبروں کے درمیان جوتے پہن کر چلنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ (فتح الباری: ۳/ ۱۶۰) (ع،س)

(۱۵۲۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ، فَيُقْعِدَانِهِ، فَيَقُولانِ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ، لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ، فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا)) قَالَ قَتَادَةُ: وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ أَنَسٍ، قَالَ: ((وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ، فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: لا أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، فَيُقَالُ لَهُ: لا دَرَيْتَ وَلا تَلَيْتَ، وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً، فَيَصِيحُ صَيْحَةً، يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ، غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے دفن کر کے واپس آ جاتے ہیں تو ابھی وہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں جو اسے بٹھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ یعنی محمد ﷺ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ مومن شخص تو کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے: تو اپنے جہنمی ٹھکانے کو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بجائے جنتی ٹھکانا دے دیا ہے۔ وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔'' جناب قتادہ نے کہا: ہمیں بیان کیا گیا کہ اس کی قبر کو فراخ کر دیا جاتا ہے۔ پھر انہوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی حدیث بیان کی: ''لیکن منافق یا کافر سے کہا جاتا ہے: تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: میں کچھ نہیں جانتا، جس طرح لوگ کہتے تھے میں بھی کہتا تھا۔ اسے (فرشتوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے: نہ تو نے جاننے کی کوشش کی اور نہ تو نے قرآن پڑھا، پھر اسے لوہے کے گرز کے ساتھ سخت ضرب لگائی جاتی ہے تو وہ اس قدر چیختا ہے کہ انسان اور جن کے علاوہ ہر قریبی مخلوق اس کی آہ و پکار سنتی ہے۔''

(۱۵۲۲) أخرجه البخاري: ۱۳۷٤، و مسلم: ۲۸۷۰

جناب قتادہ رحمہ اللہ نے: ''وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔'' کے بعد ذکر کیا ہے کہ: اس کی قبر کو ستر ہاتھ کشادہ کر دیا جاتا ہے اور قیامت تک اس کے اوپر سبز چادر تان دی جاتی ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے رنگ کے، نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں، ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے، وہ دونوں پوچھتے ہیں: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟'' (صحیح، ابوداود: ٤٧٥٣، ترمذی: ١٠٧١)

(١٥٢٣)۔ أنا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ التُّرَابِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بِسْطَامٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارِ بْنِ أَيُّوبَ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الْفَرَّاءُ أَبُو إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَحِيرٍ......

عَنْ هَانِىءٍ مَوْلَى عُثْمَانَ، قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى الْقَبْرِ بَكَى حَتَّى تُبَلَّ لِحْيَتُهُ، فَقِيلَ لَهُ، تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلا تَبْكِي، وَتَبْكِي مِنْ هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ، فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ، فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ۔)) قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ۔))

جناب ہانی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے کنارے کھڑے ہوتے تو زاروقطار رونے لگتے حتی کہ آپ کی داڑھی مبارک بھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی، ان سے دریافت کیا گیا کہ جنت اور جہنم کے تذکرے پر آپ اس قدر نہیں روتے جتنا کہ قبر کے ذکر سے روتے ہیں، آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا: یقیناً اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قبر آخرت کی گھاٹیوں میں سے پہلی گھاٹی ہے، اگر کوئی یہاں سے بچ گیا تو بعد کے مقامات سے بچ نکلنا آسان ہے اور اگر کوئی یہاں سے نہ بچ سکا تو اس کے بعد والے مقامات سے بچنا مشکل تر امر ہے۔'' انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے آخرت کے مناظر میں سے جو منظر بھی دیکھا ہے قبر کے منظر کو سب سے زیادہ ہولناک اور دہشت ناک پایا ہے۔''

(١٥٢٣) حسن ......أخرجه الترمذي: ٢٣٠٨، وابن ماجه: ٤٢٦٧

شرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی آدمی کے دفن سے فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے بخشش اور (سوال وجواب میں) ثابت قدمی کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال کیا جارہا ہے۔'' (صحیح، ابو داود: ۳۲۲۱)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے اپنی وفات کے متعلق وصیت کرتے ہوئے کہا: جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو اور جب مجھے دفن کرنا تو مجھ پر اچھی طرح مٹی ڈال دینا اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل تم سے بہلے اور دیکھ لوں کہ میں پروردگار کے وکیلوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (صحیح مسلم: ۱۲۱)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی کہ جب تم میرا جنازہ لے کر چلو تو تیز چلنا اور انگیٹھی ساتھ نہ رکھنا اور میری لحد پر کوئی چیز نہ ڈالنا جو میرے جسم اور مٹی کے درمیان حائل ہو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت کے ہمراہ کسی قسم کی آواز (نوحہ کرنے والی عورت) اور آگ نہ لے جائی جائے۔'' (ضعیف، ابو داود: ۳۱۷۱)

(47)......بَابُ عَذَابِ الْقَبْرِ

عذاب قبر کا بیان

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ۔ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾ .... ''اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا، آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں۔'' (سورۂ غافر: ۴۵، ۴۶) اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اطلاع دی ہے کہ فرعونیوں کو غرق کرنے کے بعد روزانہ صبح شام عذاب دیا جاتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا مزید فرمان ہے: ﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ .... ''اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔'' (سورۂ غافر: ۴۶) اس جملے میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ قیامت کے روز انہیں روزانہ صبح شام والے عذاب قبر سے کہیں زیادہ عذاب دیا جائے گا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: ﴿وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُوْنَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَآئِكَةُ بَاسِطُوْا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوْا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ﴾ .... ''اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو! آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی۔ (الیوم) سے مراد قبض روح کا دن ہے اور یہی عذاب کے آغاز کا وقت بھی ہے جس کا مبدأ قبر ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ عذاب قبر برحق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ ...... ''اور اس کی زندگی تنگی میں رہے گی۔'' (سورۃ طہ:۱۲۴) اس تنگی سے مراد عذاب قبر ہے۔

(۱۵۲٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ لَهُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا ٹھکانا اسے صبح وشام دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت والوں میں اور اگر وہ دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں، پھر کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تجھ کو اُٹھائے گا۔''

(۱۵۲۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحُمَيْدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ الْفَاكِهِيُّ، بِمَكَّةَ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي مَسَرَّةَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ (ح) أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُوَيْهِ الْأَصْفَهَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ الْفَاكِهِيُّ، بِمَكَّةَ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى بْنُ أَبِي مَسَرَّةَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَابِرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ مَسْرُوقٍ، أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها تَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ لَحَقٌّ۔)) قَالَتْ: فَمَا سَمِعْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ صَلَّى صَلاةً إِلا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

جناب مسروق (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیک مانگنے آئی تو اس نے کہا: اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''ہاں عذاب قبر برحق ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور اس میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔

(۱۵۲٤) أخرجه البخاري: ۱۳۷۹، و مسلم: ۲۸٦٦

(۱۵۲۵) أخرجه البخاري: ۱۳۷۲، و مسلم: ۵۸٦

(١٥٢٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ الْبَصْرِيُّ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا مِنْ حَوَائِطِ بَنِي النَّجَّارِ، فَسَمِعَ صَوْتًا مِنْ قَبْرٍ، فَقَالَ: ((مَتَى دُفِنَ صَاحِبُ هَذَا الْقَبْرِ؟)) فَقَالُوا: فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَسُرَّ بِذَلِكَ، وَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقُبُورِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں قبر سے آواز سنی، آپ نے دریافت فرمایا: ''یہ قبر والا کب سے مدفون ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا: زمانہ جاہلیت سے۔ (یہ سن کر آپ خوش ہوئے اور فرمایا:) اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردے دفنانا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں قبر کا عذاب سنا دیتا۔''

(48)......بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ وَمَا رُخِّصَ فِيهِ مِنْ إِرْسَالِ الدَّمْعِ

میت پر آنسو بہانا (بغیر نوحہ کیے) جائز ہے

(١٥٢٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَتْحِ نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ الْحَاكِمُ الطُّوسِيُّ، بِهَا، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ......

عَنْ أُسَامَةَ، قَالَ: حُضِرَ ابْنٌ لِبِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَجِيءَ، قَالَ: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَرَدَّتْ إِلَيْهِ الرَّسُولَ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَمَا جَاءَ، قَالَ: فَقَامَ وَقُمْنَا وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ،

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحب زادی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کا ایک بیٹا (علی بن ابو العاص رضی اللہ عنہ) حالت نزع میں تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ تشریف لائیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا (کہ زینب رضی اللہ عنہا کو کہہ دیں) ''اللہ ہی کا ہے جو وہ لے لے اور اسی کا ہے جو وہ

(١٥٢٦) أخرجه مسلم: ٢٨٦٨

(١٥٢٧) أخرجه البخاري: ٦٦٥٥، و مسلم: ٩٢٣

وَأُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ أَحْسِبُهُ، فَرُفِعَ الصَّبِیُّ إِلَى حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ، قَالَ: فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((هَذِهِ الرَّحْمَةُ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ.))

دے دے اور اس کے پاس ہر چیز کی ایک مدت مقرر ہے، اس لیے (زینب رضی اللہ عنہا کو چاہیے کہ) وہ صبر کریں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔" انہوں نے آپ کی طرف قاصد کو دوبارہ روانہ کیا اور قسم دی کہ نبی ﷺ ضرور تشریف لائیں۔ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: چنانچہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے، ہم بھی ہمراہ تھے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی روانہ ہوئے۔ بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچایا گیا اور اس کا سانس اکھڑ چکا تھا۔ راوی نے کہا: (یہ منظر دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ اشک بار ہو گئے۔ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے تعجب سے کہا: اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن کے دلوں میں چاہتا ہے رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔"

شرح: ((تقعقع)) اس بچے کا سانس ایک حالت پر برقرار نہیں رہتا تھا۔ ہچکولے کھاتا تھا جس کا ترجمہ "سانس اکھڑ چکا تھا۔" کر دیا گیا ہے۔

(١٥٢٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا قُرَيْشٌ هُوَ ابْنُ حَيَّانَ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ، وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ، فَقَبَّلَهُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوسیف لوہار کے پاس گئے۔ یہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ (فرزندِ رسول ﷺ) کو دودھ پلانے والی خاتون کے خاوند تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ

(١٥٢٨) أخرجه البخاري: ١٣٠٣، و مسلم: ٢٣١٥

وَشَمَّهُ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ، وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرُفَانِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: يَابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ، ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى، فَقَالَ: ((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلا نَقُولُ إِلا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ! لَمَحْزُونُونَ.))

کو گود میں لیا، چوما اور سونگھا۔ پھر ہم ان کے یہاں دوبارہ گئے۔ دیکھا کہ اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے: اے اللہ کے رسول! آپ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے۔'' پھر آپ دوبارہ روئے اور فرمایا: ''آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں، دل غمگین ہے لیکن زُبان سے ہم کہیں گے وہی جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کی وجہ سے یقیناً غمگین ہیں۔''

(١٥٢٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الأَنْصَارِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةٍ، فَقَالَ: قَدْ قَضَى، فَقَالُوا: لا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا، فَقَالَ: ((أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللّٰهَ لا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا)) وَأَشَارَ إِلَى

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی مرض میں مبتلا ہوئے۔ نبی ﷺ بیمار پرسی کے لیے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا سعد بن ابو وقاص اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ جب آپ اندر گئے تو تیمارداروں کے ہجوم میں انہیں پایا۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''کیا وفات ہوگئی؟'' لوگوں نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! نبی کریم ﷺ ان کی شدت مرض دیکھ کر رو پڑے۔ لوگوں نے جو رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''سنو! اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو نکلنے پر عذاب نہیں کرے گا اور نہ دل

(١٥٢٩) أخرجه البخاري: ١٣٠٤، و مسلم: ٩٢٤

لِسَانِهِ ((أَوْ يَرْحَمُ ، وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ)) ، وَكَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ فِيهِ بِالْعَصَا ، وَيَرْمِي بِالْحِجَارَةِ ، وَيَحْثِي التُّرَابَ۔

کے غم پر، ہاں اس کا عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے۔'' آپ نے زُبان کی طرف اشارہ کیا، (اگر زُبان سے اچھی بات نکلے تو) یہ اس کی رحمت کا باعث بھی بنتی ہے اور میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے بھی عذاب ہوتا ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میت پر نوحہ کرنے پر ڈنڈے سے مارتے، پتھر پھینکتے اور رونے والوں کے منہ میں مٹی ڈال دیتے۔

تشریح: ((فوجده في غاشيته۔)) کا ترجمہ ہم نے ''تیمارداروں کے ہجوم میں پایا'' کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صحیح بخاری میں (اهله) کے لفظ موجود ہیں جس کی بنا پر یہ معنی ترجیح پاتا ہے بعض نے اس جملے کا ترجمہ یوں کیا ہے ''دیکھا تو وہ بے ہوش ہیں'' یہ معنیٰ بھی کیے جا سکتے ہیں۔ تکلیف کی شدت کی وجہ سے مریض پر غشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ شاید اسی لیے آپ نے سوال کیا کہ شاید سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

(١٥٣٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو تُرَابٍ عَبْدُ الْبَاقِي بْنُ يُوسُفَ الْمَرَاغِيُّ ، وَأَبُو الْحُسَيْنِ الْمُبَارَكُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ ، بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِمَا ، قَالَا: أنا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ ، بِبَغْدَادَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الآجُرِّيُّ ، بِمَكَّةَ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ هَارُونَ بْنِ بُدَيْنَا الدَّقَّاقُ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ حَتَّى أَتَى بِهِ النَّخْلَ ، فَإِذَا هُوَ بِإِبْرَاهِيمَ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِ أُمِّهِ ، وَهُوَ يَجُودُ بِنَفْسِهِ ، فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَى ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! تَبْكِي ، أَلَمْ تَنْهَ عَنِ الْبُكَاءِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّمَا نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ ، صَوْتٍ عِنْدَ نَغْمَةِ لَهْوٍ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں باغ تک لے آئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ابراہیم آپ کے صاحبزادے اپنی والدہ (دائی) کی گود میں ہیں اور جان دے رہے ہیں۔ آپ رو پڑے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ روتے ہیں، کیا آپ لوگوں کو رونے سے منع نہیں کرتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تو دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کرتا تھا: ایک وہ آواز جو لہو ولعب کے موقع

(١٥٣٠) هذا حديث حسن ...... أخرجه الترمذي: ١٠٠٥

وَلَعِبٍ، وَمَزَامِيرِ شَيْطَانٍ، وَصَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ خَمْشِ وُجُوهٍ، وَشَقِّ جُيُوبٍ، وَرَنَّةِ الشَّيْطَانِ، وَهَذِهِ رَحْمَةٌ، وَمَنْ لا يَرْحَمْ لا يُرْحَمْ، يَا إِبْرَاهِيمُ لَوْلا أَنَّهُ قَوْلٌ حَقٌّ، وَوَعْدٌ صَادِقٌ، وَسَبِيلٌ مَأْتِيَّةٌ، وَأَنَّ أَخِرَنَا يَلْحَقُ بِأَوَّلِنَا لَحَزِنَّا عَلَيْكَ حُزْنًا هُوَ أَشَدُّ مِنْ هَذَا، وَإِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ، تَبْكِي الْعَيْنُ، وَيَوْجَلُ الْقَلْبُ، وَلا نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ.))

پر ہوتی ہے، گانے اور شیطانی سازوں کی آواز اور دوسری آواز کسی مصیبت کے وقت چہرے کو نوچنا، گریبان چاک کرنا اور روتے ہوئے شیطان کی طرح چیخنا اور یہ رونا تو رحمت ہے۔ جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا، اے ابراہیم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ (موت) ایک سچی بات ہے اور یہ ایک سچا وعدہ ہے اور یہ موت سب کی گزرگاہ ہے اور ہمارا بعد والا ابھی پہلے والے کو ملنے والا ہے تو ہم تجھ پر اتنا غم کا اظہار کرتے جو لوگوں کے اظہار غم سے کہیں بڑھ کر ہوتا اور ہم تیری وجہ سے یقیناً غمگین ہیں، آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں، دل غمگین ہے لیکن ہم وہ الفاظ نہیں کہیں گے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔''

شرح ((سبيل مأتية.)) ''چالو راستہ'' یہ لفظ اتیان مصدر سے مفعول کا صیغہ ہے یعنی تمام مخلوق نے اس راستہ سے گزرنا ہے۔ بعض روایات میں ((طريق ميتاء)) کے الفاظ آتے ہیں کہ ایسا راستہ اور شاہراہ جس پر تمام گزرتے ہیں۔ ایک حدیث میں لقطہ کے بارے میں آتا ہے ((ما وجدت فی طريق ميتاء فعرِّفه.)) ''جو چیز عام گزرگاہ سے ملے اسے ایک سال تک متعارف کراؤ۔''

(١٥٣١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكَيَّالِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْفَضْلِ الْخُزَاعِيُّ يُعْرَفُ بِفَضْلانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْقَطَوَانِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ الْمَدَنِيُّ مَوْلَى الأَنْصَارِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ قَتْلُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، جَلَسَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِينًا يُعْرَفُ فِيهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کو زید بن حارثہ، جعفر بن ابو طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی شہادت (غزوہ موتہ میں) کی خبر ملی، تو آپ اس وقت اس طرح تشریف فرما تھے کہ غم کے آثار آپ کے چہرے پہ

(١٥٣١) أخرجه البخاري: ١٣٠٥، و مسلم: ٩٣٥

الْحُزْنُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ صِيرِ الْبَابِ، فَجَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ قَدْ كَثُرَ بُكَاؤُهُنَّ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ، فَذَهَبَ الرَّجُلُ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ، فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْتَهِينَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ، فَذَهَبَ الرَّجُلُ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: قَدْ وَاللّٰهِ غَلَبْنَنَا، فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ، وَاللّٰهِ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ، وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ظاہر تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی، اتنے میں ایک صاحب آئے اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جعفر طیّار رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتیں بہت زیادہ رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں رونے سے منع کر دے۔'' وہ گئے لیکن واپس آ کر کہا: میں نے انہیں منع کیا ہے مگر وہ نہیں مانتیں۔ آپ نے پھر فرمایا: ''انہیں منع کر دے۔'' وہ (تیسری مرتبہ) واپس ہوئے اور عرض کیا: اللہ کی قسم! وہ تو ہم پر غالب آ گئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ان کے منہ میں مٹی جھونک دے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: اس پر میں نے کہا: تیرا برا ہو، اللہ کی قسم! نہ تجھ سے وہ کام ہی ہوتا ہے (جس کا اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا) اور نہ تو رسول اللہ ﷺ کو شکایت لگانے سے گریز کرتا ہے۔

(١٥٣٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ عَتِيكِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَتِيكٍ، وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُو أُمِّهِ، أَخْبَرَهُ......

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَتِيكٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ، فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ، فَصَاحَ بِهِ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيعِ)) فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ، فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيكٍ يُسَكِّتُهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((دَعْهُنَّ، فَإِذَا وَجَبَ، فَلَا تَبْكِينَ

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی ﷺ سیدنا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیمار پُرسی کے لیے تشریف لائے تو انہیں موت کی بے ہوشی میں پایا، آپ نے انہیں پکارا مگر وہ جواب نہ دے سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا: ''اے ابو ربیع! ہم تمہارے معاملہ میں بے بس ہیں (ورنہ ہم تو تمہاری زندگی کے خواہش مند ہیں)۔'' یہ سن کر عورتیں چیخ پکار کرنے لگیں۔ جابر بن عتیک انہیں چپ کرانے لگے۔

(١٥٣٢) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٣١١١، والنسائي: ١٨٤٦

بَـاكِيَةٌ)) فقَالُوا: وَمَا الْوُجُوبُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَـقَالَ: إِذَا مَاتَ، قَالَتِ ابْنَتُهُ: وَاللّٰهِ! إِنْ كُنْتُ لأَرْجُو أَنْ تَـكُـونَ شَهِيـدًا، فَإِنَّكَ قَدْ كُنْتَ قَـضَيْـتَ جِهَـازَكَ، فَـقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَـلَـى قَـدْرِ نِيَّتِــهِ، وَمَـا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ)) فَقَالُوا: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِـوَى الْـقَـتْـلِ فِـى سَبِيـلِ الـلّٰـهِ، الْمَطْعُونُ شَهِيـدٌ، وَالْـغَـرِيـقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْـجَـنْـبِ شَهِيـدٌ، وَالْـمَبْـطُـونُ شَهِيـدٌ، وَصَـاحِـبُ الْـحَرِيقِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَـحْـتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ۔))

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو لیکن جب واجب ہو جائے تو کوئی عورت آواز سے نہ روئے۔'' لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! واجب ہونا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موت۔'' اس کی بیٹی کہنے لگی: ابا جان! مجھے تو امید تھی کہ آپ شہید ہوں گے کیونکہ آپ نے اپنا سامان جہاد تیار کر رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کی نیت کے مطابق ان کا ثواب لکھ دیا ہے۔ (پھر حاضرین سے پوچھا:) تم شہادت کسے کہتے ہو۔'' انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عز وجل کے راستے میں مارے جانے کے علاوہ بھی شہادت کی سات صورتیں ہیں۔ طاعون سے مرجانے والا شہید ہے، غرق ہو کر مرنے والا بھی شہید ہے، اندرونی پھوڑے (کینسر وسرطان وغیرہ) سے مرجانے والا بھی شہید ہے، پیٹ کی تکلیف سے مرجانے والا بھی شہید ہے، آگ میں جل کر مرجانے والا بھی شہید ہے اور زچگی کے دوران مرجانے والی عورت بھی شہید ہے۔''

شرح: ((تموت بجمع)) اس لفظ کا ایک معنیٰ تو وہی ہے جو اوپر کیا گیا ہے یعنی زچگی کے دوران میں مرجانے والی عورت، بچہ پیدا ہو جائے اور ماں فوت ہو جائے خواہ بچہ پیٹ کے اندر ہی رہے۔ بعض نے اس کا معنی کیا ہے ایسی کنواری لڑکی جو حد درجہ عفیفہ اور پاکدامن ہو جس کو کسی غیر مرد نے نہ چھوا ہو۔ پہلا معنی ہی زیادہ مشہور ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عورتوں کو ابو سلیمان (خالد بن ولید) پر رونے دے جب تک وہ خاک نہ اُڑائیں اور چلائیں نہیں۔

(نقع) سر پر مٹی ڈالنے کو اور (لقلقة) چیخنے، چلانے اور واویلا کرنے کو کہتے ہیں۔

فائدہ: ''جب وہ مرجائے تو کوئی نہ روئے'' کیونکہ نوحہ وبین مرنے کے بعد ہوتے ہیں، پہلے نہیں لہٰذا کسی کی موت سے پہلے گھر والے رو سکتے ہیں کیونکہ رونا منع نہیں بلکہ نوحہ اور شکوہ شکایت منع ہے جو موت کے بعد ہی ہوتے ہیں۔ (ع،س)

(49)......بَابُ النَّهْيِ عَنِ النِّيَاحَةِ وَالنَّدْبِ

میت پر نوحہ کرنے اور آواز کے ساتھ رونے کی ممانعت

(١٥٣٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے وقت) رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت جیسی چیخ پکار کرے۔''

(١٥٣٤)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، أَنَّ زَيْدًا، حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَامٍ......

حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الأَشْعَرِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لا يَتْرُكُونَهُنَّ، الْفَخْرُ فِي الأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الأَنْسَابِ، وَالاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ، وقَالَ: النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ۔))

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چار باتیں میری امت میں جاہلیت کا رواج ہیں، لوگ ان سے باز نہیں آئیں گے: حسب ونسب پر فخر کرنا، دوسروں کے نسب میں عیب نکالنا، ستاروں (بچھتر) کے ذریعے سے بارش طلب کرنا اور نوحہ (بین) کرنا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نوحہ کرنے والی اگر موت سے قبل توبہ کیے بغیر مرگئی تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اسے کھڑا کریں گے، اس کے لیے تارکول کی شلوار اور خارش کی قمیص ہوگی۔''

(١٥٣٥)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا

(١٥٣٣) أخرجه البخاري: ١٢٩٧، و مسلم: ١٠٣

(١٥٣٤) أخرجه مسلم: ٩٣٤

(١٥٣٥) شرح کے آخر میں مذکورہ حدیث دیکھیں۔

أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى، حَدَّثَنِي أَبِي عِمْرَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنْ جَابِرٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا نَهَيْتُ عَنِ الْبُكَاءِ، إِنَّمَا نَهَيْتُ عَنِ النَّوْحِ.))

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے میت پر رونے سے منع نہیں کیا، میں نے میت پر نوحہ (بین) کرنے سے روکا ہے۔''

تشریح: صحیح سند کے ساتھ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چیخنے چلانے، بال مونڈنے اور کپڑے پھاڑنے والی عورت کے اس فعل سے بیزار اور لاتعلق ہیں۔

(صحیح مسلم: ۱۰٤، صحیح بخاری معلقا)

((الصالقة)) بلند آواز سے چیخ پکار کرنا جسے نوحہ اور بین کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ سین کے ساتھ (السالقة) بھی آتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے: چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ﴾ .... ''وہ تم پر اپنی تیز زبانوں سے بڑی باتیں بناتے ہیں۔'' (سورۂ احزاب: ۱۹)۔ معنیٰ یہ ہے کہ ان کی زبانیں تمہارے خلاف پورے زور وشور سے گند اُگلتی ہیں۔

(الصلق) کے لفظ میں چیخ پکار کے ساتھ ساتھ رخسار پیٹنے اور لاٹھیوں سے مارنے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ (الحالقة) سر کے بال بطور سوگ مونڈے والی خاتون۔ (الشاقة) غم سے متاثر ہوکر اپنے کپڑے پھاڑ دینے والی۔

حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن سرین رحمہ اللہ جنازوں کے ساتھ تشریف لے جاتے، نوحہ ہو رہا ہوتا تو منع کرتے، اگر عورتیں رک جاتیں تو بہت خوب وگرنہ جنازہ ضرور پڑھتے۔

جناب مسروق رحمہ اللہ جنازے کے ساتھ جاتے، عورتیں چیخنے چلانے لگتیں تو انہیں منع کرتے اور واپس لوٹ جانے کے لیے کہتے، اگر وہ نہ مانتیں تو السلام علیکم کہہ کر خود پلٹ آتے۔

فائدہ: عزیمت تو یہی ہے کہ جناب مسروق رحمہ اللہ علیہ کی طرح لوٹ جایا جائے اور ایسے غیر شرعی معاملات میں شمولیت نہ کی جائے۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ کا طرز عمل دوسری نوعیت کا ہے۔ شاید وہ یہ سمجھتے ہوں کہ ہم نے اپنا حق ادا کر دیا ہے اور امر بالمعروف کا فریضہ پورا کر دیا ہے۔ باقی رہا جنازہ پڑھنا تو وہ فی نفسہ ایک الگ عمل ہے اور ایک مسلمان کا دوسرے پر اسلامی حق ہے، کوئی غیر شرعی معاملہ نہیں اور نہ بدعت ہی کے زمرہ میں آتا ہے تو اس کی ادائیگی سے کیوں رکا جائے۔ (ع،س)

(١٥٣٦)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَنْصُورٍ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَابِرٍ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ حَامِدُ بْنُ

سَهْلِ بْنِ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی خواتین پر لعنت فرمائی ہے۔

(50)......بَابُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ''میت کو (بلند آواز کے ساتھ) رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

(١٥٣٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، نَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ......

قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: تُوُفِّيَتْ ابْنَةٌ لِعُثْمَانَ رضی اللہ عنہ بِمَكَّةَ وَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا أَوْ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ أَلَا تَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ۔))فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعْضَ ذَلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ قَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

جناب عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا کہ مکہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (ام ابان) وفات پا گئی، ہم اس کے جنازے کے منتظر تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا: میں ان دونوں (ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما) کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا، یا انہوں نے کہا کہ میں ان بزرگوں میں سے ایک کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دوسرے تشریف لے آئے اور میرے پاس آ کر بیٹھ گئے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عثمان سے کہا: آپ رونے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اس قسم کی بات بیان

(١٥٣٦) ضعيف الاسناد ......أخرجه ابوداود: ٣١٢٨

(١٥٣٧) أخرجه مختصرا البخاری: ١٢٠٦، ١٢٨٨، ١٢٩٢، و مسلم: ٩٢٨

مِـنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَـحْـتَ ظِـلِّ سَـمُـرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هَـؤُلَاءِ الـرَّكْـبُ قَـالَ فَـنَظَرْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ فَـأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ لِي فَرَجَعْتُ إِلَى صُهَيْبٍ فَـقُـلْـتُ ارْتَـحِلْ فَالْحَقْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أُصِيـبَ عُـمَـرُ دَخَـلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُولُ وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا صُهَيْبُ أَتَبْكِـي عَـلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَـعْـضِ بُـكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ۔)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَـنْـهُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا رَضِـيَ اللّٰهُ عَـنْهَا فَقَالَتْ: رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ۔)) وَلَكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ۔)) وَقَـالَـتْ حَسْبُكُمْ الْقُرْآنُ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ قَـالَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عِنْدَ ذَلِكَ وَاللّٰهُ ﴿هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى﴾ قَالَ ابْنُ أَبِـي مُلَيْكَةَ وَاللّٰهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَيْئًا۔

کرتے تھے، پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ سے نکلا یہاں تک کہ جب ہم بیداء میں پہنچے (ایک مقام کا نام ہے) تو یکا یک ایک قافلے کو درخت کی چھاؤں میں اترا ہوا دیکھا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جاؤ اور معلوم کرو کہ یہ قافلے والے کون لوگ ہیں؟ میں گیا اور دیکھا کہ وہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں بلا لاؤ، میں واپس گیا اور ان سے کہا: چلیے امیر المومنین سے ملیے۔ (پھر کچھ دنوں بعد) جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو میں نے صہیب رضی اللہ عنہ کو روتے ہوئے یہ کہتے سنا: ہائے میرے بھائی! ہائے میرے دوست! تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے صہیب! تم مجھ پر روتے ہو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' راوی نے کہا: جب عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے اس معاملے کا ذکر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے! نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان نہیں فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ مومن میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر عذاب دیتا ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یوں ارشاد فرمایا ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ کافر پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب میں اضافہ کر دیتا ہے۔'' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تمہیں قرآن مجید (اس بات کو سمجھنے کے لیے) کافی ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ ''کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔'' (سورۂ انعام: ۱۶۴) پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اور اللہ ہی رُلاتا بھی ہے اور ہنساتا بھی ہے۔ جناب ابن

ابی مُلیکہ نے کہا: (ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس وضاحت کے بعد) اللہ کی قسم! سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کچھ نہ بولے۔

شرح امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو مطلب بیان کیا ہے وہ کتاب وسنت سے زیادہ موافقت رکھتا ہے باقی رہا کافر کے عذاب میں اضافہ تو وہ دوسروں کے رونے کی وجہ نہیں ہوتا جیسا کہ بظاہر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کردہ الفاظ سے محسوس ہوتا ہے بلکہ وہ اس کے رونے کا حکم دے جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد امام مزّی نے اس کلام کی وضاحت میں بیان کیا ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عرب اپنے مرنے کے بعد نوحہ کرنے، چیخ پکار اور نالہ وشیون کرنے کی وصیت کر جاتے تھے اور ایسی وصیت کر جانا گناہ اور معصیت ہے جس کے حکم کے مطابق اس کے مرنے کے بعد رخسار پیٹے جائیں، گریبان اور کپڑے پھاڑے جائیں، بال نوچے جائیں اور بلند آواز سے آہ و پکار اور واویلا مچایا جائے تو حکم کرنے والا شخص ان امور اور غیر شرعی حرکات واقوال میں برابر کا شریک ہے تو اس کے عذاب میں اضافہ ہوگا جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا، البتہ فوت ہونے والا شخص اگر ان کاموں کو پسند نہیں کرتا تھا نہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا بلکہ منع کرتا تھا تو اب دوسروں کے اعمال کی ذمہ داری اس پر نہیں اس لیے اسے عذاب نہیں ہوگا۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ہے اور اس کی مندرجہ صدر تاویل اور مطلب بہت مناسب ہے بعض اہل علم نے ایسا مطلب ذکر کیا ہے۔

فائدہ: صحیح حدیث، دوسری صحیح حدیث کے اور قرآن مجید کے کبھی خلاف نہیں ہوتی البتہ بعض اوقات ظاہر طور پر اختلاف محسوس ہوتا ہے۔ ایسے مواقع پر آیت اور حدیث میں اسی طرح موافقت پیدا کی جاتی ہے جس طرح قرآن مجید کی دو آیات اگر باہم متعارض محسوس ہوں تو علمائے کرام ان کی اس انداز سے وضاحت فرما دیتے ہیں کہ دونوں میں اختلاف نہیں رہتا۔ (ع،س)

یہ مطلب لینا اس لیے مناسب ہے کہ عرب ایسی وصیت کر جاتے تھے اور اس قسم کی وصیتیں ان کے اشعار میں منقول ہیں مثلاً:

إِذَا مِتُّ فَانْعَيْنِي بِمَا أَنَا أَهْلُهُ
وَشُقِّي عَلَيَّ الْجَيْبَ يَابْنَةَ مَعْبَدِ

"جب میں مر جاؤں تو اے معبد کی بیٹی! (شاعر کی بیوی) مجھ پر میرے شایان شان نوحہ کرنا اور خوب گریبان چاک کرنا۔"

ایسی میت کو ورثاء کے رونے کی وجہ سے برابر عذاب پہنچتا رہتا ہے کیونکہ وہ اپنی زندگی میں اس کا حکم دے کر گیا

ہے۔اسی طرح اگر رونا پیٹنا ان کے خاندان کی رسم تھی اوران کے گھر والے ایسا کرتے تھے اور وہ انہیں منع کر کے نہیں گیا تو بھی اسے مرنے کے بعد سزا ملے گی کیونکہ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ انہیں روک کر جاتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ .... ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اوراپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔'' (سورۂ تحریم:٦)۔اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ((كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔)) ''تم میں ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا۔'' (بخاری: ٥١٨٨) نیز ارشاد نبوی ہے: ((مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا۔)) ''جوکوئی بری رسم جاری کرتا ہے تو اس پر اپنا اور دوسرے عمل کرنے والوں کا بوجھ ہوتا ہے۔'' (مسلم: ١٠١٧)

اگر وہ حکم کر کے نہیں گیا اور نہ بین اور نوحہ ان کے خاندان میں ہوتا تھا پھر اگر کسی نے کر دیا تو اس کا بوجھ مرنے والے کو ہرگز نہیں ہوگا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وضاحت کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر ایک شخص زندگی بھر ان امور سے روکتا رہا تو مجھے امید ہے مرنے کے بعد اسے ورثاء کے طرز عمل کا کچھ وبال نہیں اٹھانا پڑے گا۔

فائدہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ پس ماندگان کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا کیونکہ ایک کے عمل کی سزا دوسرے کو نہیں دی جاسکتی۔رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ایک قانون کے طور پر نہیں فرمائی تھی کہ ہر رونے والے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے بلکہ یہودیوں کو اپنے مرنے والی پر روتے دیکھ کر فرمایا تھا کہ ان کے رونے کا اسے کیا فائدہ؟ وہ تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت ہی رہی ہے، یہ روئیں یا نہ روئیں برابر ہے۔ام المومنین رضی اللہ عنہا کی یہ رائے اپنی جگہ درست ہے۔

تاہم حدیث کا وہ مفہوم زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ان کے رونے سے بھی اسے عذاب ہوتا ہے جبکہ وہ اپنی زندگی میں اسے اچھا سمجھتا رہا ہو، اس کی تلقین کرتا رہا ہو یا اس کی وصیت کی ہو۔اگر یہ صورت حال نہ ہو تو پھر ان کے رونے پیٹنے اور بین کرنے سے افسوس تو ہوتا ہے کہ جو موقع عبرت حاصل کرنے کا تھا اس موقع پر بھی وہ گناہ میں ملوث ہیں۔(ع،س)

(١٥٣٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا :أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ......

(١٥٣٨) أخرجه البخاري: ١٢٨٩، و مسلم: ٩٣٢

عَنْ عَمْرَةَ هِىَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ، وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ، فَقَالَتْ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ، وَلَكِنَّهُ أَخْطَأَ أَوْ نَسِيَ، إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا، فَقَالَ ((إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا، وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا۔))

جناب عمرہ بنت عبدالرحمٰن کہتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کیا گیا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میت کو زندوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' تو انہوں نے کہا: بات یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جھوٹ نہیں بولتے لیکن وہ بھول گئے ہیں یا انہیں غلطی لگ گئی ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے یہودی لوگوں کے پاس سے ہوا جو اپنی ایک فوت شدہ عورت پر رو رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں اور اسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔''

شرح: سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص فوت ہو جاتا ہے اور اس پر رونے والے یوں روتے ہیں: ہائے پہاڑ (جیسی عظیم شخصیت)، ہائے میرے بازو! اور اس قسم کے دیگر الفاظ کہتے ہیں تو اس میت پر دو فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو اسے جھنجھوڑتے اور جھڑکتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا تو واقعی ایسا ہی تھا؟'' (حسن، ترمذی: ۱۰۰۳، ابن ماجہ: ۱۵۹۴)

(51)......بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى، وَثَوَابِ الصَّابِرِيْنَ

صبر کرنے والوں کا اجر وثواب اور یہ کہ صبر وہی ہے جو مصیبت آتے ہی کیا جائے

اللہ عزوجل کا فرمان ذی شان ہے: ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ o الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ o أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ﴾ .... ''اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۵۵، ۱۵۷)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جانور کے دونوں طرف کے بوجھ کیا ہی خوب ہیں اور درمیان کا بوجھ کتنا اچھا ہے۔

فائدہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے مصیبت کے وقت صبر کی فضیلت بیان کی کہ اس سے صابر بندے پر اللہ کی رحمتیں ہوتی ہیں اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق ملتی ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صلوات اور رحمت کو جانور کے دونوں طرف کا بوجھ قرار دیا اور درمیان کا بوجھ جو پیٹھ پر ہوتا ہے اسے ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ سے تعبیر کیا۔ (ع،س)

اللہ عزوجل کا مزید فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ﴾ .... ''جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔'' (سورۂ تغابن: ۱۱)

جناب عکرمہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یعنی جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اللہ کے فیصلے پر راضی ہو جاتا ہے اور جان لیتا ہے کہ اسے جو کچھ پہنچا ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

(۱۵۳۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ الْحَجَّاجِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّغُولِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا عَمَّارُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى امْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي)) فَقَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي، وَلَمْ تَعْرِفْهُ، قَالَ: فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: فَأَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوتِ، قَالَ: فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولَى۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔'' وہ بولی: جاؤ اپنا کام کرو، یہ مصیبت تم پر پڑی ہوتی تو پتہ چلتا۔ وہ عورت آپ کو پہچان نہ سکی تھی۔ جب لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ نبی کریم ﷺ تھے تو اسے موت کی طرح گھبراہٹ ہوئی اور وہ گھبرا کر آپ ﷺ کے دروازے پر پہنچی۔ وہاں اسے کوئی دربان نہ ملا پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی (معاف فرمائیے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر تو جب صدمہ شروع ہو اس وقت کرنا چاہیے۔''

شرح: ((عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولَى۔)) ''صدمے کے آغاز میں صبر کرنا۔'' یعنی جب مصیبت تازہ تازہ آئی ہو اور معاملہ گرما گرم ہو، غم نیا ہو تو ایسے وقت میں اپنے آپ کو سنبھالنا، غیر شرعی امور اور قول وفعل سے مجتنب رہنا قابل تعریف اور باعث اجر وثواب ہے۔ کچھ دن گزرنے کے بعد تو صبر آ ہی جاتا ہے، آخر کوئی کب تک روئے گا۔ ایک مدت گزرنے کے بعد صبر کرنا کچھ موجب اجر وثواب نہیں۔

(۱۵۴۰)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

(۱۵۳۹) أخرجه البخاري: ۱۲۸۳، و مسلم: ۹۲۶

(۱۵۴۰) أخرجه مسلم: ۲۹۹۹ عن صهيب

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ......

عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَجَبٌ لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ حَمِدَ اللّٰهَ وَشَكَرَ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ حَمِدَ اللّٰهَ وَصَبَرَ، فَالْمُؤْمِنُ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ أَمْرِهِ حَتَّى يُؤْجَرَ فِي اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِهِ۔))

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بندہ مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اگر اسے خیر وبھلائی پہنچے تو اللہ کی حمد بیان کرتا ہے نیز اس کا شکر بجالاتا ہے اور اگر اسے مصیبت پہنچے تو پھر بھی اللہ کی تعریف بیان کرتا ہے اور صبر کرتا ہے (تعجب والی بات یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں اجر وثواب پاتا ہے) بندہ مومن کو ہر معاملے میں اجر ملتا ہے حتی کہ وہ لقمہ جو اس کی بیوی کھاتی ہے اس پر بھی اسے اجر ملتا ہے۔''

(١٥٤١)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ......

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: فَالْمُؤْمِنُ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى فِيهِ وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، بِهَذَا الإِسْنَادِ، مِثْلَهُ۔

ایک اور سند سے مروی ہے: ''مومن کو ہر چیز میں اجر وثواب دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ جو وہ خود تناول کرتا ہے اس پر بھی اسے اجر ملتا ہے۔''

(52)......بَابُ ثَوَابِ مَنْ مَّاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ

جس کی اولاد فوت ہوجائے اور وہ ثواب کی امید رکھتا ہو اس کے لیے اجر

(١٥٤٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ،

(١٥٤١) انظر الحديث السابق

(١٥٤٢) أخرجه البخاري: ٦٦٥٦، و مسلم: ٢٦٣٢

أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَمُوتُ لأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَتَمَسَّهُ النَّارُ إِلا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں (اور وہ ان پر صبر کرے) تو اسے آگ نہیں چھوئے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔''

شرح: ''مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔'' قسم سے مراد قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ .... ''اور تم میں سے ہر شخص جہنم میں جائے گا، یہ تیرے رب کے ذمے حتمی اور طے شدہ بات ہے۔'' (سورۂ مریم: ۱۹، ۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ہر شخص کو صراط (پل صراط) پر سے گزرنا پڑے گا جو جہنم کے اوپر ہے تاکہ اس میں گناہوں کے موجود اثرات جہنم کی تپش یا آگ سے ختم ہو جائیں اور وہ پاک وصاف ہو کر جنت میں داخل ہو، چونکہ انسان طبعاً خطا کار ہے لہٰذا ہر انسان کا صراط پر سے گزرنا معقول ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ معصوم انسان مثلاً انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح گزر جائیں گے۔

بعض علماء ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ .... میں قسم کا معنی نہیں مانتے، ان کا کہنا ہے یہاں قسم ہے ہی نہیں کہ اسے پورا کرنا پڑے۔ مگر پہلا معنی قسم والا مراد لینا ہی صحیح ہے۔

کہا گیا ہے کہ پوری عبارت یوں ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ وَاللّٰهِ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ .... ''اور تم میں سے اللہ کی قسم ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا۔'' مگر لفظ ''واللہ'' کو حذف کر دیا گیا ہے اور معنی قسم یہاں پوشیدہ ہے جس طرح قرآن مجید کے ایک دوسرے مقام پر ہے: ﴿وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ﴾ .... ''اور یقیناً تم میں بعض وہ بھی ہیں جو پس وپیش کرتے ہیں۔'' (سورۂ نساء: ۷۲) یہ منافقین کا ذکر ہے۔ پس وپیش کا مطلب ہے کہ جہاد میں جانے سے گریز کرتے اور پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اس عبارت میں بھی ''واللہ'' مضمر ہے۔

اس موقع پر قسم کا ذکر قرآن مجید کے ایک دوسرے مقام پر بھی ہے، اس لیے یہاں قسم کا معنی لینا بھی زیادہ مناسب ہے۔ وہ مقام یہ ہے: ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ﴾ .... ''تیرے پروردگار کی قسم ہم انہیں ضرور (جہنم کے گرد) جمع کریں گے۔'' (سورۂ مریم: ۶۸)

(۱۵۴۳)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،

(۱۵۴۳) أخرجه البخاري: ۱۲۵۱، و مسلم: ۲۶۳۲

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ ثَلاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں (اور وہ ان پر صبر کرے) تو وہ آگ میں نہیں جائے گا مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔''

(١٥٤٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ التَّيْمِيِّ......

عَنْ أَبِي حَسَّانَ، قَالَ: تُوُفِّيَ ابْنَانِ لِي، فَأَتَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا تُحَدِّثُنَا يُسَخِّي بِأَنْفُسِنَا عَنْ مَوْتَانَا؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ، يَقُولُ: ((صِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ يَتَلَقَّى أَحَدُهُمْ أَبَاهُ، أَوْ قَالَ: أَبَوَيْهِ، فَيَأْخُذُ بِيَدِهِ كَمَا آخُذُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِكَ هٰذَا، فَلا يُفَارِقُهُ حَتَّى يُدْخِلَهُ اللّٰهُ وَإِيَّاهُ الْجَنَّةَ۔))

جناب ابوحسان رحمہ اللہ نے کہا: میرے دو بیٹے فوت ہوگئے۔ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: کیا آپ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی حدیث سن رکھی ہے جس سے ہمارا دل فوت شدگان کے حوالہ سے مطمئن اور خوش ہو جائے تو وہ ہمیں بیان کیجئے، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''چھوٹے بچے تو جنت کے کیڑے ہیں (یعنی جنت سے جدا نہ ہوں گے جیسے پانی کا کیڑا پانی سے جدا نہیں ہوتا۔) وہ اپنے باپوں سے ملیں گے یا کہا کہ ماں باپ سے ملیں گے اور ان کا ہاتھ پکڑیں گے جیسے میں اس وقت تیرے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے ہوں، پھر نہ چھوڑیں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو اوران کے باپوں کو جنت میں داخل کرے گا۔''

(١٥٤٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ......

(١٥٤٤) أخرجه مسلم: ٢٦٣٥

(١٥٤٥) أخرجه البخاري: ١٣٨١

عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنَ النَّاسِ مُسْـلِـمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں (پھر وہ ان پر صبر کرے) تو اللہ تعالیٰ ان (بچوں) پر اپنی رحمت زیادہ ہونے کے باعث اس (مسلمان) کو جنت میں داخل فرمائے گا۔''

شرح: ((لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ۔)) ''بالغ ہونے سے پہلے۔'' ابن شمیل نے کہا: اس جملے کا معنی ہے کہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے سے پہلے فوت ہو جائیں کہ جس عمر کے بعد گناہ لکھے جاتے ہیں۔ حنث گناہ کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ گناہ کی عمر (بلوغت) کو نہ پہنچے ہوں کیونکہ بلوغت سے پہلے بچے کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيمِ﴾...... ''اور وہ بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کیا کرتے تھے۔'' (سورۂ واقعہ: ۴۶)

بعض علماء کے نزدیک آیت میں بڑے گناہوں سے مراد شرک ہے جبکہ بعض کے نزدیک جھوٹی قسم مراد ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد قسم اُٹھا کر پورا نہ کرنا ہے۔ واللہ اعلم

(١٥٤٦)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ ، حَـدَّثَـنَـا الـنَّـضْـرُ بْـنُ شُمَيْلٍ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ ، قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدَرِيِّ ، أَنَّ النِّسَاءَ ، قُلْنَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ ، فَاجْعَلْ لَنَا مِـنْ نَـفْسِكَ مَـوْعِـدًا نَـأْتِكَ فِيهِ ، فَوَاعَدَهُنَّ مِيعَـادًا ، فَأَتَاهُنَّ فَوَعَظَهُنَّ ، فَقَالَ لَهُنَّ فِيمَا يَـقُولُ: ((مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثًا إِلا كَانُوا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَيْنِ يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ؟ فَـإِنَّهُ قَدْ مَاتَ لِي اثْنَانِ ، قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((وَاثْنَانِ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے کہا: (آپ سے فائدہ اُٹھانے میں) مرد حضرات ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں اس لیے آپ اپنی طرف سے ہمارے (وعظ کے) لیے بھی کوئی دن مقرر فرما دیں جس میں ہم آپ کے پاس آئیں۔ تو آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرما لیا، اس دن آپ عورتوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں وعظ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بات بھی تھی: ''جو کوئی عورت تم میں سے اپنے تین بچے

(١٥٤٦) أخرجه البخاري: ١٠١ ، و مسلم: ٢٦٣٣

آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لیے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے۔'' ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر دو بچے بھیج دے تو کیونکہ میرے دو بچے فوت ہو چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، دو کا بھی یہی حکم ہے۔''

(١٥٤٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلا الْجَنَّةُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں اپنے مومن بندے کے کسی پیارے اور محبوب کی جان قبض کروں، پھر وہ اس پر ثواب کا طلبگار رہے تو میرے پاس اس کے لیے جنت کے علاوہ اور کوئی بدلہ نہیں۔''

(١٥٤٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا لِعَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ إِذَا قَبَضْتُ صِفْوَتَهُ مِنَ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلا الْجَنَّةُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جب میرا مومن بندہ اپنے کسی محبوب اور پیارے کی وفات پر احتساب کا طالب رہتا ہے تو جنت کے علاوہ اس کا کوئی بدلہ نہیں۔''

(١٥٤٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي سِنَانٍ ، قَالَ: دَفَنْتُ ابْنِي سِنَانًا ،

جناب ابوسنان رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں اپنے بیٹے سنان کو دفن

(١٥٤٧) أخرجه البخاري: ٦٤٢٤

(١٥٤٨) انظر الحديث السابق

(١٥٤٩) حسن ......أخرجه الترمذي: ١٠٢١ عن ابى سنان

وَأَبُـو طَـلْـحَةَ الْـخَوْلانِيُّ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ الْخُرُوجَ أَخَذَ بِيَدِي فَأَخْرَجَنِي، فَـقَـالَ: أَلا أُبَشِّـرُكَ، حَـدَّثَـنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عَـرْزَبٍ، عَـنْ أَبِـي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا مَـاتَ وَلَـدُ الْعَبْدِ، قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لِـلْمَلائِكَةِ: أَقَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَـالَ: أَقَبَـضْـتُـمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَـمَـا قَـالَ؟ قَـالُـوا: اسْتَرْجَعَ وَحَمِدَكَ، قَالَ: ابْـنُـوا لَـهُ بَيْتًـا فِـي الْـجَـنَّةِ، وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔))

کر رہا تھا تو ابوطلحہ خولانی قبر کے کنارے پر تھے۔ جب میں نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ تھام کر باہر نکالا اور کہا: کیا میں تجھے خوشخبری نہ دوں؟ مجھے ضحاک بن عرزب نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کا بیٹا فوت ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: کیا تم نے میرے بندے کے بیٹے کو قبض کرلیا؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا تم نے میرے بندے کے جگر گوشے کو فوت کر دیا؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: تب میرے بندے نے کیا کہا تھا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اس نے تیرا شکر ادا کیا تھا اور ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ .... پڑھا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تم میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنادو اور اس کا نام رکھ دو ''بیت الحمد'' یعنی شکرانے کا گھر۔''

(١٥٥٠)۔ أنـا أَبُـو مُـحَـمَّـدٍ الْـجَـوْزَجَـانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُـلَيْـبٍ، حَـدَّثَـنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالا: نا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ بَارِقٍ الْحَنَفِيُّ......

قَـالَ: سَـمِـعْـتُ جَـدِّي أَبَـا أُمِّـي سِمَاكَ بْنَ الْـوَلِـيدِ، يُـحَـدِّثُ أَنَّـهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّـاسٍ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ كَـانَ لَـهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: ((وَمَنْ كَانَ لَهُ فَـرَطٌ يَـا مُـوَفَّقَةُ۔)) فَقَالَتْ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَـرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ، فَقَالَ: ((فَأَنَا فَرَطٌ لأُمَّتِي،

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میری امت میں سے جس شخص کے دو بچے (فوت ہوکر) آگے پہنچ گئے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے بدلے اس آدمی کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: آپ کی امت میں سے جس کا ایک پیش رو (میر منزل) ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے نیک توفیق دی گئی عورت! جس کا ایک ہوتو وہی کافی ہے۔'' پھر عرض کیا: اور جس کا

(١٥٥٠) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ١٠٦٢

لَنْ يُصَابُوا بِمِثْلِي۔))

کوئی بھی فوت ہو کر آگے نہ گیا ہو (تو اس کا کیا اجر ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی امت کے ہر شخص کا میر منزل (پیش رو) ہوں، ان کو کسی کی جدائی کا اس قدر صدمہ نہیں جس قدر میری جدائی کا صدمہ ہے۔''

(53)......بَابُ التَّعْزِيَةِ

مصیبت زدہ کو تسلی دینے کا بیان

(١٥٥١)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الإِسْمَاعِيلِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَكِيمِ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ عَزَّى مُصَابًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اسے بھی مصیبت زدہ کے برابر ثواب ملے گا۔''

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: حدیث بالا کی سند میں مذکور راوی عبدالحکیم بن منصور کی کنیت ابو سفیان خزاعی ہے جو کہ واسط شہر کے رہنے والے تھے۔

مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور تعزیت کے لیے لوگ آئے تو انہوں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی ہر مصیبت میں صبر دینے والے ہیں، اور فوت شدہ کے نائب ہیں اور ہر چھن جانے والی چیز کا نعم البدل عنایت کرنے والے ہیں لہٰذا اللہ ہی پر بھروسہ کرو، اسی کی ذات سے امید رکھو، یقیناً اصل مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو پریشانی اور مصیبت کے ثواب سے محروم کر دیا جائے۔ (درج ذیل فائدے پر غور کریں)

فائدہ: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوا قَائِلا، يَقُولُ: إِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ، وَخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ، وَدَرَكًا مِنْ كُلِّ مَا فَاتَ، فَبِاللّٰهِ فَثِقُوا، وَإِيَّاهُ فَارْجُوا، فَإِنَّ الْمُصَابَ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ۔ ...... جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو فرشتوں نے صحابہ سے تعزیت کی، وہ آواز سن رہے تھے، لیکن کسی وجود کو نہیں دیکھ رہے تھے، فرشتوں نے کہا: اے اہل بیت! السلام علیکم و رحمة الله و برکاته، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی

(١٥٥١) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ١٠٧٣، وابن ماجه: ١٦٠٢

ہر مصیبت میں صبر دینے والا ہے اور فوت ہونے والے کا نائب ہے، لہٰذا اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی کی ذات سے امید رکھو، محروم اور بدنصیب تو وہ شخص ہوتا ہے، جو ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔ (مستدرك حاكم: ٤٣٩١، وقال: هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه، وقال الذهبي في التلخيص: صحيح)

(54)......بَابُ الطَّعَامِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ

میت والوں کے لیے کھانا تیار کرنا

(١٥٥٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ صَاعِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانِ بْنِ مِهْرَانَ الْمُقْرِءُ النَّيْسَابُورِيُّ، بِهَا، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ بِلَالٍ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الرَّبِيعِ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِصْنَعُوا لآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ۔))

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو، ان کے پاس وہ چیز آ گئی ہے جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔“

تشریح: حدیث مبارکہ میں وضاحت ہے کہ آپ ﷺ نے یہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع موصول ہوئی تھی۔ بعض اہل علم کا یہی موقف ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرنا چاہیے بلکہ اس کو مستحب اور پسندیدہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہ سب عالم پریشانی میں ہوتے ہیں لہٰذا رشتہ داروں اور اہل محلّہ کا فرض ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کریں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ میت کے پاس جانور ذبح کرنا جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں (میت یا قبر کے پاس) جانور ذبح کرنا جائز نہیں۔“

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے کہا: جاہلیت والے قبر کے پاس جانور ذبح کر کے لوگوں میں اس کا گوشت تقسیم کرتے تھے اور یہ ذہن رکھتے تھے کہ فوت شدہ کی طرف سے مہمانی کی جا رہی ہے جیسے وہ اپنی زندگی میں مہمان نوازی اور ضیافت کیا کرتا تھا۔

مروی ہے کہ نبی ﷺ تین دن جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے پاس تشریف نہ لائے، پھر ان کے پاس آئے اور فرمایا: ”آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”میرے بھتیجوں کو بلاؤ۔“ (عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں:) ہمیں آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا گویا کہ ہم چوزے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نائی کو بلاؤ! آپ نے نائی کو حکم دیا تو اس نے ہمارے سروں کو مونڈھ دیا۔“ (صحیح ابوداود: ٤١٩٢، نسائی: ٥٢٤٢)

(١٥٥٢) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٣١٣٢، والترمذي: ٩٩٨، وابن ماجه: ١٦١٠

(55)......بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

قبروں کی زیارت کرنا

(١٥٥٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا مُعَرِّفُ بْنُ وَاصِلٍ، عَنْ مُحَارِبٍ هُوَ ابْنُ دِثَارٍ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، فَإِنَّ زِيَارَتَهَا تُذَكِّرُ۔)) وَقَالَ: ((نَهَيْتُكُمْ عَنِ الأَشْرِبَةِ إِلا فِي ظُرُوفِ الأَدَمِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ أَنْ لا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا۔)) وَقَالَ: ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الأَضَاحِي أَنْ لا تَأْكُلُوا بَعْدَ ثَلاثَةٍ، فَكُلُوا وَانْتَفِعُوا بِهَا فِي أَسْفَارِكُمْ۔))

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو (اب) ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ ان کی زیارت آخرت یاد دلاتی ہے۔'' اور آپ نے فرمایا: ''میں نے چمڑے کے برتنوں کے علاوہ برتنوں میں مشروبات پینے سے تمہیں منع کیا تھا۔ اب تم ہر برتن میں پیو مگر نشہ آور مشروب سے بچو۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہیں تین دن سے زائد قربانیوں کا گوشت کھانے سے روکا تھا اب تم کھا سکتے ہو اور سفروں میں ساتھ لے جا کر فائدہ حاصل کر سکتے ہو۔''

(١٥٥٤)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ، فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ، فَقَالَ: ((اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا، فَلَمْ يَأْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا، فَأَذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی، آپ خود بھی روئے اور جو لوگ آپ کے ہمراہ تھے وہ بھی اشکبار ہو گئے، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت نہیں دی اور میں نے اپنے رب سے ان کی قبر کی زیارت

(١٥٥٣) أخرجه مسلم: ٩٧٧

(١٥٥٤) أخرجه مسلم: ٩٧٦

کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دے دی،
اس لیے قبروں کی زیارت کیا کرو، یہ تمہیں موت کی یاد
دلائے گی۔"

شرح: کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ والے سال اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کی، آپ کی والدہ محترمہ کی قبر مقام "ابواء" میں ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ جب آپ ﷺ نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ کے ہمراہ ایک ہزار اسلحہ پوش شہسوار تھے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: مرد حضرات کے لیے تو قبروں کی زیارت کی عام اجازت ہے۔ اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے البتہ عورتوں کے لیے کبھی کبھار جانے کا جواز تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قبرستان میں جا کر مدفونین کے لیے کس طرح دعا کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ تم جایا ہی نہ کرو بلکہ فرمایا: ((اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ......)) (مسلم، جنائز: ۹۷۴) البتہ عورتوں کے لیے بکثرت قبرستان جانا درست نہیں، کیونکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے: "قبروں کی بکثرت زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔" (حسن، ترمذی: ۱۰۵۶، ابن ماجہ: ۱۵۷۶)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی، ان کو سجدہ گاہ بنانے والی اور قبروں پر چراغ جلانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ضعیف، ابوداود: ۳۲۳۶، ترمذی: ۳۲۰)

فائدہ: قبروں کی زیارت سے مراد عام قبرستان میں جانا ہے جہاں اپنے دوستوں اور بزرگوں کی قبریں ہوں نہ کہ کسی دربار یا خاص قبر کی زیارت کے لیے جانا، ایسا کرنا شریعت میں ناجائز ہے، اپنے متعلقین کی قبروں کو دیکھ کر انسان کے ذہن میں یہ سوچ پیدا ہوتی ہے کہ جس طرح یہ لوگ کبھی ہمارے ساتھ تھے لیکن آج ہم سے جدا ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ایک دن یہ دنیا چھوڑ کر رب کے دربار میں حاضر ہو جائیں گے، پھر ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

جن قبروں پر عمارتیں تعمیر کی گئی ہوں وہاں جا کر آخرت کی یاد کا مقصد حاصل نہیں ہوتا کیونکہ توجہ دنیا کی بے ثباتی کی طرف نہیں ہوتی بلکہ عمارت کے نقش و نگار اور عمارت کی خوبصورتی اور اس کی تعمیر کا انداز انسان کی توجہ کو مشغول کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے قبروں کی زیارت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ قبروں کی زیارت کا طریقہ یہی ہے کہ وہاں جا کر مدفون مسلمانوں کے لیے دعائے خیر کی جائے اور ہر طرح کے غیر شرعی، بدعتی اور شرکیہ امور سے باز رہا جائے۔ (ع،س)

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ قبروں کی زیارت کرنے پر خواتین پر لعنت کا تعلق زیارت قبور کی رخصت سے پہلے کے ساتھ ہے۔ جب رخصت اور اجازت دی گئی تو مرد اور عورتوں دونوں کو دی گئی اور اس اجازت میں عموم ہے۔

بعض علماء اب بھی عورتوں کے قبرستان جانے کو کراہت کی نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے اور وہ

بہت زیادہ واویلا مچاتی ہیں۔

باقی رہا عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا تو اس سلسلہ میں انہیں مطلقاً کوئی رخصت نہیں۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا لیکن پختہ حکم نہیں دیا گیا۔ (صحیح بخاری: ۱۲۷۸، صحیح مسلم: ۹۳۸)

فائدہ: پختہ حکم کا مطلب حرمت کی صراحت ہے۔ یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع تو فرمایا لیکن زیادہ سختی سے نہیں گویا سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق جنازے کے ساتھ عورتوں کا جانا حرام نہیں مکروہ ہے اور مکروہ سے اجتناب ہی افضل ہوتا ہے البتہ نماز جنازہ میں عورتوں کا شریک ہونا جائز ہے۔ (مسلم: ۹۷۳) (ع،س)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو کچھ عورتوں کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گناہ لے کر، ثواب سے محروم ہو کر واپس چلی جاؤ۔'' (ضعیف، ابن ماجہ: ۱۵۷۸)

جناب عبداللہ بن ملیکہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بمقام حبشی (مکے کے قریب ایک جگہ کا نام ہے) وفات پائی تو انہیں مکہ لا کر دفن کیا گیا، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں تو اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر گئیں اور یہ دو شعر پڑھے: ''ہم دونوں جزیمہ بادشاہ کے دو ہم نشینوں کی طرح زمانہ بھر ایک ساتھ رہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ کبھی جدا نہ ہوں گے۔ پھر جب ہم جدا جدا ہو گئے تو یوں لگا جیسے میں اور مالک باوجود مدتوں ساتھ رہنے کے گویا ایک رات بھی ساتھ نہیں رہے۔''

پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر میں موقع پر موجود ہوتی تو تم کو وہیں دفن کرواتی جہاں تم فوت ہوئے تھے اور اگر موت کے وقت میں تمہیں دیکھ لیتی تو اب کبھی قبر پر نہ آتی۔ (ضعیف، ترمذی: ۱۰۵۵) میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح دفن ہو جانے کے بعد بغیر کسی شدید ضرورت کے نعش کو نکال کر دوسرے مقام پر دفنانا بھی ناپسندیدہ ہے (جیسے آج کل امانتاً میت دفنانے کا رواج ہے)

فائدہ: عمومی طور پر بھی اسلام میت کی منتقلی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا، البتہ اشد ضرورت اور مجبوری ہو تو وفات کی جگہ سے منتقل بھی ہو سکتی ہے۔ (ع،س)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد والے دن شہدائے اُحد کو بقیع قبرستان میں دفن کرنے کے لیے مدینہ منورہ منتقل کیا گیا تو ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں شہدائے اُحد کو ان کی شہادت کے مقام میں واپس لانے کا حکم فرماتے ہیں، چنانچہ ہم انہیں واپس لے گئے۔

(صحیح، ابو داود: ۳۱۶۵، ترمذی: ۱۷۱۷، نسائی: ۲۰۰۳، ابن ماجہ: ۱۵۱۶)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جنگ اُحد کا وقت قریب آ گیا تو مجھے میرے باپ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رات کو بُلا کر کہا کہ مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ میں کل شہید ہو جاؤں گا اور وہ اگلے دن سب سے پہلے شہید ہوئے، قبر میں آپ کے ساتھ میں نے ایک دوسرے شخص کو بھی دفن کیا تھا، لیکن میرا دل نہیں مانا کہ انہیں دوسرے صاحب کے ساتھ یوں ہی قبر

میں رہنے دوں۔ چنانچہ چھ مہینے کے بعد میں نے ان کی لاش کو قبر سے نکالا دیکھا تو صرف کان تھوڑا سا گلنے کے سوا باقی سارا جسم اسی طرح تھا جس طرح دفن کیا گیا تھا۔(صحیح بخاری: ۱۳۵۱)

مروی ہے کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ وادیٔ عقیق میں فوت ہوئے تو ان کی لاشوں کو مدینہ منورہ لا کر دفن کیا گیا اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی نعش جُرف سے منتقل کی گئی تھی۔ کسی مجبوری کے پیشِ نظر ایسا کیا جا سکتا ہے مگر پسندیدہ بات پہلے والی ہی ہے۔

(56)......بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ

قبرستان میں جا کر کیا کہے؟

(۱۵۵۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ الْكُرْكَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ......

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ، وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ۔))

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان جاتے وقت انہیں یہ دعا پڑھنا سکھاتے تھے: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ، وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ۔)) ''اے اس قبرستان کے مسلمان اور مومن بندو! تم پر سلامتی ہو، یقیناً ہم بھی اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔ تم ہم سے پہلے آ گئے ہو، ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے خیریت وسلامتی کی دعا کرتے ہیں۔'' ایک سند میں یہ الفاظ ہیں: ''اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے خیریت وسلامتی کی دعا کرتے ہیں۔''

تشریح: امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں ایک نکتے کی بات ہے اور وہ یہ کہ فوت شدگان اور زندوں کو دعا دینے کا انداز ایک جیسا ہے یعنی نام ذکر کرنے سے پہلے دعائیہ کلمات ذکر کیے جائیں اور یہی اسلوب ہر خیر وبرکت والی دعا میں اختیار کیا جائے، جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: ﴿رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ

(۱۵۵۵) أخرجه مسلم: ۹۷۵

الْبَيْتِ﴾ .... ''تم پر اے اس گھر کے لوگو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔'' (سورۂ ہود: ۷۳)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿سَلَامٌ عَلَىٰٓ إِلْيَاسِينَ﴾ .... ''کہ الیاس پر سلام ہو۔'' (سورۂ صافات: ۱۳۰)۔ اور اس کے برعکس یعنی بددعا کے موقع ومحل پر دعائیہ کلمات سے قبل نام ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِىٓ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ﴾ .... ''اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت و پھٹکار ہے۔'' (سورۂ ص: ۷۸)

مروی ہے کہ سیدنا جابر بن سُلیم ہجیمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو ان الفاظ میں سلام کیا: علیکم السلام۔ ''آپ پر سلامتی ہو۔'' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''علیکم السلام'' کے الفاظ کے ساتھ تو فوت شدگان کو سلام کیا جاتا ہے۔ تو اس طرح کہہ: سلام علیک۔'' اس حدیث مبارکہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ فوت شدگان کو ''علیکم السلام'' کے الفاظ کے ساتھ سلام کرنا سنت طریقہ ہے بلکہ اس سے مقصود یہ تھا کہ عربی زبان اور اہل عرب کے ہاں یہ اسلوب پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے اشعار وغیرہ میں مردوں کو سلام کرتے وقت ناموں کا تذکرہ پہلے کرتے ہیں اور دعائیہ کلمات کا ذکر بعد میں، جیسے شماخ کا شعر ہے:

عَـلَيْكَ سَـلامٌ مِـنْ أَمِيرٍ وَبَارَكَتْ   يَـدُ الـلّٰـهِ فِى ذَاكَ الأَدِيمِ الْمُمَزَّقِ

''تجھ پر سلامتی ہو امیر کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ برکت فرمائے اس بوسیدہ چمڑے میں۔'' (یعنی نعش پر)

اور اس قسم کے دیگر اشعار میں یہی اسلوب ملحوظ رکھا گیا ہے جو باب المراثی میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

((وَإِنَّـا إِنْ شَـاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لاحِقُونَ۔)) ''اور ہم ان شاءاللہ تمہیں ملنے والے ہیں۔'' اس جملے میں استثناء بطور شک وشبہ کے نہیں ہے بلکہ یہ زبان وادا کا ایک خاص انداز ہے جس سے گفتگو انتہائی خوبصورت اور پرکشش ہو جاتی ہے۔ عربی زبان میں ایسا بکثرت ہے مثلاً آپ کسی سے کہیں: اگر آپ نے مجھ سے حسن سلوک کیا تو ان شاءاللہ مجھے اپنا شکرگزار پائیں گے۔ یا اگر آپ مجھ پر اعتماد کریں گے تو ان شاءاللہ میں خیانت کا مرتکب نہیں ہوگا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع احوال میں لفظ ان شاءاللہ کا استعمال محمود اور مستحسن ہے خواہ معاملے میں شک وشبہ کا کوئی پہلو نہ پایا جاتا ہو۔ اس قسم کے جملوں میں پوری طرح عاجزی اور بیچارگی پائی جاتی ہے کہ اللہ کی توفیق اور عنایت کے بغیر انسان کچھ کرنے کے قابل نہیں۔ قرآن مجید میں یہ انداز موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بابت خبر دی کہ جب انہوں نے اپنے والد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ذبح کرنے کی تجویز پر جواب دیا تو کہا: ﴿سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّـٰبِرِينَ﴾ .... ''ان شاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔'' (سورۂ صافات: ۱۰۲)

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا، انہوں نے کہا: ﴿سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّـٰبِرِينَ﴾ .... ''ان شاءاللہ آپ صبر کرنے والا پائیں۔'' (سورۂ کہف: ۶۹)

سیدنا یوسف علیہ السلام نے کہا: ﴿ٱدْخُلُوا۟ مِصْرَ إِن شَآءَ ٱللَّهُ ءَامِنِينَ﴾ .... ''اللہ کو منظور ہے تو آپ سب امن وامان کے ساتھ مصر میں آجاؤ۔'' (سورۂ یوسف: ۹۹)

سیدنا شعیب علیہ السلام نے کہا: ﴿سَتَجِدُنِیٓ إِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ .... ''اللہ کو منظور ہے تو آگے چل کر آپ مجھے بھلا آدمی پائیں گے۔'' (سورۂ قصص: ۲۷)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سیدنا محمد ﷺ کو بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ إِنۡ شَآءَ اللّٰهُ آمِنِينَ﴾ .... ''ان شاء اللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے۔'' (سورۂ فتح: ۲۷)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَیۡءٍ إِنِّی فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا۔ إِلَّا أَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ .... ''اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا مگر ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ لینا۔'' (سورۂ کہف: ۲۳،۲۴)

بہرحال اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ گفتگو میں ان شاء اللہ بولنا ایک ادب ہے جس کی شریعت میں تلقین کی گئی ہے۔

بعض علماء نے کہا کہ اس دعا میں لفظ ان شاء اللہ کا ربط وتعلق موت سے نہیں بلکہ ایمان والی موت کے ساتھ ہے تو اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم ان شاء اللہ تم سے ایمان کی حالت میں آملیں گے۔

(١٥٥٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَتْ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا وَإِيَّاكُمْ مُتَوَاعِدُونَ غَدًا وَمُؤَجَّلُونَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ کی باری جب میرے پاس ہوتی تو آخر شب بقیع قبرستان کی طرف نکلتے اور کہتے: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا وَإِيَّاكُمْ مُتَوَاعِدُونَ غَدًا وَمُؤَجَّلُونَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ" (تم پر سلامتی ہو اے مومن لوگوں کی بستی والو! ہم اور تم کل کو وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہیں اور کچھ تاخیر سے آنے والے ہیں، اور یقیناً جب اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ! بقیع غرقد میں مدفون مسلمانوں کو معاف فرما۔)

تشریح **فائدہ:** اس دعائے نبوی کا آخری جملہ بقیع قبرستان والوں سے متعلقہ ہے، اس لیے دوسرے قبرستانوں پر ان کا نام لیا جائے گا۔ (م،م)

(١٥٥٦) أخرجه مسلم: ٩٧٤